

قاموس العلوی

یعنی مکتوبات حضرت مولانا محمد قاسم علیہ الرحمۃ والذی رحمۃ اللہ علیہ

أنوار النجفی

از پروفیسر محمد انوار الحسن شیرکوٹی

بلاشرانے قمریہ میڈیٹرڈ بازار لاہور

قاسم العلوم: فارسی مکتوبات

حجۃ الاسلام علامہ قاسم نانوتوی^{رح}

انوار النجوم: اردو ترجمہ مکتوبات

مترجم: پروفیسر علامہ انوار الحسن شیرکوٹی^ط

فاضل دارالعلوم دیوبند، تلمیذ رشید علامہ شبیر احمد عثمانی^{رح}

پیشکش: طوبی ریسرچ لائبریری

قاسم العلوم

مع اردو ترجمہ

انوار النجوم

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ
بانی دارالعلوم دیوبند کے فارسی میں مجتہدانہ علمی خطوط
جو معرفت ربانی اور کشفیات الہامی کا مرقع اور جلوۂ
قدرت کا شاہکار ہیں مع اردو ترجمہ و حواشی

1667
215/1

مترجمہ
پروفیسر محمد انوار الحسن شیرکوٹی
۱۲۹۔ ڈی پی پی کالونی لاہور

BOOK CENTRE
BOOK SELLERS & STATIONERS
Halder Road RAWALPINDI
Phone No. 65234

پبلشرز
ناشران قرآن لمیٹڈ۔ ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور

فون: ۶۸۵۸۱

تاریخی یادداشتیں

- ۱۔ نام کتاب قاسم العلوم
- ۲۔ مصنف فلاں مکتوبات حضرت مولانا قاسم صاحب
- ۳۔ نام ترجمہ انوار النجوم
- ۴۔ مترجم مکتوبات پروفیسر محمد ادرار الحسن شیر کوٹی
- ۵۔ ناشر ناشران قرآن لاہور
- ۶۔ کاتب منشی احسان ونشی علم الدین صاحب
- ۷۔ تعداد ایک ہزار
- ۸۔ سال طباعت ۱۳۹۲ھ، ۱۹۷۲ء
- ۹۔ قیمت

ملنے کا پتہ

- ۱۔ ناشران قرآن لمیٹڈ، ۳۸۔ آندو بازار لاہور
- ۲۔ ڈاکٹر انصار الحسن ناظم مکتبہ انوار

انتساب

میں مکتوبات امام المتکلمین حضرت مولانا محمد قاسم
صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی دارالعلوم دیوبند کے اس
ترجمہ کا جو مسیری کاوش قلبی و دماغی و علمی کا نتیجہ
ہے اپنے شیخ و استاذ حضرت مولانا محمد انور شاہ
صاحب رحمۃ اللہ علیہ سابق شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند
کیطرت سے کرتا ہوں اور اُن کی روح سے دعا کا طلبگار

ہوں۔

محمد انوار الحسن مرحوم

فہرست مضامین قاسم العلوم مکتوبات مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ	برزخ	عنوانات	صفحہ	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	تشریح لفظ احوال کا	۵	۲۰	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۲۵	۳۹	اسلم کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۹
۲	دارالعلوم کی عمارات	۶	۲۱	حدیث شریف کی کتاب	۲۶	۴۰	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۴۰
۳	ایضات قاضی	۶	۲۲	پہلا کتب خانہ مولوی محمد فاضل	۲۹	۴۱	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۴۱
۴	دارالعلوم اکابریت کی نظریہ	۷	۲۳	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۰	۴۲	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۴۲
۵	مولانا محمد قاسم کا برکت کی نظریہ	۸	۲۴	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۱	۴۳	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۴۳
۶	قاسم اسلام کی اجتہادی قوت	۱۰	۲۵	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۲	۴۴	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۴۴
۷	امام ابن ہمام اور ترمذی	۱۰	۲۶	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۳	۴۵	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۴۵
۸	مولانا محمد قاسم کی روشنی	۱۱	۲۷	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۴	۴۶	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۴۶
۹	روحانی تعلیم چاند دارالعلوم کی	۱۲	۲۸	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۵	۴۷	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۴۷
۱۰	بنیاد دوسرا اور سرکاری شادی	۱۳	۲۹	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۶	۴۸	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۴۸
۱۱	تلاش در حدیث و فقہ	۱۴	۳۰	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۷	۴۹	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۴۹
۱۲	مناظرہ تفسیرات و وفات	۱۵	۳۱	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۸	۵۰	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۵۰
۱۳	کتابت قاسم العلوم	۱۶	۳۲	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۹	۵۱	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۵۱
۱۴	حرف حقیقت قاسم العلوم کا بیان	۱۷	۳۳	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۰	۵۲	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۵۲
۱۵	تفصیل کتب خانہ	۱۸	۳۴	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۱	۵۳	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۵۳
۱۶	چرا اسلام کا اخلاق	۱۹	۳۵	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۲	۵۴	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۵۴
۱۷	وضاحت کی طبی	۲۰	۳۶	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۳	۵۵	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۵۵
۱۸	توفیق ترمذی و خاص	۲۱	۳۷	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۴	۵۶	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۵۶
۱۹	حالات مترجم	۲۲	۳۸	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۵	۵۷	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۵۷
۲۰	کتب خانہ ترمذی و قاسم العلوم	۲۳	۳۹	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۶	۵۸	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۵۸
۲۱	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۲۴	۴۰	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۷	۵۹	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۵۹
۲۲	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۲۵	۴۱	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۸	۶۰	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۶۰
۲۳	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۲۶	۴۲	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۹	۶۱	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۶۱
۲۴	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۲۷	۴۳	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۰	۶۲	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۶۲
۲۵	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۲۸	۴۴	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۱	۶۳	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۶۳
۲۶	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۲۹	۴۵	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۲	۶۴	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۶۴
۲۷	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۰	۴۶	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۳	۶۵	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۶۵
۲۸	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۱	۴۷	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۴	۶۶	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۶۶
۲۹	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۲	۴۸	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۵	۶۷	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۶۷
۳۰	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۳	۴۹	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۶	۶۸	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۶۸
۳۱	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۴	۵۰	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۷	۶۹	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۶۹
۳۲	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۵	۵۱	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۸	۷۰	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۷۰
۳۳	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۶	۵۲	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۹	۷۱	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۷۱
۳۴	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۷	۵۳	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۶۰	۷۲	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۷۲
۳۵	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۸	۵۴	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۶۱	۷۳	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۷۳
۳۶	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۳۹	۵۵	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۶۲	۷۴	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۷۴
۳۷	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۰	۵۶	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۶۳	۷۵	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۷۵
۳۸	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۱	۵۷	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۶۴	۷۶	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۷۶
۳۹	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۲	۵۸	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۶۵	۷۷	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۷۷
۴۰	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۳	۵۹	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۶۶	۷۸	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۷۸
۴۱	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۴	۶۰	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۶۷	۷۹	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۷۹
۴۲	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۵	۶۱	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۶۸	۸۰	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۸۰
۴۳	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۶	۶۲	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۶۹	۸۱	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۸۱
۴۴	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۷	۶۳	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۷۰	۸۲	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۸۲
۴۵	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۸	۶۴	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۷۱	۸۳	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۸۳
۴۶	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۴۹	۶۵	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۷۲	۸۴	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۸۴
۴۷	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۰	۶۶	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۷۳	۸۵	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۸۵
۴۸	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۱	۶۷	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۷۴	۸۶	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۸۶
۴۹	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۲	۶۸	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۷۵	۸۷	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۸۷
۵۰	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۳	۶۹	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۷۶	۸۸	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۸۸
۵۱	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۴	۷۰	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۷۷	۸۹	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۸۹
۵۲	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۵	۷۱	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۷۸	۹۰	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۹۰
۵۳	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۶	۷۲	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۷۹	۹۱	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۹۱
۵۴	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۷	۷۳	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۸۰	۹۲	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۹۲
۵۵	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۸	۷۴	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۸۱	۹۳	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۹۳
۵۶	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۵۹	۷۵	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۸۲	۹۴	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۹۴
۵۷	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۶۰	۷۶	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۸۳	۹۵	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۹۵
۵۸	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۶۱	۷۷	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۸۴	۹۶	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۹۶
۵۹	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۶۲	۷۸	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۸۵	۹۷	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۹۷
۶۰	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۶۳	۷۹	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۸۶	۹۸	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۹۸
۶۱	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۶۴	۸۰	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۸۷	۹۹	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۹۹
۶۲	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۶۵	۸۱	غلام کتب خانہ دارالحدیث و غفر	۸۸	۱۰۰	دارالحدیث دارالحدیث و غفر	۱۰۰

نمبر	عنوانات	نمبر	عنوانات	نمبر	عنوانات	نمبر	عنوانات
۵۲	اصول الکفر فی اربع مباحث	۴۸	خلافت کی ریافت و اہلیت	۱۶۲	۱۰۳	۱۶۲	۱۰۳
۵۳	انبیاء علیہم السلام کی صحبت کے	۴۹	امامت قریش میں	۱۶۵	۱۰۴	۱۶۵	۱۰۴
۵۴	لئے ہر آدمی کی طبیعت کے	۵۰	عقیدہ و فرائض کے بارے میں منہج اور	۱۶۸	۱۰۵	۱۶۸	۱۰۵
۵۵	مستقل	۵۱	مغایرہ نظر رکھنا چاہئے	۱۶۹	۱۰۶	۱۶۹	۱۰۶
۵۶	عز و عزت پر مشورہ صریح بیعت	۵۲	صالح فاسق کے لئے جہاد و دعوت	۱۷۰	۱۰۷	۱۷۰	۱۰۷
۵۷	علیہ السلام کی بری فطرت کی نشانی	۵۳	اور جو میں ان کے لئے دعا دے اس	۱۷۱	۱۰۸	۱۷۱	۱۰۸
۵۸	آپ کا تقدیر پر ایمان رکھنا	۵۴	سزا و عذاب کا	۱۷۲	۱۰۹	۱۷۲	۱۰۹
۵۹	اور اولیاء و اولیاء کے حقوق	۵۵	فرائض کے استغفار کا	۱۷۳	۱۱۰	۱۷۳	۱۱۰
۶۰	محبت انبیاء و وفات اولیاء	۵۶	بیماری و طبیعت	۱۷۴	۱۱۱	۱۷۴	۱۱۱
۶۱	افعال کے صواب و رواج	۵۷	خلافت کے استغفار کا	۱۷۵	۱۱۲	۱۷۵	۱۱۲
۶۲	تعلیم پر عمل کا بار و بار	۵۸	خلافت کے استغفار کا	۱۷۶	۱۱۳	۱۷۶	۱۱۳
۶۳	گناہ اور فرائض کی حقیقت	۵۹	شہادت کا دائرہ	۱۷۷	۱۱۴	۱۷۷	۱۱۴
۶۴	مناظرہ مومن کا بغیر	۶۰	شہادت میں کی دو صورتیں	۱۷۸	۱۱۵	۱۷۸	۱۱۵
۶۵	ہر آدمی کی طبیعت کا	۶۱	بیماری و طبیعت	۱۷۹	۱۱۶	۱۷۹	۱۱۶
۶۶	سزا و عذاب کے بارے میں	۶۲	بیماری و طبیعت	۱۸۰	۱۱۷	۱۸۰	۱۱۷
۶۷	کفر و کفر کی حالت	۶۳	بیماری و طبیعت	۱۸۱	۱۱۸	۱۸۱	۱۱۸
۶۸	حالت کی	۶۴	بیماری و طبیعت	۱۸۲	۱۱۹	۱۸۲	۱۱۹
۶۹	کفر و کفر کی حالت	۶۵	بیماری و طبیعت	۱۸۳	۱۲۰	۱۸۳	۱۲۰
۷۰	کفر و کفر کی حالت	۶۶	بیماری و طبیعت	۱۸۴	۱۲۱	۱۸۴	۱۲۱
۷۱	کفر و کفر کی حالت	۶۷	بیماری و طبیعت	۱۸۵	۱۲۲	۱۸۵	۱۲۲
۷۲	کفر و کفر کی حالت	۶۸	بیماری و طبیعت	۱۸۶	۱۲۳	۱۸۶	۱۲۳
۷۳	کفر و کفر کی حالت	۶۹	بیماری و طبیعت	۱۸۷	۱۲۴	۱۸۷	۱۲۴
۷۴	کفر و کفر کی حالت	۷۰	بیماری و طبیعت	۱۸۸	۱۲۵	۱۸۸	۱۲۵
۷۵	کفر و کفر کی حالت	۷۱	بیماری و طبیعت	۱۸۹	۱۲۶	۱۸۹	۱۲۶
۷۶	کفر و کفر کی حالت	۷۲	بیماری و طبیعت	۱۹۰	۱۲۷	۱۹۰	۱۲۷
۷۷	کفر و کفر کی حالت	۷۳	بیماری و طبیعت	۱۹۱	۱۲۸	۱۹۱	۱۲۸
۷۸	کفر و کفر کی حالت	۷۴	بیماری و طبیعت	۱۹۲	۱۲۹	۱۹۲	۱۲۹
۷۹	کفر و کفر کی حالت	۷۵	بیماری و طبیعت	۱۹۳	۱۳۰	۱۹۳	۱۳۰
۸۰	کفر و کفر کی حالت	۷۶	بیماری و طبیعت	۱۹۴	۱۳۱	۱۹۴	۱۳۱
۸۱	کفر و کفر کی حالت	۷۷	بیماری و طبیعت	۱۹۵	۱۳۲	۱۹۵	۱۳۲
۸۲	کفر و کفر کی حالت	۷۸	بیماری و طبیعت	۱۹۶	۱۳۳	۱۹۶	۱۳۳
۸۳	کفر و کفر کی حالت	۷۹	بیماری و طبیعت	۱۹۷	۱۳۴	۱۹۷	۱۳۴
۸۴	کفر و کفر کی حالت	۸۰	بیماری و طبیعت	۱۹۸	۱۳۵	۱۹۸	۱۳۵
۸۵	کفر و کفر کی حالت	۸۱	بیماری و طبیعت	۱۹۹	۱۳۶	۱۹۹	۱۳۶
۸۶	کفر و کفر کی حالت	۸۲	بیماری و طبیعت	۲۰۰	۱۳۷	۲۰۰	۱۳۷
۸۷	کفر و کفر کی حالت	۸۳	بیماری و طبیعت	۲۰۱	۱۳۸	۲۰۱	۱۳۸
۸۸	کفر و کفر کی حالت	۸۴	بیماری و طبیعت	۲۰۲	۱۳۹	۲۰۲	۱۳۹
۸۹	کفر و کفر کی حالت	۸۵	بیماری و طبیعت	۲۰۳	۱۴۰	۲۰۳	۱۴۰
۹۰	کفر و کفر کی حالت	۸۶	بیماری و طبیعت	۲۰۴	۱۴۱	۲۰۴	۱۴۱
۹۱	کفر و کفر کی حالت	۸۷	بیماری و طبیعت	۲۰۵	۱۴۲	۲۰۵	۱۴۲
۹۲	کفر و کفر کی حالت	۸۸	بیماری و طبیعت	۲۰۶	۱۴۳	۲۰۶	۱۴۳
۹۳	کفر و کفر کی حالت	۸۹	بیماری و طبیعت	۲۰۷	۱۴۴	۲۰۷	۱۴۴
۹۴	کفر و کفر کی حالت	۹۰	بیماری و طبیعت	۲۰۸	۱۴۵	۲۰۸	۱۴۵
۹۵	کفر و کفر کی حالت	۹۱	بیماری و طبیعت	۲۰۹	۱۴۶	۲۰۹	۱۴۶
۹۶	کفر و کفر کی حالت	۹۲	بیماری و طبیعت	۲۱۰	۱۴۷	۲۱۰	۱۴۷
۹۷	کفر و کفر کی حالت	۹۳	بیماری و طبیعت	۲۱۱	۱۴۸	۲۱۱	۱۴۸
۹۸	کفر و کفر کی حالت	۹۴	بیماری و طبیعت	۲۱۲	۱۴۹	۲۱۲	۱۴۹
۹۹	کفر و کفر کی حالت	۹۵	بیماری و طبیعت	۲۱۳	۱۵۰	۲۱۳	۱۵۰
۱۰۰	کفر و کفر کی حالت	۹۶	بیماری و طبیعت	۲۱۴	۱۵۱	۲۱۴	۱۵۱
۱۰۱	کفر و کفر کی حالت	۹۷	بیماری و طبیعت	۲۱۵	۱۵۲	۲۱۵	۱۵۲
۱۰۲	کفر و کفر کی حالت	۹۸	بیماری و طبیعت	۲۱۶	۱۵۳	۲۱۶	۱۵۳
۱۰۳	کفر و کفر کی حالت	۹۹	بیماری و طبیعت	۲۱۷	۱۵۴	۲۱۷	۱۵۴
۱۰۴	کفر و کفر کی حالت	۱۰۰	بیماری و طبیعت	۲۱۸	۱۵۵	۲۱۸	۱۵۵
۱۰۵	کفر و کفر کی حالت	۱۰۱	بیماری و طبیعت	۲۱۹	۱۵۶	۲۱۹	۱۵۶
۱۰۶	کفر و کفر کی حالت	۱۰۲	بیماری و طبیعت	۲۲۰	۱۵۷	۲۲۰	۱۵۷
۱۰۷	کفر و کفر کی حالت	۱۰۳	بیماری و طبیعت	۲۲۱	۱۵۸	۲۲۱	۱۵۸
۱۰۸	کفر و کفر کی حالت	۱۰۴	بیماری و طبیعت	۲۲۲	۱۵۹	۲۲۲	۱۵۹
۱۰۹	کفر و کفر کی حالت	۱۰۵	بیماری و طبیعت	۲۲۳	۱۶۰	۲۲۳	۱۶۰
۱۱۰	کفر و کفر کی حالت	۱۰۶	بیماری و طبیعت	۲۲۴	۱۶۱	۲۲۴	۱۶۱
۱۱۱	کفر و کفر کی حالت	۱۰۷	بیماری و طبیعت	۲۲۵	۱۶۲	۲۲۵	۱۶۲
۱۱۲	کفر و کفر کی حالت	۱۰۸	بیماری و طبیعت	۲۲۶	۱۶۳	۲۲۶	۱۶۳
۱۱۳	کفر و کفر کی حالت	۱۰۹	بیماری و طبیعت	۲۲۷	۱۶۴	۲۲۷	۱۶۴
۱۱۴	کفر و کفر کی حالت	۱۱۰	بیماری و طبیعت	۲۲۸	۱۶۵	۲۲۸	۱۶۵
۱۱۵	کفر و کفر کی حالت	۱۱۱	بیماری و طبیعت	۲۲۹	۱۶۶	۲۲۹	۱۶۶
۱۱۶	کفر و کفر کی حالت	۱۱۲	بیماری و طبیعت	۲۳۰	۱۶۷	۲۳۰	۱۶۷
۱۱۷	کفر و کفر کی حالت	۱۱۳	بیماری و طبیعت	۲۳۱	۱۶۸	۲۳۱	۱۶۸
۱۱۸	کفر و کفر کی حالت	۱۱۴	بیماری و طبیعت	۲۳۲	۱۶۹	۲۳۲	۱۶۹
۱۱۹	کفر و کفر کی حالت	۱۱۵	بیماری و طبیعت	۲۳۳	۱۷۰	۲۳۳	۱۷۰
۱۲۰	کفر و کفر کی حالت	۱۱۶	بیماری و طبیعت	۲۳۴	۱۷۱	۲۳۴	۱۷۱
۱۲۱	کفر و کفر کی حالت	۱۱۷	بیماری و طبیعت	۲۳۵	۱۷۲	۲۳۵	۱۷۲
۱۲۲	کفر و کفر کی حالت	۱۱۸	بیماری و طبیعت	۲۳۶	۱۷۳	۲۳۶	۱۷۳
۱۲۳	کفر و کفر کی حالت	۱۱۹	بیماری و طبیعت	۲۳۷	۱۷۴	۲۳۷	۱۷۴
۱۲۴	کفر و کفر کی حالت	۱۲۰	بیماری و طبیعت	۲۳۸	۱۷۵	۲۳۸	۱۷۵
۱۲۵	کفر و کفر کی حالت	۱۲۱	بیماری و طبیعت	۲۳۹	۱۷۶	۲۳۹	۱۷۶
۱۲۶	کفر و کفر کی حالت	۱۲۲	بیماری و طبیعت	۲۴۰	۱۷۷	۲۴۰	۱۷۷
۱۲۷	کفر و کفر کی حالت	۱۲۳	بیماری و طبیعت	۲۴۱	۱۷۸	۲۴۱	۱۷۸
۱۲۸	کفر و کفر کی حالت	۱۲۴	بیماری و طبیعت	۲۴۲	۱۷۹	۲۴۲	۱۷۹
۱۲۹	کفر و کفر کی حالت	۱۲۵	بیماری و طبیعت	۲۴۳	۱۸۰	۲۴۳	۱۸۰
۱۳۰	کفر و کفر کی حالت	۱۲۶	بیماری و طبیعت	۲۴۴	۱۸۱	۲۴۴	۱۸۱
۱۳۱	کفر و کفر کی حالت	۱۲۷	بیماری و طبیعت	۲۴۵	۱۸۲	۲۴۵	۱۸۲
۱۳۲	کفر و کفر کی حالت	۱۲۸	بیماری و طبیعت	۲۴۶	۱۸۳	۲۴۶	۱۸۳
۱۳۳	کفر و کفر کی حالت	۱۲۹	بیماری و طبیعت	۲۴۷	۱۸۴	۲۴۷	۱۸۴
۱۳۴	کفر و کفر کی حالت	۱۳۰	بیماری و طبیعت	۲۴۸	۱۸۵	۲۴۸	۱۸۵
۱۳۵	کفر و کفر کی حالت	۱۳۱	بیماری و طبیعت	۲۴۹	۱۸۶	۲۴۹	۱۸۶
۱۳۶	کفر و کفر کی حالت	۱۳۲	بیماری و طبیعت	۲۵۰	۱۸۷	۲۵۰	۱۸۷
۱۳۷	کفر و کفر کی حالت	۱۳۳	بیماری و طبیعت	۲۵۱	۱۸۸	۲۵۱	۱۸۸
۱۳۸	کفر و کفر کی حالت	۱۳۴	بیماری و طبیعت	۲۵۲	۱۸۹	۲۵۲	۱۸۹
۱۳۹	کفر و کفر کی حالت	۱۳۵	بیماری و طبیعت	۲۵۳	۱۹۰	۲۵۳	۱۹۰
۱۴۰	کفر و کفر کی حالت	۱۳۶	بیماری و طبیعت	۲۵۴	۱۹۱	۲۵۴	۱۹۱
۱۴۱	کفر و کفر کی حالت	۱۳۷	بیماری و طبیعت	۲۵۵	۱۹۲	۲۵۵	۱۹۲
۱۴۲	کفر و کفر کی حالت	۱۳۸	بیماری و طبیعت	۲۵۶	۱۹۳	۲۵۶	۱۹۳
۱۴۳	کفر و کفر کی حالت	۱۳۹	بیماری و طبیعت	۲۵۷	۱۹۴	۲۵۷	۱۹۴
۱۴۴	کفر و کفر کی حالت	۱۴۰	بیماری و طبیعت	۲۵۸	۱۹۵	۲۵۸	۱۹۵
۱۴۵	کفر و کفر کی حالت	۱۴۱	بیماری و طبیعت	۲۵۹	۱۹۶	۲۵۹	۱۹۶
۱۴۶	کفر و کفر کی حالت	۱۴۲	بیماری و طبیعت	۲۶۰	۱۹۷	۲۶۰	۱۹۷
۱۴۷	کفر و کفر کی حالت	۱۴۳	بیماری و طبیعت	۲۶۱	۱۹۸	۲۶۱	۱۹۸
۱۴۸	کفر و کفر کی حالت	۱۴۴	بیماری و طبیعت	۲۶۲	۱۹۹	۲۶۲	۱۹۹
۱۴۹	کفر و کفر کی حالت	۱۴۵	بیماری و طبیعت	۲۶۳	۲۰۰	۲۶۳	۲۰۰
۱۵۰	کفر و کفر کی حالت	۱۴۶	بیماری و طبیعت	۲۶۴	۲۰۱	۲۶۴	۲۰۱
۱۵۱	کفر و کفر کی حالت	۱۴۷	بیماری و طبیعت	۲۶۵	۲۰۲	۲۶۵	۲۰۲
۱۵۲	کفر و کفر کی حالت	۱۴۸	بیماری و طبیعت	۲۶۶	۲۰۳	۲۶۶	۲۰۳
۱۵۳	کفر و کفر کی حالت	۱۴۹	بیماری و طبیعت	۲۶۷	۲۰۴	۲۶۷	۲۰۴
۱۵۴	کفر و کفر کی حالت	۱۵۰	بیماری و طبیعت	۲۶۸	۲۰۵	۲۶۸	۲۰۵
۱۵۵	کفر و کفر کی حالت	۱۵۱	بیماری و طبیعت	۲۶۹	۲۰۶	۲۶۹	۲۰۶
۱۵۶	کفر و کفر کی حالت	۱۵۲	بیماری و طبیعت	۲۷۰	۲۰۷	۲۷۰	۲۰۷
۱۵۷	کفر و کفر کی حالت	۱۵۳	بیماری و طبیعت	۲۷۱	۲۰۸	۲۷۱	۲۰۸
۱۵۸	کفر و کفر کی حالت	۱۵۴	بیماری و طبیعت	۲۷۲	۲۰۹	۲۷۲	۲۰۹
۱۵۹	کفر و کفر کی حالت	۱۵۵	بیماری و طبیعت	۲۷۳	۲۱۰	۲۷۳	۲۱۰
۱۶۰	کفر و کفر کی حالت	۱۵۶	بیماری و طبیعت	۲۷۴	۲۱۱	۲۷۴	۲۱۱
۱۶۱	کفر و کفر کی حالت	۱۵۷	بیماری و طبیعت	۲۷۵	۲۱۲	۲۷۵	۲۱۲
۱۶۲	کفر و کفر کی حالت	۱۵۸	بیماری و طبیعت	۲۷۶	۲۱۳	۲۷۶	۲۱۳
۱۶۳	کفر و کفر کی حالت	۱۵۹	بیماری و طبیعت	۲۷۷	۲۱۴	۲۷۷	۲۱۴
۱۶۴	کفر و کفر کی حالت	۱۶۰	بیماری و طبیعت	۲۷۸	۲۱۵	۲۷۸	۲۱۵
۱۶۵	کفر و کفر کی حالت	۱۶۱	بیماری و طبیعت	۲۷۹	۲۱۶	۲۷۹	۲۱۶
۱۶۶	کفر و کفر کی حالت	۱۶۲	بیماری و طبیعت	۲۸۰	۲۱۷	۲۸۰	۲۱۷
۱۶۷	کفر و کفر کی حالت	۱۶۳	بیماری و طبیعت	۲۸۱	۲۱۸	۲۸۱	۲۱۸
۱۶۸	کفر و کفر کی حالت	۱۶۴	بیماری و طبیعت	۲۸۲	۲۱۹	۲۸۲	۲۱۹
۱۶۹	کفر و کفر کی حالت	۱۶۵	بیماری و طبیعت	۲۸۳	۲۲۰	۲۸۳	۲۲۰
۱۷۰	کفر و کفر کی حالت	۱۶۶	بیماری و طبیعت	۲۸۴	۲۲۱	۲۸۴	۲۲۱
۱۷۱	کفر و کفر کی حالت	۱۶۷	بیماری و طبیعت	۲۸۵	۲۲۲	۲۸۵	۲۲۲
۱۷۲	کفر و کفر کی حالت	۱۶۸	بیماری و طبیعت	۲۸۶	۲۲۳	۲۸۶	۲۲۳
۱۷۳	کفر و کفر کی حالت	۱۶۹	بیماری و طبیعت	۲۸۷	۲۲۴	۲۸۷	۲۲۴
۱۷۴	کفر و کفر کی حالت	۱۷۰	بیماری و طبیعت	۲۸۸	۲۲۵	۲۸۸	۲۲۵
۱۷۵	کفر و کفر کی حالت	۱۷۱	بیماری و طبیعت	۲۸۹	۲۲۶	۲۸۹	۲۲۶
۱۷۶	کفر و کفر کی حالت	۱۷۲	بیماری و طبیعت	۲۹۰	۲۲۷	۲۹۰	۲۲۷
۱۷۷	کفر و کفر کی حالت	۱۷۳	بیماری و طبیعت	۲۹۱	۲۲۸	۲۹۱	۲۲۸
۱۷۸	کفر و کفر کی حالت	۱۷۴	بیماری و طبیعت	۲۹۲	۲۲۹	۲۹۲	۲۲۹
۱۷۹	کفر و کفر کی حالت	۱۷۵	بیماری و طبیعت	۲۹۳	۲۳۰	۲۹۳	۲۳۰
۱۸۰	کفر و کفر کی حالت	۱۷۶	بیماری و طبیعت	۲۹۴	۲۳۱	۲۹۴	۲۳۱
۱۸۱	کفر و کفر کی حالت	۱۷۷	بیماری و طبیعت	۲۹۵	۲۳۲	۲۹۵	۲۳۲
۱۸۲	کفر و کفر کی حالت</						

[illegible]

نمبر شمار	عنوانات	نمبر شمار	عنوانات	نمبر شمار	عنوانات	نمبر شمار	عنوانات
۵۲۱	حقائق ممکنہ کیف کے قسم میں سے نہ کر کم کی۔	۲۹۳	اس مجال کی تفصیل لکھی کے نے ایک چیز مانا ہو سکتی ہے اور دوسرے کے لئے نہیں۔	۲۵۱	صفت اسم اور جملہ کیا ہے	۲۲۲	صفت اسم اور جملہ کیا ہے
۵۲۲	دوسرا مقدمہ یہ کہ ملک اضافی معر میں سے ہے جس کے یک طرف نہا کہ دوسرا طرف بالکل ہو	۵۱۹	جہاں ایمان کا شائبہ ہے، مومن پیدا ہوتا ہے مومن ناپاک نہیں ہوتا۔	۲۵۲	البرہین علی العرش مستوی کی حقیقت آفتاب ہمارے نور کے ساتھ	۲۲۳	البرہین علی العرش مستوی کی حقیقت آفتاب ہمارے نور کے ساتھ
۵۲۱	ایک اعتراض اس کا جواب	۲۹۵	ابراہیم اور اسحاق میں علیت و مطلوبیت کا تعلق	۲۵۳	مسلحہ ہوا و ہوا فاقہ سودا ہوا کے معنی خالی جگہ مشہور معنی ہوا۔	۲۲۴	مسلحہ ہوا و ہوا فاقہ سودا ہوا کے معنی خالی جگہ مشہور معنی ہوا۔
۵۲۲	مکمل اور ناقص	۲۹۶	تیسرا مقدمہ ملک کا حصول پرلے سخت ہے و شامزوری نہیں ہیچے تمام بھائی کو خرید لینا۔	۲۵۴	کھنے کے قابل بات پسند فوق وقت	۲۲۵	کھنے کے قابل بات پسند فوق وقت
۵۲۳	دوسری غلطی	۲۹۷	چوتھا مقدمہ یہ کہ ملکیت کے تحقق کے لئے ملک کو پسند کر دینا ایسی قدرت ہو کہ موجودات سلطان	۲۵۵	اقتسام غنم پر شکر خدا ایک ہواں مکتوب	۲۲۶	اقتسام غنم پر شکر خدا ایک ہواں مکتوب
۵۲۴	غلام و غلامہ	۲۹۸	و فروع کے لئے داخل نہ ہے۔ پانچواں مقدمہ یہ کہ جملہ مانع اور مشتری کے عرصے پہلے عقد	۲۵۶	بنام مولانا ابو جعفر صاحب امروزی و دوسرے کی طبیعت میں کہ مکتوب اس وقت	۲۲۷	بنام مولانا ابو جعفر صاحب امروزی و دوسرے کی طبیعت میں کہ مکتوب اس وقت
۵۲۵	دوسرے شیکا کا جواب	۲۹۹	یہ تحقیق نہیں ہو سکتا کہ دو فروع سے ایک شے ال سے بنی ہوگی۔	۲۵۷	مکتوب کا غلام ہے گا جب تک اس کے غلام ایک اور ہم بھی پائی ہے (ابو داؤد)	۲۲۸	مکتوب کا غلام ہے گا جب تک اس کے غلام ایک اور ہم بھی پائی ہے (ابو داؤد)
۵۲۶	شراب و اجزاء	۳۰۰	چھٹا مقدمہ یہ کہ بعض مواقع میں خریدنا بہتر ہے جو جاتی ہے اور خریدار کو حیثیت دینا لازم ہو جاتی ہے۔	۲۵۸	دوسری حدیث یہ کہ جب مکتوب غلام پر حدیث کے پاس تو کہ کار و بار ہو تو آزادی	۲۲۹	دوسری حدیث یہ کہ جب مکتوب غلام پر حدیث کے پاس تو کہ کار و بار ہو تو آزادی
۵۲۷	فقہ کے مقدمہ بلکہ آزادی قوت اور مولانا محمد قاسم	۳۰۱	قبضہ اور قبضہ ہے اور جہاں کہہ اور قبضہ یہ اس وقت کہ قبضہ ہے۔	۲۵۹	کہ طابق دہشتہ گلا اور دہشتہ مکتوب یا زورم کا کسی مکتوب از مکتوب	۲۳۰	کہ طابق دہشتہ گلا اور دہشتہ مکتوب یا زورم کا کسی مکتوب از مکتوب
۵۲۸	دوسرے غرض کی طرف اشارہ	۳۰۲	کے بارے میں اس کے متوجہ نہیں الحدیث لغرض لہذا اس کے لئے کہ لکھی پیدا ہو جب کہ کار و بار میں لکھی سے	۲۶۰	مکتوب کا غلام ہے گا جب تک اس کے غلام ایک اور ہم بھی پائی ہے (ابو داؤد)	۲۳۱	مکتوب کا غلام ہے گا جب تک اس کے غلام ایک اور ہم بھی پائی ہے (ابو داؤد)
۵۲۹	مکتوب کا حصہ اس کے جسم میں قائم ہو جاتا ہے۔ دو فروع میں غرض کا مطلب اور مطابقت	۳۰۳	و لہذا غرض کے لئے بھائی اسد بن ابی وقاص کو لکھا کہ اپنے کی وصیت زورم کے لئے کہ کار و بار میں لکھی سے پیدا ہوتا ہے یہ غرض کا مطلب اور کا اس زورم کے حق میں فیصلہ۔	۲۶۱	مکتوب کا غلام ہے گا جب تک اس کے غلام ایک اور ہم بھی پائی ہے (ابو داؤد)	۲۳۲	مکتوب کا غلام ہے گا جب تک اس کے غلام ایک اور ہم بھی پائی ہے (ابو داؤد)

کے دور کی بہ استقامت و جہاد، حیدرآباد کو، بہادر پور و فی کے شہرین لنگھوں میں اور مدعو کے فضلاء قاضی اور مفتی کے جہاد
پڑھیں ہے۔ جو مدعو اور سرور و بندہ کی عظمت اور بندگی کے باعث اس قدر بڑی عظمت کا، لگ ہے کہ اس کے فضلاء جہاد تہاں بھی ہیں۔
اور مدعو کی اور بھی ہے، لگ کہ بہادری اس خوش سلاطین سے اٹھتے ہوئے ہیں، جہاں کہ آسمان زمین اور جہاں نے اٹھتے سے نہ کر کے، نہ
یہ بڑے بستیوں، کا بل اور بیکہ اور مدعو، لی ہر میں فضلاء کیوں نہ کی، ایک بہت بڑی طاقت مند اور کس وقت میں پرہیز و افروز کر دین کی شہید
روشن کردی ہے۔

غمارت

اعلامات آج اسلام کی حیثیت پر ایک طائرانہ غور کرنے کے لیے ناپ کو معلوم ہو گا کہ روزوں، وحی کی یہ جو تہیں اپنے بانی کو ان محلات میں صاحبِ جبروتِ حق کی یاد دہانہ کر رہے ہیں۔ ان سے کائنات کے ہر حصے کی خلقت کا بارش کا پیش کر کے جوئی نغمہ کی جیس یہ باب

ماں۔ یہ دو نغمہ رشادِ محمدیہ، یہ طائرانہ کتبِ خاندانہ، یہ نور سے کی پیشہ کو درسا گا، اس درسا گا پر فیضِ شمشادِ حیات، اور لہریٹ کے قریب

میں، اور تقیہ، شمشادِ حیات کے غریب و بانی کرے گا، اور اس کے مغرب میں ہر دروازہ حبیب کی، اور انصاف کی برکتوں اور فطرت کی یادگار ہیں۔

جوش و اندازِ قیامت تک، جاتی ہیں ان دروازہ اسلام کی جہیز کی دستبرد سے محفوظ رہے گا، غلام کی قیامت کی گریں گی۔

ابنائے قاسمی یا ابنائے العلوم

[illegible]

۱۔ پھر حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب اور حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ترمین مولانا خورشید صاحب
مستوفی دارالعلوم مولانا محمد شمس صاحب مفتی پاکستان مولانا محمد رفیع صاحب کاندھلوی مولانا بدر عالم صاحب میٹھی مولانا نادر حسن
صاحب میٹھی مولانا حفص الرحمن صاحب سیوہاروی و فیہم اور دو ذیل کے فضلاء میں شیخ ابند رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ ایک اور بجا وقت
و مطلع قوم حضرت مولانا شرف علی صاحب تھانوی اور ان کے برحق حضرت مولانا نلیل احمد صاحب سہانپوری۔ یسب و اسلمہ کے
صدر اور ائمہ تھے۔ جسے صرف چند مشہور ترین کے اسم پیش کئے ہیں ورنہ اس بات کا کسی میں شک نہ ہو کہ ان میں جنوں نے فضل و کرم
میں کیا ہے۔

ان سب تفصیلات کے ساتھ ہر کتاب اور ہر قسمی جہد و آل مطالعہ کیجئے جس میں ہم نے نو ذیل رقمہ صاحب جوتہ اللہ علیہ کے

اس میں قہم جن کو انور کہتے تھے اس کے دل تھے وہ انداز میں ان کو گراؤ نہ
 جن کو دی گئے جو ہوس میں میر پر خدا حق کے رستے پر گئے جو اپنا بندہ

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب
کے بارے میں اکابر اُمت کی آراء

برآورد سے دارالعلوم کے متعلق چند حقائق درمیان پیش کی گئیں۔ درج ذیل عزرات کی
تاریخی نگاہیں ترقی و ترقی کے تئیں جاتی ہیں۔ اب دارالعلوم کے اعلیٰ کے متعلق
مشہور کریں کے متعلق صفحات پسند حقائق بیان کیے ہیں۔

یہ اہل فتنہ و کفر و فسق و فجور کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ سے الگ ہو کر اپنے آپ کو خدا قرار دیتے ہیں۔ ان کے لئے یہ کتاب ہے جو ان کے دل کو صاف کرے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنے پر مجبور کرے۔

مسئوب و قیادت حضرت مولانا ابوالحسن علی Nadwi صاحب فاضلہ، رشتہ طبعیت شدہ عبدالمجید صاحب کثرت دینی نے تقریر فرمائی۔

جبر سے ساریت سے ۔۔۔ کہ تم الصبر کو رکھا وہ شمس یک دشتہ مقرب تو جبر سائلوں میں نہ ہو گیا تھا ۔

(سراج قاسمی از مولانا حسن نظامی مدنی)

میری، غزل، زجلیں، مہربان، حبیب، راز، دی، ریت، تہذیب، فریاد :-

کہ: "مکہ کا سفر میں حبیب اللہ روضی تھے"۔ رایت فشی کو حیدر صاحب بہاری

مسجد اہلسنن میں گزرتے ہیں اور مسجد بڑی عظیم و عظیم الشان ہے۔

وہی جو کہ عجب سے زیادہ شے ہے۔ وہی ہے کہ بہت سے لوگ اسے نہیں سمجھتے۔

مستخرج من كتاب

نائب الملک شاہ صاحب کوڑہ ترقیب بوزن منہ کھرت تھوڑے وقت میں دیکھ کر

اور کہ ہم نے اس وقت کو گنہگار نہ تھے۔ روایت: ابو سعید خدریؓ کہہ رہے ہیں۔

[illegible][illegible]

... و ...

پس از آنکه در این کتاب، هر یک از سبک‌های مختلف را به تفصیل و با ذکر مثال شرح داده است.

وہاں سے لوگوں کو روک دیا۔

طریقہ کی بات ہے۔ یہاں پہلے ان کی صورت میں مکتبہ میں اس کی کتابیں جمع کر کے ان کے لئے ایک مکتبہ کے طور پر استعمال کیا جائے گا۔

روز اول از ماه رمضان

دینی اور ان کا کام بہ ہندو۔

۱۰۰

برجیاد از این چهره زنی که در این تصویر

مولانا محمد حسن صاحب اہم و جہی رحمت اللہ علیہ کو تمام العلوم کے پانچوں کتب میں لکھتے ہیں :-

"انہوں وقت فرصت و ہوسٹم خطاطی بہت گزشتہ شستر تہ جہ از علم بالزیدہ بانجام کتبہ ہوا
مولانا محمد حسین صاحب بناوئی کو ان کے نسخہ کے جواب میں لکھتے ہیں :-

"درین مسئلہ اہل قلوب نصیب این پیمان شد از دوا و دیر رسا پر کی بی غی ترسم بلکہ میرا یہ ایجاہست کہ سس عالم
ہواست" (کتوب ہنرمند)

مولانا محمد حسن صاحب کے کتب کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :-

"تہ ہنوز بر رسائی مذکورہ جو میر فرست تہ تحقیق میں مسئلہ کو دین تہ مدد فرمادہ کہ درجہ ذرت تعین قیام
جو رسد غرض عاجز است از بطور خاص درم کی نگاہ میں درین مسئلہ کلام" (کتوب ہنرمند)

نکاح کشیدہ جہوں پر نظر ڈالے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کتب سے جو معانی دل پر آتے ہیں ان کو حضرت قاسم صاحب فرماتے تھے
ہیں۔ اور کشف اور باہمی طریت ہی قیام اور شکل مسائل میں پیش آتی ہے لیکن جہاں مسائل قیام و نہت دشواریاں ہوتے وہاں آپ
کا نہ تو تحریر ہوتا ہے۔ اور وہ نہیں ہوتا۔ مولوی محمد حسین بناوئی کو لکھتے ہیں :-

"میر چہاں درم و درم مسئلہ کلام اگر راست کہ از ان وقت است در نہ تا رسائی و بیہودہ میرا خود پیش نظر دارم
(کتوب ہنرمند)

مولانا محمد حسن صاحب لکھتے ہیں کہ کتب کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں :-

"بڑا دین بایں بر دانشمندی کہ خدا تعالیٰ شانہ از ذالی داشتہ بازہ حاجت است کہ ایں پیمان را تکلیف می دہند
... تاچار ہر چہ دین ہا نصیبی آید کہ دینی قاید" (کتوب ہنرمند)

مذکورہ بالا خاکشہ جہوں سے واضح ہوتا ہے کہ ان علوم میں جیکے جگہ جہاں تمام العلوم کو کوئی خاص وقت پیش نظر نہیں ہے۔
جہاں کتب میں کسی مخالفت یا اپنے کی تصواب بات کی تردید کرنا ہوتی ہے تو وہاں قاسم صاحب کی علمی قوتوں میں ایک شقت پیدا
ہو جاتی ہے۔ مثلاً علامہ طوسی کے درمیں لکھتے ہیں جس کی تفصیل آپ آئندہ کتب میں سے کسی ایک کتب میں پڑھیں گے کہ اس وقت
تحقیق احمد علی احمدی رحمتہ ہے :-

"طوسی ایں طرح مقل بستان ابو فریب ماہیاں را می فریب۔ دلائل حصصہ از روشد و فاضی است نہ دلائل۔ ہاں
گواہی و حاوی را کہ پریرہ دلائل آوردہ۔ باثبات می رسانید دلائل و علمی حصصہ از مدعوں و ہواں آہنہا شد
تقریباً کہ در دلائل نقل (طوسی) می نویسید کہ احتیاج امام ہر ایں است کہ در دلائل احتیاج فضا است اگر در دلائل نقل
باشد سلسلہ لازم آید۔

سہاں تہ چہاں است و چہاں دلائل۔ قول ایں اثر سلسلہ است کہ وضع امام ہر مقل ذکر است۔ بہرہ دوائی دلائل
است۔ یہ کہ دوائی مذکورہ است کہ احتیاج امام ہر ایں مقل است کہ اگر دوائی مقل نقل شد نہ تو دوائی مقل
قوی تر ہوگا کہ یہ بہرہ دوائی مقل و دوائی مقل است از دوائی مقل دوائی مقل۔

سید ابن قتیبہ نے فرمایا: اَلَمْ يَكُنْ لَكُمْ اَلْعَقْدُ وَكَانُوا
 ذَاكِرًا لِّمَا كُنْتُمْ عَلَيْهِمْ وَتَكُونُوا فِي اَعْيُنِهِمْ اَشْرَارًا
 دیکھئے مذکورہ عبارت میں ملوثی کے نفوت قوت میں یہ کس قدر جوش پیدا ہو گیا ہے ایک اور جگہ امام فخر الدین رازی اور
 علامہ ابن کثیر نے کئی خیالات کی بن میں انہوں نے یہودیوں اور نصاریوں کے اقوال کو کوریت اور انجیل کے بارے میں سترت میں سے
 ثابت کیا ہے۔ حضرت قاسم عمروی تحریر فرماتے ہیں:-

پھر، موقوفہ علیہ رازی و قاسم الدین رازی و القاضی تقيہ راجال کتب یہود و نصاریٰ شدت نفوذ بر اقوال یہود و نصاریٰ از
 سترت ثابت نہ۔ اگرچہ رازی، انیس بزرگوں کی بروکتہ کتب ختمہ قول یہود و نصاریٰ کے کچھ راہیں زندہ بوقریز و یزید و یزید
 اندہ نوشتن ایشان کی بنیاد پر (مکتوب فہم تاسم العلوم ص ۱۱۱)

قاسم العلوم نے ابن مبارکی سے اپنی قوت علیہ میں جو شخص اور وقت طے کیا کہ اندازہ انجیل کے وہ تغیر اور جہادی دنیا میں کئی ہند
 پر وہی رکھتے ہیں کہ بڑے سے بڑے جہاد کے بہادی گوشوں کو ایک نذر شیعہ بیان دیتے ہیں

قاسم العلوم کی قوت اجتہادی
 حضرت قاسم عمروی اپنے زمانے میں یقیناً بہتاد کا مقام رکھتے تھے اور حضرت مولف
 رشید احمد صاحب سب سبوی کا اشتہار نگینوں میں مولانا محمد قاسم صاحب کو یہ فرما کہ میں عرفہ کی
 پانچ جہادیات یاد ہو گئیں تو آپ کو شک آئے گا اور اپنے آپ جہاد سے بیٹھے ہیں جس میں شک ہے۔ اصل دوست اور ملت سے قطعاً
 خاص ہے۔ چنانچہ وہ عرب میں خودی میں دین کے جواز کے تحقق امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے اقوال میں کرتے ہوئے نکلتے ہیں۔
 اگرچہ قول ابو یوسفؒ بگرنی اوشل و ہمہ انزلہ امام مالکؒ امام شافعیؒ امام محمد بن مسلمہؒ اور امام ابو یوسفؒ
 اجابت فرماتے ہیں:-

یعنی یہ امام ابو یوسفؒ کو امام ابو حنیفہؒ کے خاص شاگرد ہیں انہوں نے امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے اقوال کے نفوت نہ صرف
 یہ کہ وہ عرب میں ایک مسلمین کو دوسرے مسلمین سے خود لینے کو منع فرمایا ہے بلکہ وہ اسلام سے دل و لہجہ کو جہاد کے شخص کو بھی وہاں
 خود لینے کی بات نہیں دی۔ چنانچہ مولانا قاسم العلوم اپنا لگا کر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

وہاں انصاف قول نشان را از کلام امام ابو یوسفؒ "قرب الی القبل مست"

یہ نہ کہ کرتے کہ بعد چھ مولانا محمد قاسم صاحب امام ابو حنیفہؒ اور امام محمدؒ کے اقوال کی توبہ میں نکلتے ہیں:-

امام ابو حنیفہؒ و امام محمدؒ سے مل رہا اور صورت مرقومہ بری برہمت نصیر دانشمند نے خود وقت راست

ان صاحبہ نعمتہ صاحب این نغمہ وہ انداز عقیدہ انور و شہادۃ جد و جوار غیر ممنوع۔ بہت شہرت سرحد مرقومہ

دیکھئے حضرت قاسم عمروی کی قوت اجتہادی سے انزلہ مولانا ابو یوسفؒ کے قول کو ترجیح دی ہے اور یہ فیصلہ کوئی قوت اجتہادی رکھنے
 وہ وہی کرتے ہیں۔ ہر سب سے قوی کی بنیاد پر آئندہ مکتوبات قاسمی کے مضامین پر مدد کو دہے ساتھ کراٹھیں گے۔ بلکہ ان کی نصیحت
 اور تمام مکتوبات پر مدد کو دہے کے اجتہادی مقام کے قابل ہو جائیں گے۔

امام ابن کثیر اور تراویح میں بہت شہرت ملی۔ میں انہوں نے ترویج کے بارے میں یہ سہار دیا ہے کہ ترویج کی کتب میں بہت

سے تہ طبعہ کوسل کی منتیں میں اور میں جو فاروقی رضی اللہ عنہ کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شاہین کی گواہی چاہتا ہوں۔
 فتح من صلاۃ اکلہ ان قیام رمضان سنۃ
 احدى عشرة رکعة بالوتر فی جماعۃ فعلی صلی
 اللہ علیہ وسلم .. دیکو نھا عشرین
 سنۃ الخلداء لراشدین وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم
 علیکم بیسنتی وسنة الخلداء الراشدین۔

شیخ ابن ہام نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے دلیل حاصل کی ہے جس میں انہوں نے فرمایا۔
 قلت ما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزید
 فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدى عشرة رکعة۔ الخ

مولانا محمد قاسم صاحب نے امام ابن ہام کے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے۔
 وہ امام شافعی نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے کہ امام ابن ہام کہہ رہے ہیں کہ وہ جودت طبع کیا ہے روزگار دور
 تجر و دشت میری گردن پروردگار و حق تعالیٰ کا کردہ۔ مگر گوئی کہ چرخوں کو ہم لفظ ماکان میں مذکور ہے۔ کہیں حدیث و اشاعت
 است و درازم کہ تا حق پرہان است و رب ہم انعام از باب تہب است و مذکورش کان است۔
 کہ بڑا استوار و نہایت دولت دار و نہایت استوار و دام نیکو۔

اس بحث میں قاسم العلوم نے اس کے منکر ثابت کیا ہے کہ کبھی رکعات آٹھ سو چھ سے تہ طبعہ و طبری کی سنت میں مغفرت و غفر
 اللہ عنہ نے کسی کو منسوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو متعین کر دیا ہے۔ یہی حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کا جواب ہے کہ مجھے کب سے نہ کہ وہ بار بار
 میں پیش کر دیا ہے۔ ہمارا مقصد یہاں صرف ارشاد کرنا ہے بغیر تفصیل معنی و مترادف میں دیکھئے۔
 غرض حضرت قاسم العلوم بڑے بڑے ائمہ کے کتب میں اجتہاد و توشل پر رنگ ہوں میں کھٹنے والے حدیثات پر عمل کھانے کی
 قابلیت رکھتے تھے۔ اور اپنے اجتہاد و زور سے اسکی تردید اور اپنے حق کی تائید میں وہاں کے ذرا دست بردار نہ رہتے کہ وہاں میں کرتے
 تھے یہی میری صرف اتنی بات پر کفایت کرتے جو کتب میں کہتے ہیں کہ قاسم علوم اپنے زمانے کے مجدد تھے۔
 یہ حضرت مولانا سقوت میں رہا کہ اجتہاد مقام وہ کھٹنے کے جہان عقلی علوم کا تعلق ہے اسکا ذکر آپ قدس سرہ کے آئندہ
 کے ان ہی مغفرت میں پڑھیں گے۔ مغفرت قاسم العلوم اپنے زمانے کے قبول نرسیتہ بن مثل تھے۔

حالات زندگی پیدائش
 نے دایہ بے مثل عالم شہان متقدمہ مطابق متقدمہ میں نو تہ صفت سادہ میں پید ہوا ان کے
 والد کا نام شریف احمد علی و ندر شہ ظلم تھا۔ آپ کے تانہ زوی و بیہ اعلیٰ صاحب سہروردی پید ہوا
 تھے۔ آپ کی وفات ایک بہن تھی جو ان میں بی بی کی تھیں۔

طالب علمی کا دور
 تھوڑی ہی عمر میں خانوے کے کتب میں فقیر کا تہ و جزا پڑا کہ پڑھنے لکنا۔ یہاں شیخ رحمت علی صاحب
 کے معان پڑھنے و کتاب علی صاحب پڑھتے تھے ان سے فی تعلیم کا آغاز ہوا۔ پھر آپ کے پاس پڑھنے

ہے۔ وہاں مولوی محمد نواز صاحب سہانچوری سے فریاد درجہ کی ایک ابتدائی تہذیب پڑھیں۔ ذوالحجہ ۱۲۳۱ھ میں حضرت مولانا ملک مسک ناٹوری صاحب مدرسہ مشرقیہ کی کلاں دہلی کے ہمراہ روانہ ہوئے اور ۲۲ جولائی ۱۲۳۲ھ کو دہلی پہنچے۔ ۴ محرم ۱۲۳۲ھ کو دہلی میں مولانا ملک مسک صاحب سے پڑھنا شروع کیا۔ یہ مقالات اور مقالات کی تقریباً تہ کم کتابیں مولانا مرحوم سے پڑھیں بلکہ مستورات کی بعض کتب پر بیعتی صاحب ابن صاحب آئندہ صاحبہ اور دہلی سے بھی پڑھیں۔ مولانا محمد سقیب صاحب جتہ علیہ السلام کی کسی میں لکھتے ہیں کہ یہ مقالہ کی کتابیں میرزا باقر خانسی صاحبہ شمس بوزا ایسے پڑھا کرتے تھے جیسے نادر زمانہ شاہ تہ۔

بعد ازاں حضرت شاہ عبد الغنی صاحب بن شاہ سید محمد دی دہلوی سے ابو داؤد کے سوا اھواز سنائی گئی کہ میں پڑھیں اور حدیث میں
محدث حاصل کی۔ ابو داؤد حضرت سرورنا احمد علی صاحب سہانپوری سے بڑا۔ مولانا ملک علی صاحب نے آپ کو دلی کالج دینی میں اصل
تقریبیں دیں وہاں برائے نام تدریس تھا۔ بیوی بیٹی کے ساتھ تھے خود پڑھ ڈالے۔ جتنی ذکاوت تھی جب نے امتحان اہل توحید میں دوسرے
تھے۔ اور سب کو حیران کر دیا۔ تاہم کالج میں آپ کی وجوہ مریگی کیلئے سب کو امتحان سے پیچھے کالچھوڑ دیا۔ وہ دنیا کے لئے نہیں بلکہ
حق کی خدمت کے لئے پیدا ہوئے تھے فقیہ سے فرغت کے بعد سرورنا احمد علی صاحب محدث سہانپوری کے جمعہ میں کتب کو تعلیم کا
شغف اختیار کیا۔ اس زمانے میں مولانا احمد علی صاحب محدث سہانپوری نے ہند کی کاماشہ لکھا۔ پانچ چھ ہاے لکھ گئے تھے مکانا شیعہ مولانا
محمد اسماعیل صاحب نے پڑھ لیا۔ اور یہ سب سے اعلیٰ کانہ تھیلر کے فوراً بعد انجمن ہندو کے علی مرتضیٰ کی اندلی کا پتہ دیا ہے۔

و جان تعمیم

تعمیم سے فراغت کے بعد حضرت حاجی ابداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا ہوا جو کہ سے بیعت کی اور وہ عاقبت کے لئے تمام پر پختہ ولایت کے لئے تمام پر پختہ رسائی حاصل ہوئی اور بیعت سے لوگوں کو بادل سے خواستہ بیعت کیا۔

جہاد ۱۵۵۸ء

مقتدر کے جہاد میں شاملی کے میدان میں تعمیل کے سامنے حضرت حاجی صاحب کی کن میں حضرت عبداللہ صاحب نے مقتدر کے جہاد میں شاملی کے میدان میں تعمیل کے سامنے حضرت حاجی صاحب کی کن میں حضرت عبداللہ صاحب نے مقتدر کے جہاد میں شاملی کے میدان میں تعمیل کے سامنے حضرت حاجی صاحب کی کن میں حضرت عبداللہ صاحب نے

جج | اردو اخباری حلقہ میں پہلا جج فریاد و راجہ سفر میں ترقی کر رہا تھا۔ دہلی سے پہلے حکومت نے عام مسافہ کا عنوان کر دیا۔
 یہیں ججوں حلقہ میں داخل ہوئے۔ دہلی پر فوجی قبضہ کے بعد ججوں میں دوسرے دہلی کے حکام ہوئے۔ اسی دوران میں یہ حلقہ
 میں بڑھانے کا سلسلہ جاری کیا۔

در انعم و قیود انعم^{۳۳} میں دارالمعلم دیوبند کی بنیاد انہا کے ہند مت میں گھسے۔
در اسراج^{۳۴} میں دوسرا بنیاد^{۳۵} میں قسری کیا۔

تعلیم سے فراغت کے بعد یونیورسٹی میں شریعہ کی امت میں صاحب کی لڑائی سے شادی ہوئی جن سے دو لڑکے پیدا ہوئے۔

آپ کے شاگردوں میں مشہور کا سید شیخ ابوالحسن حضرت مولانا محمود حسن امیر دہلی، مولانا احمد حسن صاحب
امروہوی اور مولانا محمد امین صاحب قسطنطنیہ وغیرہ ہیں۔ یہ سب نے اور عقیدہ تہذیبی آپ کے بے شمار ہیں

منافک آفریقہ میں مسائیلوں، آریوں اور ششیوں سے منافکوں اور پیش ہوئی سب میں کامیاب تھے۔ مبارکشت بہرہ نیر میں جیسا نیل اور آریوں سے مشہور رہا سچے کئے۔ جو درود تیرہ جوئے اور آپ کے ذریعہ اسلام کی سر بلندی ہوئی۔ آریوں میں دیانند مسرتی کا واقعہ بند کر دیا۔

تصنیف آپ کی تصنیف میں تقریر و لہجہ، آب حیات، حیرت انگیز، حجاز اسلام، قبلہ فاتحہ زلال کس، مصباح حجازی، اقتصاد اسلام، الطائفہ تسمی، جمال قاسمی، منافقہ عجیبہ، جوب ترکی بہ ترکی وغیرہ بہت سی کتابیں اور دس سہ بیس من میا ہائے اسلام سے اسلام کے دفاع کا پورا سامان موجود ہے۔

وفات آفریقہ کی واپسی میں جہاز میں آپ سخت بیمار ہوئے۔ بچے کی امید نہ رہی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا۔ مگر کاشی شہر گئی جسے دسے لو شیخ النفس کی صورت اختیار کر لی۔ پطرسہج کے علاج کئے گئے۔ ڈاکٹر عبد الرحمن مغزہ نگر، مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، مولانا محمد رفیع صاحب، حکیم شتیق احمد دیوبندی اور دوسرے ڈاکٹروں، مکیوں اور ویدوں کے علاج کرائے گئے لیکن بے فائدہ۔ آخر ۲۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ مطابق شمار اپریل ۱۹۷۸ء بروز جمعرات بعد نماز دیوبند میں دنیا سے رخصت ہوئے۔ مغرب کی ناز کے بعد دارالعلوم دیوبند کے مشرق شمال میں قریب بی دفن کر دئے گئے۔ آپ ایک ان کا نزار دیوبند میں کپا موجود ہے اور دہانے سنگ مرمر پر ایک کتبہ لکھا ہوا ہے جس پر آپ کا نام تھی درس وفات درج ہے۔ (انشاء اللہ العالیہ)۔

آسماں تیری لہ پر شبنم انشائی کرے

مکتوبات قاسم العلوم زندگی کے ان مختصر حالات کے بعد اب ہر مولانا کے قریبی مکتوبات کی طرف جو قاسم العلوم کے ہم سے مشہور ہیں اپنی حقانیت کو ثابت کرتے ہیں اور ان مکتوبات کے پس منظر اور تاریخی خاکے کی طرف سے پتے ہیں جن کے لئے ہم نے اس مقدمے کی بنیادیں اٹھائی ہیں۔

حرف حقیقت

قاسم العلوم کا پس منظر

ایک تاریخی خاکہ

سوال پہلے کی بات ہے کہ ایک صاحب فاضل صاحب یرش حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دوا العلوم دہرہ سند کے نام سے حقیقت مندوں میں سے تھے۔ انہوں نے میرٹھ میں طبع و تہذیب کی جاری کیا تھا اور بعد ازاں اسے وہی مستقل کر دیا تھا۔ مشرق میں انہوں نے یہ طبع پانچوڑ و سرین موہا نامہ صاحب کو فروخت کر دیا تھا۔ جنہوں نے اس کو باہم عروج پر پہنچایا۔ جس جہت بانی کے صلہ میں فاضل صاحب تھے۔ انہوں نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ نثری کتب و کتابت قاسم العلوم کے نام سے مشرق میں چاروںوں میں شائع کئے جن کی تفصیلات ہم آئندہ مطبعہ میں پیش کر رہے ہیں۔ پہلے نمبر کے پیش کی عبارت سے عبارت کاہینہ، سال اور اس کی تصحیح جو خود حضرت مولانا نے فرمائی واضح ہوتی ہے۔ عبارت یہ ہے :-

فیقول

من یرد اللہ بہ خیراً یفقهہ فی الدین اللہ یرزقہ کرہ بن میر و در میر رب۔ عجب و غیب کہ در تحقیق
مذہب و تحقیق نکات و نشانیوں ذوقیہ است مطبوعہ تہذیبیہ لاہور ۱۳۹۵ھ مطبوعہ مرسومہ لاہور

دیا جائے کہ اس کا وقت رسد کی شریعت سے ۱۰ ہوا لی جاسکتی۔ میں صاحب کو خریدنا اس سال کا منظور ہو رہا تھا۔
برہم غایت رسد ہر سال کی قیمت رسد سال فراہم فرمائی۔ انی عشری کی بذمہ کو کریر کر کے پائے صنف فرمیں اور شریعت کی مکمل
مرل فرمیں وقت میں خیر فرمیں۔

المشترک محمد علی ہر مصلح دینی ساکن بازار چاندی دہلی

ذکرہ شہد سے حضرت مولانا محمد صاحب کا رسد اول سال ۱۲۸۵ء سے کہ پہلے دہلی میں مقرر ہوئے۔ خود غشی صاحب کے
ملک پر مولانا کا قیام پذیر ہوا۔ قاسم العلوم کے مکتوبات مولانا سے حاصل کرنا۔ مولانا کا مکتوبات اور کتابت کردہ کاپیوں پر غلطیوں اور
ان کی تصحیح کرنا ثابت ہوتا ہے یہی وہ زمانہ ہے جب مولانا کے دہلی میں ہادی تار چند سے منسوبے ہوئے میں اور پادری کی شکست
تائید دی ہے۔

آخر مولانا محمد علی نے کتابت کردہ کاپیوں کی تصحیح کی ہے لیکن کتاب کی تصحیح
پھر بھی غلطیاں رہ گئیں

۱۔ پہلے ذیل کے آخر میں پہلی کتابت کی غلطیوں کی تصحیح چلی گئی ہے۔

۲۔ دوسرے ذیل کے آخر میں بھی فقط ہر سال قاسم العلوم کے ضمن میں کتابت کی ترقی غلطیوں کی تصحیح چلی گئی ہے۔

لیکن جو تھے ذیل کے آخر میں مکتوبات مولانا کا غلطیوں سے بچنے کے لیے موجود نہیں ہے۔ مولانا کی کتابت کی غلطیوں پر غور
سے گذریں۔ بلکہ پہلے میں غلطیوں اور مکتوبات کے بعد جو پھر بھی کتابت کی غلطیوں رہ گئی ہیں جو جو بنے اپنی تین میں درست کیا
ہے۔ غلطیوں کی تصحیح اور مکتوبات کے باوجود مولانا کا مکتوبات کتابت کی کتابتوں میں سے ایک کو غفلت رکھیں تو کیا کہنے کہ یہ وہ ہی کتاب
میں جس کا میں خود ہر بار پڑھا ہے۔

ذکرہ ہر سال اشتہار کی عبارت سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ قاسم العلوم کو یہ ایک ہزار سال ہے جو ۱۰ ہوا تھا انہیں کے پاس پہنچا
ہے کہ انہوں نے میں حضرت قاسم العلوم کے غلطیوں یا دیگر غلطیوں کی اشاعت ہر کوئی۔ ان غلطیوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

۱۔ پہلا نمبر: ۱۵۰ رسد اول سال ۱۲۸۵ء کو شائع ہوا۔

۲۔ دوسرا نمبر: اس پر کوئی تاریخ یا تاریخ اشاعت درج نہیں۔

۳۔ تیسرا نمبر: اس کے اندر دینی یا پیش کردہ ۱۵۰ رسد اول سال ۱۲۸۵ء درج ہے۔

۴۔ چوتھا نمبر: اس کے اندر دینی یا پیش کردہ ۱۵۰ رسد اول سال ۱۲۸۵ء درج ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے اور تیسرے نمبروں کی کتابتوں میں غلطی ہو گئی ہے۔ کیونکہ جب رسد قاسم العلوم ۱۰ ہوا
شائع ہوا ہے تو

پہلا نمبر: ۱۵۰ رسد اول سال ۱۲۸۵ء کو

دوسرا نمبر: ۱۵۰ رسد اول سال ۱۲۸۵ء کو

تیسرا نمبر: ۱۵۰ رسد اول سال ۱۲۸۵ء کو

چوتھا جزو - ۱۵۰ جلدی اشاعتی سال ۱۳۹۵ء کو

اشاعت ہوا۔ ابتدا پہلے دو چوتھے نمبروں کی تاریخاً نے حاکمیت تو درست ہیں مگر دوسرے نمبر پر کتاب کا کامیاب نہ ہوا اور تیسرے پر ۱۵
پیش کشی کارخانہ کرنا کی سعی رکھتا ہے۔ بہر حال یہ آپ کی فہم پر منحصر ہے۔

ایک اور اشتہار جو چوتھے نمبر کے آخر میں چھپا ہوا ہے
منشی قاضی امجد علی صاحب صاحب دہلی کی کتاب سے
چھپا ہوا جس کے مضمون یہ ہے :-

اشتہار قاسم العلوم

جن صاحبان نے تحریک قیمت قاسم العلوم کی حمایت نہیں کی انہیں اب بذریعہ اشتہار مطلع کیا جاتا ہے کہ میری فکر قیمت
میں تفصیل ذیل پر چار جلد کی جلد و غیرہ ملا کر ایک کتاب کر دیتا ہوں جس کے تحت ہر ایک
کریں اور ہر نمبر پر ایک سال حاکمیت جرتا ہے۔ آئندہ جلد تیار ہو کر ہر صومعہ حاکمیت کے دی جانے لگی نقد
تفصیل ہر چار جلد

جلد اول	جلد دوم	جلد سوم	جلد چہارم
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰

اشتہار محمد علی صاحب دہلی صاحب دہلی

ہم نے عبیدان بی کے ہوا انظار انظار میں اشتہار کی نقیہ پڑھ کر دی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رسائل کو چھپا کر
میں کے پاس بھیج دیتے تھے اور پھر قیمت کے وصول ہونے کی امید رکھتے تھے۔ یہی معلوم ہوتا ہے کہ چوتھے نمبر کے حاکمی وہ جو چھ
جہ میں گئے اس کی حاکمیت اور اس کی قیمت کی بھی اطلاع دی گئی۔ اس اشتہار سے میں نے ایک جگہ پر لکھا ہے
مگر ان چار نمبروں کے بعد یہ مسئلہ رہا نہیں رہا۔ غالباً انہوں نے قیمت وصول کرنے میں ایسی ہی سہولت دینی سے
مگر قیمت وصول قیمت تھی مگر

اسے بے آرزو کر خاک شدہ

تفصیل مکتوبات

قرآن مجید کے اشتہار کے ساتھ منشی سید علی صاحب نے اس مکتوبات کے چھ پتے کاغذ، ایک سو دو، اپنے قریبی و دور
میں اور ہر دوں کے پیشوں پر بھی، مذہبی مکتوبات کے عنوان درج ہیں۔ چھٹے نمبر میں دو مکتوبات ہیں ایک مولوی محمد رفیع صاحب کے نام
اور دوسرا مولانا محمد قاسم صاحب کے نام۔

پہلا پتہ

مکتوب اول غازی

بعض افسانہ کے شریک صاحب میر ہے وہ تہذیب کو
وادی کی رویت سے بدلتا رہتا ہے۔ اس لئے مولانا محمد رفیع صاحب
کے سامنے میں: غافل کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
مکیست کے ہوئے، اس میں غفلت کی طرف اشارہ ہے۔

۱۔ در جواب شیخ بعض فضلہ کہ در بارہ دوم مولانا محمد
در رسالہ "ہدایۃ الشیخ" نقل کیا کہ: مولانا محمد رفیع صاحب
وادی کی تہذیب کو۔

یہ مکتوب مولانا محمد قاسم صاحب نے مولوی محمد رفیع صاحب کے خط کے جواب میں ارسال فرمایا ہے۔ مولوی محمد رفیع صاحب
مولانا محمد قاسم صاحب کے نام میں سے تھے اور انہوں نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کا استدلال بھی یہ ہے کہ حضرت مولانا سے اپنی تصنیف
"ہدایۃ الشیخ" میں غفلت کی کڑی کو جو غفلت کے رشتہ میں تھا، مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مکیست سے خارج کیا ہے اور وادی
کی رویت سے معلوم ہوتا ہے کہ غفلت آپ کی حکایت میں تھا۔ مولانا محمد قاسم صاحب نے اپنے خط میں اس سلسلہ کو بھی کہا کہ قادی
مکتوب ان ہی کے جواب میں ہے جو چاہیے ہوتے، مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ روایت وادی کے متعلق اس مکتوب میں مولانا محمد قاسم صاحب نے
مذہب مرفوعہ کو اور وادی شیعہ ہاں کر دیا۔ مولانا محمد قاسم صاحب نے

مذہب مرفوعہ کو اور وادی شیعہ ہاں کر دیا۔ مولانا محمد قاسم صاحب نے
مذہب مرفوعہ کو اور وادی شیعہ ہاں کر دیا۔ مولانا محمد قاسم صاحب نے
مذہب مرفوعہ کو اور وادی شیعہ ہاں کر دیا۔ مولانا محمد قاسم صاحب نے
مذہب مرفوعہ کو اور وادی شیعہ ہاں کر دیا۔ مولانا محمد قاسم صاحب نے
مذہب مرفوعہ کو اور وادی شیعہ ہاں کر دیا۔ مولانا محمد قاسم صاحب نے
مذہب مرفوعہ کو اور وادی شیعہ ہاں کر دیا۔ مولانا محمد قاسم صاحب نے
مذہب مرفوعہ کو اور وادی شیعہ ہاں کر دیا۔ مولانا محمد قاسم صاحب نے

مولانا محمد قاسم صاحب نے مولانا محمد قاسم صاحب کے خط کے جواب میں ارسال فرمایا ہے۔ مولانا محمد قاسم صاحب
مولانا محمد قاسم صاحب کے نام میں سے تھے اور انہوں نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کا استدلال بھی یہ ہے کہ حضرت مولانا سے اپنی تصنیف
"ہدایۃ الشیخ" میں غفلت کی کڑی کو جو غفلت کے رشتہ میں تھا، مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مکیست سے خارج کیا ہے اور وادی
کی رویت سے معلوم ہوتا ہے کہ غفلت آپ کی حکایت میں تھا۔ مولانا محمد قاسم صاحب نے اپنے خط میں اس سلسلہ کو بھی کہا کہ قادی
مکتوب ان ہی کے جواب میں ہے جو چاہیے ہوتے، مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ روایت وادی کے متعلق اس مکتوب میں مولانا محمد قاسم صاحب نے
مذہب مرفوعہ کو اور وادی شیعہ ہاں کر دیا۔ مولانا محمد قاسم صاحب نے

(قاسم معلوم ص ۱)

آخر میں مولانا محمد قاسم صاحب کے خط میں :-

مولانا محمد قاسم صاحب نے مولانا محمد قاسم صاحب کے خط کے جواب میں ارسال فرمایا ہے۔ مولانا محمد قاسم صاحب
مولانا محمد قاسم صاحب کے نام میں سے تھے اور انہوں نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کا استدلال بھی یہ ہے کہ حضرت مولانا سے اپنی تصنیف
"ہدایۃ الشیخ" میں غفلت کی کڑی کو جو غفلت کے رشتہ میں تھا، مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مکیست سے خارج کیا ہے اور وادی
کی رویت سے معلوم ہوتا ہے کہ غفلت آپ کی حکایت میں تھا۔ مولانا محمد قاسم صاحب نے اپنے خط میں اس سلسلہ کو بھی کہا کہ قادی
مکتوب ان ہی کے جواب میں ہے جو چاہیے ہوتے، مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ روایت وادی کے متعلق اس مکتوب میں مولانا محمد قاسم صاحب نے
مذہب مرفوعہ کو اور وادی شیعہ ہاں کر دیا۔ مولانا محمد قاسم صاحب نے

مولانا محمد قاسم صاحب نے مولانا محمد قاسم صاحب کے خط کے جواب میں ارسال فرمایا ہے۔ مولانا محمد قاسم صاحب
مولانا محمد قاسم صاحب کے نام میں سے تھے اور انہوں نے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کا استدلال بھی یہ ہے کہ حضرت مولانا سے اپنی تصنیف
"ہدایۃ الشیخ" میں غفلت کی کڑی کو جو غفلت کے رشتہ میں تھا، مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مکیست سے خارج کیا ہے اور وادی
کی رویت سے معلوم ہوتا ہے کہ غفلت آپ کی حکایت میں تھا۔ مولانا محمد قاسم صاحب نے اپنے خط میں اس سلسلہ کو بھی کہا کہ قادی
مکتوب ان ہی کے جواب میں ہے جو چاہیے ہوتے، مولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ روایت وادی کے متعلق اس مکتوب میں مولانا محمد قاسم صاحب نے
مذہب مرفوعہ کو اور وادی شیعہ ہاں کر دیا۔ مولانا محمد قاسم صاحب نے

کے لئے کاسب سے پہلے دیر بہر حال ہے کسی طرف اس کا نہایت
کے وجود کاسب سے پہلے دیر ہی پہلے ہر اوجہ ہے۔ جس کی طرف میں
نے اشارہ کیا ہے کہ کاسب سے پہلے صدور حق وجود ہے اور بالی تمام
مادرات اسکے تابع ہیں۔ (تاکہ معلوم صلا)

دیکھتے تھے کہ اسے ہر روز ان کو قاسم بنام کاسب نے اس منہ بہریت گوس فوسورنی سے حل کیا ہے کہ وہاں نے غولی کی گزریں اس کا فہرہ
کے سنے شکر میں منجھ جاتی ہیں۔ یہ تو ہم نے ان کے غریب غلامیں سے منقری عبارت آپ کی تسکین ذوق کے لئے پیش کی ہے
چونکہ آپ غور فرمائیے۔

کاسب قاسم ہر روز ان کو قاسم بنام کاسب نے اس منہ بہریت گوس فوسورنی سے حل کیا ہے کہ وہاں نے غولی کی گزریں اس کا فہرہ
کے سنے شکر میں منجھ جاتی ہیں۔ یہ تو ہم نے ان کے غریب غلامیں سے منقری عبارت آپ کی تسکین ذوق کے لئے پیش کی ہے
چونکہ آپ غور فرمائیے۔

تیسرا خط

وہ بانو جو فرشتہ کے نام پر نوب کیا جائے اس میں مغربین نے
نوب کی وقت کی تین ہر گالی ہے اس غلام اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

حضرت شہ بہرین صاحب رحمہ اللہ علیہ ماحول یعنی اللہ بہہ کہ فہرست میں وہ بانو بھی شامل کرتے ہیں جو کسی کی نہ کہ نہ کہ
ہر روز وہ ایک ہر جیسا شہر اندو کا بکرا حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنے اس مکتوب میں دونوں تفسیروں پر بکرا نہ نگ میں جو بحث کی ہے
دو دوسری حال ہے۔ نیز اس سلسلے میں انہوں نے اَلَا عَمَلٌ بِالْأَمَانِ کی حدیث پر جو کام کیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔
بکہ قرآن ہے۔ یہ جبریل علیہ السلام کا ہی منقر ہے۔ ماحول یعنی اللہ بہہ پر کیا کہ کرتے ہوئے جبرائیل علیہ السلام لکھتے ہیں۔

محکمہ مجلہ الاسلام

ہم کہتے ہیں کہ ماحول یعنی اللہ بہہ ہر روز وہ ایک ہر جیسا شہر اندو کا بکرا حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنے اس مکتوب میں دونوں تفسیروں پر بکرا نہ نگ میں جو بحث کی ہے
دو دوسری حال ہے۔ نیز اس سلسلے میں انہوں نے اَلَا عَمَلٌ بِالْأَمَانِ کی حدیث پر جو کام کیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔
بکہ قرآن ہے۔ یہ جبریل علیہ السلام کا ہی منقر ہے۔ ماحول یعنی اللہ بہہ پر کیا کہ کرتے ہوئے جبرائیل علیہ السلام لکھتے ہیں۔

ماحول یعنی اللہ بہہ ہر روز وہ ایک ہر جیسا شہر اندو کا بکرا حضرت جبریل علیہ السلام نے اپنے اس مکتوب میں دونوں تفسیروں پر بکرا نہ نگ میں جو بحث کی ہے
دو دوسری حال ہے۔ نیز اس سلسلے میں انہوں نے اَلَا عَمَلٌ بِالْأَمَانِ کی حدیث پر جو کام کیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔
بکہ قرآن ہے۔ یہ جبریل علیہ السلام کا ہی منقر ہے۔ ماحول یعنی اللہ بہہ پر کیا کہ کرتے ہوئے جبرائیل علیہ السلام لکھتے ہیں۔

اور وہ منقول و معقول، بعد اس وقت کہ نسبت منقول و معقول
باعتبار منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول
نسبت منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول
نسبت منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول
نسبت منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول
نسبت منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول

ملاو منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول
نسبت منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول
نسبت منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول
نسبت منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول
نسبت منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول
نسبت منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول

اس بات میں واقعی۔ جزوی دھوکہ دہی کی ایک بات جسکے بارے میں
سب سے پہلے اس وقت ہوں کہ دوسری طرف ہم معقول یعنی عقلیہ منقول و معقول کے کپت سے ہی واقف ہوں۔ اس حقیقی ایک ہی کے
باعتبار ایک۔ اس وقت ہم منقول و معقول کے کپت سے ہی واقف ہوں۔ اس حقیقی ایک ہی کے
بارے میں ہم منقول و معقول کے کپت سے ہی واقف ہوں۔ اس حقیقی ایک ہی کے
تقریب میں ہم منقول و معقول کے کپت سے ہی واقف ہوں۔ اس حقیقی ایک ہی کے
دونوں میں ہم منقول و معقول کے کپت سے ہی واقف ہوں۔ اس حقیقی ایک ہی کے
سب سے پہلے اس وقت ہوں کہ دوسری طرف ہم معقول یعنی عقلیہ منقول و معقول کے کپت سے ہی واقف ہوں۔ اس حقیقی ایک ہی کے
بارے میں ہم منقول و معقول کے کپت سے ہی واقف ہوں۔ اس حقیقی ایک ہی کے

مذکورہ عبارت میں بھی انہوں نے فرمایا ہے کہ اگرچہ اگلے زمانے کے منقول کے، انہوں نے لکھے کہ منقول جو کہ کیا ہے اس کے قول
باعتبار منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول
نسبت منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول
نسبت منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول
نسبت منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول
نسبت منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول

”تم نے منقول جاننے والے دیکھے ہی نہیں خدا کے فضل سے اب جو منقول بننے والے ایسے وجود ہیں جو
ذات منقول کی دکر وائیں“ امید خدا شمس

اس مقالے میں حضرت خیر ممد کا اشارہ اپنی طرف کا ہے کہ ان کے منقول کے بارے میں ہم منقول و معقول کے کپت سے ہی واقف ہوں۔ اس حقیقی ایک ہی کے
نسبت منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول
نسبت منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول
نسبت منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول
نسبت منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول
نسبت منقول و معقول، یہاں تک کہ نسبت منقول و معقول

میں کے متعلق جو یہ سنی کی ایک نئی مکتبہ کی اصلاحات و ترقی کی ہر قسم کی سہولتیں و ترقی کے لئے وضع کی گئی تھیں۔ رفتہ رفتہ جب شہادت اور اوقات کا دائرہ وسیع ہوتا گیا تو آج کا مسلمان اپنے لئے روزمرہ و کمندیں ہر قسم کے کام میں لایا۔ ان کے ساتھ ہر قسم کے شہادت و اوقات کے دائرہ وسیع ہوتا گیا۔ رفتہ رفتہ جب شہادت اور اوقات کا دائرہ وسیع ہوتا گیا تو آج کا مسلمان اپنے لئے روزمرہ و کمندیں ہر قسم کے کام میں لایا۔ لیکن آج کے مسلمانوں نے نہایت کمزور کی کہ ان کو مغرب کا نہایت غریبی میں گئے۔ جز و درانی ان کے لئے ہر قسم کے سہولتیں مل رہی ہیں۔

نیک و عفت و صفا کا طریقہ جدید جو ہر قسم کی اصلاحات و ترقی کے لئے وضع کیا گیا ہے اور عزت و قیام و قیام و قیام کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ رفتہ رفتہ جب شہادت اور اوقات کا دائرہ وسیع ہوتا گیا تو آج کا مسلمان اپنے لئے روزمرہ و کمندیں ہر قسم کے کام میں لایا۔ لیکن آج کے مسلمانوں نے نہایت کمزور کی کہ ان کو مغرب کا نہایت غریبی میں گئے۔ جز و درانی ان کے لئے ہر قسم کے سہولتیں مل رہی ہیں۔

ایک اور مکتبہ کی بنیاد بھی رکھی گئی ہے جس میں ہر قسم کی اصلاحات و ترقی کے لئے وضع کیا گیا ہے اور عزت و قیام و قیام کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ رفتہ رفتہ جب شہادت اور اوقات کا دائرہ وسیع ہوتا گیا تو آج کا مسلمان اپنے لئے روزمرہ و کمندیں ہر قسم کے کام میں لایا۔ لیکن آج کے مسلمانوں نے نہایت کمزور کی کہ ان کو مغرب کا نہایت غریبی میں گئے۔ جز و درانی ان کے لئے ہر قسم کے سہولتیں مل رہی ہیں۔

ایک اور مکتبہ کی بنیاد بھی رکھی گئی ہے جس میں ہر قسم کی اصلاحات و ترقی کے لئے وضع کیا گیا ہے اور عزت و قیام و قیام کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ رفتہ رفتہ جب شہادت اور اوقات کا دائرہ وسیع ہوتا گیا تو آج کا مسلمان اپنے لئے روزمرہ و کمندیں ہر قسم کے کام میں لایا۔ لیکن آج کے مسلمانوں نے نہایت کمزور کی کہ ان کو مغرب کا نہایت غریبی میں گئے۔ جز و درانی ان کے لئے ہر قسم کے سہولتیں مل رہی ہیں۔

ایک اور مکتبہ کی بنیاد بھی رکھی گئی ہے جس میں ہر قسم کی اصلاحات و ترقی کے لئے وضع کیا گیا ہے اور عزت و قیام و قیام کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ رفتہ رفتہ جب شہادت اور اوقات کا دائرہ وسیع ہوتا گیا تو آج کا مسلمان اپنے لئے روزمرہ و کمندیں ہر قسم کے کام میں لایا۔ لیکن آج کے مسلمانوں نے نہایت کمزور کی کہ ان کو مغرب کا نہایت غریبی میں گئے۔ جز و درانی ان کے لئے ہر قسم کے سہولتیں مل رہی ہیں۔

کرمیں سے ہمارے سٹال کے طور پر بھلے کے۔ جسے میں نے شمار دو دانے مکمل گئے ہیں۔

جی مولانا حکیم نصر علی مراد آبادی حضرت ابو الاسود کے ساتھ ایک دفعہ بریلی کے سونے میں چوکھوٹا لکھنا اور اس صاحب اور مولانا محمد رفیع صاحب بریلی کا جی پر دیکھ کر بہت ہی اور دیکھیں انہوں نے اپنا "میلن صدیقی" بھی جہ کی کر لیا تھا اور یہ دونوں قمر الاسود کے خاندانی بہت قریب کے بھائی تھے جو ان کے کے رہنے والے تھے اس نے قمر الاسود کا کئی دفعہ شکایت سفر میں بریلی میں کیا تھا جس پر اسے مونسٹ منسٹر علی خاں لکھتے ہیں:-

تجب مولانا محمد رفیع مولانا محمد قاسم صاحب نے (ایک دفعہ مراد آباد چوکھوٹا دیاں سے) تصدیق کیا تو میں بھی بریلی کر گیا۔ مولانا محمد مصطفیٰ صاحب شکر مولانا نقی علی خاں صاحب معقول برادر کے واسطے تشریف لے کر اور یہ بہت سزا دینا کہ مولانا صاحب کو آپ کی کتاب تقدیر کا سہ پہا ایک شہر قوی ہے۔ جو آپ تشریف لائیں تو بہتر ہے۔ مولانا (محمد قاسم) صاحب نے فرمایا ہے

گو صانع خواہی غواہی جنگ و گرجنگ جی نادر دیکھ
راکر تم صلح پا رہے جو جو جنگ نہیں پا رہے اور اگر جنگ پا رہے جو تو باطل دیر نہ کروں گاتیار ہوں
خود مصطفیٰ صاحب نے کہا:-

"میری سیمہ میں نہیں تھا۔ واسطی المعروف میں دی واسطی کی کرم صوف ہوتا ہے کشتی کو حرکت بلذات ہے اور جاس کو باطن میں گردش وہ حرکت نہیں۔ البتہ جانب رسون اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نبوت میں واسطی عرض ہونے تو وہ سر سے اجالت سب نبوت نہ رہا۔"
مولانا (محمد قاسم) صاحب نے فرمایا:-

"سفید کو حرکت سے تصدیق کیا کہ جو اسے تو وہ مغرب سے مشرق کیسے پہنچا۔ اور نہ ذات اور یوں اس کے کہ نہ کہ جلتے رہے۔"

انہوں نے معین مولانا خادم مصطفیٰ نے کہا کہ:-

"شیخ نے تو میں کہنا ہے کہ ریت واسطی صوف ہوتا ہے اور ذی واسطی نہیں ہوتا۔"

مولانا محمد قاسم صاحب نے فرمایا:-

"شیخ ابونی سیدنا نے غلط کہا۔ اگر آپ کا مراد کو مجھے ہیں تو سمجھا دیجئے۔"

خود میں چندہ دہل کے غلط مصطفیٰ صاحب مولانا محمد قاسم صاحب کے بہت مفتد و گئے۔ اس
خادم مولانا نقی علی خاں صاحب کے مکان پر حسب اللہ اسے تشریف لے گئے۔ بہت دیر تک مولانا صاحب اور

مولانا مولانا قاسم صاحب کے رہے مگر میں واسطی انہوں نے بھلا تھا وہ مجاہد زکیا بد نصرت مولانا محمد قاسم صاحب کے صاحب
نے کہا کہ میں نے کشت کیسے مولانا محمد قاسم صاحب کو بھلا تھا کہ میں نہ ہوتا رہے کہ صاحب نہیں کہ خوش پیش نظر پائے اسے بہت کچھ

آپ نے نہ کہ وہ مولانا نصر علی خاں صاحب مراد آبادی کا مینی شہادت سے لبریز بیان پڑھا کہ تو وہ نقل علی خاں صاحب قمر الاسود

میرزا علی محمد شاه بهر یک پیر و پادشاه گوی
مصدق و معروض در پیش خود داشته و کسی در این و پیر و پادشاه
خود ساخته. این و پیر و پادشاه را که میگوید که این و پیر و پادشاه
نقش: این و پیر و پادشاه را که میگوید که این و پیر و پادشاه

فریاد سام نے لکھی کہ ہاں میں جی دوست تھے جسے مسکریں انکس ہے ن و انوں کو درست کہ ہے عودہ فابریک کے
جیسے میں کسی نے مصداق اور ہوا میں کو پیش نظر رکھ کر قیاس آرائی کی ہے اور کسی نے حاضر اور گزشتہ کو اپنی نظر پر رکھا ہے۔

عقبات اسلام کی معراج خیل

ایکس آفریں فوق الاسلام نے یہ فیصلہ کیا کہ ان دونوں مردوں میں سے ایک دوسرے کے انعام کو ختم کر کے کسی کی اس منفی کونکر کر کے دیا اور اس سے آپ صحر فوق الاسلام کے مشرقی علوم میں معراج کمال کا خزانہ نکالے کہ دونوں میں تدبر کی قلت کے باعث ایسا ہوا لیکن یہ بات تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں ان دونوں مشرقی جاحظوں سے بہتر فکر معارفی جو کسی کو صحیح معنی میں سمجھنے کی طاقت رکھتی ہے۔ اللہ کبیر ہیں حضرت ذوالفقار علی ہمدانی صاحب بنکاء جو عقلمند ہیں آپ پر تمام مومنین جو دنیا ہو گا۔ جہاں تک شریعہ موم میں آپ کا مقام ہے وہ آئندہ سعادت میں آپ انشا اللہ ہمیں گے اور اگر گذشتہ سعادت میں بھی آپ دکھائے ہیں۔

اب جو کتب و تراجم العلوم کی تفصیلات کی طرف توجہ کرنے کو لئے چلتے ہیں :-

مکتوب پنجم

و بعضی محدث —

صحبہ فیل بظاہر متغیر و بدیل میں مہارت نہی کر کے کہتے ہیں کہ
ایک کتاب غلام اسلمت تک غلام ہو جائیگا اس کے غیر کتابت کار ہو جائیگا
اس حدیث کو الوداد نے روایت کیا

أَمَّا كَاتِبُ عَدَاةٍ يَقُولُ عَنِّي مِنْ مَكَايِبِهِ دَرْهَمٌ.

رداءة' سوداؤد

اور محدث

وحدلیش

جب کتاب میراث کو پہلے تراپی آزمائش کے مطابق دہرہ
میراث کا ورثہ ہوگا۔ (محمد علی)

وَأَقْبَابُ الْمَكَاتِبِ حَدًّا، وَامِيرَانَا وَرَثُ حِسَابِ

مَدَحُشَقُّ . ر ر ر ر ر

[illegible]

یہ مقرب دراصل کوہِ سہیل کے تارک و یزید، سید احمد منشاوی صاحب کے استغوث پرکاش تھے۔ ان کی شہادتوں

باشد آویخته شود و دست بقیه از امارت موقوف و
 حق منسک از موقوف و اگر تا سه روز از ان بگذرد
 بشنید چه می پندارست و نه از امارت دیگران و دست خود
 دست عزت پیغمبر از ازل است از ابد و از ازل تا ابد
 ۱۸. چون هر چه می بیند در عالم و در هر چه می بیند

[illegible]

صبر کا نام نہ تھا اور نہ ہی جو ان استاد رفزوری ہے کہ ان ناصر دت اور بھی
ان استاد سے فراہم ہو سکتا اور ان کے واقفیت ہو خواہ وہ دوسرے
صبر کی زبان پر نہ ہوں۔ جو چنانچہ یہ بات صاف ہے درندہ اور ان کی بات
غیر ہر وقت حضرت سید محمد قاسم علیہ السلام کی امت بھی قابل تامل نہ ہو
کی کہ ان کو علم نہ ہو کہ انہیں سید محمد قاسم کی امت کو علم نہ ہو کہ انہیں
سال تک کرتے رہے

آؤنہ کے کلام کا کچھ حصہ کے سوا دوسرے کو کمال ہے تو میرے لئے
 "گو" اسے ایمان والو "اور اسی طرح ان کے ہر فرقے میں سے کیوں نہ
 ایک جیسا جماعت سے کہ کہ وہ دیں میں سمجھ حاصل کرے" اور اسی
 طرح کی دوسری بات تطبیق مذہب کی قدرت کے گرد و پیش کی ورنہ ہم
 کو کلام ربانی کافی ہے۔ قرآن کلام کی شان میں "ہر چیز کو بیان کرنے والا"
 ایمان والوں کے لئے کلام اللہ ہدایت اور خبر نر ہے "اور متقیں کے
 لئے ہدایت ہے اور یہ ہے کہ ہر کلام الہی کا کچھ حاصل نہ ہو اور
 کلام اللہ ہر چیز کو بیان کرتا ہے تو چرک کی ضرورت ہے کہ ہر حصہ جو
 ہر کلام الہی کے ہر چیز کو بیان کرنے والا ہے جو ہر چیز کی قدرت
 پر مبنی ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ کے شواہد کے ہر کلام سے نزدیک
 دی کے لئے ضروری نہیں ہے۔ تو ہر حصہ جو ضروری سمجھتے ہیں اگر بنیاد
 کی طرف ان احوال کے ہر حصہ کے فقدان کی پروری ضروری ہوتی تو قیادت اس
 وقت میں کے ہر حصہ کی محنت ضروری ہوتی۔ یہی بات کہ قرآن
 میری اور میرے بعد خطائے دانش میں کی سنت ہے میرے "جو فرقہ ہے کہ قرآن
 میں تمام احوال کی پروری اور محنت کو ہر قدر نہیں دیتے یہ بیان خدا
 سنوں کی پروری ضروری قرار دی ہے جو صحابہ اور ائمہ میں سے ہوتے ہیں
 ہر حصہ کے میں انہوں نے کہا ہے کہ کلام اللہ اللہ تعالیٰ میں علم ہر حصہ کے
 محنت تمام کی پروری کو ہر حصہ سے رب کی طرف سے تہا کی طرف سے
 کیا ہے اور اس کے ساتھ وہ دیکھیں کہ ہر حصہ کو اور اسی طرح عام علم
 رسالہ میں اللہ تعالیٰ کے ہر حصہ میں ہر حصہ میں ہر حصہ میں ہر حصہ میں
 میں نے یہ بات لکھی کہ ہر حصہ میں ہر حصہ میں ہر حصہ میں ہر حصہ میں

نمبر ۱۰ تیسرا کتاب ہر شے پر غائب۔ یہ کتاب ابنوں نے مؤلف کو اہل علم کے ہاتھ میں کہا ہے۔ ابنوں کے ہاتھ میں رہا
کہ تحقیق دریافت کی تھی۔

[illegible]

توفیق ترجمہ

الحمد للہ علی احسانہ کہ سو سال کے جہان مخلوق اور دین پر جو کر کے کی کس نہاں کو تو قی و فی مہمانے لہو و ہائے
 میں حضرت مولانا محمود علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عہد و فن کو کمی و نیا سے روشن کیا کہ انہوں نے بات نہیں ہے۔ یہ کہ تو جس کے
 جیسا کہ علامہ حضرت شیخ الحداد رحمہ اللہ جن صاحب حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہیچونگی ہی و نشان
 حضرت مولانا شیر محمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا وہاں کے کھنڈن میں حکمت کے سب سے بڑے میں اور نشان تھے
 جاتے تھے اور مولانا میر حسین قاسمی اور تہجدان قاسمی نے بہت سے قیام کیا کہ وہاں سے لہو و ہائے کا قیام

[illegible][illegible]

ختم کے بغیر نہ آیا۔

[illegible]

ماشقی صبر طلب اور تقا ہے تاب

دل کا کیا رنگ کروں غول جبر جوئے تک

[illegible]

اسی دور میں لندن سے اپنی زبان میں ترجمہ کردہ چارے شیخ نے اپنے تئیں "ترجمے میں مصنف کے" فیض کو ادا کیا۔
 اس کا نتیجہ وہ اس ترجمے کا حق دکر تا ہے جو کہ یہاں مصنف یعنی مرقون میں نور بدین بنگلہ مصنفین، خط و کتابت اور
 دیں۔ - ہزاروں شکر گزار ہیں کہ ان کی تحریکات میں اسی انداز اور روش پر مشتمل فکر کے در ترجمہ کا قیام پایا ہوگا۔
 میں نے ترجمے میں ان امور کو پیش نظر رکھا ہے :-

[illegible]

۲۔ کہتے ہیں کہ اس میں کتب ایسے کا ہندو مت تعریف کر گیا ہے۔

جنتوں کے قریب خاصہ مضمون بھی پیش کیا گیا ہے اور اشارہ اللہ

اس قدر کہ وہ ایک شکل نہ ہو کہ حوائج میں مشرتہ کی گئی ہے۔

۱۰۔ وہاں اپنے مقبوت میں جہاد پر غور فرمائیے کہ مسلسل کتبہ ہے کہ ہتھے ہے کہ میں، بعد جہاد میں کہ

وہیں کہیں ایک جگہ بلکہ ہر گز یہ ممکن بھی نہ ہو کہ جو تبت کو وہی مذکورہ اقدار سے لینے کی ضرورت پڑے۔

[illegible]

وہاں سے لوگوں کو یہ بات بتائی کہ جو لوگ اس وقت تک نہیں آئے ہیں ان کو بھی آنا چاہیے۔

بہارِ حیات کے جوں اسی طرح صحت جو ماکو تو سید کر دیتے ہیں۔

وین بد کے صفت و جنس سے وہاں کا گوشہ و جہد سے جو کہ کسی نگرہ کے کھدے میں یا کوئی کوئی گوند سے جو وہاں

حالات مترجم

میں نے اس کا جواب دیا کہ میں نے راجہ زادہ کو جو تیرا راجہ آگے عزت میں لیا اور میرے ساتھ اس کی بہت سی طرف توجہ دی وہ اپنے والد سے کہتا ہے کہ میں نے تجھے جو میرے ساتھ لایا ہے انہوں نے تجھ کو میری بیوی بنائی ہے۔ اب یہی اچھا حکم ہے۔ اس نے کہا۔

[illegible]

پڑھان و خواہر
 اہم بات تیرہ جی تھی۔ خطا کسی۔ مگر ایک خط درمیان۔ محمد نادر علی زکریا کوٹ، فیض امین
 غیر اعلیٰ ترقی یافتہ۔ ریاض اعلیٰ ترقی یافتہ۔ اب میں پاکستان میں وہ ایک محسوس ہے۔ اور
 فعل امر بندہ استان میں اقدیات ہی۔ سات گھنٹہ کی ایک بوجھ صفحہ نہیں میں انتقال کو کرتی۔

[illegible]

کثیری اور اس سبب سے کہ یہ اس صاحب دین و دنیا کی ایک اور صاحب اور اس کے گھر کو شکر سپ
 اور خود صاحب تھا اپنے گھر کے مال میں سے دین و دنیا کی ایک اور صاحب اور اس کے گھر کو شکر سپ
 صاحب سے ملنے کی سبب سے

شادی
 شادی کے بعد اس صاحب دین و دنیا کی ایک اور صاحب اور اس کے گھر کو شکر سپ

درجہ میں سے اس صاحب دین و دنیا کی ایک اور صاحب اور اس کے گھر کو شکر سپ
 درجہ میں سے اس صاحب دین و دنیا کی ایک اور صاحب اور اس کے گھر کو شکر سپ
 درجہ میں سے اس صاحب دین و دنیا کی ایک اور صاحب اور اس کے گھر کو شکر سپ

ملازمت
 ملازمت کے بعد اس صاحب دین و دنیا کی ایک اور صاحب اور اس کے گھر کو شکر سپ
 ملازمت کے بعد اس صاحب دین و دنیا کی ایک اور صاحب اور اس کے گھر کو شکر سپ
 ملازمت کے بعد اس صاحب دین و دنیا کی ایک اور صاحب اور اس کے گھر کو شکر سپ

کچھ وقت سے
 کچھ وقت سے اس صاحب دین و دنیا کی ایک اور صاحب اور اس کے گھر کو شکر سپ
 کچھ وقت سے اس صاحب دین و دنیا کی ایک اور صاحب اور اس کے گھر کو شکر سپ

یہ حضرت امام علیؑ کے ہونے سے پہلے ہی کہہ دیا۔ علاوہ ان کے پاس اس کتاب بنام مولیٰ فاضل میں کچھ کتب کے ہونے کے متعلق قریباً ہے۔

حدیث میں کہ جو روایت میں کہہ ان اہل ذکر میں میں قابل اعتبار نیست کہ بخود وناہیں اوشن وارشود اند

(قاسم علیہ السلام کتاب طہ ص ۱۸)

جب دینی کا یہاں بہت ترقی کی روایت کا میں دنی اعتبار نہیں لیا ان کی روایت کردہ حدیث سے مولیٰ کو پیشہ پر تعلق کر کے روایت میں اس کا رد کیا جاتا ہے۔ حدیث میں کہ جو روایت میں کہہ ان اہل ذکر میں میں قابل اعتبار نیست کہ بخود وناہیں اوشن وارشود اند

فدک کا پتہ

اس مسئلہ میں آنحضرت علیہ السلام کے ہر ایک ایک جہت پر اہل حق و حق پرستی کے ہونے کے لئے یہاں سے روایت میں کہہ ان اہل ذکر میں میں قابل اعتبار نیست کہ بخود وناہیں اوشن وارشود اند

میں نے اس مسئلہ میں کہہ ان اہل ذکر میں میں قابل اعتبار نیست کہ بخود وناہیں اوشن وارشود اند

اور جو کہ انہوں نے اپنے مرسل کو ان سے ملنے والا نہیں دیکھا

فاطمه ليس لي الحق في اني اشهد انه اني رددتها عليهما
كانت عن عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم
واي رسول وعصر.

[illegible]

دیکھو ہمارے دوست تھے مہرہ جتہ، زندگ کے بسے میں کا
 وقت کے طور پر بسر کرے، انجینئر کے بسے میں جی میں حضرت شہنشاہ
 اپنی نگاہ نہایت جس کے اس میں کو حضرت شہنشاہ میں عبد العزیز نے۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں کے چند حضرت و علماء میں
 ممدی کی دوسری جگہ کے کتب خانوں میں سے :-

مکہ و مدینہ کی حالت سے مطلع ہوتا ہے۔ مذکورہ کے بعد میں اکھبر نے اپنے تئیں دوسرے سے ذکر و انکب ہی وقیعہ بجا اس کو مال
وقت کے ملو پر بھیج دیں۔ ان کے لئے میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مثال میں سے مدینہ پر بلا کر موت وصال کے اسکو
اپنی بیکہ بنایا تھا جس کے اس کو حضرت عمر بن عبد العزیز نے اپنے زمانے میں اپنی کہنے کے مال وقت قرار دیا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو یہاں سے کوکب بطور وراثت اس میں میرا حق ہے۔ جہت پر
مکہ کی دوسری جگہ کے تائب و انکب میں سے :-

عن عائشة ر^ضي الله عنها قالت سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجل
يتكلم في مجلس من مجالسهم فيسبهم من ذنوبهم وسبهم من خيرهم
فقال إنما هو كسرك سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول
رسلكم يقول لا تزلوا من تركوا أحدكم قد سبكم من
اللعن من هذا المال قال أبو بكر وسب الله لا أدر
مأ رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه إلا منفعة قال
فجاءه وأظفمه فلم تكلمه حتى ماتت

(بخاری ج ۲ ص ۲۲۲)

دانش و خیرات انسان سے روایت ہے کہ قرآن مجید میں ہر حرف
 کے جس سکری سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جھڑی ہوئی تھی
 میراث کا نام رکھا ہے۔ اور ان میں سے اول خدا کی زمین کا احاطہ
 کر دینے کے لئے ہے۔ اور ہر شے کی جتنی سے رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے فرماتے تھے ان کی نیکو کاریت کا کوئی اثر ہی
 نہیں ہو گا جو میراث میں داخل ہو گا ہے۔ ہر شے کی نیکو کاریت ہی
 کا نام ہے۔ اور خدا کی قسم جس نے کسی معاملے کو اس میں کیا ہے
 جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ اور جس نے لکھنا شروع کیا ہے
 ہر حرف کو اس سے نجات کا درجہ ملے گا۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب روضۃ اللیقا نے فرمایا کہ میں نے اپنے پاس
چند غلاموں کی خدمت میں ایک غلام صاحبِ کلمت سب پوری کے لایا
جو کہ بقیہ ہندوؤں کی کوشاں انہوں نے خود قادیان لے گئے تھے۔ یہ
ان کو سب پر کھڑا کر دیا کہ یہ کلمہ پڑھ کر غلام ہو جائے گا۔

میں نے حضرت ہ کے خاشے میں قرینہ لگایا ہے۔ اور سب کے کہنا،
وہ قرینہ ہی جلد دم کے قوی ہو گا۔ ہاں ہاں ہاں کے خاشے میں قرینہ لگایا ہے۔
خاشہ قرینہ میں سے جلد ہی حضرت ہ کے خاشے میں لگایا ہے۔

فهرست کتابهای چاپ شده در ایران
از سال ۱۳۰۴ تا ۱۳۲۵
مؤلف: دکتر محمد علی باقری
تألیف و تصحیح: دکتر محمد علی باقری
چاپ اول: ۱۳۲۵

پس حضرت فاطمہؑ حضرت زہراؑ سے مل کر اپنے بھائی حضرت علیؑ کی خدمت میں گئی۔
یعنی اس وقت کہ کوفہ کا نالہ بڑھا، یہی عید گزری تھی جس میں سید کاظم
محفوظ تھے۔ مگر یہ کہ حضرت زہراؑ نے حضرت فاطمہؑ کو واقعہ کے بعد جلد
یہ بھی یاد دلایا کہ اس وقت میں یہ اتفاق فرمایا۔

اگر مذکورہ بالا حدیث کا مطلب یہ لیا جائے کہ حضرت خاندانِ نبوتیؑ سے فلک کے بسے میں چھوڑ دیے گئے تو درست ہے۔

یہ نگرہہ فلک کی پور میں گڑھ کی گھڑی اور جب سلاطین کا تھا اس وقت فلک کی حقیقت ان کی آنکھوں سے اوجھل تھی دیکھنا یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ حضرت ابوبکرؓ سے مختار ہو کر دنیا سے نصرت نہیں ہوئیں۔ چنانچہ انیسویں صوفیہ میں ہے کہ کعبہ حضرت ابوبکرؓ نے داخل روضہ ائمہ عظام سے کیا کہ میں فلک کے بارے میں وہی کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا ۵۰

عوض پور میں۔

اب فرقا نامیہ کی مشورۂ کتاب مجاہد المسلما لکین کی حسب ذیل روایت پر مبنی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت
عمرؓ کو بلائی کہ رات کا وقت ہے۔ روایت یہ ہے کہ

[illegible][illegible]

اب مت محل کرمانے اسی کو حضرت قاضی نے فک کے ہاتھ میں اس سے پوچھا میں کیا کہ نک کہ پر میں کو وہ اب مجھ کو حق میں
 حضرت اس کا حضرت ابو کریم کہ اب یہی شیخ حضرت مرشد میں کہ میں کہ انصاری علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں نے علم
 کو ہر ایک کا جس نے مجھے ناراض کیا میں نے مجھے ناراض کیا میں نے اللہ کو ہر ایک کی بات کو ہر ایک کے ہر کو ناراض کیا۔ جو شیخ حضرت فاضل
 کمال حضرت اہست ہو سکتا ہے جب کہ حضرت حکیم جو شوقی کا وٹ کوئی یہاں ہر جس میں اللہ والہ کے ہر کو ناراض کیا۔ بہر کو یوں کہ ایسا
 دودھ دیکھ کر حق و شوقی یہ اعتراض کو لازم نہیں آتا۔

ہر ایک خدا میں لکھے لکھے خدمت کا سہم معلوم ہے۔ عظیمہ میں تحریر فرماتے ہیں:-

قد روایت ما آید، و قد نقل رسولیہ، و سلفہ و مشرک و واقع ہے اس بات پر شاہجہ کثرہ ذک ہر افریقہ و الاصل

از قسم فتحا. ملوک رسول الله صلواته علیه و سلم می رتقا. (در بیست و سه)

ایک اور جگہ ما انا انشاء علی رسول۔ ص اهل النبی ذی۔ و لیس رسول ولذی القربی و یقتضی ر الصبا کین
 و اہل النبی ذی کے معنی ہے یہ وہ اہل بیت ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ساتھ ہی پیدا کیا ہے۔

جو یہاں نقطہ علی رسول سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض و تفہیم ثابت ہوا لیکن یہاں نقطہ علی رسول

سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ خبر ثابت ہو کر دو بعض و عرف کے

نہیں ہے۔ بلکہ سولیانہ ہے یعنی پاپ حازان طور اعم میں ایک نہیں روز سب مدت کے متحر کرنے کے یہ معنی، ایک کہ

ہندو جبر کا عقیدہ تھا کہ اور یہاں صحافت پابندی مرہ وہاں کنگوں فلان مسدوف میں ملنے لوفی کیا بلے تو خود قریب

امیر شجاع و شرف

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب عز و جلال نے کہ ان نکتہ نبیوں کا نہ یہ تھا کہ جسے آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مذکور ک کلمت تھے، ظہور

۷۔ مگر وہ قادی کی روایت سے شبہ برتا ہے کہ آب کو اگلے آج سے پہلے اسٹیلے مولوی محمد رفیع مثل کوشہ ہوا اور انہوں نے چہرہ شہید کو

برجودیت و نقدی سے مدد اجراء حضرت قاسم محمودؒ، بلکہ کہ ان کے حضور یہ مسئلہ و اسناد کو آپ کی تحریروں کے مطابق ان کا حقوق حاصل

و اما در موردی که حدیث کاتب مطلب فرموده است که این حدیث را از کسی که از او روایت شده است می بینم و آنرا در کتاب خود منقول کرده است.

[illegible]

...

خلاصہ منعمون مکتوب قاسمی بنام مولوی محمد فاضل دیباہ ملکیت وغیرہ

حضرت تاج محمدؑ نے اپنے کتب میں اپنے عقیدت کے لئے فیض کو اس قدر دیا ہے کہ جب ایک کی شخص کا کسی چیز

دستِ نخلِ قہر و حرارتِ آتشِ اہل کائنات میں پہنچا۔ یہی جو سہ لاکھ لڑے مسلمانوں پر نذر کیے گئے ان کے احوال و سبب پر قبضہ

کرلیں غزوہ ہند میں ان کی تحریکات قرار دیتے ہیں کہ

[illegible][illegible]

وہ ایک اہل علم و تقاضی شخص ہے۔ ایک بار اس نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا ہے اور اس کے ہاتھ میں ایک کھجور ہے۔ اس نے کہا: "اے خداوند! یہ شخص کون ہے؟" اس نے کہا: "یہ ایک شخص ہے جو اپنے آپ کو خداوند سمجھتا ہے۔"

اسی جہلہ مکہ اقبال کی ہی روشنی ہے جس کا غور اس بار کیجئے یہ ”دوست“ جہلہ ذوقِ پارہ تر قلمی کی بات ہے جو فرق کی اکینت کا کس بعد

پہلے چنگیز تو وہ زمین اور پختیا کی نگرانی کیے۔ چنگیز بندہ سے ہی ایک سرد ملک ہو جاتے ہیں۔

پھر اقدار بندوں کے دریاں ان کو اقدار حقیقت کا عین بنادیں جس سے اسطرح کا فخر و عیاں الصلوٰۃ والسلام نہ رہے۔ جس کا

آفتاب اور زمین کے درمیان آفتاب کا عکس ڈیرہ اور واسطہ ہوتا ہے۔ ٹھیک سی طرح جیسا کہ مسئلہ طیر و علم اللہ تعالیٰ اور بعدوں کے درمیان کیفیت کا ڈیرہ اور واسطہ ہیں جس واسطہ کو اپنی مطلق میں قاسم الصوم نے برزخ عینا اور ہسیہ کہتے کہا ہے۔ چنانچہ قرآن ائمہ میں قاسم الصوم لکھتے ہیں۔

”جس فرقہ امت کے وقت چاندو میان میں آجاتا ہے اور آفتاب اور زمین اور زمین و آسمان کے درمیان ٹھوس بنیادیں اور اس کے ڈیرہ آفتاب کے دورے فائدہ آتے ہیں۔ اور زمین سے بانستے ہیں کہ اگر چاندو میان میں نہ ہوتا تو چاندنی رات کا جلوہ بھی جھڑکتا۔ اسی واسطہ کو علم اللہ طیر و علم کی ذات پاک ہمارے اور خداوند تعالیٰ کے درمیان ذاتی اور برزخاکیات کا وجہ و واسطہ بناتا ہے اور دور سے آسمانی فرض کا ڈیرہ نہ ہوتا تو خداوند تعالیٰ کی نعمات کو درخام طور پر عین مراد و مراد نہ ہوتا۔“

یہی وجہ ہے کہ ختم نبوت محمدی کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے نبی کی برتوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برت سے استفادہ نہیں کیا۔ جس کا چاندنی آفتاب سے ہے۔ اگر آفتاب کی مدد کی کسی اور سے استفادہ کرتی ہے۔ بلکہ کفر سے اللہ علیہ وسلم پر برت ختم ہوئی اور آپ کے بعد کسی کو کائناتی قیامت تک نہیں آئے گا۔ کیونکہ آپ کا دین ہر قرن بعید بعید کے لئے اقیانوس قیامت باقی رہے گا۔ بلکہ آپ کی برت بھی قیامت تک باقی رہے گی۔

پھر چونکہ آفتاب برت امت محمدی ہے۔ اس لئے دوسرے تمام انبیاء کا طرح طرح کی روشنی میں کر کے اپنی امت کو بھی لڑکھاتے ہیں۔ لہذا ہم انبیاء آخرت کو علم اللہ طیر و علم اپنی امت کے درمیان واسطہ ہیں۔ اس کے بعد کیفیت کے بارے میں جتنی بھی نظر انداز کرنا چاہتے ہیں۔ اتنے سے کہیں کہ میں علم اللہ طیر و علم کی ذات پاک ہمارے اور خداوند تعالیٰ کے فیض ہونے کی وجہ سے وہی قدر امتیازات دیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو حاصل ہیں۔ کیونکہ منصب خلیفہ اور جہاد و خلاف کا فرائض یہی ہے کہ وہ اصل کے متعلق ہو کر اس کے منشا کے مطابق عمل کرے۔ دوسرا منصب رعیت ہے۔ حکم اللہ تعالیٰ کی نیابت ہے۔

بلکہ یہی وہی برزخ نیابت ایک کیفیت سے اس خصوصیت العنوة و اس کے واسطہ کے واسطہ کی حاصل ہے اور دوسری نیابت مکرمت کی کیفیت سے آپ کو حاصل ہے۔ دوسرے مطلق میں یوں قاسم الصوم نے کہا ہے کہ یہاں سے برزخ و غفوت و عذاب و جہنم و جنت کے مطلق فیصلہ کے لئے انہیں دونوں مرتبہ میں سے پہلے کا نام قاسم الصوم نے مرفوعاً ہی لکھا ہے اور وہ ہے کائنات۔

پھر چونکہ اللہ تعالیٰ کو ممانعت کا عمل ملک ہے۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت کا وہ مقام نہیں ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ جس کا آفتاب کا ڈیرہ آفتاب سے زیادہ قریب کا تعلق رکھتا ہے۔ اس کی وجہ سے مطلق نہیں۔ یہی حال اللہ تعالیٰ کے دور رسوں صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور خاص کیفیت کا ہے۔ یہی وہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح سے چاہا اس لئے انہیں امتیازات کے ساتھ مقرر کیا ہے اس مسئلہ میں حضرت قاسم الصوم نے اس کے پہلے ذکر کو تب ہی مقرر فرمایا ہے کہ

”استحقاق کی قدر میں ایک تو ان کی بعض اور دوسرا بعض اور بعض ان دونوں استحقاق کی بنوں نے خود شرعی فرمایا ہے۔ شواہد کثیر نے ایک پیغمبر کی اور اس کی قیمت لگا کر وہی قبول۔ پس چنانچہ اس کا فاعلی استحقاق حاصل ہوگا اور وہی استحقاق یہ ہے کہ اصل انہوں کی دولت سے تمیز کا قائل بنائے۔ پہلا استحقاق کیفیت کا موجب ہے۔ اور دوسرا استحقاق کیفیت کا موجب نہیں ہے۔ یہی دلیل عقل و شرع

کے بعد میں آگے چل کر حق رافضیتے ہیں:-

بالکے کے متعلق بعض امور اور ایسا متعلق ہوں مگر
است ہا اب ان مریض ایک است ہا اب ان مریض ایک
خود ہا اب ان مریض ایک

دور موجب بکیت است پراگماتیک است
لفظ اول و سبب است اعاد طریقت

۱۔ غنیمت پر استحقاقِ اولیٰ اور
 ۲۔ غنیمت پر استحقاقِ ثانی کا اعلاق

اواس یک استحقاق بین فعلی نمود بازو کے ذریعہ کہنے
 سے حاصل ہوتا ہے اور وہ استحقاق ہمارے ذہنی شش کے ہونے کی
 جیسے تے حاصل ہوتا ہے یہاں استحقاق کیفیت کا عریض ہے یہ
 کہ غریب و فزانت اور غیبت وغیرہ میں ملک ہونے کا سبب مقرر
 در استحقاق کیفیت کو واجب نہیں کرتا بلکہ کیفیت
 انسا العبد ذات یفقد اولئک کلہا سے مراد ہے

[illegible]

حدیث نمبر ۱۷۷ سے ۱۸۱ تک کا شمار

حدیث نمبر سے نیکیت کا شبہ | اقلانی کی روایت کو کچھ دیگر روایتوں سے ملنے کو بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ حدیث حضرت عمرؓ سے بخاری اور مسلمین
 میں منقول ہے۔ اور اس کو کتب میں کوئی فرقہ یا جماعہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو خالقہ کے خالق سے، انفس و اعضاء و اشیاء و ملک و جبر کا شیوہ نہ تھا، اس کا جواب قاصر اہل علم و فضل و تقویٰ
 میں منقول ہے۔ اور اس کو کتب میں کوئی فرقہ یا جماعہ

نقد و صراحت و اعتراض اور رد و جواب کے لئے یہ عطا فرمادے (جو یہ شرطیں تھیں) کہ اس کی نظر رکھنے والوں کے دل میں
 نہ ہو کہ یہ ایک اور چیز ہے۔ خود اس کی نظر اس کی محبت کے باعث ہے۔ غرض یہ کہ یہ سب کچھ ایک نظر
 کثرت کے لئے نہیں بنائے گئے۔

اُن کے چل کر غارت گری اور غارت میں نیت کی نفل کے لئے حضرت عمرؓ سے کہہ کر اُن کو سن بن عثمان کی حدیث میں کہ ہے جو شکوہ
میں جو داؤد سے لگی ہے جو حضرت عمرؓ کے لئے بعد رحمت میں لکھ کر ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فی حقہ خیرا۔ خاک کے وہ امر جو حضور کے نسبت سے منسوب نہ ہوتے
ان کا تعلق ان امور میں نہیں ہوتا۔ ان کو تو روایات کے لئے دفع تھا۔ وہ خاک کی آمد میں اسرار کے لئے وقف تھی۔

دانیالؑ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے اسی میں سید دو حقے مسلمانوں کے لئے ایک حقیقت کو کہ فریضہ کے لئے مخصوص تھا اور جو آپ کے لئے بہت کفر سے تیرا تو انکو اپنی فرائض میں فراموش کرتے۔

اسی طرح کی ایک سو دھریٹ شرح اس کی شکوہ میں درود سہ کو جو کہ کو مہندہ میں کو سب میں پیش کیا ہے۔ یہ بروایت ایک سو دھریٹ
 کہ مثالی ہے اس بروایت کتاب میں لکھیں۔ ان دونوں پیش کردہ کے ہر الفاظ سے لکھا ہے۔

”اگر اس سے بھی قیامت کا نام چڑھا ہے کہ حضرت نور علی الدین نے اس کے بال کو تلواریں کے بجائے تھے۔“

ہذا وقت کے متعلق وضع ہے کہ ”یصلح ولا یصلح“ نہ اسکا کوئی ٹالک ہوتا ہے اور نہ کسی کی ملکیت قرار دیا جاتا ہے۔ بندہ نیک
 شخص اور عیسیٰ و مسیح کی نسبت میں مدح بیکر تو گیت اور نغمہ میں تھا۔ اور اسی وجہ سے حضرت فاطمہ کو اسکا درشت میں پہنچا جس کی نسبت تھا۔
 یہ ہے نہ کہ حضرت فاطمہ انصاریہ کے اس کتب کا جو مولوی نور الدین صاحب کے ارکان کیسے۔ آئندہ ورق میں اصل کتب ملاحظہ فرمائے۔

قبضه کند بر کایش جا گرفت. و قفس را تا آخر نغمه می شود سپس در قفس
شو که قبضه نمک اتزل چکر بر دست که نامیده صاوت قفس
چه صوب اگر غنیمت میگردد بزمی امیدوار می حاکم است بر
نک خود و بنام ننگ از که حیدر با جگر قفس ملک بهر یک
قبضه است و در شریعت و شراب و دست و میراث و از مزاجیات
کف فی و انداز مسامحت نظر بر می ست. بر هر قبضه قبضه
قبضه است که سبب کف بر این سبب این قبضه بر طریق است
نموده شد.

۲. دوم آنکه ملک مبنی الفاعل صفت مال است و ملک
مبنی الفاعل صفت ملک محرفی که گذشته که مال واحد و آن مال احد
بمعنی موجود باشد ملک و یا زیاده ملک آن گرد و هر یک ملک زیاده از

کہ جب کہ مسلمانوں کا قبضہ انگریزوں کے برائے تھا، پھر یہ اور کتنی
 آفیسر، ناز و دولت، تاس و جوت، ہندو، کھنڈ، کنگ، آفیسر، دروہ
 جانا، اچے کسے دوبارہ ہوشی مند، ہوشی کنگ، کنگ، کنگ، کنگ، کنگ
 لیتا ہے تو پھر انصاف تو کیا امید تو ہے کس بے ہوشی سے
 وہ تو پھر کس سے دروہ میں کریتے ہیں۔ کس کس کس کس کس کس
 قبضہ - اور وہ جو کس اور انگریز، آفیسر، کنگ، کنگ، کنگ، کنگ
 میں سے جانتے ہیں تو وہ ہوشی کنگ، کنگ، کنگ، کنگ، کنگ
 کے لئے ہیں کہ کس کس کس کس کس کس کس کس کس کس کس
 اس بے ہوشی سے کس کس کس کس کس کس کس کس کس کس کس

۴۔ دوسرے ایک معتدل کی بنیاد پر ملک، مال کی نسبت ہے اور
فاحش کی بنیاد پر ملک، مال کی نسبت ہے۔ مگر نہیں درست است
مال ایک کی بنیاد پر بیشتر سے مال کا تعریف دیوہ۔ یہ ایک کی نسبت

[illegible][illegible]

تہ میں اس کا حرکت میں ہونا ہی صفت ہے اور ملک کی ملک کی نسبت کی محرومت میں ملک ملک کی صفت ہوگی یہی مطلب ہے۔ صفت ہونا
کہ معقول کی زیادہ ملک ہی کی صفت ہے۔ اور عقل کی کیا پر ملک ملک کی صفت ہے۔ معقول
خود صفت یہ ہے کہ ایک ایک ایک ہی وقت میں عیشتیت دو یا دو سے زیادہ ہوگی کیست میں نہیں ہو سکتا اسکا ایک ہی ملک ہو سکتا ہے۔ اس کو
ایک اصل ملک ہوا وہ دوسرے ملک کے طور پر تو جو ملک جو دو کی ملکیت ہو سکتی ہے جیسے گوشاں میں ہیں لیکن یہ ہے کہ ہر جہاں کسی ملک تو تعداد ہے
میں ہندو مس کے طور پر گناہی ملک ہو سکتی ہیں۔ جیسے آذربائیجان ہے اور آرمینیہ میں اس کے آقاب کا کل اور تائی کا جاتا ہے۔ ہر

[illegible][illegible][illegible]

محفل لفظی، روحانی، علمی و ادبی میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر مولانا صاحب نے ایک خط لکھا جس میں ان کے خیالات اور مقاصد بیان کیے گئے۔ اس خط میں ان کے خیالات اور مقاصد بیان کیے گئے۔ اس خط میں ان کے خیالات اور مقاصد بیان کیے گئے۔

حقیر کما خصم از احوال و معونات پیران وجود خدای در بر
می شنیدند و این عالم شد و دشت را مشهود می کردند.

پیش کتاب کتاب حقیقت سے گفت و گو کریں
 ہر شاخ حیات کے سوا کسی اور شاخ حیات کے درمیان

وہ بھی بکثرت کثرت کے ساتھ چہ در میان میں آجاتا ہے۔ لہذا کتاب اور زمیں اور زمین و جوں کے درمیان چاند (اوش) بن جاتا ہے اور ان کے نزدیک یہ کتاب کے ترے نام سے حاصل کرتے ہیں اور یقین سے جانتے ہیں کہ جو چاند درمیان میں نہ ہو تاہو چاند کی رات کا جو وہ زمین پر تیرتا ہے۔ اسی وقت کہ مسئلہ اللہ علیہ السلام کی ذات پاک اگر وہاں سے دور ہو جاتی ہے۔ درمیان میں آتی اور وہ کتاب کا نشانہ کا جو خداوند تعالیٰ اور دوسرے آسمانی فیاض کا زیرِ نہایت خود وہ تعالیٰ کی مخلوقات اور خاص طور پر ان میں اور دوسرے مخلوقات کا اور دنیا میں نہ ہوتا اور اس جسم شہادت کہ جس کو دنیا کہتے ہیں وہ کیونکر نہایت یعنی دنیا پر نہایت یعنی گراں قدر تعالیٰ حضور سے اللہ علیہ السلام کو سزا دے کر گئے۔

میزد که در کتب معتبره
 هست و این حقیر قریب سیست بسبب این که در پی تحقیق
 آن شمرید یک دو ورق نسخه خطی شده در قرن هفدهم و دوم شمرید
 مقصود جمله خوانید و هر چه که گاهی بدیاید که اولاً برب حیات و
 فزونی و ترقی و تاس که درین دهه جمیع حدیثی جمیع شده و گاهی بدیاید
 می یازند و ترقی بشود پس از شش و پنج بسبب صنعت و بدو و آن
 دید که در کتب معتبره می یازد و ترقی بشود.

میں باریک تحقیق کا نشانہ ایک گہری جستجو نہیں کیا کرتا
 طور پر تمام حقائق کو ایک دور قریب ایک ہی کتاب میں پیش کرتا ہوں۔ اور اکثر
 لکھنے کو قصہ پر مبنی ہوتا ہے۔ اسلئے میں جہاں میں کسی ایک مسئلہ کو
 بہت سے دل میں پھیلاتا ہوں اسے کوئی ایک جگہ پر ہی لکھتا ہوں۔ اسلئے
 چھوٹوں جو اس کتاب میں پڑھتے ہیں وہ بھی جانتے ہیں کہ اس کتاب میں
 آتا ہے کہ کون سا جگہ ذیل میں ہے۔ اسلئے یہ کتاب کوئی ایک جگہ پر
 میں نے اپنی محنت خود اس کتاب میں لکھی ہے۔ اسلئے یہ کتاب کوئی ایک جگہ پر

[illegible]

۳۰۔ حق تعالیٰ نے اس کو چھپانے سے جس قدر پیر ہوئے اور پھر یہ بھی دیکھئے حق تعالیٰ نے اس کو کائنات اور کائنات کی
حد بندی ہے (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (

[illegible]

در این مقام که از طرفیه شد و از طرفیه باشد
در این مقام که از طرفیه شد و از طرفیه باشد
در این مقام که از طرفیه شد و از طرفیه باشد
در این مقام که از طرفیه شد و از طرفیه باشد
در این مقام که از طرفیه شد و از طرفیه باشد

۱- در این کتاب که در دست من است
 ۲- در این کتاب که در دست من است
 ۳- در این کتاب که در دست من است
 ۴- در این کتاب که در دست من است
 ۵- در این کتاب که در دست من است
 ۶- در این کتاب که در دست من است
 ۷- در این کتاب که در دست من است
 ۸- در این کتاب که در دست من است
 ۹- در این کتاب که در دست من است
 ۱۰- در این کتاب که در دست من است

[illegible]

مگر ہاں اگر مذکورہ اقربیت کے ... : ہاشور کے
 آج بھی میں، حواری موقوفہ میں ہیں جو ساق رہاں
 ہزار ہا ہفتہ ہزار کے حلقہ میں کھڑے ہیں کہ وہ
 پہے غولت اپنے سوال کی بات کی کہ نہ صاف بھی
 ذرا اقربیت ہے، جو کہ حلقہ کا خود اپنی ذات کا کھنڈ
 غولت سے کھنڈ غولت

[illegible][illegible]

سہ جی سارے۔۔۔ میری عزت و خف سے حد کی معرفت کی برسطوں کے مرتبہ

کشت بدو، و چون در آن روز آن جوان ملاقاتی و کوکب بنامی از سوی سوادکوه آمد که از آنجا که نسبت به
 آن محفل کرامت و برتری آن صاحب کرامت و صاحب بیاد و چون آنجا را منظر و بصر آنجا آید.

کونہ پرستی سے مراد

[illegible]

علمی حرکت و لہری متحرک کے سوا مستقر نہیں ہے۔ اور اس
قسم کا قریب ایک دوسرے کے باہمی غلط چرچاں یا س
رمیہ تہ میں دوران کی حالت میں کہ ان کے نصف ہوا
کا نہ واقفیت کا تقاضا ہو، غرض کہ ایک دوسرے کے
خلاف چرچاں میں بہت لڑائی ہوتا ہے۔ اور ان کے قریب ہونے
و نہ ہونے پر کیا روایت اور اس کے اثرات اور عینیت کی تفاوت
تو ایک لمحہ ایک ہی سر پر ہوا، اور اس طرح میں ہر چیز
تیس رنگ ایک ہی کا رنگ میں جو جوش یا بغیر ایک کھانا
حالات کے اور اس کے باہمی لہری کے کا اور اس کے باہمی
ایک دوسرے میں چوست جو ہر ایک کی حیثیت میں ہر ایک
ایک دوسرے میں چوست جو ہر ایک کا دوسرے کے کئی فرق
نہیں۔ اس قسم کی نزدیکی میں ہے کہ ہم اس کے کہ نسبت
دوسرے کے زیادہ قریب ہوں۔

یہاں پر انکی ذات نزدیک قریب ہے جو قریب رہا ہوں

ملت جانت اس بات کی جمع ہے جس کو مصلحت مخالفت کے ہیں۔ مصلحت دو چیزیں جو ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔ پہلی نفس اور امور۔ اور ثانی
مصلحت نہیں ہوتا۔ اور اس کی مصلحت نہیں ہوتا۔ وضع ہے کہ اس کے خلاف کے نزدیک کہ ایک مسئلہ جو گرم کن نہیں ہو سکتا ہے۔ مصلحت نفسانی
۱۔ نسبت تمام دوسرے نسبت عام مصلحت دوسرے نسبت۔ مصلحت نفسانی ہے۔

اسلام اور مذاہق میں تباہی کی نسبت ہے ہرگز نہ تو یہ کہ مذہب میں تباہی ہو جس کا نہایت ہے

۴۰ انسان را که میخواند و از هر یک یک بیت شعر را میگوید و در هر یک یک بیت شعر را میگوید و در هر یک یک بیت شعر را میگوید.

حوالہ الساترین دوسریہ: جو محققین نسبت ہے جو نام و شمار و مر ہے۔ مرسم۔ مر مو۔

سب سے پہلے یہ ثابت ہے کہ میں نے جو کہہ سکتا

۱۵، انوش رنجیدہ و غمگین : "اے خدا! تو نے مجھ کو جو کچھ سب سے پہلے دیا تھا وہ اب لوٹ لے۔"

جیسے علم، فن، سفر، جدائی، سب نہیں کہتے جیسے ہجرت وغیرہ۔ (ترجمہ)

تہ افسوس آغا قسما - کہ خستہ و خیمہ یی بخت پیکہ ہر کہ نصیب و تو کہ کند.

کرمش و ... افلاک را ... و ...

معاذ اللہ کہ تو اتنا ہیست ہے۔ مترجم

[illegible]

چون و نصیحت نصیر و این دستم است و
نصیحت هر قسم که باشد از فواید مودت الهیات
است و در هر دو نوع که در این دو دیگر نیز نوعی است
نعم بنده علی السلام است - هر چه خواهم

وہ کسی نامعلوم شخص سے روئے مقدمہ کے لئے اشارہ ہی دے رہا ہے۔
 اس صورت میں ہم بھی کوئی اہمیت کے ایمانہ باتوں کے
 ساتھ ہیست کا حق کو کاہر متوں کو سنی کے ساتھ معلول
 ہونے کا تعلق۔ اور یہ سب کچھ جہاں یہ کہ دو سر سے
 انجیر اور غصہ سے ملی ن علیہ وسلم کے ساتھ بھی ہی تعلق
 رکھتے ہیں۔ ہم پر نظر کرتے ہوئے اور سب سے انجیر اس
 انجیری کے لئے کہ آفتاب اور گروں کے خلاف ہی جنوں کے
 درمیان جو آفتاب کے لئے نہیں ہیں۔ واسطہ ہو سکتا ہے۔
 خواہ قوت اور محبت کے لئے۔ اپنی اہمیت کے لئے گروں کے
 درمیان۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو معلوم ہے کہ کونسا
 نبوت بھی کہادت میں سے ایک کامل ہے جب کہ ہمیں اور
 رونا اور غصہ وغیرہ۔ وہ اب معلوم کر کے دے رہے ہیں
 ایک، بالکل اور بالکل۔ مرتبہ باغفل معلولات
 مومنوں سے فتنی طور پر تباہ نہیں ہوا۔ اگر کوئی تباہ
 خاصہ جسے شخص سمجھتا ہے وہاں ہے۔ اگر ہمیں
 یقین نہیں آتا تو کچھ کہنا اور سوچ روشن ہیں۔ نہیں
 اس مدخل کے لئے کہ وہی نہیں کہ درود اور غار و آستانہ
 ان سے جملہ کیس کیس وقت کی مدد کی اور جہاں
 کے واسطے سے اوپر کو مذہب ہوتا ہے اس جہاں ہوتا ہے
 کوئی ان کے لئے آتے وہ ان سے مدد نہ ہوتا ہے
 جو رہا ہے نہیں۔ تاہم نہیں ہوا۔ اسی طرح

نہ مغرب بہت کمعت کے درجوں کے یہاں ان کے کثرت فی سلسلہ علیہ وسلم کا بنی ہو ہے اور صحت کا حصول ہونا
یہی کثرت کا حصول اور شہادہ - رحم

[illegible]

انفیوضا باشد کلام تبت قوت را میباید انی کو از لفظ
دولت او شانست -

اور جہاد دکھائی دینا فکرو۔ درستی کے لئے از سر نہیں ہے
 ممکن ہے ۔ محمود احمد چاند روشن ہوئی تکت
 دیکھنے والے انکی تلاش کا دہرا لکھتے ہوئے جہاد و
 سراج، سراج اور اوٹ میں ہوں ہیں غرض یہ کہ
 کا دوسرا رنگ بنی یا کسی اور وصف کا ان اوصاف
 ہوا قیہ ہو۔ اور ان فعال کا نظریہ ہو۔ وہ اوصاف ان
 افعال کے قابل ہیں فردی نہیں ہے۔

جب نبیت کا حق ہو تو ان دو قسموں میں سے جو
 اور تم کا کام جو حق ہو تو اس طرح سے
 فیوض کو نیکہ ہے تو ایسا دوسرے دنیا کی نبوت
 میں حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان
 ہے۔ قوت کا مرتبہ بھی فیوض کا مقبض ہے اگر مرتبہ
 قوت کو تم جانتے ہو کہ ان کی صفات کے لوازم میں
 سے ہے۔

نہ جدا ہونے والے عارضی اور مصافحہ کے لوگوں
میں سے۔ کیونکہ ہر نبوت کے لئے اولیٰ مہم کی ضرورت
ہے اور وہ یہ ہے محبت اور ارادے کی ضرورت ہے
اور ان دونوں صفوں کی ہر تہ قوت و معنوں کے

راز عوالم مضمونه - چه بپنداره اوایه و نه
علم است و ثانیاً نه و است جهت واساده و مرتبه قوت
این هر دو صفت از اوایه قوت ارواح است - نورپرد
ارواح و نورانی شهباز روحیه قوت محمدی است

۱۔ نور محمد کے علم پر خودت کا پرانا نصیحت ہے جب تک بن کو دین و شریعت کا پرچہ نہ چھوڑے گا وہ دنیا کی ہر چیز پر
۲۔ بنی نبی کے لئے علم القرآن خالق الافسان حللہ البیان یا اقرأ و ربك الاکرم الذی
۳۔ علمہا القہر عنہ الامساك عالم یعلم اور کی حاجتی بہت سی تھیں یہ پیغمبروں اور انہوں کے علم
۴۔ خودت کی طرف وضا حقیر موجود ہیں۔ مہتمم

کے بغیر اس کے لئے معجزہ حیات کے ساتھ دوسری چیز سمیت اور وہ ضروری ہے۔ اگر بغیر اس سمیت نہ ہوگی تو
خاصہ کا حقہ بڑا سخت دشوار ہو گا۔ نتیجہ میں بدستور تاجیف کے لئے سمیت کی سخت ضرورت
ہے۔ کی صورت بغیر میں ہم اور اس کے کی قوت جو ضروری ہے۔ اسی لئے بعض معجزوں کو خواص
منہ بالی سہل کیا گیا ہے۔ معجزہ

و سلم باشند و چون شور و مدح استخوانی غیر مینیس مجبار
روح او شان درین طرف روح این است نیز از
فیوض حقست صلیت علیه و سلم اگر فرق است
قدست که از آن انبیا رحمتی قائم البقی صلیت علیه و سلم
بنزد و تقدیر ایشان آفتاب و مدح این است بندگان او
نیم و دیوار اند و در سوره نور محمد صلیت علیه و سلم و دیوار
میں مومنین را بقی و تقیین و عده ساری باشند
آر قوه علیه و سلم قوه و بلند گویند نیز و آداب انبیا
و ابعیاد است غیر از حد و تمدنی است علیه و سلم
باشند ۔

ذاتی لازم میست ۔ اس پر نظر رکھتے ہوئے دوسرے
انبیا کی روحیں محمد کریم صلیت علیہ و سلم کی روح
پر فتوح کی تاثیر ہوں گی اور اس فتوح نے انبیا کے
میتوں کی روحیں کی کہ روحانی تاثیریں ہوں گی اور
اس طرف اس میت کی روحیں بھی فیوض حق صلیت علیہ و سلم
علیہ و سلم سے ہیں اگرچہ فرق سے تو صرف اس قدر
ستہ کہ محمد صلیت علیہ و سلم کے رشتہ پیہ انبیا
کی روحیں آفتاب کے سائے چاند کی مانند ہیں و اس
میت کی روحیں ان میں اور دور و لاد کے انوار کی جگہ
میں اس صراط میں نور محمدی صلیت علیہ و سلم تمام انبیا
اور ان کے پیچھے زمین میں لازمی طور پر سرایت کرے گا ۔
اور وہ قوت مجیدہ و عظیمہ گویا قوت قابضہ نبوی و علمی
اور علمی تمام اوقات و قوتوں کا جامع و انضمام ہے جو کہ محمد صلیت
علیہ و سلم کی بخشش میں سے ایک بخشش ہے ۔

فوض سرایہ مالکیت دیگر اہل ایمان از آن
آن بدشہ دو جہان است و صاحبین آن سر و سلم
صلی اللہ علیہ و سلم و باقی انبیا و اولی از انبیا را
و انبیاء چار نسبت است کہ در آفتاب و قمر
و غیرہ اشیا است کہ نور شان بالذات است و
مسند و از آفتاب کہ نورش بغير الذات است
یعنی اینانیز کہ فی علی و عملی و موجودات مالکیت
یک طرف بالذات است و یک طرف بالعرض و
میدانی کہ اوصاف عرضیہ اگرچہ در بلادی نظر
از آن موصوفات اعنی موصوفات بالعرض نمایند

شہ ذاتی باب و صاحب کی ملکات میں صلحہ پر ہوں کسی سے خاص ہو رہا ہے نہ خود ۔ ترجمہ

شہ موصوفات کہ کہتے ہیں جو کہ صفات بالعرض ہوتے ہیں ۔ ترجمہ

بسیار در نظر حقیقه شناس قصبه بنوع دیگرست -
 این جهت این اقسام او صفت را از آنکه صفت
 بالذات ندارد - غایب علی از مملو کات
 دیگر انبیا و کرام علیهم السلام و امتیان ایشان
 و هم مملو کات این امر در حالت مالکیت
 دیگران نیز از مملو کات آن حضرت معلوم
 باشد و سلم باشد .

این وقت مصطفی برافتنه بکری و رسید به دوان
آنحضرت صلی الله علیه و سلم و تحقیق مقام رسید که
در دوازده روز از مدینه آمدن به آن شهر رسید و در آنجا
صلی الله علیه و سلم و هم آنکه در آنجا آمدن و آنجا آمدن

ہیں۔ لیکن حقیقت کو بھی سننے والی نظر میں قصہ کہہ رہی تھی۔
 قوت سمجھنے والی وہ حقیقت تھیں انظر اس قصہ کہہ کر وہ اس وقت
 کو اس موضوع بالغات کی حکمت نبیال کرتی تھی۔
 اس میں پردہ دوسرے انجیل میں السلام انسان کے متعلق
 کی مملوک چیزیں اور اس است کہ وہ کی مملوک چیزیں مملوک
 کی حکمت کی حالت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی مملوک چیزیں دیکھتے ہوئے تھے۔

اور وقت پر دستگیر ہوئے تھے اور انھیں گرفتار کر لیا گیا
 اور انھیں دیکھ کر وہ دیکھ کر انھیں دیکھ کر انھیں دیکھ کر
 انھیں دیکھ کر انھیں دیکھ کر انھیں دیکھ کر انھیں دیکھ کر
 انھیں دیکھ کر انھیں دیکھ کر انھیں دیکھ کر انھیں دیکھ کر

نه ذلک کہ جس کو تین مہینے غصہ سے سلیہ پر کھڑا رہا بت حد پر ہے یہ اسے صبر کہتے ہیں اور اسے صبر و تقویٰ کہتے ہیں
اب تعجب تو سبیلہ والے فیضیہ و بے شکہ جفا ما سے کہو کہ لڑی و عذرتہ انڈ لاخلف لیسہ اور کثرت بہت
اعتنا کر کہتے کہ کھڑے رہنے والے نازک ترین قسم کا کام ہے بلکہ اعلیٰ حد پر اور ان کا کہنا ہے کہ یہ سب سے عمدہ
نماز ہے جسے پڑھو گے کہ غرض یہ کہ یہ ہے عزت کا

[illegible]

یکی آنکه کلمات خداوندی که جمیع الوجود و بهر
شیئی بالذات اخلاقی ظاهر و اواخر ظاهر
دیگران درایند و میاوردد و در ذات
محمدی علی اله علیه وسلم اگر چه محال
باشد که همه عطاوار ال بی نیاز معنی
ست. در میان آنکه خداوند که هم را از
مملوکات خود یعنی مملوک نیست --
چون کلمات او تعالی ازلی و ابلی و دارالذات
و ایت دائم و در حضرت نبی صلی الله
علیه وسلم حاکم مملوکات خود نمایان -- نبی
صلی الله علیه وسلم را با این همه تقدس از
غیر و نداشت و جانشین او را نداشت -- نیست --
آنکه برین با اعتبار و در بیرون آفته است
صلی الله علیه وسلم چنانکه از دیگران در مراتب
نوعان برتر است و در آن -- تسلیات علیه و
معنی دیگر را در ج بود -- با اعتبار و غرض خدای
در قطار دیگران اند --

شاید نذر بر جی و دوحه به سمت کربلا
ایمان و اعتراف انما انا بشر مثلکم
ارشاد شد و جان بر تالین ما هذ الان بشر

درمیان غفلت و فرقت میں ایسا کہ خدا اے تعالیٰ کے
کلمات پر حقیقت اور طریقے سے اصل و ذات یعنی
اپنے فکر کے ہیں کسی اور کے فکر سے ہم کو نہیں لگنے
وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں اگرچہ تمام
ہوں مگر وہ سب اس مطلق بے نیاز کے عطیہ کے ہوتے
ہیں۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ خدا کے کریم کو اپنی مخلوق
جزو لہ سے کوئی نفع مقصود نہیں ہے بلکہ اس کے تمام
کلمات ہمیشہ سے ہیں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان میں
ہمیشہ قائم اور ثابت رہیں گے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم میں مخلوق جزو لہ کی وجہ سے ہے۔ جس کی وجہ
علیہ وسلم کو تمام کو اپنی کے وجود کے لئے بنایا گیا
تہ اجر و ثواب نہیں ہے۔ اس بات کو نظر رکھتے ہوئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات پر تو جس قدر قربا
ہے جیسا کہ وہ بولتے ہیں جیسا کہ میرا بعضی صاحب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوہری روحوں کی ہے
جہاں میں خدائی جسم کے اعتبار سے دوسرے روحانی
صفت میں شریک ہیں۔

شاید آتی دہائیوں پر غلطی سے کہ ایک جگہ
 "جگہ" کے نہیں زمین تم جیب ہوں کے قابل اور
 کے قابل کے متعلق اسدو "اور ایک جگہ نہیں ہے یہ قول

[illegible][illegible]

ہو۔ آجی خلافت خداوندی دینی امر ہو
کہ با منافق سرکاری نباشد۔ و ہم ظاہر است
و ارتقاء ملک کو در دفع ضرورت
در مرتبہ تعالیٰ مقصود است باعتبار مرتبہ
فوقانی ارتقاء ملک بچنان مرتبہ است کہ تعالیٰ
ملک خداوندی۔ و در خلافت را کہ از آیت
اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاٰمْرِ مِنْ خَلِیْفَۃً وَاٰیٰتِہٖ
مُکَرَّمٌ بِرَایِہٖ اَوَامِدُ وَاَسْتِ۔ مؤمنین شرا
و مہر و میراث و دفع نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہمہ دین مرتبہ باشند۔

سخن چہارم چہارم و بیستم مرتبہ
فوقانی مرتبہ تعالیٰ نیست۔ بلکہ ہر مرتبہ
کہ نور ارض خیر انکہ انتہا بہ ترتیب دارد و حق
خداوند۔ بچنان ملک خدا و رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم را باید نہاد است۔ از خواست کہ
خداوند را با آنکہ حقوق خدا را بآں تلقین داشت
و تکیہ در تقسیم آن مختلف اقسام را نمود،

پہلے ہی سے منافق پر نظر نہیں کرتی۔ وہاں پر تو خداوند تعالیٰ
کی خلافت سہاوت میں جس کی کمانش سے کوئی تعلق نہ
اور یہ ظاہر ہے۔ وقف میں ملکیت و تقسیم ہونا ہونا ہونا
وہ مرتبہ تعالیٰ یعنی ابا قحطہ بنو نعلی کہو کیا ہے
مرتبہ فوقانی کے اعتبار سے ملک کا نام ہونی مرتبہ
ہو سکتا ہے کہ خداوند تعالیٰ کی ملکیت کا تعبد انکار نہیں
اور ان کی خلافت کو کہ در میں زمین میں علیہ السلام
کی آیت سے تکیہ معلوم کہ ہے کہ ان کا وہ ملک
غرض یہ کہ زور و زور و وقت جب وہ بیت
صلی اللہ علیہ وسلم کا وقف سب امور اس مرتبہ میں

چوتھی بات چوتھے یہ کہ ملک کی نسبت
کرنے کو صحیح قرار دینے اور
جسہ فوقانی سے یہ ہے۔ تہا آیت تہا یہ ہے
لیکن ہر ہے۔ نہ زمین و نور حقیقتہً کو کہ کے ساتھ
سہ زمین کے ساتھ نہیں لکھا۔ اسی مرتبہ خداوند تعالیٰ
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت کے تعلق کو کہنا ہے
یہاں سے معلوم ہو کہ ملکیت کے احوال کو اس کے
کہ ملکیت حاصل کرنے والوں کے حقوق میں احوال کے

سے یعنی تعالیٰ کے در مقام کو کہ ملکیت کے لئے نسبت مرتبہ تعالیٰ یعنی تعالیٰ کے در
قوی ہے۔ کہ کہ خلافت الہیہ کے احوال مقام سے جہاں کہ کمانہ ملکیت میں ملک ہونا خبر ہے کہ پہلے در
نسبت زیادہ قوی نہیں جیسا کہ سورہ کہ نور کا تعلق بننا سورج سے ہے تہا ازجہ سے نہیں جس سورج کا نور ہونا
آیت نور کا سورج اور زمین دونوں سے تعلق ہے لیکن سورج کو نور دینا ہے اور زمین کا غیر نور دینا۔ اسی سے جو ملک
غروب ہوتا ہے تو اپنے نور کو ساتھ لے جاتا ہے۔ نہ زمین سے نور کو کہ زمین سے نور دینا ہے۔ اور زمین سے نور دینا ہے۔
کی ملکیت اور نسبت غیبیہ۔ احوال صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت ذاتی ہے۔ وہاں اور ان کی ملکیت عارضی ہے۔ اور ان کی
تعلق ہونا سے ملکیت خبر نسبت ازجہ سے دیکھتے ہوئے میں اور اللہ تعالیٰ میں ملک سب ہے اور ان کی ملکیت
کا خداوندی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی زیادہ سب ہے۔ یعنی اس کا نور زمین کے نسبت سورج سے زیادہ ہے اور اس کا

تعلیق کرتے ہیں لیکن جب ان مومن کا تقسیم میں سوال
کا اختلاف نمودر ہوا تو مال غنیمت سے اصل کرنے والے
نے کہا کہ یہ مومن خیریت تباہ ہو گئے ہیں اور دوسروں
نے کہا کہ ہمیں بھی حصہ ملنا چاہیے۔ چنانچہ اس وقت تک
کہ یہ لوگ مال غنیمت کے بارے میں فیصلہ نہ کر سکیں۔
بعد ازاں مال غنیمت "لہ" ہو کر رہ گیا۔

مذکورہ انفال پر روشنی
اس حکم کے مفہوم سے کہ مال غنیمت اصل میں
اللہ و اس کے رسول کے لئے ہے۔ جس میں سے اللہ کا حصہ
وہ لے گا تو ان کو نہیں ہے۔ چنانچہ یہ لوگ اس سے یہاں
غرض سے فرمان آئے سر اٹھیں۔ چنانچہ اللہ نے ان
حدیث میں بت "ہر حصہ سے یہ بھی نہ ہوتے
اور جو یہ دے دیا ہے اس کا حصہ اس کے لئے ہے۔" اور
اس سے جو کہ حدیث میں بت صحابہ کرام سے کہ نہ لڑنے والے
کی سزا کہ پینز یعنی بی آدم کی ملکوتی دنیا کو غلامانہ
تعالیٰ کی ملکات پہنچانا چاہیے۔ اور ان کا حق اس لئے
تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کا حصہ سب کے اوصاف میں
کہنا چاہیے۔ اور پھر ارشاد خداوندی ہے کہ جو کہ
جاسکے۔ لیکن محبت زدہ لوگوں کی تسلی و دلانسی
تعلیق فی اولویت کی بنا پر ہے نہ اور کسی چیز پر بلکہ خود
قرآن شریف میں ہے:-

"اللہ و کتبہ جو مومن کے لئے ہے۔
اور اگر تم مومن کو جو تمہارے لئے ہے۔
کو نفی رکھو اللہ اس کا قہر ہے خاصہ کے گا۔"
(سورہ بقرہ آخری دو آیتیں)

خاتمہ ان گنتہ کو کیا ان اس راستہ و دیگر
گفتہ کہ ہمارا نیز شریک باید کرد
باین خود ارشاد شد
تَسْلُفُوا نَاقِي عَنِ الْاِضْلَالِ ذَلِ الْاِضْلَالِ
إِلَهُ وَ الْمَرْسُولِ

قرآن حکیم سورہ انفال
غرض انہی ارشاد ایتنت کہ اصل ملک
برحق خداست و رسول و علی اللہ علیہ وسلم۔
تو وہاں یہ ارشاد ہے کہ مومن نہیں۔ یہ
ارشاد خود ہیروں پر ہے۔ انہیں در حدیث است
"اللہ ما احبنا و لیس ما احبنا"
ایہ تقسیم دین تقسیم حدیث است صحابہ کرام
ست کہ علیہ السلام اللہ ان کی ملکات یعنی
آدم و ملکات خدا تعالیٰ باید شناخت و تمنا
آہنا ہو خدا تعالیٰ نے دیگران اولیٰ باید پنداشت
ورنہ باز ان ارشاد لغو است۔ چہ تقریب
و تسلیم معیت زدگان معنی برہم ولویہ
انتساب است نہ غیر۔ بلکہ خود
ہر قرآن شریف
ارشاد است

وَمَا فِي السَّلَاطِ وَمَا
فِي الْمَرْبِ وَأَنْ يَكُونَ مَا
فِي الْمَرْبِ أَوْ تَحْتَهُ يَكُونُ
بِسْمِ اللَّهِ

یہ حرام ہے اس وقت اپنی جگہ دست چڑھا کر کہو
تعلق کہ اللہ ہی کے لئے ہے جو کہی کہ آمیزش میں ہے
اور قرآن کی آیت سے جس کی سبب ہماری رفیقہ (سزا)
وہاں کے حال کی تردید کے لئے ہماری سے کہہ سنے آپ
کو اموال نامک میں اس کے خود کو باوجود ہے کہ ملے
صاف کہ مقدار نہیں رہتے تھے۔ اور حق ہر ہے
یہ صورت میں اس تو میں بنیادی دلیلی ہے
پہنچو۔

یہ ہے کہ اموال غنیمت
پہنچو میں بات | اور اموال غنیمت کو لینا
اسی خدا کی طرف سے جوئی ہونے کی وجہ سے حلال
ہے جس خلافت کے سب سے بڑے کامل فرد
نبی اکرام صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ چونکہ اس
کی وضاحت ایک اور تفصیل چاہتی ہے اس کے
مناسب ہے کہ میں اور غنیمت کی طرف سے کروں۔

حسن و انسان کی پیدائش کا مقصد
پیدا کیا میں نے جن اور انسان کو کر عبادت کے لئے۔
یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان کے
پیدا کرنے سے اصلی غرض عبادت ہے نہ اس کے اس کے
اور دینی کے پیدا کرنے سے اصلی غرض سہارا ہے کہ
ہوئے ہمارے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اور
تقدیر کے لئے پیدا کیا تو یہ کہ زمین میں ہے سب کچھ۔

اللہ تعالیٰ نے جوئی خود باشد و انسانی
کو از لیلہ ما فی السموات الخ
منور شد سوسق بہرہ و نیال مالان ہزار
باشد۔ کہ خود را مال اموال تصور پردہ
مستحق صرف جائزہ می پذیرا شد و
ظاہر است کہ اللہ میں صورت بنار
ایں رو پر ہیں اولیہ خواہد بود۔

سخن چہ | آدمیت اللہ اموال غنیمت
خدا کی طرف سے روز و اکمل و انجیل بنی
آمر از میں بداندہ سی اللہ علیہ وسلم
جول توضیح اس تفصیل کے درمیان
میں یہ کہ قدرتی دیگر تمام ماسخ

مقتصدین میں و انسان الخ
وَالْإِنْسَانَ الْإِلَهِيَّ عَبْدًا بَرًّا وَدَلِيلًا
كَرِيمًا مِّنْ عِندِ رَبِّهِ أَتَقْرَأُ الْكُرْآنَ
وَنُوحِيْنَ وَنُوحِيْنَ وَنُوحِيْنَ وَنُوحِيْنَ
وَحَلَقْنَا لَكُم مَّا فِي الْأَنْفُسِ
جَمِيعًا بَرًّا وَدَلِيلًا وَدَلِيلًا
يَسْمَعُ أَمْوَالِ نَابِهَةِ رَوَاتِي بَنِي أَوْمَرِ

سے وہ ہر طرف سے کہہ دے۔ اللہ ما فی السموات و ما فی الارض
سے و ما خلقت الجن و لا فی الارض و لا فی السموات و ما ارید ان یخلف من
ترقی و ما ارید ان یطعنون۔ (پہلے سورۃ ابراہیم ۱۹)

اندراں صورت میں قصہ آچھاں باشد کہ
گویند سپہ بہر سوادری ست و کاہ و دانہ
بہر اسب از ہر عاقل کہ پستی تہیں شود
گفت کہ غرض از کاہ و دانہ یہوں سوئی ست
و چون بنشد اگر کاہ و دانہ ذخیرہ اسب جان
بدید - ایجنہ نیز تہیں طور باید پیداشت کہ
ما فی الارض نیر بہر عبادت - اگر باشد
ذوق واسطہ و عدم واسطہ باشد - اندرین صحت
خلیفہ خدا ماحضرت ست کہ ازوشاں باشد
یہ وجہ دادن امول غرض معلوم بود
یہوں نامکمل خداوندی بنید کہ مال خدا
بہر خدا فی تہ - بالظروفی باید کہ زوشاں
بسیار نہ و بدین پر بندہ اگر خود برین
کافری دست باید بگیرد کہ و قند
کاہ از غرض بکشتہ آفتاب -

اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حوالہ کے لیے کرنے
ستہ قصہ ہی نوع انسان کی حاجت کو پورا کرتا ہے -
اس صورت میں یہ قصہ اس طرح ہو گا کہ تہیں کہ
سوادری کے لئے ہے اور تہیں اس کا دانہ ہوئے ہے
لئے - جس قصہ کے لیے تہیں کہ و کاہ جس اور اس
کے غرض وہی سوادری ہے - اور یہوں نہ ہو اگر تہیں
اور دانہ نہ اس تہیں کہ اس کے کاہ - یہاں پر یہی
خیال رکھنا چاہئے کہ جو کچھ زمین میں ہے وہ بھی عباد
کے لئے ہے - کہ فرق ہے تہیں واسطہ اور واسطہ
نہ ہوئے ہے - اس صورت میں خلیفہ خدا کے لئے
ضروری ہے کہ ان افروں سے مال لے سکے - کیونکہ
ہو اس دینے کی وجہ غرض تھی جب خداوند
کے نائب و جانشین نہ ہو - ہم میں نہیں نام ہے
تو ضروری طور پر چاہئے کہ ان کے لئے لیں اور
دوسروں کو دینے کے بعد اگر افروں کی جان نہ تو پائیں
و دینی لے لیں کیونکہ وہ تو نہ پائیں کہ نہ پائیں
انہیں ہی زور ہو -

غرض چنانکہ ایسی کہ بگاڑ سوادری
نیاید بار اسپاں سوادری از کاہ و دانہ
بکشد - بچھاں انسانی کو کار عبادت
نکند کہ عباداں بکند - بالیوں و غرض ہوتی
فوت غرض معلوم - مثل دیگر جانور
کہ وہ نہ چاہے کہ آئندہ ملک انسان نہ کاہ
نیز ملک اوشاں خواہند شد - غرض افد
ان کاہ مبنی برین نکست ست کہ دانستی
و میدان کہ این دو مستند تعلق
بمرتبہ فوقانی دادو - اعنی

مرتبہ خلافت است

مرتبہ خلافت سے -

اقسام استحقاق

ہوں یہ معنی چند نمید

بہر شکیہ - استحقاق بدو قسم است - یکی مطلق
و فعلی - دیگر مضمون و شخصی مرادم از اول

نیت کہ فعلی و مضمون موجب قبض و در حق
از قبض و در حق مطلق و ان قیمت معین یا برونق

در جہاد کہ صورت قبض و استیلا است از کسی
بطور آید و استحقاق مالیت بدست آید - و

خرقہ نام از ثانی است از آن کہ ان استحقاق
تملیک دادند و بحساب موجبات قبض و

حرف عدم حق است بدو مگر اند
قسم انفس و مشقت کہ ولایت بر عدم مال دارد -

یا از قسم رسالت و قرابت صاحب رسالت
کہ بر عدم قرابت کسی همیشه

بہر مشغولی خود یا بر روی این و در رسالت
و حالت و مشغولی قیام خود یا بر روی

بر روی کار آمدن کہ کسی صاحبان میں عدم
بزدای حال التجار از مشقت از لغوی و در جہاد

جہر نقصان از حضرت و حاکم میکنند -

استحقاق کی قسمیں

باب یہ چند باقی قیام

میں آجائیں تو دوسری
بات بھی سننی چاہیے یعنی استحقاق دو قسم ہوتا ہے -

ایک تو فی علی اور فعلی - دیگر مضمون و شخصی - اول یہ
میری مراد یہ ہے کہ ایک وجودی قبضے کا موجب فعل

جو دوسروں کے قبضے سے خالی ہو کہ کسی کی طرف سے
نہ ہو - میں ثابت کر اس کے ذریعہ سے وہ مالک ہو

کہ استحقاق حاصل کرے جیسا کہ ذرا مت شدہ جہاں قیامت
اور انہوں میں حالت فی روہ قبضہ و غلبہ کے استحقاق

کا موجب ہیں - اور دوسرے میری مراد یہ ہے کہ
انہوں کو کہ ان سے تملک ہوا - کہ قبضے ہوں و قبضے کے

موجبات کے حالت میں ان حرف بعض عدم زمین موجب
قبضہ کا نہیں ہے بلکہ دوسرا عدم و انفس اور

فقرت ہے جو کہ انہوں نے ان کے قبضے سے - یا حالت
اور ان کے ساتھ رہنا و ان کی فقرت سے ہو کہ ان کے مال

کے مالک ہیں - میں مشغول ہونے یعنی عدم کے وہم
انہیں دینے کے باعث فقرت سے اور حالت

ان حالت میں اس کو اپنے ہمیشہ مشغول - چنانچہ پڑھنا
کے لئے والے کام پر آہ کہے کہ کو یا کو یا انفس و انہوں

انہوں میں سے - انہوں قبلی کے غلبہ کی درخواست
اور نقصان پر انہوں کی فقرت زمانہ سے امید کرتے ہیں -

انہوں کی فقرت مضمون و شخصی اور مضمون و شخصی
میرا مراد اس کی نسبت - اولی یا بدو میں کسی کو کسی کو ان دونوں میں خود - جو یہ کہ غلبہ کی طرف مال غلبہ کے

حضور ہوا کہ انہوں کی فقرت مضمون و شخصی اور مضمون و شخصی
ہے کہ انہوں کی فقرت مضمون و شخصی اور مضمون و شخصی

انہوں کی فقرت مضمون و شخصی اور مضمون و شخصی
میرا مراد اس کی نسبت - اولی یا بدو میں کسی کو کسی کو ان دونوں میں خود - جو یہ کہ غلبہ کی طرف مال غلبہ کے

انہوں کی فقرت مضمون و شخصی اور مضمون و شخصی
ہے کہ انہوں کی فقرت مضمون و شخصی اور مضمون و شخصی

بالجمله کی استحقاق قبض است بزرگوار
دیگر سادق قبول عدل است باجماعی و
موجب مالکیت است چنانچه در بیع و شرا
قبضت و غیره اسباب تنگ میباشد
و موجب مالکیت نیست بمانند از
آیت انما الصدقات للفقراء
والمساکین و واضح است

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
ما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
والحمد لله رب العالمين

خداوند نیست و در صورت عدم او بقوت
... پیدا می شود صاحب حق را با خداوند
شد و در نتیجه حقوق را به حقوق اجداد و ...

الحاصل یہ کہ استحقاق تو ہر بارہ کے بغض سے محال
ہوتا ہے اور دوسرے استحقاق انہماک کے ذریعہ بخشش سے
قبول رہتے ہیں۔ اصل ہوتی ہے یہاں استحقاق ہر کسیت کا
موجب ہے مگر خرید و فروخت اور قیمت وغیرہ میں
مالک و ملکے کا سب ہونا ہے اور یہ استحقاق ہر کسیت
کا موجب نہیں کہ جیسے مالک و مملوک کے مالک نہیں
ہو سکتا اور مملوک و مملوک کے مالک نہیں ہوتے۔
خصیت کا استحقاق اس سے متعلق ہے جس کا
استحقاق ٹالے ہے۔ یہ نہ کہ شیعہ و سنی کی جو کسیت
کا مطلب ہیں انما فضل قوت اور آیت ما
انزلنا من السماء من غمام فاصبحنا نملأ
سراہم من الریح۔ اور اس کی وجہ تو یہ ہے کہ کسیت
اور سب ہونے اور نہ ہونے کا یہ ہے اور یہ ہر شخص
کا سب ہونا ہر شخص کا

نیل نوار چرخ سے رتوں کے دیاں سفوف عورت
 جو کسی کی زبان پر تہیں ہے وہ شرف و صلہ ہے
 کی طرح جس وقت سے اورد قوت : وہ لڑائی کی زبان پر تہیں ہے

[illegible]

سے نصیحت، نے ہمارے دل کی توفیقیں برقرار رکھیں کہ ہم اللہ سے ہر لمحہ وابستہ رہیں۔ یہ سچا اور نیکو کام ہے۔
 واپس آئے۔ ان کی توفیقیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھیں۔ ان کے دل میں اللہ کی طرف سے تھیں۔ ان کے دل میں اللہ کی طرف سے تھیں۔
 ان کے دل میں اللہ کی طرف سے تھیں۔ ان کے دل میں اللہ کی طرف سے تھیں۔ ان کے دل میں اللہ کی طرف سے تھیں۔
 ان کے دل میں اللہ کی طرف سے تھیں۔ ان کے دل میں اللہ کی طرف سے تھیں۔ ان کے دل میں اللہ کی طرف سے تھیں۔

بد - گوشتی و با اوصاف آنرا حقوق اللہ تعالیٰ
کند - و اگر شانی نیست کہ اہل حق را مخلص
آتش خدایہ و ناموفق فریاد و دہانہ کہ
ایہ حق بہ او کند حقوق اللہ بردنش مردہ نہ
حقوق العباد - چنانچہ تا زمان فوتیہ را میدان
کہ حقوق اللہ بکرم خود می بیند نہ حقوق العباد
از حق باطنہ حق افعالی این حق رکازہ را
حق العباد بحد کفایت باشنہ - و نیز از
مہم این اوصاف نیست کہ خود بینی از
مستحقان مالی متقی او کرده شود یا بجه
تفاتی و بد بجه نکی نہ عبودہ او را نمود
نی شود -

حد رکازہ خود میدان کہ رسانندش بہ
ذوق لذت و مسائین نہ و نیست و نیز تا در حق
حقوق بکدوق نقود - و بجه نیک و بد
شریک نہ - تکلف حقوق باشنہ
بدان حق است کہ بکس تہجد از کشتہ بکی
یست میں را نی نہ سیدی نہ بجه ازین اہم
ست - چنانچہ آیت ماثلاً اللہ علی
رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْاٰیٰتِ فَلِلّٰہِ و
لِلرَّسُولِ وَلِذِی الْقُرْبٰنِ الْاٰیٰتِ
وَالْمَسٰکِیْنِ وَاٰتِی السَّبِیْلِ کَذٰلِکَ
اولی حق و ہمیں سبب و اولی حق و ہمیں نایب
اللہ بر بر حق و اولی حق و ہمیں نایب

نہ نہ بجه نایب - گوشتی و با اوصاف آنرا
حقوق اللہ کند - و اگر شانی نیست کہ اہل حق
آتش خدایہ و ناموفق فریاد و دہانہ کہ
ایہ حق بہ او کند حقوق اللہ بردنش مردہ نہ
حقوق العباد - چنانچہ تا زمان فوتیہ را میدان
کہ حقوق اللہ بکرم خود می بیند نہ حقوق العباد
از حق باطنہ حق افعالی این حق رکازہ را
حق العباد بحد کفایت باشنہ - و نیز از
مہم این اوصاف نیست کہ خود بینی از
مستحقان مالی متقی او کرده شود یا بجه
تفاتی و بد بجه نکی نہ عبودہ او را نمود
نی شود -

تہجد - گوشتی و با اوصاف آنرا
حقوق اللہ کند - و اگر شانی نیست کہ اہل حق
آتش خدایہ و ناموفق فریاد و دہانہ کہ
ایہ حق بہ او کند حقوق اللہ بردنش مردہ نہ
حقوق العباد - چنانچہ تا زمان فوتیہ را میدان
کہ حقوق اللہ بکرم خود می بیند نہ حقوق العباد
از حق باطنہ حق افعالی این حق رکازہ را
حق العباد بحد کفایت باشنہ - و نیز از
مہم این اوصاف نیست کہ خود بینی از
مستحقان مالی متقی او کرده شود یا بجه
تفاتی و بد بجه نکی نہ عبودہ او را نمود
نی شود -

اشهره یال کرده اند اول نزد امیر محمد علی قایل
اعتبار نیست که بعضی وقتها بین اوشان را شمرده اند
و آنرا توفیق اوشان کرده اند توفیق جلد ملاقات
اوشان نموده اند تا و بعد از آن ملاقات معلوم
شود و انکسار اوست از این حدیث اوشان چنان

جس کی طرف فاتحہ کے حوالے سے آپ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے اول تو اگر محمد بن عبد اللہ کے نزدیک اعتبار کے تعلق نہیں ہے۔ تو حدیث نہ ان کو جو ان حدیثیں تحریر شدہ لوں میں تھیں یہ سب درجہ اول سے ان کو قابل اعتناء تھے نہ انہوں نے ان حدیث کے قائل یا ان کو توہم نہ تھے۔

واقف کے عمارت اور ان |

کے متعلق مزید تحقیقات

ابو عبد اللہ محمد بن ابی الدرداءؓ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے ہاتھوں سے اسی کو دیکھا ہے۔

ابن خلکان لکھتے ہیں کہ قدوسی سیرت اور خدایہ کے نام اور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ایک اور مضامین لکھی اور جو کہ بنی شدہ اور بنی فی ذلک کے عنوان سے لکھی تھیں۔

ب طبقات تھے جو حسین بن عیسیٰ کے تلامذہ میں سے تھے۔ (ابن خلدون ص ۳۲۷)
 ۱۱۔ امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ کی تین کو کذاب بتلا دیا۔

علی بن ابی طالب اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہما کے درمیان ایک جہت
پیش کرتا ہے کہ وہی جہت ہے جس پر حضرت علیؑ نے فرمایا: "مَنْ حَقَّقَ
مَعْرِفَتِي فَقَدْ حَقَّقَ مَعْرِفَةَ اللَّهِ" (جو شخص میری معرفت کرے
وہ اللہ کی معرفت کرے)۔

ہم کو تو کئی کتبہ دیا کہ تھوڑے ہی دنوں میں اس کو پڑھ لیں۔
 ہم کو کئی کتبہ دیا کہ تھوڑے ہی دنوں میں اس کو پڑھ لیں۔

و
و

کود و حدیثی و کتب غنی و فانی کو کفر و منافقت بجز قریب است و نه
در کتب و مخطوطاتی که مکتوب است و نه در کتب و مخطوطاتی که مکتوب است

نوشته کرده است که در میان کتب زیادہ میں او نمبر عدد ۱۰۰
عظیم اور ست مرتبہ ہے۔ یہ کتب درجہ ۱۰۰ و ۱۰۱ کی کتاب

نظارت محمد بن حسن بیگہ را اہمیت تھی کہ ان کو حمایت کی ہے اور ان کو
مستحق بھی سمجھا جاتا ہے۔ اور ان کی خاطر کہ ہے کہ اہمیت حاصل ہے۔

کذاب بقول تھے۔

وقد تمسب مغلطائي للواقدي

لنقل كلام من قوال ووثقه و

سکتے ہیں فکر میں وہاں وہاں

هم كثر عددا واستمد تقانا و

قوى معرفة بد من الاولين ومن

همه ما تو به بد از شافی روی

سنه و زاد سند البديهي عن الشافعي

ند کذبہ

[illegible]

۱۰۰ - اے اللہ! میری توبہ کو قبول فرما اور میری رائے کو درست فرما۔

دارد - حیض است یا ضعیف - بسیاری از امرویات
از حدیث مثل تندی و بن مانده و غیره و خود
ایشان اوش ضعیف است تا باوقای که
بجالات قد - اوش غزا شد رسید، چه رسد
از حضرت عمر و میفرستد تعالی عنه، در بعضی موارد
آمده اند - اول نفس آن اموات میگویم باز
کتاب که مشهور است میبینم

[illegible]

نہیں کچھ جب تک کہ مہم راہوں کا حال معلوم نہ ہو جائے۔
 نہیں کہ جس کا کہن کی حد تک ایک درجہ بھی ہے۔ جس
 جہاں انجین ہے۔ اسی میں شاکل بہت کم و ایتھ
 ترزدی۔ اس کے اور اور کوئی نہ شاکل کے
 صحت پر توجہ نہ دی۔ اس کی مدت تکالیف ہی پر
 نہایت ہی توجہ نہ دی۔ اس میں رہا انجین ہوتا ہے۔
 حضرت مقرر کے ہوتے تھے کہ ان میں سے حق پرستی
 نہ فرمایا کہ ان میں سے حق پرستی نہ فرمایا کہ ان میں سے
 زدوں میں اس کے ساتھ رہا کہ اس کے ساتھ رہا کہ اس کے ساتھ رہا۔

مشکوٰۃ کھانے کے باب میں بخاری اور مسلم سے
حسب ذیل روایت نقل کی گئی ہے۔ ایک بھائی اوس
بن النعمان سے روایت ہے انہوں نے ہمارے مگر بن النعمان
نے خرما اور انتر تو لائے اسے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کھانے
اس کے کہ مل گیا ایک خرما صرف اس بات کو کسی اور کو
نہیں دیا اس پر ہم نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مستطعم روایت از عمر بن قیس عن ابن عباس
اس پر یہ روایت ہے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے جو کچھ روایات ہیں وہاں پر یہ بھر دینا جس
میں اس سے عطا کرنا اور جیسے اسے خواہی اس میں اور قیہ

[illegible][illegible]

مال کی جگہ خرچ کریں۔ یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں کی متفقہ روایت ہے۔

اور دوسری حدیث: اسی مضمون کی، بخاری اور مسلم سے منقولہ کے مبی باسٹھ میں دیکھیں۔
عمر بن خطاب سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا کہ نبی انصاری قبیلہ کے مومنوں میں سے تھے کہ ان کے طہرہ اللہ نے اپنے رسول کو دینے اور ان لوگوں میں سے تھے کہ جن کے لئے مہمانانہ کھانا اور اونٹوں کو حرکت نہیں دی۔ پس یہ مال خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھا کہ اپنے اہل بیت کے لئے خرچ کریں۔ پھر وہ (مال خرچ ہے) جبکہ وہ بیابانوں اور کھوٹوں اور جنگلی کھیل اللہ کی تباری میں رہتے ہیں۔ بخاری اور مسلم کی متفقہ روایت ہے۔

ان دو حدیثوں سے ظاہری نظر رکھنے والوں کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ان اموال کی متعارف مالکیت کا وہم دل میں جاتا ہے۔ لیکن جن لوگوں نے مذکورہ حدیث کا مفہوم میں نظر ڈالی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ ان وہم میں مبتلا گرفتار نہیں رہیں گے۔ اور لفظ خاصہ یا خاصہ جو ان حدیثوں میں غور کرنے سے پہلے اس وہم کو پیدا کرنے کے موجب ہیں اور اس مفہوم کے بول و آواز کے جو ان دونوں حدیثوں میں مذکور وہم کی تائید کرتے ہیں ان کا دور سے کلی پرچیاں کریں گے۔

اجمال کی تفصیل
اس باب کی تفصیل یہ ہے کہ
آیت میں مذکورہ الفاظ اس طرف اشارہ کرتے ہیں کہ

و حدیث دیگر نیز از بخاری و مسلم در متفقہ در سہل باب آورده:-

و عن عمر بن الخطاب قال كانت اموال
جنا القشير مثلاً اقامه الله على نبيه
صلى الله عليه وسلم المؤمن عليه
بجبل قلايس كالب فكانت لرسول الله
صلى الله عليه وسلم خاصه ينفق
على اهله نفقة سبعة عشر
مئة ما يقع في السلاح والكلاب عذقه
في سبيل الله متفق عليه

انیں دو حدیث ظاہریاں راویان ہوتے ہیں
معروفہ نسبت سرور عالم صلی اللہ علیہ
وسلم پہلے ہی آید مگر آنکہ نظر بر مقدمات
مذکورہ ادا شدہ اندر میدانم کہ شایعہ
بہر گرفتار ہیں وہم خواہند شد و غلط فہم
یا ناگوارا کہ درین دو حدیث قبل از آنکہ
این وہم می شوند و بعد از سابق و لاحق
مفہوم را کہ درین دو حدیث وہم و غلط فہم
بزن و دیگر خوند نشاند۔

تفصیل اجمال
تفصیل اجمال
آیت تائید میں جناب مشیت کہ درین قسم

اس قسم کے ممال میں خدا کی شرکت اس شرکت سے زیادہ ہے جو بقید تمام ممال میں بعض مال کی صورت میں ملے ہوئے ہو۔ لیکن خداوندی کے اکتین میں اہل علم کی نظر مختلف واقع ہوئی ہے۔

بعض علماء اس طرف گئے ہیں کہ ان ممال کو چار حصوں میں تقسیم کرنا چاہیے۔

- ۱۔ ایک خداوند جہاں کے نام پر
- ۲۔ دوسرا پیدا لانیاصلی اللہ علیہ وسلم

کے نام پر۔
۳۔ باقی حصہ دوسرے شرکاء کے نام پر
کہہ رہے ہیں کہ اس کا حصہ دینا چاہیے۔

اور خدا کا حصہ اہل کفر کی تعمیر میں صرف کرنا چاہیے۔ یعنی جو شخص باریک میں نظر اور مرتبہ شناس عقل رکھتے ہیں وہ اس تقسیم سے راضی نہیں ہوتے۔ کیونکہ اس صورت میں عقلی اور افعالی استحقاق بیکر ہو گیا اور اصلی مالک کو مجازی مالک پر کوئی برتری اور بلندی نہیں رہی۔

گذشتہ تہیہ میں مضامین سے متعلقہ گویا ہے کہ خدا مالک مالک مالک باقی تمام مالک کی بنیاد ہے اور وہ اپنے سے بھی بڑا مالک ہے جو وہ وجود و عبادت کے ذمہ دار ہے۔ حقیقی استحقاق کے وجہ سے وہ سب سے بڑا مالک ہے۔ لیکن کہ گزند کی زد اور دشمنی نظر آئے تو اس سے زیادہ

حوالہ ثالث خداوندی زیادہ اذان مست کہ درجہ ممال از بعض مقامات دریافتہ۔
مگر در بعضی حصہ خداوندی نظر اہل علم مختلف افتاد۔

یعنی بعضی جانب رفتند کہ اہل ممال را بر شش حصہ تقسیم کرده آید۔

- ۱۔ یکی بنام خداوند عالم
- ۲۔ دوم بنام سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

۳۔ باقی سہ بنام شرکاء دیگر حصہ ہر شریک یا باید ہو

و حصہ خداوندی در بنای کعبہ و مساجد صرف باید کرد۔
درا کو نظر باریک میں عقل مرتبہ شناس دارند باین تقسیم راضی نشدند۔ کہ انہیں تصور استحقاق فعلی و افعالی بیکر شد و مالک حقیقی را بر مالکان مجازی نقصیت و فزونی نہ برآمد۔

از عقائد سابقہ دریافتہ کہ ملک خداوند مالک ملک اصل جبرائیل مست و میرانی کو پیش ہمیں آئی و جو مست کہ یہ وجہ استحقاق فعلی از جبر بایست۔ چہ اگر بہ او و پیش نظر کند عطا زیادہ ازین چہ باشد کہ وجود عطا کردند۔

۱۔ میں ایک حدت تھا۔ دوسرا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا، تیسرا خدی اعتراف کا، چہ خدیو کا، پانچواں میں کین کا۔
پس ساویہ و جہادیت سے چھوٹے۔ مزید

۲۔ اس کے بعد اس کی اصلاح اور حضور اللہ کی وہ قسم تھی۔ شدت صحت و جوش میں نہ کہ اس کے ساتھ ہوا تو اس میں
۳۔ اس کے بعد اس کے بعد

[illegible]

عوض یہ ہے کہ وہ تو اسحق علی کی وجہ سے
کرتے والی ہیں جس کے لئے ان کے بعض کتبہ کی
برابری کی گئی ہے اور ان کے بعض کتبہ کی
کافی نسبت رکھتا ہے۔ یہاں مذکور ہے کہ
یہ بھی ہے کہ وہ اسحق علی کے ساتھ ساتھ
یہ سب ان کے لئے ہے کہ ان کی نسبت ہے اور ان کے
ان کے لئے ہے کہ ان کے ساتھ ساتھ ان کے
والدہ تعالیٰ ان کے لئے ہے کہ ان کے
ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے
نقراں ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے
کا کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے لئے ہے کہ ان کے

[illegible]

معاذت و عبرت باشد و تسبیح ندارد و اگر قبض
بلا قبضی باشد نیز نیست که موقوف
بالذات را بر اوصاف ذاتیه خود باشد
یک بعد از یک گوشت فصل ممکن نیست
تا گویند که اند دست او توان رود

فانسان نه وڏو موجوديت استحقاق فاعلي
باستحقاق فاعلي خداوند اڪبر صاحب مبادنه و نه
فخمس ويران به قبضه خلد و مني فسبق فادد -
فلم پريم تقسيم فمكرر بهر منيج نه معني ست -
فپا بهر بهر استحقاق فاعلي ست فمير فادد
فاددالي ست - وڏو بهر استحقاق فاعلي ست
فاددو با فادد - پس بهر ميدانند که او ففان
منزه ازال است - بنابر ايس استحقاق
عدم خدا و احتياج ست که ففانور ان
نيز دران بارگاه مقدس از محال است
سدت -

در تعمیر بیت الله و دیگر مساجد نظر بر آفتاب
بیت خدا بنویسند و تقاضای ست سبز از
و عبودت تمام در آن بنویسند غروب است بعد از
عبادت بسوی او تعالی اول و آخر است
از آفتاب بیت الله و مسجد چه شادی
این آفتاب هم قبول عبادت ندارد پس خدای
عزیز را حمد و ثناء می گویند

کہو کہ جن کو حال دنیا عبادت کی باتوں سے ہے جدا
 تم جہنم میں ہو۔ پانی اگر کوئی شخص پیا اور اس میں
 مال خراب کرے تو خدا کی لعنت اور مسجدوں کی تعمیر
 بھی عبادت کے علاوہ اور دوسرے امور نہ ہوں گے۔
 میں نہ نہ جاہلیت میں توں کا اس مکان جنت نشین
 میں رکنا حسب نے بیشمار لوگوں کو اس میں نظر سے
 ہونے امت کے تحقیق نے سبھی کو خدا کی ملکیت
 آدرا اور لفظ فلیسٹول کو اسی معنی پر محمول کیا کہ
 نام کہ وہاں لائے کہ اس کے علاوہ جو میں نے یا
 ہے یہ دوسرا کوئی اس مطلب کے لئے سمجھا
 اور اسی طرح سے فلیسٹول اور فلیسٹول
 کے بیان فلیسٹول کو لے کر تحقیق نے
 دو معنی سمجھے ہیں۔ ایک یہ کہ فلیسٹول کے لغوی
 سے یعنی اس نام سے جو فلیسٹول کے لغوی
 دو بیان میں آیا ہے خدا اور اس کے بندوں کے
 درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطہ ہونا برہنہ
 برزخیت بری یعنی واسطہ عظمیٰ اور جس کو جو
 کو میں نے آنحضرت کا واسطہ ہونا بیان کیا ہے اس کا
 سمجھ کر عطف اللہ کی حیثیت سے آنحضرت کا
 ایک الگ ہونا تحقیق نے تسلیم کیا ہے لفظ رسول

مال عباد و بضر عبادت - چنانکہ دانستی -
 باقی اگر کسی درجہ اوپر خراب کند و تعمیر نہ
 کعبہ و مسجد بہ تم احکامات دیگر موجودند۔ قصہ
 اقامت نصب و تہن بزمان جاہلیت و ان
 مکان جنت تو ان جہ شیعہ باشند۔ انگریزین
 متفق امت محمد را ذاتی خدا باشند و
 لفظ فلیسٹول را برین محل فرما آورند و تکریر
 ہم علاوہ آنکہ گفتہ شد دیگر نیز بیان علم
 دینند و ہمیں طور از وسط فلیسٹول
 ما بین صلاتہ و الدنیا فیصلی
 و معنی پر یہ نہ کہ یکی آند از نام
 فلیسٹول یعنی از نام متوسط کہ بر لفظ
 رسول است تو یہ نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 مذکور خدا و بندگانش بہ برزخیت کبریٰ
 و توسط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 بطوریکہ گفتہ ام بی برد و اہمیت خلافت
 پر ای آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسلم
 باشند۔ بلکہ از لفظ رسول نیز اول
 ہمیں معنی اشارہ یافتہ۔ زیرا کہ آنحضرت
 معنی است علیہ وسلم انبیا و فتوہ و قالی

لے از اول برائت نہیں پر میری میں دوسرے حج کے عبادت میں عبادت سے ہے دین خدا وہ مال خدا و عباد
 ہوگا۔ ترجمہ
 کے جیہ کعبہ کو بتوں کے رکھنے کے واسطے ہمیں ان کو بدعت کہہ دینے کی بات تو ان میں بھی مذکور
 ہوا دوسرے وجہ میں۔ یا عباد و مسجد اور مسلمانوں میں تہ و لائے کے لئے حضور کے زمانے میں نبی کی حق۔ مترجم
 کے ہوا گواہ اس متفق فعلی بیان اور وہ صرف نام کو کہ لانا گواہ ہے۔ مترجم
 کے برزخیت بری متفق ہم پہلے بیان ایک میں اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان ایک صلیت علیہ وسلم ایک بڑا
 واسطہ و ذیہ عظمیٰ میں مترجم۔

تھے۔ غرض یہ لفظ دو معنی پر دلالت کرتا ہے اور غلط
و درست کو بختہ نہایت ہے کیونکہ اس لفظ کی درست کے
دو اقسام ہیں۔ ایک بختہ بختہ ہے جو غلط ہے۔ وہ
قبیلہ معلوم ہے کہ بختہ بختہ مطلب یہی ہے۔ اور اس کے
دو نون جانوس کے کوئی مناسبت دینی کہانی ہو۔

اور اس تقریب سے وہ
شعبہ اور اس کا ازالہ | شعبہ بھی دوسرے نام
پر ہے جو یہ سمجھا کر اس آیت کے تحت داخل کر دیا
استحقاق، انفعالی استحقاق ہے۔ مگر اسے دل میں نہ لائے۔
ایسی انفعالی استحقاق کے لئے سب سے پہلے انفعالی
رکھنے والے مالکوں کا یا بھائی بھائی ہے۔ اور اس شعبہ
سے دو حصے کی صورت یہ ہے کہ شائد کا لفظ مگر
اس معنی کی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ ان اموال کا اصل مالک
خدا ہے۔ وہ انفعالی ہے۔ یوں سمجھو کہ اس وقت بدولت کے
مقرر کردہ اوقاف میں نام یا خلیفہ کی رائے کے مطابق
اصل وقف کی گئی ہو، وقف کرنے والے کی نصیبت میں
ہوتی ہے اور اس کے منافع کو صدقہ کر دیا جاتا ہے۔
یہاں پر خداوند تعالیٰ نے اصلی مالک بختہ آپ کو جاری
دئی، اقسام دو تقریبی بنائی ہیں۔ اس میں وغیرہ منافع
۵۔ نصف تو دیا۔ اور یہ راستہ کہ نصف انعام
وغیرہ منافع کے تقدیم پر اصل مالک۔ یہاں انفعالی
استحقاق جیسے لفظ کے مال کے تقاضے ہیں یا بھائی ہے۔
اور تقسیم معلوم ہے کہ لڑکے کے حقوق جو اوقاف کے
اموال کے مستحق بھی مطلقا کے حصہ کے بعد بعد مطلقا کے

داد و برداشت مثلاً ایسا را مستحق میگرداند۔
چہ بد لائق این لفظ از ہر دو طرف صحیح رسیدہ
می بینیم۔ و میدانی کہ مقدار برداشت بہرست
و ہیں کہ بہر دو جانب صاحبی داشته باشد

و انہی تقریر آن طبعین
شعبہ و ازالہ آس | ہم نے سینہ بہ سینہ
باشد کہ با مستحق ایک استحقاق اصناف مندرجہ
پس آیت استحقاق انفعالی است بدست خط
کرده باشد یعنی ہر استحقاق انفعالی اول مستحق
و اس با مستحق فعل نہ درست۔ وجہ خلاف
پس معلوم اینست کہ با زیاد لفظ فی ذلک اشارہ
باین معنی فرمودہ اند کہ مستحق فعل و ہیں اموال
مخداوند ذو الجلال است تو کوئی چنانکہ در اوقاف
صند موافق زائد باوصیفہ اصل شی موقوف
ملوک واقف باشد و منافع را تصدق
کرده باشد۔ این جا مالک اصل خدا تعالیٰ
خود را داشته، اصناف باقیہ را مصرف
منافع مقرر فرمودہ و این کہ این اصناف
مصرف منافع اند۔ صرف اصل مالک
استحقاق انفعالی چنانکہ در مستحق فی یا ذلک میشود
ایمان در مستحق زائد ہم یافتہ می شود۔ و چنانکہ
کہ مستحق زائد ہر مستحق اوقاف ہم پس از
مطار مالک تقدیم مگرداند۔ و جہش بہرست

شعبہ مطلب یہ ہے۔ انحصار میں تہ عید و سہ ماہی و غیرہ مستحقین اموال کے اوقاف میں ملکہ نہیں ہیں بلکہ ان کے منافع پر
فائدہ اٹھانے کے متعار ہیں۔ مترجم

در یاد لفظ فَلْيَلْهُ تعبیر فرموده اند۔
 غرض از این چنین کلمه ایازاد این لفظ محض
 بیکار باشد۔ چه این ہم فتواں گفت کہ
 وصفات مضایف اگر بجستی مضایف بسوز
 معروض می شوند یعنی مضایف الی الموصوف
 بالذات بهم باشد۔ و بدین جهت لفظ فَلْيَلْهُ
 را آورده اند بعد بیان مصارف کرده اند۔
 زیرا کہ این ماکیت خدا تعالی مخصوص باین
 من نبود۔ پس چه ضرورت افتاد کہ در اینجا
 بالتخصیص ذکر بیان آورده اند۔ اگر در تخصیص
 ذکر فرموده بودند در غنیمت نیز همین حال
 ذکر می فرموده و اگر جو قُلِ الْأَنْفَالُ
 يَلْقَاوُا الْغُلَامَ سُلُوفًا و غیره غرض بگوش
 سامعان رسانیده اند باز ایراد این لفظ
 در تخصیص بیکار بود۔ و تکیه بر خاتم را اذان
 خود گفتند خمس کہ حصه اذان است خود اذان
 او تعالی گردید۔ علاوه برین در مواضع
 شریفه ما شذوات دَلَّتْهُ مَالِكِي السَّمُوتِ
 الْأَنْفَالُ و اَشْيَاءُ ذَالِكِ اِلَى عَقِيده را
 خود متکلم کرده بودند۔ باین اتمام این
 ذکر موجب انتقائ شده۔ معیناً تقاضا بر یک
 است باین الشیعه کرده ام نیز انشاء الله
 برین مرکوه عادل اند و نیز بعضی احادیث هم
 به سابق دیگر آورده اشاره باین معنی خایم
 انشاء الله۔

بالمواد لفظ خاصه و خالصه و دیگر معانی
 شریفه انْطِمْ أَحَدًا و غیره کن هر منیاں را

مکمل بوده ہیں۔ اس کی ہر جہی سے کہ لفظ فَلْيَلْهُ
 نہ لے میں پوشیدہ رکھی ہے۔ غرض اگر یہ معنی ذکر کی گئی
 اس لفظ کو دنیا کا بیکار محض ہو جائے گا کہ اگر یہ بھی نہیں کہتا
 کہ وہ معنی اوصاف اگر ایک مثبت سے معروض کی طرف
 منسوب ہوتے ہیں تو دوسری حیثیت سے معروض بالذات
 کی طرف بھی منسوب ہوتے ہیں۔ اور اسی لحاظ سے لفظ
 فَلْيَلْهُ کو لڑائی ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اوصاف
 کو بیان کر دیا ہے کہ لڑائی نہ لڑائی کی ملکیت خاص اس کے
 لئے ساتھ مخصوص نہ تھی۔ میری ضرورت پیش آتی کہ اس
 بعد خاص طور پر ایسا ذکر در بیان میں لائے۔ اگر تخصیص
 ذکر فرمایا تو غنیمت میں بھی کسی طرح ذکر فرماتے اور اگر بعد
 مائدہ کیجئے کہ انفال اللہ اور رسول کے لئے ہیں۔ اسی غرض
 سے لفظ غنیمتہ و اس کے کان میں ذکر فرماتے تو میری لفظ خاص
 کے ساتھ ذکر فرماتے تھے کہ لڑائی تو غنیمت کے لئے بیان
 کرانی ملک قرار دیا تو تخصیص فرمائی کہ ایک حصہ ہے
 خود بخود اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ہے۔ اس لئے خود وہیت
 سے موقع میں۔ اور اقتداء سے کہ لفظ ہے جو کچھ کہ سنو
 اور زمین بھلے۔ کہ ارشاد است و اس طرح دوسری
 آیات کے ساتھ اس بقید سے کہ جو روایت کر دیا تھا۔ اس
 وجہ سے اس لئے کہ یہ ہماری کوئی بات نہیں نقل سکتی۔
 اس بات کے ساتھ ساتھ جو تقریریں کہ میں نے حدیث احادیث
 میں بیان کی ہیں وہی بعد انشاء اللہ اس بات پر متصف گواہ
 ہیں۔ اور نیز بعض روایات بھی دوسرے بیان کے ذیل
 میں لکھ اس معنی کی طرف میں انشاء اللہ تعالیٰ افادہ
 کروں گا۔

الغرض لفظ خاصہ و خالصہ اور خالصہ و
 دوسرے الفاظ شریفہ انْطِمْ أَحَدًا و غیرہ کے

وہم مذکور بنظر ان نشینہ از محاط نظر سرسری
یا بدایت و ہم در خود مبدائی کہ این الفاظ
بیک و متنوع بہر حکایت نیستند۔ آپاد و پیر
پای عقل را شکست در پی و ہم مذکور دلا

این الفاظ باعتبار حافی و عاقلیتہ مفسر
با این محمل متبادر عام اند و عام را قبل
دلائل دلائل مخصوص بر محمل خاص فرود آید
کار کسانی است کہ در را زہر نشانند۔ خود
میدانی کہ خصوص و اختصاص و خصوص از دقت
اشفاق عام است و بہر دو قسم ارتباط دارد۔
میروان گفت کہ زکوٰۃ مخصوص بہر فقر و
مساکین و غیر ہم اصناف معلومہ است۔ غیا
را در حق و استحقاق نیست۔ علی بن قیاس
اول فی خاص بہر اصناف مذکور بہ۔
ما افنا اللہ است۔ علی را در
خست نبرد۔ چنانہ خود محمد بن عبد
ذو القین الہیۃ مشکوٰۃ و باب
شادۃ فرمود۔ اسون بکس نقصات یاد
کہ۔ تا اگر ہم رسد فیما در۔ این کلام
باشد۔ یہ دلائل متقدم بیدم مراد توں شد
تا عام گفتہ و بلین نشینہ مگر چون تلاش
مقصود کردیم بشادۃ مقدمات گذشتہ

سطحی نظر کہنے دلائل کے دل میں نہ کوہ و بحر پیدا ہوتا
ہے تو وہ سرسری نظر کی غلطی کے باعث ہے۔ یہ ہم ہی
و ہم کے سبب۔ در۔ تمہیں خود معلوم ہے کہ الفاظ و کلمات
کے لئے خاص اور عامیت کے لئے نہیں بنائے گئے ہیں۔
کہ مہمور مگر عقل کے پاؤں کو تو ذکر مذکورہ و ہم کے یکجہ
لک جائیں۔

یہ الفاظ ان حافی کے اعتبار سے ان کے لئے
یہ بنائے گئے ہیں اس متبادر محمل سے عام ہیں۔ اور
عام مفہوم کو تخصیص کے دلائل سے پہلے کسی خاص
معنی پر محمول کرنا اپنی لوگوں کا مہم جوہم اور سرسری
نہیں کہتے۔ تمہیں خود معلوم ہے کہ الفاظ مخصوص و اختصاص
اور عموم استحقاق کی دلائل قسموں کے عام میں اور
قسموں سے تعلیق رکھتے ہیں۔ لہذا کہہ سکتے ہیں کہ زکوٰۃ
فقر و مساکین و غیر ہم مہم و وف قسموں کے لئے خاص
ستہ عامہ۔ و اس میں کوئی حق اور استحقاق نہیں ہے۔
اسی برائے کہتے ہوئے سلف کے موال بھی مذکور بہت
مراۃ اللہ کے معانی نبی و کون کے لئے مخصوص
میں جو بہت نما افنا اللہ کے تحت آتے ہیں۔ و اگر
کو اس میں دل کو حق نہیں نسبت۔ چنانہ خود نبوت کا یہ کلام
جو کہ ہم میں سے ہمہ ان کے دیکھا ہی دیکھتا رہے۔
میں اس طرف اشارہ فرمادے اب وجہ تخصیص کی تو نہ کہ
بنا چکا۔ اگر وہ دل میں تو اچھا ہے۔ و یہ کلام بھی ہو گا۔
کیونکہ اس مقصد عمل ایک وقت ملا نہیں ہے جس کے مہم
اس کو عام کہہ کر زمین سے علیہ جائیں۔ مگر جب مقصد جو

سے متبادر ہو۔ یعنی مہم کو پہچانے کہ کسی غلطی کو کہہ کر دہن کی یکم آتے ہیں اور عام طور پر جو معنی مراد
لئے ہیں۔ وہی متبادر محمل کہتے ہیں۔ مترجم
سے کہتے۔ چاہیہ۔ دل دلائل میں بنی و عورت۔ یہ کہ فقر اور ہر جہم و کلمہ مخصوص کی ہے۔ مگر ہم

یقیناً دستگیر کر دیں۔ انھیں اس معنی میں کہ
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں رہائی
راہ پر خود داشتہ بودند، فرشتہ داشتہ کہ
در استحقاق انصاف رسانیدن حق بہر ہر فرد
و ہر ہر صنف از مستحقان خصوصیت -
بیک فرد نہ مگر حلال کنند از عہدہ ادا برد
آیند۔ چنانچہ حکومت مخصوص با جناب صلی اللہ
علیہ وسلم بود تقسیم و تولیۃ ہمہ برای ہر شای
باشد۔ حاجت دستگیری در آن نبود۔
و از اینجا اختیار اخذ صفایا از نفس دینی کہ
کہ ہمہ اہل سنت بہر تضرعت صلی اللہ
علیہ وسلم بخیر فرمودہ اند موجب دانستہ
باشی۔ بالخصوص ازین خصوص و غرض دیگر
مفاد میں موعظہ اہل معنی، معنی ملک باطن
قطع نظر از کہ افزایش از معنی مطہریت
مخالف دلائل عقلیست کہ بعض از انہما گذشت
و بعض را افتقار باید کرد

کی کہ انہما حدیث ملک بنی اویس بن
اورش است کہ در مشورۃ اند ابو داؤد آورده۔
و عنہ قال کان فیما احتج بیدہ عمران قال
کانت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ثلاث صحابۃ بنی النضیر و خیبر و فداک
فاما بنو النضیر فکانوا حبسا انوا سبہ

تخصیص کی تلاش کو گذشتہ قیادت کی شہادت پر
وہیں یقین ہو گیا کہ یہ اخلاص اس معنی کہ چہ کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے اپنے
لئے رکھ لیا تھا۔ بعد قیصر میں معلوم ہو گیا ہے۔ انھوں نے
استحقاق میں مستحقین کی ہر ہر صنف اور ہر ہر فرد کو حق کا
بہی با ضروری نہیں ہے۔ مگر کسی ایک شخص کی جگہ سے
کر دینگے تو ان کے ان کے ذمہ دینی سے بری ہو جائیں گے۔
چونکہ خدمت کے باعث ملکیت جناب صلی اللہ علیہ
و سلم کی ذات کے ساتھ مخصوص تھی اس لئے ان سب
مردوں کو متولی ہونا اور تقسیم کرنا پسند کے لئے مخصوص
ہونا اور ہر فرد کی دستگیری کی ضرورت نہیں۔ اور یہی ہے
سے اور نفس کی متغیر اش کے سے لینے کا عہدہ اس کی خدمت
سے انھیں صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہر ذریعہ مدد
تھے معلوم کرنا ہو گا۔ بالخصوص اس خصوص اور اس
معنی کی تائید کرنا ہے دوسرے مفاد میں ہے۔ غیبت کے
معنی نون، قطع نظر سے کہ اس مسئلہ جی کی زیر بنی انہی
کرنا ہے یعنی دلائل کے خلاف ہے جن میں سے بعض گذشتہ
ان بعض کا افتقار کرنا چاہیے۔

انہی میں سے ایک مالک بنی اویس بن حسان کی حدیث
ہے جو مشکوٰۃ میں ابو داؤد سے روایت ہے۔

اور ابو داؤد سے مروی ہے، نبیوں نے اپنے ہم پیر کو کفر
جنت میں پیش کیا کہ کہتے تھے اسی میں سے یہ بات ہے کہ
نبیوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خیبر
خیبر اور فدک کے دو اہول جزیرہ کے لئے چاہئے کہ منتخب

سے صفیہ رضی اللہ عنہا ہے۔ بہت دور دوریے اولیٰ انہی اور چاروں کے سب میں دینے والے رحمت و رحمت ہیں۔ لیکن میں
میں سے کہ اس میں کوئی شک یا کجاء ہے جس کو میں تو اپنے لئے مخصوص کر رہا ہوں۔

واما فداك فکومت حبسا لاجلہ السبیل
واما خیر فخرها رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ثلثة اجزاء - جز میں
بین المسلمین وجزء النفقة لاهلہ
فما فضل من نفقة اہلہ جعلہ
بین العساکر الما جریں دورہ بنی ودر

فرماتے تھے کہ تمہاری حق آنکھوں کو تمہیں بنی خیر
کا دل دیتی ہے وہایت کے لئے وقف تھا اور فداک کا سبیل
مسافروں کے لئے وقف تھی اور خیر تو اس کے رسول اللہ صلی
علیہ وسلم نے تین حصہ فرمائے، اس میں سے دو حصہ مسلمانوں
کے لئے اور ایک حصہ اپنے گھر کے خراج کے لئے مخصوص
تھا۔ اور جو قرآن کے احکامات کے خراج سے جیت تو
اس کو مہاجرین و انصار میں خرچ فرماتے۔ اور ادا کرنے
پر ہدایت بیان کی۔

اور دوسری حدیث شریفہ
دوسری حدیث
سے روایت دیکھیں کہ ابن ابی
بن عثمان مشکوٰۃ میں لائے ہیں۔

دیکھیں کہ ابن ابی عثمان حدیث سے یہاں نہیں لے کر
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی "موافقہ
اس کے نہیں کر صدقات خراج، مساکین یہاں تک کہ عیسائی
حکیموں تک آیت قرآن کی تفریہ یا یہاں تک کہ
سپہ - پھر یہ دوسری آیت پڑھی، اور جان لو کہ جو کچھ تم
نفیس و صل کی کسی چیز کو بھی ہو تو اس میں سے شہر کے
لئے یا خراج حصہ اور صل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بن سبیل
آیت پڑھی اور پھر کیا یہ سوال نفیس ہی لوگوں کے لئے
پھر یہ ما اداء اللہ علی رسولہ من اعلیٰ
انقرنی تاکہ لفظ ادا تک آیت پڑھی پھر یہ
والذین جاءوا من بعدہم پھر یہ لوگوں

حدیث دیکھیں
دیکھیں کہ ابن ابی عثمان
مشکوٰۃ اور دوسرے

عن مالک بن انس بن الخلدان قال قرأ
عمر بن الخطاب رضي الله عنه انما
الصدقات الفقراء والمساكين حتى
بلغ عليه حكيمة فقال هذا لغيري
ثم قرأ واعلموا انما غنمتم من شيء
فان لله خمسة وللرسول حتى ابي اسيل
ثم قال هذا لغيري ثم قرأ وما
انما الله على رسوله من اهل بيته
حتى بلغ للفقراء ثم قرأ والذين
جاءوا من بعدهم ثم قرأ هذه
استوعبت المسلمين ما مله قلن عشت

لہ پھر یہ صفات نہ لوگ کہلے ہیں کہ اس آیت میں، اور سب سے مترجم
سے ہر آیت سے یہ انما صدقات الفقراء والمساكين و نعماتین علیہما والمزلف
قلن بھیکہ فی القرب والفقار میں فی سبیل اللہ وابن اللہ فی اللہ
من اللہ واللہ علیہ حکیم (پارہ ۵ - صفحہ ۴۰ - دکن شاہ)

فلپائن الراعی وهو بسی وحمید
نصیب منه عالم یعرف فیہا جبینہ
وہا فی شرح المسند

ایں دو حدیث را اگر بغور مگرہ اشکارا
مے شود کہ حضرت رضی اللہ عنہ نے راجع
اوقاف می فرمید۔ حدیث اول صافیت
در ولایت این معنی یہ مجلس ہمیں وقت را گوید
واقع نظر ازین واقع و اطلاق خود منہم
کہ معنی مجلس است بر این قدر وادارہ دارد
بمصل ایں اشیا ملک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
نمودہ بدینچہ قیدی ونبوسا کہ بہر خدای
بہر دہم بکار سرکاسے راجع خود ملک بخت
گفتہ این احوال نیز چہ احوال ملک زید تصرف
نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بودند نہ ایک ملک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند۔

علاوہ برین این احتجاج خود بمقابلہ کسانے
بود کہ فی قروح مایق و شام را تقسیم کردی
میخواستند و چہ خود را قبول ملک می پذیرفتند
و این احتجاج در حق
ہو۔ رضون اللہ عنہم ہمیں بود و کسی انکار برین
احتجاج نکرد نہ اوقت نہ وقت دیگر نہ از
زمانہ ان نہ از زمانہ بعد کہ بشنید حق را
دشمن وید و باطل را از حق جدا
جدا فرمید۔

آیت نے عام مسلمانوں کو اپنے معاملے میں لے لیا۔ اگر
میں زندہ رہا تو کسے کا ایک چرواہا اور وہ مال نیم پختہ
کچھویں اور پانچویں گویں اس چرواہے کو ان میں
سے اس کا حصہ دوں گا جس کے حاصل کرنے کے لئے
اس کو دوڑ و دوپ نہ کرنی پڑی۔

ان دو حدیثوں کو اگر غور سے کیس تو صاف
ظاہر ہوتا ہے کہ نہ تہم رضی اللہ عنہ نے کمال کو
منجوا اوقاف کے بجائے جسے پہلی حدیث بھی اپنے
اس معنی کی وضاحت میں صاف ہے۔ کہ کوئی مجلس
وقت کو تسلیم نہیں۔ لفظ مجلس کی بنا و اصل
سے تعلق نہ خود لفظ جس کو نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے
معنی میں ہے تہی بات بتا رہا ہے کہ اس میں یہ چیزیں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حکایت میں نہ تھیں۔ بلکہ قیدیوں
اور محبوس لوگوں کی زندہ کر کے عرصے یا ہمیشہ کے لئے
دیکھ کر عام میں ملک مسلمانوں کی طرح سے نشانیاں
کرتے ہیں۔ یہ احوال بھی مسلمانوں کی مانند ہیں نہ
علیہ وسلم کے تصرف میں تھے نہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی حکایت میں تھے۔

اس کے علاوہ یہ استدلال خود ان لوگوں کے مقابلے
میں تھا جو ساق و شام کی فتح میں حاصل ہوئے مال نے
کو تقسیم کرنا چاہتے تھے۔ احوال خیمت کی طرح حکایت
میں لے لیے کہ قابل سمجھتے اور یہ انداز قابل صحابہ
رضوان اللہ علیہم جو ہمیں کے محبت میں ہوا کسی نے بھی اس
استدلال نہ کیا۔ نہ اس وقت اللہ کسی دوسرے
وقت نہ غزیر میں سے اور نہ یمن میں سے کسی نے
انکار کیا بعد میں تصریح بھی سامعین کو روشن دیکھ اور بالکل
حق سے جدا جدا سمجھا۔

باقی اہل قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول اگرچہ مشہور ہے
نزدیک آئیں گے کہ پانی اعتبار سے تھوڑا ہے۔
کہ خبر عمری راجعہ اعتبار سے۔ مگر جو ہمارے
تعمیر پر دفع لازم و تکلیف میں مستعد ہیں
حوالہ چہ درج۔ ہاں ہمہ تدبیر کی از فریقین
میں انشاء اللہ غفلت میں قدم نہ بڑھائے۔
میں در آمد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں طور
ہو۔ باز اگر کوئی یہ کہے۔ ہذا کہ میں
معلومہ وقف نمود مملوک بود اگرچہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین مصروف
نہیں کردہ باشند۔ مگر جو حدیث ثانی ذوقی
وہم زنی میان دست نہ شیعہ استیجاب فی جلا
میںیں را انکار فتویٰ کرد مگر اگر خدا مملوک
نمود اللہ خود و خداوند عظیم را بجز حضرت
محمد رضی اللہ عنہ نہ بخونند کہ خدا را بجز محمد
نمود باشند۔

و آنچه در یکی از دو روایات گذشتہ
از حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت نمود بنی تفسیر
چنین گذشتہ :-

فكانت رسول الله عليه

خاصة يفتق على اهل

ثم جعل ما بين في السلاح والكناع عدا
في سبيل الله -

و درین حدیث است :-

ما بينوا ففهم في كانت حبسا لله ابدا و نقد
اہل را بر غیر حوالہ کردہ مخرج یکدیگر
میں :-

باقی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول اگرچہ مشہور ہے
نزدیک آئیں گے کہ پانی اعتبار سے تھوڑا ہے۔
کہ خبر عمری راجعہ اعتبار سے۔ مگر جو ہمارے
تعمیر پر دفع لازم و تکلیف میں مستعد ہیں
حوالہ چہ درج۔ ہاں ہمہ تدبیر کی از فریقین
میں انشاء اللہ غفلت میں قدم نہ بڑھائے۔
میں در آمد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں طور
ہو۔ باز اگر کوئی یہ کہے۔ ہذا کہ میں
معلومہ وقف نمود مملوک بود اگرچہ حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین مصروف
نہیں کردہ باشند۔ مگر جو حدیث ثانی ذوقی
وہم زنی میان دست نہ شیعہ استیجاب فی جلا
میںیں را انکار فتویٰ کرد مگر اگر خدا مملوک
نمود اللہ خود و خداوند عظیم را بجز حضرت
محمد رضی اللہ عنہ نہ بخونند کہ خدا را بجز محمد
نمود باشند۔

و آنچه در یکی از دو روایات گذشتہ
از حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت نمود بنی تفسیر
چنین گذشتہ :-

فكانت رسول الله عليه

خاصة يفتق على اهل

ثم جعل ما بين في السلاح والكناع عدا
في سبيل الله -

و درین حدیث است :-

ما بينوا ففهم في كانت حبسا لله ابدا و نقد
اہل را بر غیر حوالہ کردہ مخرج یکدیگر
میں :-

تیسری فتح سے ہے۔ ابن حزم کا فرق بنی خیمہ کی طرف سے
 لیتے ہوں گے لیکن فتح خیمہ کے بعد اس طرح برص کا
 ذریعہ عمل فرمایا۔ یا یہ کہ کائنات کو مٹی میں دو نہیں
 پاتا کہ کبھی بھی اس دوام کے خلاف ہو میں نہ آئے۔
 بعد کائنات حدیثوں اور عربوں کے مادیوں میں سمجھا کہ
 ہی کے ایک دو دفعہ نام کرنے کے مانی ہی، حصول
 ہوا ہے۔ ایک حدیث و اس کے کہ میں رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے اہرام کے بعد جب آپ مرم ہوتے
 اور حرم سے قتل ہونے کے وقت بیت اللہ کا طواف
 کرنے سے پہلے شہر کا یا کئی مٹی کی حدیث جو تحت
 مائتہ و نسیس مادی میں اور مائتہ سے سے پہلے شہر
 لگنے کے باب میں اور بیت لای ہے۔ (اس مرقہ)
 یہ واقعہ ایک دفعہ سے زیادہ سنا گیا ہے۔ لیکن کونوں
 سے پہلے خوشبو استعمال کر کے نہ کر کے نہ کر کے
 منقہ نہیں کے خاص بن کر نہیں ہے۔ و اس سے
 رضی اللہ عنہ کا مائتہ ہونے کے بعد ایک مرتبہ یعنی
 حجۃ الوداع کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ
 اتفاق نہیں ہوا۔ اہل صل کائنات کا تعلق مذکور طریقے
 پر استوار کا نہیں ہے کہ کوئی غلط فہمی کے میں روایت
 ہے جسی اردو کے روایات میں ہی عذو کو کائنات کے
 مقابلے میں بنائے گئے ہیں ان گذشتہ تفصیلات کے سلسلے
 میں جو ایک یا دو بار کے سوا میں نہیں آئے۔

اس صورت میں حضرت علیؑ اور حضرت عباسؑ
 رضی اللہ عنہما کا حضرت عمرؓ کے سامنے میں میراث طلب
 کرنا جو بعض روایات سے سمجھا جاتا ہے اگر میں طلب کو
 ہم حقیقی طلب پر مبنی تو اس صورت میں انصافی تقاضی
 اور دوست میری سے مادی ہونے سے سزاوار ہے۔

قبل از فتح خیمہ قبل از مہول بنی خندہ
 باشد بعد از فتح خیمہ بطوریکہ مذکور شد کہ فرمود
 یا مائتہ کائنات مقتضی استوار بای معنی نیست کہ
 گا ہی خلاف آن بصورت وجود نیاید۔ ہر فعل
 کہ وہ ہو۔ ہر استعمال کائنات در حدیث و مائتہ
 باب موجود است۔ منہو حدیث گفت
 اَحَبُّ إِلَيَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَ سَكَنُهُ لَا حَرَامَ عَلَيْهِ يَكْرَهُ مَطْلَعُهُ
 قبل ان يطوف بالبيت است کہ از
 حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا در بخاری فی باب الطیب
 حدیث ملاحظہ فرماید است۔ ایں واقعہ
 بجز ایک بار صورت مذکورہ۔ چہ استعمال طیب
 قبل از طواف مائتہ یا بعد از طواف جائز نیست و
 ایں از صحبت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
 بجز بجز است۔ و در اتفاق ان برقی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را بعد از
 طواف کائنات استوار بطور مذکور نیست
 تا پیشے جل اہل فہم مانہ۔ مانیز در روایت
 اردو الفاظیکہ بقرہ کائنات موضوع اللہ
 در واقع گذشتہ کہ بجز یکبار یا دو بار
 نشدہ باشد استعمال می کنیم۔

مذہب صورت طلب میراث حضرت
 علیؑ و حضرت عباسؑ رضی اللہ عنہما اگر انہیں
 روایات در زمانہ حضرت عمرؓ مہم می شود۔ از
 محمل بر حسب تحقیق و دیم گون جریز میراث
 و استحقاق انصاف و توفیق باشد کہ بمرتبہ

استحقاق خلافت النبوی و جہت ملک ہونے کے
مرتبہ تعلق رکھتا ہے اور اگر اس مطلب کو رجب
محمول کریں گے تو ایست کا مطلب میراث کے خلیفہ کے
مانند ہے اور وجہ شہد حق بل طلب ہوگا۔ حضرت
ابوبکر صدیقؓ میں جیسا کہ حق ترجیح اس اشارے کی
بالکل حاجت نہیں رہتی۔

باقی مری : بات کو جہاد کے زمان میں
سوال | یہ مثال صرف کرنا کس دلیل کی بنیاد پر
دیکھو، جہاد کے دال کے معنی میں سے
نہیں ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ لفظ رسول
جواب | شہد کو نزل کرنے کا خود ذمہ دار ہے۔
خارجیہ بادشہ ہوں گے جو سب بولیں اور یہوں کے خارج
کو دیکھ لو کہ کس قسم میں داخل ہے۔ وہ سب جہاد
کے ذمہ دار ہے نہ صرف یہ کہ کھانے پینے کا خرچہ نہایت
دینی ہے اور بقایا کو حسب فہمی کے دینے سے
اسی طرح خدا کے سفیر الہی ہیں، اور نہ کہ ان کے
خبر کو بہرہ و نفع و دولت کے لئے کسی غیر خدا کے لئے
یہ ملک خدا کے لئے ہے تو وہ تو اس کے لئے جو
کے لئے پیش آئے گی۔ تو خداوندی کے لئے جو
تمام ضروریات کے اخراجات و تنہا کے لئے جو
رہو گئے کہ کھاتے میں لکھ رہے۔ خاص یہ ہے جو
بیت مال سے ہوا۔ اور یہی ان کو ان کے
نہی صلہ عید و سہ کے ملک نہ ہونے کے لئے
ایک دلیل ہے۔

الحاصل میں یہ ہوتا ہے کہ محمد و کعبہ میں
ہو آئے کہ نے کے لئے اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

ملکیہ خلافت تعلق دارد اگر محمول بر تشبیہ
طلب تولیہ بطلب میراث کنیم وجہ شہ
آں طلب اول باشد کہ در زودہ حضرت
ابوبکر صدیقؓ افتادہ باز حاجت این اشارہ
نیست۔

باقی ماند اینکه صرف در زمان
سوال | جہاد کہہ ام جہت بود۔ جہاد
از مصارف فی نیست؟

جوابش ایست کہ لفظ رسول
جواب | خود کفیل دفع میں نہیں ہوتا
خرج سفیان و جاسوسان سلاطین را بگر
کہ یہ قسم میباشند۔ و باز آنہم بذمہ
مکہ بود۔ نہ اینکه فقط خرج خود نوش پذیر
و باقی را حساب کردہ بگیرند۔ سفیر خداوندی
و نائب و تالیف او را ہر ضرورتیکہ در اداء
یہم یا اداء ہر قسم ملک خدا میں آید جب
از خرچہ جاریہ خداوندی باشند و بابت ہر
بصرف رسول بنشینند۔ غرض اس خرج
از بیت المال باشد و اس نیز کی از
شواہد عدم ملک نبوی است۔ بہ نسبت
معلومہ۔ (پرچہ مافکر محمد)

جہاد از سبب سبب ہوتا ہے جس کی ترویج کا
فی از ملک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میرتبہ مافکر

نمودند - اگر بودند بمرتبه فوقانی بودند. مگر
ما حاکم و دانستی که فقط قویست و اختیار
تصرف است نه سب و وقت مصرفی از
منصف مقرر و فاوندی از مستحقان
حق صرف اینجا به وفایت که از
مسامحه و دانائی این دلیل نیست

وَلَدُنْ جَاءَ وَأَمِنْ بُعْدِهِ صَلَافٌ
 یستند که هنوز بااست وجود قدم نبوده اند
 کسی چه تواند او غمخس و نه کوفه نیز غمخو
 محالست حدی است - کدام کس است
 که جلد فقراء شرق و غرب و مساکین و غریب
 را تجسس کرده ایکن ایکن را و این میخواند -

انوں کے حدیث و اقوال صحیح ہیں
 جو حرج کے مفاد میں ہمیشہ اذین نہ باشندہ
 فرق باشندہ ہیں قدر باشندہ کہ حدیث حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ موقوف اندوہاں موقوف
 نہ ہو کہ روزیہ اصل از علیہ السلام بود
 ہیں حضرت عمر گفتند . زب دود

راضی ہویم کہ میں نے قصہ و خاتمہ اپنی فیت
گرفتہ شدت میں وقت مایہ جوانی اگر بربادی ست۔

میں مرتبہ رنڈ میں نہ تھے۔ اگر تھے تو بہت نڈی توڑی میں تھے۔
 مگر اس کا حاصل (نتیجہ) تیسے چالیس یا کہ صرف انڈیا
 لے کر نہ اترتے صرف کرنے کا اختیار ہے۔ یعنی خداوند
 کے قہر و عذاب میں ہے۔ وہاں کے مناسب وقت
 میں انھوں نے صدق کے مستحق ہونے پر خوف کر دیا یا بے
 یقین ہو کر نہیں ہے کہ ہر شخص کے سر پر خود کوئی یا
 جائے اور نہ اس کا سوا ہے اور نہ اس کے بعد میں ہے
 جبکہ مصروف میں ہے وہ لوگ بھی میں جو ان کے بعد میں
 آنا نہیں ملے اچھی دنیا میں قدم بھی نہیں رکھا ہے۔
 کوئی ایسا کس طرح کر سکتا ہے۔ جس کو وہ کا اور
 بھی دیکھو یہاں حادثات انسانی کے لئے ملامت میں
 ہے۔ کوئی آدمی ہے کہ مشرق و مغرب کے تمام اقوام
 اور ملکین وغیرہ کو وہ خود بخود دیکھ کر ایک ایک
 کو دیکھ سکتا ہے۔

اب اگر آدمی کی عمر بے حد صحیح ہو تو کیا منہ
 سے کہ اس کا عقدِ افس سے زیادہ ہوگا۔ اگر وقت
 ہوگا تو اسی قدر ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہیکل
 محفوظ ہے میں درودِ عرفہ کے یہ کہ دو ہفتہ
 جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے منہ
 حضرت عمرؓ کے اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔
 اس اگر فرض کہوں تو کمال اور ناقص معنی نہیں
 تو اس وقت دوسرا جو باب چارہ زبانِ مؤدبیت۔

۱۔ سید طاہر سے دیکھنے کے لیے حق میں کہ ہر بر صنف کے برابر فرد کا یہ جیسے - مترجم
تھے تو صرف وہ حدیث سن رہے ہیں کہ مذکور صحابی پر جو گروہ کہ جسے اوسا غنصور علی اللہ علیہ وسلم تک اس سنگوٹہ

اس کی زبان ہو - مترجم

۱۱ حدیث و فروع ۱۱ حدیث - جس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتی ہو۔ مترجم

میلو مجھے تسلیم کر لیں کہ ان کے لئے اور ناسخہ وغیرہ
 مکتوبات فعلی پر الزام کرتے ہیں نہ کہ ان کے فعلی استحقاق
 پر۔ لیکن نسبت کرنے کے لئے جیسا کہ ہمیں معلوم
 ہو چکا ہے مرتبہ فوقی کافی ہے۔ اس وقت جب
 اسی قبیل سے ہو گا جب کہ اس سوال کے بعد جو اس
 جگہ میں

و آپ سے ان کے متعلق سوال کرتے ہیں۔

جواب

کہہ دیجئے کہ فعلی اللہ اور رسول کے لئے ہے
 آیا ہے۔ یعنی حصول کے مقرر کرنے اور تقسیم کے
 بارے میں خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کو ہی اختیار ہے نہ کہ دوسروں کو اسی طرح یہاں پر
 ممالفہ کے تقسیم نہ کرنے کو، جس فعلی کے واسطے
 کو تقسیم کرنے کی مانند بھنپا پٹے۔ واللہ اعلم
 اور اس کو بھی چھوڑ دینے، واقعی کی حدیث میں
 نے کی دو باتوں میں سے دوسری آیت کو اخذ نہ کرنا
 کا جواب دینے کی ذمہ سے ہے کہ وہ غنیمت کی مانند
 خمس کے حصے کے بعد حصے مال کو بھی تقسیم کرنا چاہتے
 تھے۔

اور حضرت عمر کی طرف سے جواب کا اصل یہ ہے
 کہ ان اموال کا مصرف خود خداوند کریم نے بیان فرمادیا۔
 یہ ہے کہ تقسیم کو نہ ہو، خود خداوند کریم نے اس طرف

کو ہم سنا، لفظی فائدہ و نفع و غیرہ
 ولایت برما کیست، فعلی مکتوبہ : بر
 استحقاق فعلی۔ لیکن جو اسباب
 خداوندی و سنتی مرتبہ فائدہ کافی است۔ اس
 وقت اس جواب ازماں قبیل خواہ بود کہ اس
 از سوال مندرج جملہ

لہذا شہادت علی من لافعال

جواب

قُلْ إِنْفِدُوا مِمَّا تَدْعُوا إِلَىٰ مَوْلَاكُمْ

آمدہ۔ یعنی و بر تقسیم و تعیین حصص اختیار بخدا
 تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم است
 نہ دیگران، یعنی ایضا تقسیم نکردن مال
 فی را بطور غنیمت بعد خمس باید پذیرفت
 واللہ اعلم۔

و ابی۔ ہم گزار۔ در حدیث واقع
 تفصیل آیت شامیہ از دو آیت فی بعض
 جواب حضرت عمر است کہ بعد بر آوردن
 خمس مال غنیمت تقسیم مال فی میفرمادند۔

و حاصل جواب اس بات کہ مصرف اس
 اموال خود خداوند کریم بیان فرمودہ، ہر ایمان مرا
 کہ ہر اس فرمودہ دفعہ بودہ و اس مصرف

مکتوبہ اسباب سے در حق حصول کامیاب و تقسیم است و اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں
 ہے کہ وہ مال غنیمت کے مال کو ان خمس حصہ سے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے
 اختیار میں ہے۔ مقرریم

تھے میرے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ مقرریم

یا و نفقه خود اگر ذکر کرد فقط مبرا ذکر کرد
چون سبب این بل غم برین است و میانی
که اطلاق آب و خاک و دل و غیره احوال
حس بر تبدیل و کثرت بر برت - اگر کسی از
دل بی بری غصه و غم می خورد باشد
بیم بر شمع رو دست که مانی بری غصه و
صلی است علیه السلام حق تعالی مخصوص است گفته
شد - یعنی از رویان غم و غم جز بی می شد
علیه و لو کسی را می رسد - و از تخمین آیت
تشریف خط باشد و گویند بجای آیه اولی آیه ثانیه
را بکوب یا مصطفی بقط آورد - میگوید یا زید
چون رو می دهد - آیت اولی دولات بر کلک
خفت می کند میانی که بکلیت کسی و شریک و دیگر
شماره اول از دل و زود الله بر دست از دل و زود
باین انصاف - شده باین باشد و دیگر بر دل و
این احوال را خلاص نیست - بلکه این اشیا از
صاحب مندر - برین زبون قبیل باشد که
آیت قبل انظر الی الله فی الزمائل
شده - برین باشد بعد از این
باز الی آیت و استمعوا له ایها
من شئ و ان فی جملة
و بعد سؤل و الی ذی القری مقصود
انال بین فرموده - یعنی دشو شده
نفس را بعد از خسته کسی که دور و دور

میں یاد نہ فرمایا۔ اگر دیکھتا ہے تو فقط مجھ کو دیکھتا۔
 اس سبب سے یہ بلکل محسوس ہوتا ہے۔ اور
 تمہیں معلوم ہے کہ آپ، خاک اور لوث نہ، سمجھتے
 تھے کہ طبعی قیصل کوئی پرہیزگار ہے۔ اگر ہل میں
 سے کچھ ضرورت ہو تو وہ دیکھنے سے تو اس قدر گھبراتا
 ہے کہ کھانے کا آٹا تحفہ میں لے کر لے جاتا ہے۔ تو اس
 عمل میں یہ تو بہت عجیب یعنی غریبوں میں سے بہت
 غلبہ رکھتا ہے۔ اور کسی کوئی نہیں پہنچتا ہے۔ اور اگر وہ کسی
 شخص کا غلط ہوا یوں کہیں کہ پہلی بیت کی جگہ دوسری
 آیت کو کہتے ہیں: مصنف غلطی سے لکھ گیا تو میں کہیں
 کہ مجھ کو اسی راستے پر چلنا ہے۔ میں کہ پہلی بیت
 و گھبت خدمت پر دلالت کرتی ہے۔ تو تمہیں معلوم
 ہے کہ اس واکیت میں کوئی آنسو و صلی اللہ علیہ وسلم
 کا شریک اور حصہ دار نہیں ہے۔ اس صورت میں
 اس خصوصیت کے ساتھ، اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا یہ طرف اشارہ ہو گا کہ وہ کوئی اور مال کی تعمیر
 وغیرہ دینے کو حق نہیں ہے۔ دینوں کو انکے اصل میں
 سے مینا قبول اور یہ وہی ہے کہ بیت قبل از
 اللہ و اللہ رسول میں غلبہ کیا ہے۔ جس میں
 وہاں سے اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے انکار
 کی قسم کے خلاف میں فرمائیے۔ یعنی اللہ
 تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف

اس میں نہ صرف وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے واسطے دعا کی ہے بلکہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے واسطے دعا کی ہے۔

چاہیے۔ اور بق چار غصوں کے متعلق غصہ
کے مزاجین کو ایک نذرینہ و اشارہ ہوگی۔ اس ن
نے کے حوال میں۔ پس مذکورہ اشارہ سے مذکورہ
حضرت سے کہنے یاں اور آیت نے کی دوتوں میں
کے پہلی آیت کے اشارہ سے کہنے یہیں نہ کہنے
کی آیت شانہ کے نقل کرنے سے کے حوال میں
برائ فرد کی۔

اعراض میں جو حکمت کا موجب ہے اس کو
فعلی کے طور پر برسر تقدیر میں نہ خود رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو کہے کہ احوال کے بارے میں جو معلوم تھا نہ
دوسروں کو۔ اور حدیث فوقانی میں قبضہ اور حکمت
اور فعلی مستحق آئندہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کچھ
معلوم ہے۔ مگر اس میں یہ فرق ہے کہ جب وہ مرے
و غیر تقدیرات اور حقوق تقدیرات نورانی نہیں
ہے۔ واللہ اعلم و علیہ اتم۔

و بابت باقی خمس و ربعه اشاره تمییز
بجای طبعی مکتوب شد - همچنین در احوال
فی - پس از ارشاد مذکور که از حدیث مذکور
دو نسخه و از اشاره آیه الی از دو آیه فی
بشناختی: نزول آیه ثانیه فی تقسیم احوال
فی را بیان فرمودند -

الغرض موجب ملک که قبض است بطور استحقاق فعل در مرتبه تقاضی نه خود مالک
مستحق است علیه و سلم و نسبت اولی فی مال
بودنه درجه اول - و در مرتبه فوق قبض
و ملک و استحقاق فاعله باشد و عاقله
علیه و سلم باید مسلم - که در در مرتبه دوم و
و نیز است علیه و سلم و عاقله تقاضی است و در
نیت - و الله اعلم و علمه اتم -

دوسرا مکتوب

مولانا فخر الحسن صاحب گنگوہی کے نام

تعارف مکتوب الیہ

مکتوبہ اولہ فخر الحسن صاحب کلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام ہے جو حضرت آقا سید محمد باقر علیہ السلام کے مکتوبہ
رحمۃ اللہ علیہ کے جہاں شہرت و دور میں ہے۔ اصل مکتوبات میں اس کا خبر یہ ہے کہ اس مکتوبہ میں ایک جگہ ہے کہ
مکتوبات میں ہے، جسے فتوا کی ترتیب دیا گیا ہے۔

مولانا فخر الحسن صاحب مکتوبہ خلع ساجد میں مکتوبہ کے ایک جگہ ہے کہ جو ان کا بانی وطن خاں
مکتوبہ و فخر احمد صاحب کلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے قیام سے شرف بخشا۔ مولانا فخر الحسن صاحب حضرت مولانا
عبد القدوس صاحب کلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ نسب رکھتے تھے۔ ابتدائی تعلیم گنگوہ میں حاصل کی بعد ازاں
در علوم دیوبند میں داخل ہوئے۔

در علوم کا افتتاح ۱۲۸۵ھ میں ہوا اور مولانا فخر الحسن صاحب نے ۱۲۹۹ھ میں دارالعلوم دیوبند سے
علوم عقائد اور فقہات کی تعلیم کی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آثار دارالعلوم میں آکر داخل ہوئے۔ آپ حضرت
شیخ سید مولانا محمد حسن صاحب السیما کے ہم سبق تھے جن کی طرف علمی سے دارالعلوم دیوبند کا افتتاح ہوا۔ مولانا
فخر الحسن صاحب گریہ ۱۲۹۹ھ میں دارالعلوم دیوبند کے فاضل بنے لیکن آپ کی تعلیمت کی دستاویزی ۱۹ ذی قعدہ
۱۲۹۹ھ میں بنی۔ جنوری ۱۳۰۰ھ کو دیوبند کی جامع مسجد میں مدرسہ تفسیر لکھنا میں ہوئی۔ مولانا فخر الحسن صاحب
دیوبند کے سب سے گریہ بن تھے جو دارالعلوم سے فارغ ہوئے۔ آپ کے ساتھ حضرت شیخ سید مولانا محمد حسن صاحب
سید مولانا سید محمد صاحب ساجد بھی دیوبند میں تھے۔ مولانا فخر الحسن صاحب نے دارالعلوم دیوبند کے
میں سے علم حاصل کیا۔

آپ نے تعلیم سے فارغ ہو کر مدرسہ بنیہ قائم العلوم جامع مسجد ننگینہ میں ملازمت کی جیسا کہ توبہ
قائم العلوم کے آئندہ مکتب حضرت مولانا محمد قاسم صاحب سے واضح ہے۔ ننگینہ کے مدرسے کے بعد
ایسا معلوم ہوا کہ اس وقت مفتی ممتاز علی مدنی کی حکایت میں تھا جس کا تصحیح کتب
ملازمت کی ہے۔ ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۹ء میں نواب غلام علی خاں صاحب رئیس خوجہ کے پاس تیس برس
ملازمت رہے۔ درپورٹ موہڑا انحصارہ اور بادشاہی ۱۳۷۷ھ

بعد ازاں مدرسہ دہلی میں بھی ملازم رہے جیسا کہ توبہ مکتب پنجم میں آپ کے نام پر ساتھ مدرس
مدرسہ دہلی میں ہوا ہے۔ یہ مدرسہ عبدالرب بنیہ تھا جو دینی بیانیہ۔ امیر الروایات میں۔ امیر شاہ خاں صاحب
سے روایت ہے کہ مدرسہ عبدالرب بنیہ کی کئی طرف تھی اور اس میں مولانا احمد حسن صاحب
امروہی اور مولانا فضل الرحمن لکڑی مدرس تھے۔ مولانا محمد قاسم صاحب میں یعنی مفتی ممتاز علی صاحب کے
مطبوعہ میں یکم کرتے تھے۔ مولانا احمد حسن اور مولانا فضل الرحمن صاحبان کی بہت دور سے میں مولا کرتے تھے
اور (الروایات ص ۲۵)

اس مقام سے صاف معلوم ہو گیا کہ مولانا فضل الرحمن صاحب مدرسہ عبدالرب دہلی میں ملازم تھے مولانا
محمد قاسم صاحب کے قیام پر نہ رہا تھا جو ۱۲۹۲ھ مطابق ۱۸۷۶ء میں قائم العلوم کی تصحیح کا وقت تھا جیسا کہ قائم
کے ثانی میں واضح ہے۔

۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۹ء میں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمت اللہ علیہ کی خدمت میں جن طبائے
دارالعلوم دیوبند نے انجمن و تحریک الترمیمیت قائم کرنے کی درخواست کی تھی ان میں مولانا فضل الرحمن صاحب کا نام بھی
فہرست میں درج ہے اور اساتذہ دینیہ آٹھ آٹھ کا چندہ بھی اس انجمن میں مولانا فضل الرحمن صاحب کی طرف سے مقرر ہوا
مراؤ باد کی رپورٹ میں درج ہے۔

مولانا فضل الرحمن صاحب نے مفروضہ دارالعلوم دیوبند کے طرہ و حضرت مولانا محمد قاسم صاحب سے حدیث
اور دیگر علوم کی کتابیں بھی لکھی ہیں۔ میرٹھ، نانوتہ، دیوبند، مولانا کے ساتھ ساتھ راجستھان تھے اور پڑھتے تھے۔ ان کا
فضل الرحمن صاحب انحصار اسلام کے دیباچے میں لکھتے ہیں۔

”جناب مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم نے شاکر دہلوی کا عقیدہ بہت چھوڑا ہے۔ بندہ بھی اس
دین شاگردوں میں شمار ہوتا ہے۔“

مولانا فضل الرحمن صاحب نے حضرت قائم العلوم کے حیرا جی جو مشورہ رکھی، میرٹھ، شاکر دہلی، مولانا کے
شرکت کی ہے اور رکن میں تقریر بھی کی ہیں۔ رجب ۱۳۸۵ھ میں دیوبند میں ملازمت کے لیے جب مولانا قائم العلوم
میں تشریف لے گئے تو مولانا فضل الرحمن صاحب حضرت شیخ الہند اور عبدالحلیم جماعت تھے۔ جب مولانا فضل الرحمن
کے سامنے آئے تو آپ نے ان سے خدمت کے جوابات کے لئے شاکر دہلی سے فرمایا۔ مولانا فضل الرحمن صاحب

انتصار اسلام کے دیباچے میں لکھتے ہیں:-

”ہندوؤں نے اس حکم کی تعمیل کر دی یعنی پندت جی کے اعتراضوں کے جواب پر مسز ڈارک کی مدد
ملک بنائی گئی۔ اور پندت جی کے مذہب پر بدعت سے انکشاف کئے اور بہت سی
غیرت دلائی۔“ (انتصار ص ۱۱)

مولانا فخر الحسن صاحب نے اپنے اس ذخیرہ موقوفہ محمد قاسم صاحب کی کتابوں، رسائل، جرائد اور
تقریروں کی اشاعت میں سبکدوشی سے محمدیہ - جود الاسلام - انتصار اسلام - شاہجہانپور و فیروز آباد کی
کوششوں سے طبع ہوئیں۔ مولانا ذیل حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کی کوئی بھی کتاب آپ نے تحریر فرمائی ہے
سے مناجات ہوئی اور جن کو خلافت پر مبنی - اس غم میں ہم تمام علم حقد، حق و راستہ کے نگاہوں پر گواہیں اور پیرو
ہستے ہیں تو جانتے - سرمد حرم کے عقد فاسد و کے و میں بھی ایک کتاب مولانا فخر الحسن نے بھی لکھی ہے
جس نے ہو سکی۔ انھوں نے مولانا فخر الحسن صاحب حضرت قاسم العلوم کے جیسے عزیز شاگردوں کے لئے تھے۔ خود اختر
قاسم العلوم اپنے مکتوبہ میں کہے آخر میں مولانا فخر الحسن صاحب کو لکھتے ہیں:-

میں نہ اقم از طرف شما و مولوی احمد حسن و مولوی محمد حسن
بدلم چہ نہ ہا دو اندک اکثر موکشاں بکار برداری شما
میکشند۔

وفات آپ کی وفات کی تاریخ اور سال معلوم نہ ہو سکا۔ میں نے اس ذخیرہ موقوفہ مولانا محمد طیب صاحب
ذی اللہ العالی کو مولانا فخر الحسن صاحب کے حالات کے بارے میں لکھا تو انہوں نے تحریر فرمایا:-

”مولانا فخر الحسن صاحب گنگوٹی خاندان قدوسیہ
سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت قطب عالم شیخ
عبید اللہ دوسا گنگوٹی، رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے
تھے۔ ان کے انتقال پر دہشتہ ۱۳۸۵ھ میں انھوں نے
گذر چکے ہیں۔

اس تحریر کا مطلب ہوا کہ ان کا انتقال ۱۳۸۵ھ میں ہوا۔ اگر ہم ان کا سال پیدائش شیخ الحداد کے سال
پیدائش ۱۲۹۳ھ کو مان لیں تو ان کی عمر ۹۲ اور ۶۱ سال کے درمیان کی عمر ہوئی۔

انھوں نے دو تراجم مولانا فخر الحسن صاحب کے نام ہے ان کے صفحات میں ملاحظہ فرمائیے اور مکتوب سے پہلے
اس کا خلاصہ مل جائے گی۔ درمجموعہ

تاریخ مکتوبیہ وہی متکسر مکتوب

خلاصہ مکتوب دوم

مگر یہ مکتوب بہائے خود بیس اور آسان ہے اس لئے چند اس کے خلاصے کی ضرورت نہیں۔ تاہم مختصر طور پر اس دوسرے مکتوب کا خلاصہ پیش کرنا ضروری ہے۔

مکتوب کا پس منظر شیخو حضرت کے نزدیک یہ بات متحقق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ حضرت امام مہدی تک بارہ امام ان کے بیان کر سکتے ہیں۔ ان میں آخری امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔ ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ امام مہدی اپنے زمانے میں پیدا ہوئے تھے اور پھر چار تک غائب ہو گئے۔ اور نہ سترہ ایسی ہوں گی کہ ان کے ساتھ سے غائب ہیں۔ اور قیامت کے قریب میں وہ چار ہوں گے اور جو شخص امام مہدی علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ نہ رکھے اور الکل نہ وقت نہیں نصیب نہ ہو تو وہ ایسا ہی مرے گا جیسے کوئی شخص اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں مرا۔ اور جاہلیت کی موت کفر کی موت ہے ہذا شیخ بھی کا فر ہو کر مرا۔

میںوں کے نزدیک امام مہدی قیامت میں پیدا ہوں گے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔ حدیث میں بھی ہے کہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جیسے حضرت فاطمہ کی نسل میں سے ہوں گے۔ دنیا کو جڑیت کی طرف دھکیں گے۔ اور ان کے عہد میں حضرت عیسیٰ مدی صلی علیہ وسلم جو آسمان پر اٹھ چکے تھے، آسمان سے نازل ہو جائیں گے اور خنزیر کا قتل اور صلیب کو توڑیں گے جنییسویت اور کفر کو ختم کر دیں گے اور دین محمدی کا اصلاح فرمائیں گے تاکہ ہر ایک کا فر مسلمان ہو جائے۔ شیخو حضرات کے یہاں حسب ذیل حدیث ہے۔

مَنْ لَمْ يَفِئْ إِسْلَامًا مِنْ مَّائِينَ فَقَدْ مَاتَ مَيْتَةً جَاهِلِيَّةً

جو شخص نے اپنے زمانے کے اسلام کو نہ پہچانا تو وہ جاہلیت کی موت مرا

میں امام مہدی کا وقت دیکھنا ہے لیکن میںوں کے یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہزادوں کو ہونے میں اور بروہ امام احمد مراد ہو سکتے ہیں جو لوگوں کو جاہلیت اور اصلاح کی طرف لائے ان میں حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب ہی شامل ہو سکتے ہیں ہذا میںوں کے یہاں یہ حدیث ہے کہ جس میں مائیں مائیں کے عدد وہ مائیں مائیں اور امام مہدی بھی شامل ہیں جن کے اہل آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خون ہوں اور ان کے اتباع میں دین کی ترقی کو شخصی پیروی ہو لہذا ایسے ائمہ خلف و مجددین کو جو نہ بھی بیگا اور ان کے حکام کا اتباع نہ کرے گا ایسا شخص ایسی موت پائے گا جیسا کہ اسلام سے پہلے کوئی شخص جاہلیت کی موت مرا ہو کہ کوئی کوئی کی طرف پتہ نہ مارا۔ یہی پہلی حدیث ہے حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوب میں تحریر فرمایا ہے کہ بروہ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔ ہذا اب دین کی اصلاح کے لئے ہر صدی میں ایک مجدد آئے گا۔ تو جو کوئی مائیں مائیں کا نہ نہ پتہ نہ پتہ

اہمست کا زمانہ ثابتی ہو گیا۔ یہ امام یا مجدد لوگوں کو قرآن کریم کے احکام کے مطابق ان سے بڑوں کو دور کر کے ان کو یکسر بندہ تاجیکہ کی شیعہ اجداد و جہانی اور حضرت مجدد الف ثانی سے لے کر پہنچا دے گی۔ لہذا چاہئے ان کے امام یا مجدد کو پہچان لیا اور ان کا اتباع کیا وہ ہدایت پر آگئے اور جنہوں نے ان کو پہچان کر ان کا اتباع کیا تو کیا دین کا اتباع کیا۔ اور وہ جہالت کی موت مر گئے۔

امام کی تعریف | حضرت مولانا محمد قاسم صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ مرد و مخبریت آب و ہوا اور زمانوں کے اختلاف کے باعث انسانی پیار و بوجہ ہے، اسی طرح مختلف زمانوں میں روحانی طور پر ماحول کے حالات کے باعث لوگوں کو مذہبی بیماریاں بھی لاحق ہوتی رہتی ہیں لہذا قدرت کی حکمت کے تحت لوگوں کے علاج کے لئے اللہ تعالیٰ کوئی شخص بھیجتا ہے جو ان کی اصلاح کرنا ہے، اس کو امام کہتے ہیں۔

تعریف مجدد | اور چونکہ ہر دور کے زمانے کے خلاف وہ دین کے پرانے احکامات کو لوگوں میں جاری کرتا ہے جو بڑے ہوئے لوگوں کو نئے معلوم ہوتے ہیں، اس لئے اس کو مجدد کہا جاتا ہے۔ اس لئے گذرے زمانے میں موال پیدا ہوا ہے اگر امام مہدی علیہ السلام موجود ہیں۔ تو زمانہ و ان کی اصلاح سے فائدہ حاصل کرنے کی سمت ضرورت ہے۔ اس کوئی ہر ہونا چاہئے۔ آخر موجود ہوتے ہوئے یہ ویسے ہیں۔ اس کے برعکس حضرت خفہ نے خدا جن کو یہ امام تعین فرماتے انہوں نے تو دنیا کو اصلاح سے بھربھرا دیا تو وہ امام کہلانے کے مستحق نہ ہوں اور من و سحر یعنی ف میں شامل نہ ہوں تو کیوں۔

امام مہدی علیہ السلام | ان ایک وقت آئے گا جب امام مہدی علیہ السلام بھی پیدا ہوں گے اور اس وقت جوہن کا اتباع نہ کرے گا اور امام بیچان کران کی پیروی نہ کرے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ امام مہدی جو اتباع سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق میں ہیں گئے وہی کچھ فراموش گئے جو اہلسنت والجماعت کے عقائد صحیح میں موجود ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ مسلمانوں کا کوئی خاص فرقہ ان کو نہ دھب کا نہ پاکر یہ جو ہر ایک کی طرح سے جو بیچارہ یا نراناں کے انکار میں سے اور پھر ان سے برگشتہ ہو گئے تھے ایسے ہی وہ فرقہ امام مہدی علیہ السلام سے برگشتہ ہو جائے گے۔

یہ ہے حضرت قاسم العلوم رحمۃ اللہ علیہ کے اس مکتوب کا مضمود

دوسرا مکتوب

کہ دراصل مکتوب یا زودیم تھا

در بیان معنی حدیث مَنْ لَمْ يُعْرِفْ إِمَامَ زَمَانِهِ
اس حدیث کے معنی کے بیان میں کہ جس نے اپنے وقت کے امام کو نہ پہچانا

فَقَدْ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً
تو وہ جاہلیت کی موت مرا

بنام مولانا فخر الحسن صنا گلوہی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اجاب کی بے انتہا مہربانیوں کا مہر جو نوحہ محرقہ معنی اللہ نے
سراپا کرم، جہیں کائنات مولیٰ فخر الحسن دہم کمالہ کی
خدمت میں۔

سلام سنوں امداد شوق کونوں کے بعد و غرض پرواز
سے کہ کئی مغل کو غایت نامہ پہنچا اور احسانات کا
مہر یہ بنا۔

پہلو خط کہ اس کے بھیجے کا آپ نے اس خط میں
ارشاد فرمایا ہے جسے یاد نہیں کر سکتا چنچا۔ شاید قوت
حافظ کی کمزوری کی وجہ سے بھول رہا ہوں یا بحث ہوئی ہوگی
یا ڈاک کے غلے کے حسن انتظام نے راستے میں جی کر کیا۔

دین منتہای بی بایاں صاحب محمد قاسم عفی اللہ عنہ
بخدمتہ۔ سہ ماہی کمرہ جمیع کمالات عزیزم مولانا فخر الحسن
صاحب دہم کمالہ۔

پس از سلام سنوں و شوق کونوں غرض پرواز
کہ دیروندہ سہ شعبہ نامہ عنایت آمیز رسید و سرایت
منتہا گریہ۔

نہندہ دل کہ بار سالش دریں نامہ اشارہ
فرمود اند یاد اندام کہ کی رسید۔ لعل آنگہ سوز
تغظم بہ بحث فراموشی شدہ باشد یا حسن انتظام
مرد ذاک وہ اشارہ راہ گم کرد۔

تاجم گریں نے اس کا جواب نہیں دیا۔ یہ بھی تو معذور ہوں۔
اس خط کے جواب کا ارسال ۱۸ مارچ ۱۹۷۱ء کو ہو چکا ہے۔
کرو سے تو بلند اخلاق سے کیا بعید ہے۔ یہی سبب
کہ فوراً تمہارا خط پہنچے ہی دواست و فکر میں سے
سنجھنے اور خط اس صفحہ پر میں نے لکھ ڈالا۔

دو کے کی پیدائش پر مبارک باد اور تجویز نامہ نومولود

کی پیدائش مبارک ہو۔ بہت بخشنے والے خدا کے در
کو یار اور بخت نیک کو مددگار فرمائے۔ (31۔ عمر و
عمل سے بہرہ وافر حاصل فرمائے۔ آمین

اس کا نام محمد کو، حسن یا محمد حسن اچھا لگتا ہے
 کھان کے خندان میں اگر کوئی اس نام کا بچہ ہو تو اس صفت
 میں ہونے کو یہ نام غالباً پسند نہیں آئیں گے۔ پسند میں
 چاہتا ہو تو مولانا رشید احمد صاحب کی خدمت میں
 عرض کریں تو کچھ دفرہ میں وہی نام رکھیں۔

درستہ نگینہ کی
بنیاد میں زلزلہ
نہیں والوں کی طرف سے کیا حوصلے کے پست ہیں۔

بالجہ اگر جوابش نفرتاوم - معذوم - ارسال
جواب این نامہ اگر کفر تقصیر اول شود
از اخلاق سامی چہ بعید - چہین است کہ
بنفر - رسیدن دواۃ و تلمیذ بر رفتہ و این نامہ
بریں صفحہ ہر ہوشتم -

تجویز نام فرزند
و تبریک پیدایش

سید مددگار فرماید - از علم و عمل
نیزه وافر بر دارد - آمین -

بهاش محمد نور الحسن ای محمد حسن خوش
می نماید مگر آنکه در عشار اوشا کبابین نام
بود - اندکی صورت خالها زانرا این بهیسا
پسند خواستند - ابتدا میگویم که بخت مولا شیدا
صاحب عرض دادند - هر چه فرایند میان مقو
ل بازند -

باقی باطلحات ترازول در تبار
 نخستین بدو در ری دوم
 کی از حرف آنست
 دوم از حرف الی ثانی
 در سه غنینه
 که چه که حوصلگی کردند - آوی بر شفتی

[illegible]

ہوتا ہے کہ اس غواں نسبت کو اپنے سے ٹھیک سے تو نہیں
بچھا میں گئے۔ انا لائے وانا لکھد مرا جھون۔

اس حور نگری کر تہی عازت کی کہ اٹھ اٹھ بیٹے
انھیں اس بیٹی کی کمر میں بیچھ مہر ہوتا ہے کہ اولیاء
نہیں ہر شئی ہر شئی صاحب و ہر شئی مرد و راق صاحب
سے طاقت کریں۔ شاید طبع میں کوئی صورت پیدا ہو سکے۔
اب مسئلہ یہ ہے جو کہ سوال کا جواب لیں۔

بڑا دشمن سر شہ و دشمنہ شئی کے ہا تو کہہ کر لغو نہ
آپ کو بخشی ہے۔ سو یہ نہ دت ہے کہ اس بیٹی کو بیف
دیتے ہیں یہ سب و سرحداری کر موقوف ہوتی تو میری کس
ان جیسے کہ مونسہ خندہ و شئی ہے۔ مجبوراً جو کچھ میری
نافع ہو میں آتا ہے۔ بہ بندہ تیرا کر ہے۔

اولیاء جان پیچھے کہ معرفت پہونے کا نام ہے
نہ صرف ہونے کا۔ وفاق ہونے کہ پہونے کا پہلی مدت ہونے
اور ایک قسم کے بعد دینے کے بعد ہوتا ہے۔ کسی کسی
چیز کا بعد و درج ہوتا ہے۔

ایک تحقیقت در صلیت کا جانت

دو شے کسی کا نصف کے واسطے ہونا

مثال کے طور پر اگر اس کے کہ رہنے والوں

میں سے کوئی بھی مرتبہ بادشاہی و دربار میں پہنچے وہ اس سے

پہلے اس نے بادشاہ کو نہ دیکھ کر ادا نہ ہونا تو محض پہلے

پہنچے پر ہی۔ دیکھ کر کہ وہ بادشاہ ایک اونچے تخت پر

اس طرح سے بیٹھ ہوا ہے کہ سونے کا تاج اس کے سر پر

خون نعت را ز گھنہ خاند ہر دشت باز تو اسبند

گستر بند اما لہ وانا لکھد۔ اجدون

آں عزیز نگری اگر از جوی خود بیزند

بڑائی میں پہنچان چنان مستحق می نماید کہ اول حق

دند و ہنسی شدہ اصل صاحب و ہنسی حید رزاق صاحب

وقت کلمہ۔ شاید بطبع صورتی پیدا آید۔

اکنون جو بہ مستغفر خود دریا بند۔ بڑا کرم داری

تہ و دانشمندی کہ خدا تعالیٰ شہرا از زنی و امشت

بازید و حجت است کہ یہ بیجاں و تکلف میدہند تیر

ار پاس صحر شہ بودی کافی من جانچ اینچنین ادا

نمودست۔ نچا ہر برج جن ناکس فی آید تیر

فی نوبہ۔

اولیاء باید دانست کہ معرفت متافق است

و دوستی فقط۔ وفاق ہرست کہ شرف حق بعد علم

و نفعی و قبول فی شد۔ لیکن عد شئی بدو نہ

فی شد۔

ی علی علم! لقیقتہ و با حجتہ۔

دو شے علم یا نصف

مثلاً اگر کسی از سادات عرفا پر بار

بادشاہی اول برسد و سابق از ان بادشاہ را

ندیدہ و دانستہ باشد بجزو رسیدن خود فقط

بعد از آنکہ اس بادشاہ بر تخت بندہ بطوری

نشست است کہ تاقی مکل پر و بی ر مکل

لہ اس حدیث سے مدہم ہوتا ہے جس کی عازت کے ہر مونی تو انھن صاحب مشرہ ہونا عورت کہ جب دلی نیچے

و ان کے ہنسی متا طلب ہیں مہر و ہوا۔ یہ ان کی دلی میں کہ باعث ہر در عبد اب تمام وقت فی عزیم

و خدمت مولیٰ ہوتا کہ ہر رانہ وین ہونا تو انھن صاحب دانشدگی سے نہایت دانشمندی و عذراں

مستور ہے۔

اور عمدہ قیاس کے حکم پر ہے اور تمام وزیر اور
امیر ہاتھ باندھے کھڑے ہوئے ہیں اور کس قیاس
کو مدنہ اس کی طرف ہے، کوئی بھی حکم جڑوہ دیتا ہے یا
نہیں کہ جن دنوں سے وہ اس کو نہ بھلا لیں، جو کچھ کہل
اشہ بادشاہ کرتا ہے اس کو عمل میں نہ لے کے لئے وہ
دور تھ ہیں۔ تو ان جیسے امور کو دیکھ کر بغیر اس کے کہ
اس کو کوئی خیر دے وہ خود جن کے کار بادشاہ ہیں
اور اس درگاہ کا حکم یہ ہے۔

الغرض وہ شخص بادشاہ کو اس کی ذات اور حقیقت
کی وجہ سے نہیں جانتا تھا۔ میرا مطلب ہے اس کی
صورت کی خصوصیت کے ذریعہ نہیں پہچانتا تھا۔ بالکل
شکل کے باعث جانتا تھا اور اسی سبب سے اس کے
بغیر کسی سے پوچھے یا اسے کوئی خبر دے خود بخود جان
لیتا ہے کہ بادشاہ یہ ہے وہ نہیں۔

دوسرے یہ کہ جلو

”جس شخص نے اپنے ذہن کے امام کو نہیں
پہچانا تو وہ جاہلیت کی موت مر“

جلو شرط ہے۔ اور شرط علت اور جزا اس
کا معلول ہوا کرتی ہے۔ لیکن علت و معلولیت کہہ

دوسرے، ہمہ قندہ و احوال دست بستہ استاد
ہمہ کس و ناکس و رجاں سو نہادہ۔ حکمی نمی
فرماندہ کہ بجان و دل نمی درزند۔ حرکتی میکند
کہ کس حدتش نمیدوزد۔ بالجلو بکلیتہ مثل
ایں امور بی آنکہ کسی اورا بیاگاہد خواہد دانست
کہ بادشاہ این است و حاکم این گاہ ایما۔

الغرض آپس بادشاہ را بحقیقت ذات او
نمیدانست۔ یعنی بتشخص صوری نمی شناخت
آری باین وصف می دانست و ہمیں سبب
بے آنکہ از کسی پرسد یا کسی اورا خبر دیند بخود
میداند کہ بادشاہ این است نہ آن۔

دوئم اینکه جلوہ۔

”مَنْ لَحِقَ نِعَافَ إِمَامٍ نَزَّ مَائِدَهُ فَقَدْ
مَاتَ مَيْتَةً جَاهِلِيَّةً“

جلو شرط ہے۔ و شرط وجہ معلول
آئی باشد۔ مگر این اصطلاحیت و معلولیت در اینجا

مطلب یہ ہے کہ وہ درگاہ کی ذات اور حقیقت کو نہیں جانتا تھا لیکن ان اوصاف کے واسطے سے خود بخود اس میں نہ دیکھ کر نہ
سوکا بادشاہ سمجھ گیا کہ امام کی کیا شان ہے۔ مترجم

مَنْ جَوَّشَ قُرْآنَ دُرِّ مَشْهُورٍ جَوَّشَ فِي غُرُفِ اَزْوَاجِ بَوَاتِیْ۔ جیسے اگر نادان غفلت کرے تو آستان میں پس ہو جاتا۔ اگر کہ جس حد
غفلت کرتا ہے آستان میں پس ہو جاتا ہے۔ دوسرے معنوں میں غفلت کرنا ہے۔ آستان میں پس ہو جانا معلول ہے۔ اسی
ذکرہ بالا حدیث میں جلو شرط ہے یعنی امام کی معرفت نہ ہونا جاہلیت کی موت مرنا ہے۔ مَنْ لَحِقَ بَعْرِفَ إِمَامٍ نَزَّ
شورہ اور فَقَدْ مَاتَ مَيْتَةً جَاهِلِيَّةً ہوا ہو کہ جو شہ ہوا۔ مترجم

و تہی تحقیق می شود کہ از اہم زمان عالمی حادث
گیرند کہ پنج و نیاہ ضلالت زمانہ خود را دانستہ
: ان حق و باطل (برگشت) و ہم ہندو سبتہ نو و نیک
احوال شان کردہ اصلاح مگردم فرماید۔

پیشانی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْتُمْ وَرَبُّکُمْ عِلْمٌ
: یَعْلَمُ اَنْتُمْ اَنْتُمْ وَرَبُّکُمْ عِلْمٌ
: شریعہ این صحابہ است کہ زمانہ
: است مصلحتی و بدلیت زمانہ را گردید کہ عیال
: بوقت قبل اہل نبوی گذشت۔ وہ ہ
: تسمیہ خود بخاطر است یہ لوبہ اند اس علم
: تسمیہ حق از باطل و شناخت نیک از
: باطل گردید۔ غرض بویہ کہ باطل
: و حق را باطل و حق مانند بود۔ اندر صورت
: زمانہ ہمی صحت مدعیہ و سلم زمانہ علم باید
: نمود۔ یہ حق عقائد و اخلاق و احوال
: و اعمال و عادات آنچنان متکشف گشتند
: کہ ہوتا فہم ہستی آفتاب نمود می ماند
: پس بہ حضرت۔ محمد رسول اللہ و اصحابی اللہ
: علیہ وسلم بوصف رسالت بشناخت
: بسادۃ طاعتت بشناخت و حلقہ
: رسالت و عقیدت در گوش کردہ و کم

تعلق بہ اس وقت پای بہا بہ کہ اہم زمانہ سے
: ہر دو ایک ایسا علم ہوا کہ اپنے زمانہ میں گری
: کی بنیاد کو جڑ سے اکھڑا چکے اور حق و باطل کو سب
: دیکھ لیں اور اپنی حمت کے بل بوتہ پر ان کے حقاقت
: کو پاک کرنے کے سببوں کا علاج اور اصلاح فرمائے۔
: غرض یہ کہ اس آیت کی شان رکھتا ہو۔

: ہر دو ایک ایسا علم ہوا کہ اپنے زمانہ میں گری
: یک کرتے ہیں اور ان کتاب و حکمت کو آج

اشکال کی شرح | اس مشکل بات کی تفصیل یہ
: ہے کہ زمانہ و جاہلیت اس

: زمانہ کو کہتے ہیں جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث
: ہونے سے پہلے یعنی قبل از انکہ اس زمانہ میں
: جاہلیت تھا تو ان پر ہے تو ان کے نام و نام نہاں
: سے حق و باطل سے نیز در یک ایسا علم ہوا
: ہو گئے تھے۔ غرض یہ کہ یہ صورت کی وجہ سے
: باطل میں کوئی فرق نہیں رہا تھا۔ یہ صورت میں جو حق
: علیہ وسلم کے زمانہ کو علم کا زمانہ کہا جائیے۔ کیونکہ
: اس زمانہ میں عقائد و اخلاق و احوال اور اعمال
: اور عادات کی تفصیل اس طرح صحت کر سکتے تھے کہ
: وہ ہر ایک آفتاب کے سامنے نہ ہوتے تھے کہ اس
: بہ چہ روش ہو جاتا ہے۔ پس ان شخصیتوں بہ
: حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صفت رسالت
: کہ ذریعہ رسالت اور خدمت میں نہ ہونے کی خوشی کیجئے

: ہر دو ایک ایسا علم ہوا کہ اپنے زمانہ میں گری
: : ہر دو ایک ایسا علم ہوا کہ اپنے زمانہ میں گری
: : ہر دو ایک ایسا علم ہوا کہ اپنے زمانہ میں گری

اطاعت چست بسته حسب اشهادت و ایت
آیات رفت - و هرگز دیده بصیرت کور برآید
مچنان پابند رسوم جاهلیت و نیاوت زنده نرفته
ماند - آن کور باطن بی غیب را صواعق آسمان
آفتاب نبوت میچسباند و نورش - کفر را بپراست
که بشناختن رسالت رسولی ظهور است
که علم بوصف رسالت و جلال طبیعت برکس
نموده اند - غنی هرگز نمیند که تعبیر مولد
حسن معانی باغلق بیغرضانه در میفرماید
با این همه شواهد حلیه و برایش سیه عقیده و
از دلائل و معجزات بروست او خبری نمیشود
با آنکه کسی او را بوصف رسالت و تقرب حق
نمیکند خود بخود علم را تشریف فرما میدانند
او از اول چویش می زند و بافتاد و اطاعتش
نمیکند -

انقضت و بقصد ودلی بر کس نبوده اند
 که در این رساله و مقبوله خواندن این کتاب
 حرام است مگر آنکه جمیع کس با اذن افاض
 چنین فایده شده باشد که در وقت امری
 در این وقت کسی غریب گردد و غریب و ترش
 باشد این چنین کسان را اعتبار نیست
 اگر ترش است که از امت که هنوز باشد خود را
 در وقت غریب و ترش و غریب نیست و ترش
 و غریب است و ترش است و غریب است و ترش
 و غریب است و ترش است و غریب است و ترش

فوڑا اور کان میں عقیدت اور امانت کا حصہ ڈالو اور
 اطاعت کی کڑ کو مضبوطی سے باندھ کر دینے والی بات
 پر چلو اور جس کسی کی عقل کی کھنگھلی اور برہنہ
 اور بنی سے غور کرنے کے تھوڑے ہی عرصے میں
 پر غیب دل کے اندر سے گواہی دے کہ یہ سچ ہے
 نہ کہ کوئی فائدہ نہ بخش۔ جو حق ہے اس کو سچی
 رسالت کو پہچاننا اسی طریقہ پر ہوتا ہے۔ رسالت
 رسالت کا علم ہر انسان کی اصل طبیعت میں قوت ہے
 رکھ دیا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ ہر شخص کو
 کہ خدا کی عبادت میں مخلوق کے ساتھ سچے دوست
 بننے کی غرض کے حکم فرماتا ہے اور ان سب باتوں کے
 ساتھ عشر مشاہدات اور عقل اور حس پر مبنی و
 تجوات اس کے ساتھ پہنچ رہتے ہیں تو یہ میں یہ
 کو کوئی امر کہ رسالت کے وصف اور مشاہدات
 کے ساتھ بتائے خود بخود اس کی رسالت و حقانیت
 معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 اور فرشتہ راہ کی طرف مبینا ہے۔

نقد اتنی بات ہر شخص کے دل میں قدرت نے
 لکھ دی ہے نہ بات کو لکھ دے خود وہی ہے
 اس کی زبان پر جو کچھ اس کی صحبت میں ہے
 جب ایسی خراب ہو جو جیسی کہ سنی ہو
 وقت کی کوڑا نہ آجائے جسے اور نہ
 اختیار نہ رہے۔ جہاں وہی قدرت نہیں ہے
 مگر جہاں وہی ہے جسے نہ کہ
 بد میں اگر وہی ملک انہوں نے رکھے
 کہیں نہیں ہے وہی نہ جس وقت بھی
 ہو تو اس کے لئے خیر و شر وہی ہے کہ

سخن دود افتاد باز از سر میگیرم -
مقصود اینست که هرگز از ذوق طبیعت دست
است بگذرد و این علوشینان اقول انبیا را
می شناسد - و اگر اتفاقاً علی پیش می آید معجزات
مقصود و احوالی او حال آن مشبه ذاتی میگوید
و می شناسد که لایب این کسی است -
باین وجه بنده امی شتاب و از فیض محبت او
برخورند می شود و قوت عملیه خود را بفرست
عکس منور می سازد و قوت عملیه خود را بفرست
محبت یعنی عزم قوه عملیه اش مذهب
ساخته از خواشانی طبیعت می برآید -

مگر چون حضرت سہ و کا کفایت علیہ و علی آلہ
الصلوات و التسلیمات ازین جہوں بجزو الخلق
النس و جمال و قند و یخ و نہاد امتہ علیہ شان
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم درانہ باقی بود لکن امتداد
در قرن باجمعی بزرگ ایشان رسد و براہ راست
ایشان را کشد - نہ نہ نبوت باخبر رسیده بود.

بات دور جا چکی پھر نئے سرے سے کہتا ہوں۔
مقصود یہ ہے کہ جس کسی کا ذوق طبیعت درست ہے،
غرضِ عمل کے دیکھنے اور اقوال کے سننے سے دنیا کو
بچاؤں لیتا ہے۔ اگر اتفاق سے کوئی شبہ پیش آتا ہے
تو ایسا ہیبت کے واسطے اور تصدیق کرنے والے معجزات
سے وہ خبر دو۔ جو بات ہے اور سچی بات ہے بے شک
یہ شخص ہیبت ہے۔ اس وجہ سے اس کی خدمت میں
دوڑتا ہے اور اس کے بغیر محبت سے فائدہ حاصل
کر لے۔ اپنی قوتِ ملیکہ کو اس کے علم کے ذریعے
دکھائی دیتا ہے۔ اور اپنی قوتِ علیہ کو غیبی کرامت کے
ذریعے یہی اس کی عملی قوت کی تکمیل سے مہذب بنا
نفسانی خرابیوں سے نجات دیتا ہے

مگر چونکہ حضرت سرور کائنات علیہ وسلم آراستہ
والسلیات اس دنیا سے خداوند تعالیٰ کی طرف تشریف
لے گئے اور ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
بلند شان است کا زمانہ دراز وقت تک، باقی تھا
بلند افروزی ہوئے جس قدر کہ میں کوئی باقی ان کے سر پر
نیچے اور بڑا راست ان کو نصیب ہے۔ نبوت کا زمانہ چونکہ

[illegible]

(منظر حق جلد اول کتاب مسلم ص ۱۱)

ختم ہو چکا تھا اس لئے اہمیت کا درجہ تجویز فرمایا۔ میری
 مراد ہے کہ ایسے لوگوں کو بھیجی کہ قرآن و حدیث کے علم میں
 راسخ ہوں۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ ان کے اقوال ان کے
 احوال کے مطابق اور ان کے احوال
 کے اقوال کے مطابق ہوں۔ خلاصہ یہ کہ نبوت کے سوا نبیوں
 مضمون آیت ذیل

وہ قوت کرتا ہے ان پر اس کی آیتیں اور
 قیلم دیتا ہے۔ ان کو کتاب کی اور حکمت کی اور ان کو
 پیکر دیتا ہے۔

سے متفقہ ہو کر حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قاضی قضا کے لئے کمر بستہ ہوں۔ میں جس شخص نے ان اہل حق کو ذکر کئے، ان کے طریقے کے ساتھ پہچان یا اور ان کی خدمت کی مدت کے لئے دوا - اس نے ملزہ مقصود کو پایا۔ اس نے حق اور باطل میں تمیز نہ مل کر اسی طرح ہدایت پر نازد رہا اور اسی پر جان دی۔ اور جس کسی کو طبیعت کے فساد کے خباہت نے اندھا کر دیا اس نے تارادی کے سوا کچھ حاصل نہیں کیا اور اسی طرح جہالت کی گہرائی میں رہا اور مر گیا۔ ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ جائیں گے، اللہ کی نیاہ ہے، تھے ہیں رہیں گے۔ جب اتنی بات تحقیق میں آئی کہ مذکورہ حدیث کے معنی ہیں کہ جو تھے وہاں تھے ہوں گے نہ وہ کہ شیوع کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کی تقریر ان صلی اللہ علیہ وسلم سے منع ہے یہ ہے کہ صرف کو امتداد و علم قرار دیتے

دجه سمعت تجوز فرمودند - ائمتی کسان را
فرستادند که در علم قرآن و حدیث را بنویسند
و باین اقبال شان مطابق احوال شان
و احوال شان موافق اقوال شان باشد.
بالجمله در یوزده گز در بنوّه با مشند و
از مرتبه

يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُعَلِّمُهُمُ
الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَيُزَكِّيهِمْ
(قرآن کریم)

مستفید بوده - بنابر حضرت رسالت پناهی
صلی الله علیه وسلم برخاسته باشند - پس کسی که
او شان را بطور مذکور شناخت و بسادۀ عزت
او شان بشناخت - کوئی مقصود دریانت -
تیز حق و باطل حاصل کرد و همچنان زیست و
جان برادر - و هرگز غبار فساد طبیعت دیده و بزم
دوشت بجز آنکه می پذیرد و نت و بختیار
در ضلالت چاربت ماند و ببرد ان شاء الله
وَإِنَّا يٰٓأَيُّهَا النَّاسُ رَاجِعُونَ فَعُودُوا إِلَى اللَّهِ
من سوء الفهم

چون این قدر تعلق شد باید دانست که مصنی حدیث
ذکر این است از بنده خسته باشی تا که شیعیان میگویند تحصیل
تقریر و شرح چنانچه دانی این است که معنی لغت و اعتقاد و
علم از اینها جدا نیستند و میگویند که هر که با ائمه امام وقت

[illegible]

یعنی امام مهدی علیه السلام اعتقاد نکند و
 بدل معتقد نشد او مدعی جالبیه خواهد بود -
 ازین معادجان کسی پرسید اگر کسی معتقد امامت
 شان شد کدام شیخ علم پیش نظرش
 افروخت و اگر معتقد نشد کدام خیال
 چهل پیش دیده بصیرة او برخاست -
 نقد انسابی پیش نیست که در امر
 نور بزرگ آمده ایم - اگر این است

میں اور کہتے ہیں کہ جس شخص نے امام وقت کی امامت
برپا کر دی مراد ہے امام مہدی علیہ السلام سے اتحاد کیا
اور دل سے متفق نہ ہوا وہ جاہلیت کو دہرائے گا۔
ان صاحبان سے کوئی ہر جہہ کہ اگر کوئی ان کی امامت
کا متفقہ ہوا تو کون سی طرف میں اس کی آنکھ کے سامنے
روشن ہو گئی۔ اور اگر متفق نہ ہوا تو وسعت جاہلیت کا غبار
اس کی چشم بصیرت کے سامنے آگیا۔ پس نسبت سے
زیادہ کوئی بات نہیں ہے کہ جو شخص بزرگ کی امامت

[illegible]

فِي قُلُوبِهِمْ فَخَافُوا

اشارہ براق است پیش می آید۔ و آثار خود
می نمود۔ درین چنین وقت رتبه عامہ نمودار
خاص میفرماید و بصیرت و تشخیص آن امرض
عمامی نماید۔ درین چنین زمانہ برای در اتباع
آنکس منحصر میگردد۔ و هر که دنبال او گرفت
باز راست آمد و در درجه و در منزلت خود
برداشت۔ این چنین کسی را این لحاظ که پیش روزانہ
خود می باشد امام میبیند و این اختیار که احکام
او بحکم امرض زمانہ بنیست و امر و نهی سابقان
یک گونہ نو و جدید می نماید مجدد خوانند۔ مگر
بجول او امر و نهی آن اگر چه جدید نمید
نخیزد از کلام الله و حدیث می باشند
و مثلش درین بارہ چنان می باشد کہ چنان
کہ بیمار از وقت بیداری از لذت و غنیمت
و نشاط اشرب باز میدارد و بدوار و تلخ می
میفرماید حال آنکہ در ایام صحت قصد متغلس بود۔
و این امر و نهی او مستفاد از کتب طب
می باشد۔ یعنی حقائق هر شئی و خواص
آن را دانسته امر و نهی میفرماید زینچه
آن کسی را کہ امام باشد نبی خوانند
چه این امر و نهی او مستند بوقی جد گانه
نیست بکہ از ہمیں کلام الله و حدیث
حقائق و خواص اعمال و غیره مدینه بحکم

مست کوئی مرض پیش آید تا چه چیز کہ آیت
این کے دلون میں مرض ہے

اس کی طرف اشارہ کر رہا ہے اور وہ مرض
ایسے اثرات دکھاتا ہے۔ اس جیسے وقت میں اللہ کی
رحمت عامہ کی بندہ کو مخصوص فرماتی ہے اور انی
روحانی امرض کی بعیدیت اور انھیں اس کو حاضر فرماتا ہے۔
اس جیسے زمانے میں اس شخص کے پیچھے چلنے میں
ہدایت منحصر ہو جاتی ہے اور جو شخص اس کے پیچھے
نکلا۔ اوہ ذات پر چلے گا۔ اور نہ گمراہی کے گڑھوں
میں گر کر ہلاکت سے دوچار ہوگا۔ اس جیسے شخص کو
اس لحاظ سے کہ وہ اپنے زمانہ کا پیش رو ہوتا ہے
امام کہتے ہیں اور اس اعتبار سے کہ اس کے احکام
زمانہ کے امراض کے حکم کے مطابق سابق لوگوں کے اوامر
و نہی کی نسبت ایک گونہ نئے اور جدید دکھائی دیتی
اس کو مجدد دیکھتے ہیں مگر چونکہ اس کے اوامر و نہی اگرچہ
نئے معلوم ہوتے ہیں لیکن قرآن و سنت سے ملے گئے
ہوتے ہیں۔ اور اس کی مثل اس بارے میں ایسی ہے
جیسا کہ ایک طبیب بیماروں کو بیداری کے وقت لذت
کھانوں اور انھیں چینی کی بیڑوں سے روک دیتا ہے
تخ دوایچینے کا حکم دیتا ہے حالانکہ صحت کے دلوں میں
قصد برعکس ہوتا ہے۔ اور اس کے یہ امر و نہی طب
کی کتابوں سے ملے ہوتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ
طبیب۔ چیز کے حقائق و احساس کے خو من کو جان کر حکم
پاکار کر کہے اس وجہ سے اس شخص کو جو کہ امام ہوتا
ہے نبی نہیں کہیں گے کیونکہ اس مجدد کے امر و نہی طبیعت کی

مرض وقت امر و نبی می فرماید و با حکام جدید
سیاست می نماید۔ این دقیقہ را خوب
باید فہمید مبادا تہدیدہ احکام محول بر شریعت
تذہ کردہ آید۔ و سرمایہ خطیہ فاش شود
و اثرات و بالجو من سب ہر ذہن نفسی را
معین میفرماید۔ در حال ذہان کہ باریتہ بکری
اگر آن را توان غرض حضرت معین العلوم
سرور انبیا صل اللہ علیہ وسلم بر آئینہ و دلیق
دوران ذہانہ چھیں یگانہ اتمیم

نئی وحی سے مستند نہیں ہیں بلکہ اسی کلام اللہ اور
حدیث رسول اللہ سے حقائق اور خواص اعمال وغیرہ
معلوم کر کے مرض کے مطابق امر و نبی فرماتا ہے اور
نئے احکام کا اجرا کرتا ہے۔ اس دقیقہ بات خوب
سمجھ لینا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ بعد کے احکام شریعت کے
تذہ نہ لے لو کسی نئی شریعت پر محول کیا جائے اور اس
خطی کا سامان اور تہی کا نقصان بن جائے۔ ذہانہ
کے منہ سب کی شخصیات کو مقرر فرماتے ہیں۔ اس ذہانہ
کو اس کو سخت جاہلیت کا ذہانہ کہا جاتا ہے۔ عزت
معین العالیہ سرور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیوث و ایما
اور حق یہ ہے کہ اس ذہانہ میں دنیا کے کئی کئی دہوں نے
فرمایا کہ

عَلَّمْتُ عِلْمَ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ
میں باہست۔ نہ آں سرور انبیا بوحی
مراہن آں ذہانہ را ازال جہالت بد کشیدی۔
چہ "ہر کاری ہر مردی" میں چہن جہالت
کبری اگر مرتفع می شود با چھیں علم وسیع
مرفع می شود۔ نہ بہر قدر کہ باشد۔
پس ازال ہر قدر کہ جہالت راہ می یاد باندان
عالی را میفرمایند و مردان را بہدانش کشا
میفرمایند۔ پس ازین تقریر قاطعہ بیان و ہم
تشیہ کو در "میشہ خباہیشہ"
مکون است نمائند۔ چہ خود ظاہر شد کہ
مردان کسبکہ با تبارع امام وقت نشاندہ
در بارہ نبوتون تمیز حق و باطل بہ قدر کہ
باشد بچوں مردان کہانی است کہ قبل بعثتہ
نبوی و امام فترہ مردند چہ اوشان

میں اولین اور آخرین کا علم دیا گیا ہوں (حدیث)
اقتیازی ضرورت تھی۔ نہ دو نبیوں کے سوا کہ ہوتے تھے
زمانے کے گمراہوں کو اس جہالت سے باہر نکالتے۔ اگر کہ
ہر کام کے لئے ایک مرد ہوتا ہے۔ اگر اس جہلی ملت جہالت
دور نہ ملتی ہے تو اسی جیسے وسیع علم کے ذریعہ وہ گمراہ
ہے۔ معمولی علم سے نہیں۔ زمانہ نبوت کے بعد مسند کہ
جہالت راہ دہتی ہے اس کے آغاز نہ کے مطابق کہ
قائم کو کھرا داکتہ میرا ہر لوگوں کو اس کی ہدایت سے
کہ مایاب کرتے ہیں میں اس تقریر کے بعد تشبیہ کے
بیان کہنے کی حاجت جو کہ ہمیشہ خباہیشہ
میں پوشیدہ ہے نہ جی۔ کیونکہ خود ہی ہر گیارہ اس شخص کا
مرجہ جو ہر وقت کے اعتبار کی طرف اشارہ کرتا ہے
کی تمیز نہ ہونے کے باعث میں خواہ یہ جہالت کی کسی دہ
میں کیوں نہ ہوں لوگوں کے ہر جہالت نہ ہے جو کہ نبی
طریقہ علم کی بعثت سے پہلے فترت کے زمانے میں مگر

میں پوشیدہ ہے نہ جی۔ کیونکہ خود ہی ہر گیارہ اس شخص کا

وایشان دریں امر قلیل و کثیر شرکت دانند کہ
حق را از باطل نشان دهند۔

انہوں نے شیعیان باہر پر سید کہ اگر
بالفرض حضرت امام مہدی علیہ السلام
بہضت حیات از پردہ عدم برون آمدہ
باشند تاہم چہ کردند۔ تمام امت بزم
شیعیان گمراہ شد۔ کاروان آں بود کہ
لکراں را ہدایت میفرمودند نہ آنکہ ہدایت
یا نفاق ہم برگشتند۔ و کہ ہدایت تاہم
نہ بستند۔ ایں امامت نشد قیامت
شد۔ منتظران را نفس پر لب آمد۔

خاتم چہ انتظار است۔ البکہ و عمر
رضی اللہ عنہم با آنکہ امام بودند اتقیم وسیعہ
فتح کنند و اسود را وسعت دادند۔

بیت المال از دل مال مال شد۔ ماز و صوم
رواج گرفت۔ کفرانی شہر مسلمان شدند و
بودہ کفر دار الاسلام گشتند۔ ہزار ہا مساجد
بنادر شدند غرض آنکہ مرد امی کار بودند
و ہاکنہ و حضرت امام کہ براسے تہیں
کار بودند آنچنان سرسبز و آب سرسبز دای فہ بودند

کہ کوہ وادہ اس امر میں تصور ہی بہت شریکست
رکھتے ہیں کہ انہوں نے حق کو باطل سے پہچاننا۔

اب شیعوں سے پوچھنا چاہیے کہ اگر بالقرض
حضرت امام مہدی علیہ السلام عدم کے پرستہ سے
زندگی کے میدان میں آئے ہوں تو انہوں نے کیا کیا
امت شیعوں کے خیال کے مطابق غرہ ہو گئی۔ ان
کا کام تو یہ تھا کہ گمراہوں کو ہدایت دے نہ کہ
ہدایت پائے ہوئے بھی ہدایت سے پھر گئے۔ پھر بھی
وہ رہنمائی کے لئے کمر بستہ نہ گئے۔ یہ امامت
زہنی قیامت ہو گئی۔ انتظار کنندہ اس کی توجہ
لیوں پر آگئی۔ معلوم نہیں کیا انتظار رہے۔ یو کہ و عمر
رضی اللہ عنہم شیعوں کے مطابق امام نہ تھے۔ اس کے بعد
پروین ملک انہوں نے فتح کئے لہذا امام کو انہوں
نے خوب چھل دیا۔ بیت المال، دل سے دلا مال ہو گیا
ماز، صوم دے رواج پایا۔ ہزار ہا کافر مسلمان ہو گئے۔
کاہل نے شجر دار الاسلام بنی گئے۔ ہزار ہا مسجدیں
بنوادی گئیں۔ غرض جو لوگ اس کام کے موافق تھے وہ
تو کام کر گئے اور حضرت امام جو اسی ہم لے گئے تھے وہ
سرکشی رائے شریکے نے خاندان میں بیٹھے با چھپ کر دست
کا کارخانہ تیار ہو گیا اللہ مگر ہی پھیل گئی۔ دارالسلام،
بہشت بنا

اگرچہ حضرت کے عیسائی حلق، امام مہدی صاحب مشق جو وقت ان کی رسالت میں دلائل کے سامنے آئے تھے یہ پراہنے تھے یہ مسلمان تھے
یہ وہاں انہیں کچھ اہل علم کے ساتھ عدم کے لئے تھے انہیں دلائل اور دلائل شیعوں میں ملے لے گئے کہ ان کی اور عدم سے
یہ انہیں ملے لے گئے دلائل عدم نے ہزار ہا کافر کو انہیں ہی گمراہ کیا انہیں کی ہمت میں یہ کہ ملازمین دارالسلام کے ہاں انہیں لے
تھے کہ انہیں کفر کے لئے تھے انہیں دلائل عدم نے ہزار ہا کافر کو انہیں ہی گمراہ کیا انہیں کی ہمت میں یہ کہ ملازمین دارالسلام کے ہاں انہیں لے
انہیں دلائل عدم نے ہزار ہا کافر کو انہیں ہی گمراہ کیا انہیں کی ہمت میں یہ کہ ملازمین دارالسلام کے ہاں انہیں لے
ہوئے (نور ۶۶۶) دلائل عدم نے ہزار ہا کافر کو انہیں ہی گمراہ کیا انہیں کی ہمت میں یہ کہ ملازمین دارالسلام کے ہاں انہیں لے

کہ کارخانہ حیات برہم خورد و ضلالت
 رواج کرد۔ اور اسلام دارا کفر گردید
 شیعیان مغلوب شدند و کامیابی سخت
 قیفر نمایند۔ این امامت مزمومہ شیعه
 اگر بالفرض راست باشد بظاہر جنس
 کی نمایہ کہ توجہ لطف کہ بزعم شیعه
 واجب است بملاحظہ این دلائل و ذکر
 کردہ شد مغلوب شد۔ و حضرت امام
 معزعل شدند۔ و نہ خفا باشد کہ امام ہیں
 بود کہ با جاسن ذہد، بچو تاجران فارغ بل فکر
 خوب کنند، باین ہمہ اگر حضرت امام بر روی کا
 آیند بیکائی وشی مانند انیم کہ اوٹاں را
 بی مشاہدہ نیز گیمہای حیات اوٹاں بشناسد۔
 پس اگر بالفرض آن دوز دشمن ظهور سخت
 امام پیش آید مثنی و شیعه ہمہ یکساں خواهند شد۔ ہر کلاہی
 توفیق دیدہ بعینہ خواہ کشادہ دست بہ توفیق خواہد
 گاہن اطلاع بر زمین خواہند شد، و چون گمراہان پیش آمد توفیق
 این مصلحت سابق را دین موقوف و درم
 معرفت بہ ملاحظہ بگو عجب نیست فی جہان شہادت
 شدنی است کہ شیعیان باین دعویہای بیحد
 محبت، بچو یہودیوں کہ از پیشتر سخت
 خاتم الانبیاء اطہار عقیدہ میکردند و بازہ
 انحراف و تردید، و از حضرت
 امام خواهند یافت۔ چہ اوٹاں چنانکہ
 خواهند داشت سراپا موافق کلام اللہ
 خواهند بود۔ و کلام اللہ خود ظاہرست
 کہ بجز کلمہ سفیان بیک تفسیر۔ انہیں صحت

دارا کفر ہو گیا۔ شیعه صاحبان بدل گئے اور پھر بھی وہ
 کوئی توجہ نہیں فرماتے۔ شیعوں کی یہ مزعومہ امامت
 اگر بالفرض درست ہو تو بعد میں یہاں معلوم ہوتا ہے کہ
 اس مہربانی کی وجہ جو خدا پر شیعوں کے دشمنوں کی
 تہہ دام مہدی کی مذکورہ سستی کے پیش نظر اذیت
 جاتی ہیں۔ مہدی امامت سے معزول ہوئے۔ و نہ
 لغوہ باشد، مگر تاویہ کام نہ تھا کہ بیاں کو دامن میں
 سمیٹ کر بے فکر تاجران کی طرف دوتے رہیں۔ ان
 باتوں کے باوجود اگر حضرت امام مہدی اپنے کام پر باقی
 تو ہم کسی مثنی و شیعه کو نہیں جانتے کہ ان کی ہر امت کے حکام
 کو مشاہدہ گئے ہیں ان کو پہنچے۔ پس اگر بالفرض وہ دشمن
 دین حضرت امام مہدی کے ظہور کا پیش آجائے تو پھر
 مثنی و شیعه سب ایک ہو جائیں گے۔ جس کسی کی
 چشم بصیرت کہ توفیق کا جذبہ فعل دے گا تو وہ ان
 کے باوجود بہت کرے گا اور ان کے حکم کے
 سامنے گردن جھکا دے گا و نہ پہلے گمراہوں کی
 طرح منہ پھیرے گا۔

اس پہلے ائمہ کو اس معرفت اور
 عدم معرفت میں کیا دخل ہے بلکہ تعجب
 نہیں ہے۔ نہیں، بگو انہاں اللہ یہ بات ہر
 رتبہ کی کہ یہ حضرات محبت کے ان پلے قدم
 دعوؤں کے باوجود توحید کے دھنہ و اوس کی
 مانند جو حضرت خاتم الانبیاء کے تشریف لائے سے
 پہلے حقیقت کا اظہار کرتے تھے اور پھر وہ منور
 ہو گئے۔ یہ صحابہ بھی حضرت امام مہدی
 سے منہ پھیریں گے۔ کیونکہ امام مہدی جیسا کہ
 جائیں گے سراپا کلام اللہ کے موافق ہوں گے۔ اور

شیعیان اوشان را امام سفیاء پنداشتہ
 بقضا خواہند نہاد۔ وادی و جال را موافق
 خیال خود خواہند دید۔ ہم عقد
 و جنت ہمراہ ہم اعیار اب و جہنم
 بدست آر گمراہ ہوہو امام مہدی
 خود خواہند دانست و بہادیر منکوت
 خواہند افتاد۔

وَاللّٰهُ لَيُعَذِّبُنِيْ مِنْ يَشَاؤُ اِلٰى
 صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ

لحم اللہ خود ظاہر ہے کہ شیعوں کی باتوں کے
 سوا کچھ نہیں فرماتا ہے۔ اس صورت میں یہ صاحب
 امام مہدی کو شیعوں کا امام خیال کر کے ان سے
 مکر و دانی کریں گے۔ ان دنوں دجال کو اپنے خیال
 کے موافق دیکھیں گے۔ کہ اس کے ہمراہ جنت و
 دوزخ ہوں گے اور اس گمراہ کے ہاتھ پاپ داغوں
 کو زندہ کرنا دجال کے ذریعہ ظہور میں آئے گا تو شیعه
 اس کو کلام محمدی جانتے گے اور گمراہی کے گڑھے میں
 جا پھریں گے۔

لحم اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھا راستہ
 دکھاتا ہے۔

نوٹ :- اس کتاب کا ترجمہ دار بیچ مارچ ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۹۶۷ء و بروز جمعہ
 دس بجے شروع کیا گیا اور روز قیامت ہمارے ہاں پہلے تاریخ ۱۹ مارچ ۱۳۸۸ھ مطابق
 بروز جمعہ ۱۹ جولائی ۱۹۶۷ء ۳۱۔ اساتذہ ۳۰۲۵ بجے کی تک پڑھیں ختم ہوا۔

تیسرا مکتوب بنام مولوی فدا حسن

جو کہ اصل میں چوتھا مکتوب ہے

تعارف مکتوب الیہ

جیسا کہ مقدمہ میں عرض کیا گیا ہے کہ کچھ کتابت کی ترتیب بدل دی ہے، اصل مطبوعہ خطوط میں یہ کتاب پہلا ہے لیکن ہم نے اس کو قیسرے کتاب کے نام سے درج کیا ہے۔ یہ کتاب کس سال میں لکھی گئی اس کا پتہ نہیں چل سکا۔ وہ ناظم العلوم رحمۃ اللہ علیہ اپنے خطوط میں تاریخیں اور سال درج فرمایا کرتے تھے لیکن تہت یہ کہ کوئی مختصر علی مرتبہ نے کتابت کے ساتھ تاریخوں اور سالوں کو دستور اعتناء سمجھا حالانکہ کسی کتاب یا کتابت میں تاریخیں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ لیکن اتنا خاص و واضح ہے کہ مشتملہ کے چند سال بعد جب آپ میرٹھ کے مطبوعوں میں تصحیح کتب کا فاضل فرماتے تھے اور درس بھی دیتے تھے اسی زمانے کا یہ کتاب ہے۔ چنانچہ اس کا ثبوت خود وہی کتابت نامہ مولیٰ خدائے حسین سے ملتا ہے اور تاریخ بھی لکھی گئی ہے۔ جامع کراچی کراچی خدائے حسین صاحب زادہ اللہ فی کمالہ۔ کراچی ۱۳۸۱ھ لکھا۔ اور میں نے عربی نسخہ سنوئی و حارثی اور شمسوندی میں بھی پڑھا۔ شمسوندی میں تاریخ ۱۲۸۱ھ لکھی ہے اور حارثی میں ۱۲۸۱ھ لکھی ہے۔ اس قریہ و نام کو کراچی کے دور کا کتابت پر مرسلان و شمسوندی میں بڑا حوالہ ملتا ہے کہ کراچی۔ اب سال معلوم نہ ہو سکا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مولیٰ خدائے حسین صاحب نے جو خط ملائے کیا تھا وہ میرٹھ کے چچہ بہن زادہ زمانہ سے جب مولانا مفتی شمسوندی صاحب کے ہاں کام کرتے تھے یعنی مطبعہ میں۔ لہذا یہ کتاب شمال کا معلوم ہوتا ہے اس کتاب میں کتابت الہ نام بھی لکھی ہے درج نہیں لیکن یہی ہے کیا جاتا ہے کہ یہ کتاب مولیٰ خدائے حسین صاحب کے نام سے لکھی ہو۔ اصل مطبوعہ کتابت میں جہاں کتابت مولیٰ خدائے حسین صاحب کے نام ہے اس نے اس کتاب میں مطلعہ نام نہیں لکھی اس معلوم ہوتا ہے کہ وہ ان کتابت ایک ہی خط کے جواب میں ساتھ ساتھ لکھے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک میں ۱۱۰۰ھ لکھا ہے بغیر اللہ کی تحفہ پیش کی گئی ہے اور اسی کے ضمن میں جہاں کہ یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ اس نے کتابت الہ

نام دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔

تعارف مکتوب الیہ
 مولوی خدامین صاحب کا اصلی وطن کہیں نہ یہ اسی صورت سے تحقیق میں نہ آ سکا
 البتہ آٹا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کھٹے کے اطراف و اکناف کے رہنے والے تھے۔ ۱۰
 اس مکتوب کے مدعا کرنے سے پہلے یہ شہ میں حضرت قاسم العلوم سے چار چوک میں اور چار و من واپس چلے گئے ہیں۔
 قاسم العلوم اپنے دوسرے مکتوب بنام مولوی خدامین میں لکھتے ہیں:-
 ”حال مشولی اس قدر خود دیدہ و فستادہ“

یعنی

احقر کی مشغولیت کا حال آپ خود دیکھ کر لکھتے ہیں۔

دوسری دفعہ مولوی خدامین صاحب حدیث پڑھنے کے ارادے سے تھے، انہیں یہاں تھے۔ حضرت قاسم العلوم
 مکتوب میں لکھتے ہیں:-

شوق علم حدیث مبارک اذہ علم حدیث حاصل کرنے کا شوق مبارک ہو۔
 مولانا کو اتنے جیسے مغرب حصول تعلیم کے لئے زحمت برداشت کرنے کے ہوا کے لکھتے ہیں، چنانچہ اس حدیث
 مبارک کی (توفیق ۱۲۸۴ھ) جیسے قاسم العلوم نے ابو داؤد شریف صحت سند کی مشہور کتاب پر مبنی تھی اور جو الیہ ایم
 میں میں یہ شہ کے مشہور لائل مکتبہ کے ایک تلامذہ کی طرف سے لکھتے ہیں وہیں تجارت تھے وہاں جنہے لاء اللہ سے
 پڑھنے کا مشورہ دیتے ہیں لکھتے ہیں:-

دعا آید سب سے خانا آپ کے اس پاس بہت سے
 اہل کمال ہوں گے۔ وہ لکھتے، دینی اور دنیوی کی
 فہمست وہاں سے زیادہ قریب ہے اس لئے
 خدمت الصالحات مع غلط فہمست، ستادی مولوی
 احمد علی صاحب کی خدمت میں دور جائیں۔

حالم آباد است خانا درجہ ارشاد بیا
 اہل کمال باشندہ و لکھتے شاید جنسیت دینی و دنیوی
 آں زمین میں از تجار ذریک باشند۔ بخند مست
 خدمت الصالحات مع غلط فہمست ستادی مولوی مقل
 صاحب باور شافت۔

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام فدرات کے باوجود وہ دوبارہ لکھ آئے ہیں اور مولوی خدامین
 کا حضرت قاسم العلوم سے حدیث کا پڑھنا معلوم ہوا ہے۔

خلاصہ مکتوب
 قاسم العلوم کا یہ مکتوب انیاب علیہ السلام کی عصمت کے بارے میں ہے نہ صرف یہ کہ انبیاء نبوت کے
 لئے کہ بعد معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء نبوت کے لئے ہے یہ بھی جو معصوم ہوتے ہیں۔ یہ ہے تحقیق
 حضرت موسیٰ کی اہدائی کو آپ نے اکابر کا خیال ہی ہرگز فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت قاسم العلوم اپنے ایک مکتوب میں
 جو فیوض قاسمہ میں حکیم منیر الدین صاحب جوہر رام پوری مبارک کے نام ہے۔ لکھتے ہیں:-

انیاب علیہ السلام بعد بعثت و تم قبل بعثت از
 انیاب علیہ السلام بعد بعثت کے بعد اور بعثت سے پہلے برقم

صغائر و کبار موصوم اند و آیات قرآنی میں وہی
را باثبات رسانیدہ ایم ہرگز جوس باشد کلاصحت
را کہ مجموعہ بعض خرافات و افسانہ از مطبع مجتبی
طبعیدہ و نظر فرماید۔ (۱۳۳۵)
کے مجموعے بڑے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اور اس
دعوے کو جس نے قرآنی آیات سے ثابت کیا ہے
جس کو کسی نوآموز بوطین مجتبیٰ سے منکارت سمع معلوم
کا مطالعہ کرے جو افسر کے بعض خرافات و افسانہ ہرگز
کا مجموعہ ہے۔

مولانا کا حکم معلوم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ اگر تم اللہ سے محبت کیانت ہو تو میری
پیادہ و کبرا اللہ قہر سے محبت کرے گا۔ اس آیت میں آنحضرت علیہ الصلوٰۃ کی ہر بات میں مطلق بیرونی کو کہا گیا ہے۔
کسی خاص ہر میں یہی کہ قہر نہیں کیا گیا۔ جس کو مطلب یہ تھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عمل منہ سے اور جب
و ذلک فی سبیل اللہ افسانہ کا حسنہ کے مطابق آدمی نہ ہوگی کہ آپ ہر عمل میں مصوم
ہوئے۔ و نہ اگر کسی ایک بات میں بھی آپ کو مصومیت حاصل نہ ہوئی تو مؤمنین کو اس میں مشکلی نہ رہا جاتا۔ ایسی آیات
سے یہ حقیقت کہنا سہیجہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ کی طرہ مصوم ہیں۔ آگے میں کہہ کہ ہم معلوم سے تو یہ فرمایا ہے کہ اللہ
نے فرشتوں کو فرما دیا کہ تم میرا کیا بھلا ان کے اندر اعلیٰ کا مائدہ نکلیے۔ چنانچہ ان سے اعلیٰ ہی
سرزد ہوتی ہے جیسا کہ لا یعضون اللہ۔ انا انھن حصصہ سے ظاہر ہوتا ہے اور شیطان میں مصیبت
رکھدی کہ ان الشیطان لایستہم کفر۔ ان کے مطابق اس سے کفری سرزد ہوتا ہے اور انسان
میں شر اور خیر دونوں کا دود رکھ دیا، لہذا اس سے خیر اور شر دونوں کا ظہور ہوتا ہے۔ لہذا جس جس کے خیر میں
جو کچھ رکھ دیا گیا ہے اسی کے مطابق اس سے کل ظہور میں آئے گا۔ چنانچہ قتل و سرزد و انتہی کے لازم کے
تھ اس کے لازم ضرور ہو کر ہے میرے لہذا فرشتوں کی ذات کے ساتھ اعلیٰ اور شیطان کی ذات کے لازم میں
سے محبت ہے جو ظہور میں آنا ضروری ہے۔

تھیک اس طرہ انبیاء کے خیر میں اللہ تعالیٰ نے محبت اور ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہ سے مصوم رہنا رکھا
چہ لہذا انبیاء کے لازم میں سے محبت کا ہر تہا رہا اور ان کے خیر میں سے ہر قسم کے شر کو نکال کر ہر قسم کا خیر رکھا
اس لئے انبیاء مصوم ٹھہرے۔ چنانچہ مولانا کا حکم معلوم ہے کہتے ہیں:-

اس صورت میں لازم آیا کہ حضرت خداوند موجدات سورہ کائنات علیہ و علی
آلہ افضل صلوات و کمال اشکات کی ذات باریکات شیطانی شہید سے باہل
خاص ہو ایک ہوں و نہ بلا شہاد آپ کی بیرونی کیجئے ہو سکتی ہے۔

زہد و پاکر و نہات علی شہید و سلم ہر قسم کے صغیرہ و کبریاہ سے مصوم ہیں بلکہ گناہ کے تصور
سے بھی پاک ہیں۔ چنانچہ حضرت سیدنا محمدؐ ہم صاحب توبہ فرماتے ہیں:-

اوجہ زہد کا منشا خداوند صغیرہ و کبریاہ کی وہی شیطانی داد ہے تو لکھ

انبیاء کی عصمت کی عقلی دلیلیں

انبیاء کی عصمت کی عقلی دلیل

لیکن جہاں تک انبیاء کی عصمت کی عقلی دلیل سے حضرت قاسم علیہ السلام نے موضوع قاسمید کے چند محسوس مکتوب بنام حکیم فیض الدین کے انہیں تحریر فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام یا انصوص سرور کائنات اعلیٰ شہید و سلم اللہ اور نبیوں کے درمیان دوسرے کوئی اور واسطہ ہوتا ہے جس طرح کتاب اور زمین کے درمیان چاند واسطہ ہوتا ہے اور سورج سے روشنی چکر اس کی روشنی زمین کو پہنچا تا ہے۔ لہذا چاند میں روشنی ہونے کی کوئی استعداد و پہنچ نہیں ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام مقدس بارگاہ و نبیوں تک رسائی رکھتے ہیں۔ اور بارگاہ و قدوس جو کہ حق کے عیب سے پاک ہے اسی لئے اس تک رسائی کے لئے بھی مقدس اور پاک ہوتا ہے۔ مگر یہی۔ جب تک انبیاء علیہم السلام برحق ہو کہ خدا سے پاک نہ ہوں گے اور خدا قدوس میں رہیں تو کبھی۔ یہ ہے نہی خدا اس مکتب کا۔

(نوٹ) اس مضمون کے بعد نہایت کچھ اور علم کے کئی طبقے کے متعلق تشریح بیان فرمائی ہے جس کے متعلق تم مضمون میں اشارے کر چکے ہیں وہیں ملاحظہ فرمائیے۔

میں خوشنما بنو میں صحت انبیاء پر بحکمہ آرائی

جب حضرت نواز محمد قاسم صاحبِ برکت سے میرٹھ پہنچے تو ان کے منظر سے یہی تشریف لے گئے اور وہیں انہوں نے دعوہ

[illegible]

یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ کوئی ایسا مقرر نہیں ہو سکتا ہے جس کو وہاں کے مہاجرین کو لوگ نہ جانتے ہوں۔
جو کہ میں ان کو قید و منزلت میں نہیں آ سکتی چنانچہ یہ ہے۔ لیکن یہ بھی عجیب ہے کہ اگر کوئی شخص یہ
کافی دھم میں نہ لگے تو اس کی ایک نظر کافی ہو تو اس ایک آنکھ کا نقصان تمام چہرہ کو پہنچا دے
نہیں کہ دیتا ہے۔ ایسی بات اگر ایک شخص کو کہیں میں ہو تو وہ نہ تو اس کی توجہ نہیں
میں ہوتی نہ جوں جوں بلکہ ہوا جاتا ہے۔

فصل ایک عیب جس سے یہ کوہِ مرتضیٰ اور ساقیقتِ عدلیت درین استقامت نہیں برقرار رہتا
مطلب بود اس مسئلے میں فرمودہ کہ دنیا اور سلیطین سرافرازی عتد ہو گا کیسے بات بھی ان میں
خلاف و مشغول اندن نہ ہو گا و است بہ این کو محسوس کیجئے جس اور اس کہنے سے عیب جو تباہ ہے کہ
اس میں نہ کا فائدہ اور ساقی ہی نہیں کو کھو عیب ان میں کوئی بری صفت ہے جس کو تو پران سے ہوسے
افعال کا عائد ہونا بھی ممکن نہیں اس لئے کہ انسانی امتیاز کا تابع صفت جو نہ ہے اگر ساقی و استقامت
ہے تو او کو وحش کہ نسبت آتی ہے اور اس پر ہوتا ہے تو کائنات کی زمین کی چاہت ہے شجاعت میں نہ کہ
ان کی ہر جہل میں پسپائی کا طور میں آتی ہے۔

اس بات میں ہے کہ ہر مہینہ غلطی جو دیکھ دیکھ نہ ہو۔ ماقول کو جو ٹائٹل آتی ہے دراصل

مذہب میں فیہ اور اسی سے مزید نہیں کسی خاص مرض یا کو موافق مرض اور موافق مرض کو مخالف مرض
 سمجھیں اور اس وجہ سے یہ مرض خلاف مرض ہو جائے تو یہ جلتے اس کوئی نہیں کہتے۔
 تباہ کے لئے یہ ضرورت کہ خدا تعالیٰ لعنت کی ہے۔ چنانچہ جوں چوک کو لغزش کہتے ہیں گاہیں کہتے۔
 جب بیاد نہ ہو کہ افعال صفات کے تباہ میں تو اب دو باتیں قابل تامل ہیں۔ یکہ تعالیٰ ہی
 منہ سے دو شے مقرر ہوئی ہیں۔ اولیٰ کی ضرورت تو یہی ہے ظاہر ہے کہ افعال تباہ کرنا ضروری ہے
 اور اس سے ضروری ضروری میں مطلوب ہو جائے۔ ایک کا بدلہ کرنا اطلاق کی پہلی اور برائی پر موقوف
 ہے۔ اس سے صرف ظاہر ہے کہ اصل میں یہ ہے۔ اگر بڑا اسواق اور صفات ہیں جوتے ہیں۔
 اور عقل و فہم کی ضرورت اس لئے ہے کہ اسواق کے مرتبہ میں موقع بہ موقع دریافت کرنے کی ضرورت
 پڑتی ہے تاکہ افعال میں جو تبدلہ موقع ہو جانے کے کوئی خرابی اوپر نہ آجائے۔ دیکھئے سعادت اچھی
 چیز ہے اگرستقلین کو کی جنتہ در شراب و خوار و اور جنگہ دشمن کوئی جلتے تو برائی
 کا نشان ہے۔ اس سے ضروری ہے کہ ایمان میں عقل کا مل موجود ہے تو یہ خدا تعالیٰ کے اور کون سا
 موقع ضروری ہے۔ کیسی جنتہ کے۔ کہ سمیت ہوگی تو یہ حرم سعادت و فرائض و داری بھی
 ضروری ہوگا جس کا انجام ہی شک کا نہ فراموشی کے لئے کیا تفسیر ہی نہیں اور خدا ہے اسی کو
معصیت کہتے ہیں۔

یہ ہے حضرت تقی العظم مولانا محمد تقی صاحب کی تقریر جو مصومیت انبیاء کے بارے میں انہوں نے لکھی
 بود اور مضبوط زبان فرمائی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے نرا وہ اور مصومیت انبیاء پر اور کیا کہنے کی ضرورت نہ
 درحقیقت نہیں اور دشمنوں کی عصمت انہما و دیت پر ضروری ہے چنانچہ فرقہوں کے لئے ایشاد بھلا کہ
 بِعَسْوَرَةٍ مِّنْهُمْ حَسْبُ اللَّهِ يُلَاقُونَ
 سَابِقُ مَرَدِّهِ ۝
 حکم دیا جاتا ہے وہ کہتے ہیں۔

انقرض خدا خود قائم صاحب کا یہ مکتوب عصمت انبیاء پر ایک بہترین شاہکار ہے جس کو پڑھنے اور غور سے
 پچھے اگرچہ بالکل سادہ فطرت میں ہے۔ اس سلسلے میں تمہیدی تعارف اور خلاصہ مضمون کے بعد ان کا اصل
 مکتوب پڑھئے جو اس آئندہ اوراق میں پیش خدمت ہے۔

تیسرا مکتوب

کہ اصل میں مکتوب چہارم ہے

در معصومیتہ انبیاء علیہم السلام و ہم تحقیق حقیقتہ کی طرح
جو کہ انبیاء کی عصمت اور کمال طبعی کی حقیقت میں ہے

بنام مولوی فدا حسین صاحب

میرٹھ (یو۔ پی)

رمضان یا شوال ۱۲۸۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بزرگم! مقرر انبیاء علیہم السلام و اسرار و معجزات
و آثار و افعال انہو و بعد شرف و کرامت و شہد حضور آمد
و اس راہی جدیدہ و پر چند کہ بظاہر مخالف اقوال و کثرت
احقر کے خیال میں انبیاء علیہم السلام و اسرار و معجزات
اور ایسے گناہوں سے نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد
دونوں صورتوں میں معصوم ہیں اور یہ جدیدہ و کثرت

اما پر کر بھرہ از قلم دادہ اند انتشار اللہ بعد
تصحیح اصل مراد موافق اقوال اکابر خواہ
یافت.

نظارہ کا بر علماء کے اقوال کے منافی ہے لیکن جس شخص
کو سمجھ کا اللہ تعالیٰ نے تسبیح و تہلیل و تہلیل
ہر ما کی وضاحت کے بعد تہلیل و تہلیل کو
کے موافق پائے گا۔

چونکہ ہر دعوے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے صرف
لا نسلم اللہ انکار کر دینا کافی نہیں اس لئے مناسب ہے کہ
میں پہلے اس دعوے کی دلیل پیش کروں۔

لے تیرے جہاں اللہ تعالیٰ اپنے حکام میں فرماتا ہے۔
مدد کیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی
کرو اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔

اللہ اسی طرح :-

مدد تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
ذات میں اچھا نمونہ ہے۔

فرمایا ہے۔ یہ دونوں آیتیں بغیر کسی شرط کے پیروی کی جاتی
کرتی ہیں۔ اور اس طرف آیت ۱۔

اللہ جس پیرایہ میں نے جنت اور انسانوں کو رکھا ہے
کہ وہ عبادت کریں اللہ کی خواہش کرتے ہوئے اس کے

میرے وہ عبادت کریں اللہ کی خواہش کرتے ہوئے اس
کے لئے دین کو۔ (قرآن کریم)

یہ دونوں آیتیں ہر اس طرف اشارہ کرتی ہیں کہ

چون ہر دعویٰ را دلیل بکار است
نہ نقد و تسلیم و انکار کی بابت اس
دعویٰ را ادوہ موجب نمائیم

برآمدہ میں اور قوم اللہ میفرماید
”قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ
فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ“
و تمہیں :-

”لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ
اَسْوَا حَسَنَةً“

فرمودہ اند۔ اس دو آیت باقیہ مطلق ہدایت
تہ فراہم۔ اس طرف آیت ۱۔

”وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ
إِلَّا لِيَعْبُدُونَهُ وََمَا أُمِرُوا إِلَّا
لِيُعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ“

(قرآن کریم)

ہم پوچھتے، اس جانب مشر اند کہ مقصود

نہ پوری آیت ہے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ اللّٰهُ غَفُورٌ
رحیم رحیم راہ۔ سورہ آل عمران رکوع ۱۰

لے پوری آیت ہے۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اَسْوَا حَسَنَةً لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَاليَوْمَ اٰخِرَ
وَذَكَرَ اللّٰهَ كَذِکْرًا راہ۔ سورہ احزاب رکوع ۱۰

لے پارہ خلا سورہ قیامت رکوع ۱۰
لے سورہ مینہ پرہ ۱۰

انسان کی پیدائش کا مقصد وہی ہے کہ میں کا اس کو حکم دے
 ہے۔ اور وہ عبادت کے موافق نہیں ہے۔ مگر نہیں
 معلوم ہے کہ جہیز کے لئے ذاتی لوازمات کا ہر ناصہ وہی
 ہے۔

کیونکہ جب کوئی چیز پائی جاتی ہے تو اپنے لوازمات
 کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ اور اس فرض فرشتوں اور
 شیطان کی تعریف کے تحقق آپ پڑھتے ہی میں کہہ
 "شیطان اپنے رب کا نافرمان ہے۔"

پہ "الشَّيْطَانُ إِذَا أَثَامَتِ تَتَّبِعْ بَلْوَاؤَهُ
 ایں طرف در تعریف مگر اشیطان
 میخانی کہہ۔
 كُنَّ الشَّيْطَانُ لَنْ يَبْدُ كَمُؤْمَرٍ اَوْ اَمْرٍ

اور فرشتے اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو کہ وہ اس کو
 حکم دیتا ہے اور جو کہ انہیں حکم دیا جاتا ہے وہی کرتے
 ہیں۔ (قرآن)

پس شیطان کو نافرمانی اور فرشتوں کے لئے فرمانبرداری
 لازم اور ضروری ہوئی۔ اور جو کہ بتی بات اس عزیز کے
 کان میں پہلے سے پڑی ہوئی ہے کہ لازم ذات اپنے لازم

وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ اَمْرًا مِّنْ اَمْرِ هٰذَا
 وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ
 (قرآن)

پس شیطان اس سے میل و ملاکت لا اذعان
 فرمان لازم آمد۔ وچوں اپنے فرمان پر مشیر
 گوشت خوردہ العزیز است کہ لازم ذات از لازم

لے ذاتی لوازمات جو کسی لازم کے لئے لازم اور ضروری ہوں جیسے سورج غروب کے لئے دن کا ہونا اور مٹی کا گڑھ ہونا اور ذات میں ہے
 ہے۔ اس لئے انسان کو عبادت کے لئے پیدائش تو عبادت انسان کے ذاتی لوازمات میں سے ہیں۔ اور فرشتوں کے ذاتی لوازمات میں سے ان کی
 فرمانبرداری کا ہونا یا شیطان کے لئے ذاتی لازم ہیں نافرمانی و عصیت کا ہونا۔ اسی طرح نبی علیہ السلام کے لئے عصمت کا ہونا ان کی ذات کے
 لئے ثابت ہے۔ جہیز مترجم

تے میں کہتے ہیں۔ اِنَّ اَمْرًا مِّنْ اَمْرِ هٰذَا كَمَا يَنْتَظِرُ الشَّيْطَانُ لَنْ يَبْدُ كَمُؤْمَرٍ اَوْ اَمْرٍ
 سے ہر بات ہے۔ یا اَمْرًا مِّنْ اَمْرِ هٰذَا كَمَا يَنْتَظِرُ الشَّيْطَانُ لَنْ يَبْدُ كَمُؤْمَرٍ اَوْ اَمْرٍ
 عَلَيْنَا بِتِلْكَ اَمْرًا مِّنْ اَمْرِ هٰذَا كَمَا يَنْتَظِرُ الشَّيْطَانُ لَنْ يَبْدُ كَمُؤْمَرٍ اَوْ اَمْرٍ
 سورہ تحریر کو علامہ

کہ ان کے لئے جو لازم ہیں وہی لازم ہے۔ ساتھ عصمت رکھتے ہیں۔ یہی مطلب اس بات کا لازم طریقہ کہ ان میں نہیں ہوتا کہ
 ہر چیز کے لئے وہی لازم ہو جس کے لئے لازم ہے۔ مثلاً انسان کا لازم عبادت فرشتے کا لازم فرمانبرداری اور شیطان کا لازم نافرمانی
 و عصیت ہے۔ اور یہی لازم ہے کہ ہر چیز کے لئے لازم ہے۔ مترجم

تھ جیسے دو گوں کی موت کے شیطانی اور مکوئی عناصر سے
مکرب ہونے کا سراغ لگا جاسکتا ہے۔ اگرچہ ان دو
چیزوں کے علاوہ اور چیزیں بھی ہو سکتی ہیں اس صورت
میں لازم آیا کہ حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات
طبیعی اور افضل النعموت و کمال التسلیمات کی ذات
ابریکیوت نسبت کی شائبہ سے رہا ہو یا نہ ہو اور نہ ہی تو
وہ نہ ہوا یا آپ کی وہی کہ ظاہر ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر ذات
کے لازم سے جدا ہونے کی امید ہو سکتی تو یہ کہہ سکتے تھے کہ
ہر چیز کے حضرت مسیح رب العالمین کی ذات شریفہ
میں یا نہ ہی تو شیطانی کا ایک نسبت یا نہ ہو جس
بڑے کے لئے لازم تھا۔ خصوصاً جس اللہ علیہ وسلم کے واسطے
میں سر نہ ہونے اس پر شیطانی سے علیحدگی اختیار کرنی۔

بالجملہ

مکوئی چیز جب وجود میں آتی ہے تو اس لئے کہ
کہ نہ وہی چیز جی ساتھ آتی ہے نہ اگر کوئی باشد نہ نہ
سہ نسبت جسمانی نہ علیہ وسلم کے خیر میں کوئی بڑی کو یاد نہ ہو
نہ نہ شریعت احبار کے آب لائق نہ ہوتے۔ آخر کہ اگر ہم اس
سے کوئی کیفیت ای کے کہ فعل حال ہوتی ہو کوئی رنگ
معینیت کا ظہور ہوتا۔ پس اگر کسی کے ہر طرح کے اتباع کا
حکم فرما جائے تو محضت کا بھی حکم دینا پڑے گا۔ اس
صورت میں اس حصر کا ہونا کہ
”غیبی حکم دے گئے وہ مگر یہ کہ جدت کریں خدا کی“

تبرکب ارواح مثال ما و شوا از وہ عنصری
و شیطانی پنی توان برد۔ جو ماورای این دو چیز
دیگر باشند۔ انہیں صورت لازم افتاد کہ
ذات یا پرکات حضرت خاتم النبیین موجودات
سورہ شمس علیہ و علی آلہ افضل النعموت
و کمال التسلیمات از شائبہ شیطانی میرا باشد
و نہ اتباع مطلق چگونہ معصیت بندہ۔ ہاں
گر از لازم ذات امید مغارت بودی
میتوان گفت کہ جز یہ کہ در ذات شریفہ
معصیت رب العالمین جزئی از نوع شیطانی نہ
امام عصیان کہ لازم آئی بود، دین ما
مغارت بود۔

بالحکمہ
”الشیء اذا ثبت، ثبت
یلو از میب“ (مقولہ)
اگر نوع باشد وہ شیطانی و خیر حضرت مسطور
افیا علی اللہ علیہ وسلم بودی، اتباع مطلق
را شایستی۔ آخر کہ اگر از کیفیت از ان ماضی حال
اوشان شدی و دینی از عصیان پدید آمدی میں
مگر چون اتباع اوشان فرمودہ خود بتسلیم پذیر شد کہ
شود۔ انصاف صحت ضمیمہ اس مقرر کہ
”مَا أَجْرُ الْإِنْسَانِ إِلَّا أَنْ يَتَّبِعُ مَا أَلْفَظَ اللَّهُ“

لہ او پر یہ آیت اس طرح مجرا رہے ”وَمَا تَقْرَأُ الْذِّقْنَ أَوْ تَوْابِكُمْ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا أَمَرْنَا الْبَشَرَةَ
وَمَا أَمَرْنَا إِلَّا أَنْ يَتَّبِعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ“ درجہ ہر وہ لوگ جو کتاب دے گئے
فقرتہ نہیں ہونے مگر اس کے بعد کہ ان کے پاس اس میں آئی۔ اور ان کو اس سے نہ حکم نہیں دیا بلکہ اللہ کی اس سے حکم دیا کہ ان کو
کہہ ہونے جدت کتاب۔ درجہ ہر وہ لوگ جو کتاب دے گئے۔

فُحْشٍ صَیِّئَةٍ لِّهَ الْاِیَّاتِ الْقُرْآنِ (قرآن کریم)
چونکہ قرآن شہد -

وچون خدا کی دلیلیں و معجزہ ہوں یا کبریا ہوں
وہود تیسرا ہے کہ اگر آدمی کہ حضرت رسول
معلوم ہوں کہ ان کی بات گناہ معلوم باشند
بنا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را
ارشاد فرمائیے۔

فَمَنْ أَضَلُّ مِنْهُمْ

وہیں ارشاد فرماتا ہے کہ مہلک آدمی نہ ہو
انہیں کوئی نہ انہوں کو تہذیب و تمدن و
فعلیست و غیر مقرر است کہ یہاں صلوات
پر تہذیب و تمدن ہے کہ وہ "اللہ اکبر"
صلوات اکبر انہوں پر ہو۔ انہوں کو تہذیب
تعمیم ہے۔ ہذا اکبر است کہ حق تعالیٰ مقصود
ہو کہ انہوں نے۔ میں انہوں کو کہ حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تہذیب
میرا ہوا ہے۔

علاوہ بریں دو آیت

لَا تَجِدُ أُمَّةَ أُخِيَّتَ إِلَّا ظَلَمَتْ عَلَىٰ مَعْنَاهِ
اِحْدًا مِّنْ اَشْيَاءٍ فَبِئْسَ مَا يَكُونُ لِقَوْمٍ
الَّذِينَ كَفَرُوا فِي شِئْنِ الْقَدَرِ

خدا تعالیٰ کرتے ہوئے اس کے لئے دین کو "قرآن کریم"
کس طرح درست ہو سکتا ہے۔

"وچون کہ گناہ و گناہ گناہ معلوم ہوں یا کبریا
وہی شیطان کا دست تو نہ ہو یا کہ معلوم ہوں کہ
مردار علیٰ حدیث و حدیث گناہ کے خیال سے بھی معلوم
ہوں۔ پھر خدا تعالیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ارشاد فرمائیے ہیں کہ

"میں ان کی بات کی تہذیب کی تہذیب"

اور یہ بھی ہے کہ کسی تہذیب کی تہذیب کا ہوا ہے۔ خدا
میں سے کسی تہذیب کا ہوا ہے اور انسان میں سے کسی تہذیب
کی تہذیب ہے۔ یہ بھی ہے کہ تہذیب کا ہوا ہے کہ
قرآن کے خلاف کرتے ہیں۔ "اللہ اکبر"
کہہ کر تہذیب کا خلاف کر دیا ہے۔ یہ تہذیب کی تہذیب
ارشاد فرمائیے۔ ہذا کہ تہذیب کی تہذیب
شخص ہی کے خلاف ہے کہ تہذیب کی تہذیب
ہے۔ میں انہوں کو کہ تہذیب کی تہذیب
ہی اس تہذیب کے برابر ہوں۔

اس کے علاوہ اس آیت میں -

"فَدَعَا غِيَبَهُ لِيُخَبِّرَهُ كَأَنَّ الْمَدِينَةَ
مَدِينَةُ يَوْمِئِذٍ فَتَقَعَتْ فِيهِ الْمَدِينَةُ
فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً بَاسًا فَفَزِعَهَا

اَلَّذِينَ يَدْعُوْنَ اِلٰهًا غَيْرَ الَّذِي هُوَ اِلٰهُهُمْ فَذَرْهُمْ
حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْ اَرْضِهِمْ

وہاں آیت ہے کہ تہذیب کی تہذیب کہ تہذیب کی تہذیب
ہو کہ تہذیب کی تہذیب کہ تہذیب کی تہذیب
وہاں آیت ہے کہ تہذیب کی تہذیب کہ تہذیب کی تہذیب
ہو کہ تہذیب کی تہذیب کہ تہذیب کی تہذیب

و ضمیر مغفول که در جع بسوی حق است مخدوف -
باز اسر تخی را معلق داشته اند - یعنی
این نغمه خوده اند که :- اسر تخی فی الاعمال
و الاخلاق اولی هذا الامر
و بعد این تیره حق را شوال گفته اند - و
پس سست کرده اند و در آخر میاید است نه غیر
آن طبع انفرادی آنها که در این سیرت و در این سبب و
حق ندانند باشد -

کی طرف لوٹتی ہے اور مفعول کی ضمیر جو کہ مت کی طرف (آیت بالا میں) راجع ہے یعنی اس تضاد میں (لا) وہ مفعول کو دی گئی۔ یہ فعل اس تضاد کو کسی شرط کے بغیر مطلق رکھا ہے۔ یعنی نہیں ڈرتا اور عمل بالحقہ عداوت کے باعث یا اس وجہ سے اور اس وجہ میں نہیں لیا۔ اور ان سب کے بعد رسولؐ کو فرمایا ہے۔ اور ہر سب سے پہلے وہ

بات یہ ہے کہ جن رسولؐ ہیں جنہ جہلۃ
 شیعہ کے لئے بیان کیے گئے ہیں ان کے سوا کسی اور
 نبی یعنی معینؑ کے لئے۔ اپنے انوارِ امامہؑ کے لئے
 تمام دو عالمی مذہب خدا تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ

محسوس ہوں۔

و جیش این است که چنانکه درونفره را
بر حیدر سوده میگردانند تا غش از داخل معلوم
شود، همچنین احتمالاً خایه‌های این اخلاق و ملکات
و قوی با عمل میکنند - تا نیک از بد متمیز شود -
چنانچه خود میفرمایند:-
لِيُبْلِغَكُمْ إِلَهُكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا
(در تراز کرم)

اس کی وجہ یہ ہے کہ جیسا کہ مونس احمد چاندنی
کو سمجھائی پر رگڑ کر دیکھتے ہیں تاکہ اس اور کھولے معلوم
موجہ سے اسی طرح روحانی عمل سے یعنی عبادت، فطرت
اور روحانی قوتوں کا عمل کے ذریعہ امتحان کرتے ہیں تاکہ
انھیں کی رست سے تیز ہو جائے، چنانچہ خود فرشتے ہیں
جو ان کے قدم کو راستہ کے قریب رکھ کر ان کے اعتبار سے چلے جاتے ہیں۔

[illegible]

و ہر مسئلہ کے فعل وادویش از آثار ملک خاصست
و محرک آرائی از آثار شجاعت و روحانیت
جدہ افعال از آثار ملکات و قوی

و اطلاق کہ منہ ہی باشند و اس
افعال و آثار را با آن اخلاق و ملکات چنان
نسبت است کہ خطوط مسیر را باز و نقرہ
پس نیندازد و نہ نقرہ قادر و قیامت چنان در
و نقرہ را باشد نہ آن خطوط را و مقصود
اصل و محبوب بذریعہ نقرہ بود نہ آن نقطہ
بلکہ آن خطوط فقط منظر حق و کج
نہ نقرہ باشند نہ اصل مقصود و محبوب
و صبح و مرغوب۔

پہن سال قصہ دیی است۔ اصل
محبوب و مقصود و مطلوب اخلاق مرضیہ اند
نہ افعال و دیارات آخرت و دراصل قدم
قیمت چنان اخلاق را باشد نہ این افعال
ما۔ این اعمال منظر آن اخلاق و ملکات اند
نہ بذات خود محبوب و مرغوبی۔ اندرین وقت
نہ وراست کہ مجملہ اخلاق و ملکات و قوام
رسولان محبوب و مرغوب خدا تعالی باشند۔
پس قوام شد کہ جنبی از جنبہ تخیل مرغیبات
باشند و بعضی افعال خلاف مرغوبی۔
در نہ اطلاق اس تفسی باطل گردد۔ مگر
وانی کہ اندرین صورت موصوفہ اند بسیار

اور ظاہر ہے کہ عطا و بخشش نعمت کے ملکی حکمت
میں سے ہے اور جنگ بونی، جنگ میں بہادی کی
علامات میں سے ہے۔ اسی طرح تمام افعال یا شے
بتعلق اور قوت کی حکمت میں سے ہوتے ہیں۔ ان
افعال اور آثار کو ان اخلاق و ملکات کے ساتھ ہی
نسبت ہے جو کہ سرشتی ہیں اور نہ ان کے بعد
کے ساتھ۔ پس جب کہ ہوتے ہیں، پھر ان میں سے
ایسا چاہی کہ قدر و قیمت ہوتی ہے۔ ان کی گورں کو اور
اصلی اور پسند و نہ پسند ہونا اور عادی ہی ہوتے ہیں،
نہ وہ کیجیے۔ جو وہ کیجیے ہوتے ہیں۔ اور ان کی اچائی
اور برائی کو صرف ان ہی پر کرنے والی ہوتی ہیں۔ نہ کہ اصل
مقصد اور محبوب اللہ۔ مطلب و مرغوب ہوتی ہیں۔

اسی طرح سے دین کا تقبیہ ہے۔ اصل محبوب
اور مقصد و مرغوب اچھے اخلاق میں نہ کہ افعال۔
اور آخرت کے بار میں دراصل انہی اخلاق کی قدر و قیمت
ہوتی نہ کہ ان افعال کی۔ یہ افعال تو ان اخلاق اور عادت
تو قیام کرنے والے ہیں۔ نہ بذات خود مرغوب یا پسندیدہ ہیں
بہرینہ مرید کی پیروی کے تمام اخلاق مانتے و قیام دہندے
کو بمانی اور پسندیدہ ہوں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ بعض تو
ان میں سے پسندیدہ ہوں اور ان میں سے جنس مرغوب
کے خلاف ہوں۔ وہ اس تفسی کا مطلق ہونا بیکار
ہو جاتا ہے۔ مگر تمہیں معلوم ہے کہ اس صورت میں
چھوٹے اور بڑے گنہوں سے انبیاء پاک ہونے والے ہی
ہے۔ و اس تفسی کے بعد میں رسول و کرام میں

نہ اس۔ مگر اصل اچھے اخلاق سے ہوتے ہیں۔ اگر اخلاق اچھے نہ ہوں گے جو اصل کا منہ اور سر شہید ہیں تو اس
پہن سال سند نہیں ہو گئے۔ نہ مقصود و اصلی اخلاق میں نہ کہ افعال۔ ترجمہ

حق بیان نہ دے میں۔ اس مطلب کو یہی فرمایا ہے
کہ جو شخص بھی خدا کا پیغمبر نہ ہوگا اس کا رسول ہونا
ضروری ہے۔

سب سے بھلی بات یہ کہ نبی کے موالی کو بھی
گناہ سے پاک ہونے کے ساتھ خواہ گناہ چھوڑا ہو بڑا
مستغف نہیں کر سکتے کہ چھ گناہ کا معذور ہونا ممکن
نہ ہو۔

قرآن ہی کا فضل گناہ کے معذور ہونے سے یہ
تہ کر گناہ کا جتنی بھی ذوق تہ کہ اس کا تقاضہ گناہ بہت
سے تہیر میں ہوتا ہے کہ اگر مہربانی مانند کہ باہر کی گئی اس
کا یہی ذات کو گناہ کی تہ ہر گناہ سے وہ موت نہیں
پوستا۔ گناہ کے ذریعہ کو گناہ کی تہ نہیں ہونے کے
بوجود ایسا گناہ کے معذور ہونے سے محفوظ رہتے ہیں۔

چنانچہ فرمایا ہے۔

اسی طرح اگر تم اس سے برائی اور بے حیائی کو

انصاف کرو گے کہ فرمودہ ہی است۔ و از انجا کہ خدا تعالیٰ باریاد
میں سے قبول کرد ان حق بیان آئندہ اندر بیان آئینہ فرمودہ
کہ ہر کہ صاف حق اس تعالیٰ باشد رسول تدفین فروری ست۔
پیشہ آئندہ باشد کہ سوا انیا کسی را
بمعصیتہ اعنی معذور حصیوں صغیرہ
باشد یا کبیرہ صفت نقول کرد۔

نور انصاف از معذوران است کہ معذور ہر معصیت
اعنی توکل تہ تہ عیوں باشد در تہیر و نہایت
مثل اگر تم کہ معذور و رض حارت خارجہ ذات
خود میقول شد معذور و عیوں از خارج
تہر نہ تہوں شد۔ آدمی باوجود معذور
معذور و عیوں انیا را از معذور کہ گناہ
چنانچہ فرمودہ اند۔

کذا ازلک فی عیوں خفہ استو و ازلک شفاء

لہ بابت وصف جہاد کہ تہہ میں اس مقام سے پہلے جہاد کی ہر ذریعہ سے صرف جہاد سے اپنی خوش و بدی رہنے کا ارادہ کیا۔
یہی آیت ہے و لعلک خفہ شد۔ یہی عیوں بشارت لہ ازلک شفاء است۔ ازلک بقیوں خفہ اللہ
و انصاف از معذوران است کہ معذور ہر معصیت
اعنی توکل تہ تہ عیوں باشد در تہیر و نہایت
مثل اگر تم کہ معذور و رض حارت خارجہ ذات
خود میقول شد معذور و عیوں از خارج
تہر نہ تہوں شد۔ آدمی باوجود معذور
معذور و عیوں انیا را از معذور کہ گناہ
چنانچہ فرمودہ اند۔
کذا ازلک فی عیوں خفہ استو و ازلک شفاء
لہ بابت وصف جہاد کہ تہہ میں اس مقام سے پہلے جہاد کی ہر ذریعہ سے صرف جہاد سے اپنی خوش و بدی رہنے کا ارادہ کیا۔
یہی آیت ہے و لعلک خفہ شد۔ یہی عیوں بشارت لہ ازلک شفاء است۔ ازلک بقیوں خفہ اللہ
و انصاف از معذوران است کہ معذور ہر معصیت
اعنی توکل تہ تہ عیوں باشد در تہیر و نہایت
مثل اگر تم کہ معذور و رض حارت خارجہ ذات
خود میقول شد معذور و عیوں از خارج
تہر نہ تہوں شد۔ آدمی باوجود معذور
معذور و عیوں انیا را از معذور کہ گناہ
چنانچہ فرمودہ اند۔
کذا ازلک فی عیوں خفہ استو و ازلک شفاء

پھیریں۔ بے شک وہ ہر سہ باخلاص بندوں
میں سے تھا۔ (قرآن کریم)

گر یہ گناہ کی بعض قسمیں راقی اللہ تعالیٰ سے
بہر مروتی ہیں۔ تاہم یہ آیت خیر گناہ محبوبانے
پر دلالت کرتی ہے۔ وہ گناہ کا بنی سے پھیر دینے کا
مطلب ہو سکتا ہے اور یہی آیت انبیاء کے محفوظ رہنے
کی دلیل ہے۔ وہ گناہ کا بنی سے پھیر دینے اور پھار دینے
کا قصد نوت ہو کر رہا ہے۔

بہر حال مذکورہ معنی میں گناہوں سے ہر کسی کو محفوظ
کے ساتھ نہیں ہے۔ اولیاء کو ان انبیاء کے ساتھ اس
مخصوصیت میں شریک نہیں کہہ سکتے۔ جیسا کہ آیت:-

(ذیل)

”نہیں ہیں اس اللہ کے دوست گمراہ گمراہوں“
لہذا یہی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اس معنی
کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ
اجمال کی تفصیل

ہے اور اس کی ضمیر اولیاء کی طرف راجع ہے۔ اور اس کا
معنی جو بھی بڑا نقص ہے۔ لیکن تو۔۔۔ اس میں بھی گناہ
ہے۔ اللہ کی ناپسندیدہ بات ہے بچنا ہے۔

اس کے بعد نیچے کی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ تقویٰ
سے متصف شخص پر۔ اور غلبہ ہے کہ تقویٰ سے ہوا ایمان
فعلی صورت میں نہ ہو بلکہ اس کی طرف متقدمی پسندیدہ چرچوں
نہیں ہے۔

اور یہ اس کے مانند ہے کہ بات کے دہر
میں ملا جلتے چرتے وقت لوگ اپنے آپ کو دیکھتے
نہیں۔ لیکن کوئی شخص کہتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی

إِنَّ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ
(قرآن کریم)

مگر اگر بعض اقسام میں عبادت اور سورت
نفسانہ ہم نہ رہے ہاں بلکہ اس آیت پر اس
میں جو بات وارد۔ وہ نہ صرف ہو کہ
آمدی۔ در بر محفوظ رہن انبیاء ہم شادمان
وہ نہ صرف بیکہ رفتی۔

بہر حال مخصوصیت معنی مذکور مخصوص
انہی۔ است او را ہم شریک اوشان میں
صفت انہی گفت۔

چنانچہ
إِنَّ أَوْلِيَاءَنَا إِلَّا الْمُتَّقُونَ
کہ تعریف اولیاء فرمودہ اللہ برائیں معنی
اشارہ وارد۔

تفصیل میں اجمال ایستہ
تفصیل میں اجمال متفقین میں اجمال
است و ضمیرش راجع سوئے او یا در حضور
ہرچہ باشد متفقین لیکن حاصل اتفاق
بہر حال اس میں بھی دھیر مہنات ہو۔

لیکن بعد شیخ کو حاصل متقی ایستہ کہ
تفویض ہوتی ہے اتفاق معنی اتفاق باشد و یہاں
یقین اتفاق معنی بمقام بلکہ تعریف الی مفول
ضرور نیست۔

وایں ہاں مانہ کہ در ایاض برشکال
نہایت رفتار خود را از امتداد باز میدار
و با این ہمہ گویا پاکی روانہ می لغز و ز

میں بھی کچھ لکھتا۔

مشبہ | باقی رہی یہ بات کہ وہ دلیل سے ملے ہوئے
برائے کمال سے پیدا ہو سکے بعد وہ
مذکورہ شدہ ذلت تو جواز کا حصہ نہ ہونا چاہیے۔

جواب | اس کا جواب یہ ہے کہ انھیں کارشود
یعنی وہ اپنی طرف ہو جائے۔ بہت خوبیت
اور اس کی ابتدا اپنی باتوں کی طرف کہ وہ اپنی کامیابی
کے لئے ہیں۔ اور یہ ہے۔ اس میں ہر چیز اور اس کی بنی
صور میں کہ اس کی طرف کے لئے ہیں۔ یہی نیا ہر شے کے
کے صادر ہونے کی طرف اس کے ہر شے کی طرف کہ اس کی
طریقہ نہیں رکھتا ہے۔ ایک فعل کا ایک ہی نتیجہ ہوتا ہے
اور عینوں کی مختلف قسمیں ہر ایک کی طرف کی نیت کے
مختلف درجے ہیں۔ اس کی وجہ سے مختلف ہوتے ہیں۔ اس
صورت میں جو مکتوبات کا یہ حصہ اور ایک نیا
گناہ کے حصہ و درجہ کا سوال جو۔

ہاں اتنی بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ انہوں نے
بعض مظاہر بعض مصاد سے طبعی ربط رکھتے ہیں۔ اور
اس سبب سے اس کا وہ حصہ حصہ سے جدا ہو جائے
والے کو غلطی میں ڈال دیتا ہے۔ خود اسے حصہ کے
ساتھ مصادقت کر لیتا ہے۔ مثلاً

مازہ اور شوخی یا شوخی میں کوئی اور حصہ
ہے یا نہیں۔ حصہ کے ساتھ ہر حصہ سے علی الترتیب

میسرورم۔
باقی ماند ایک اس جرم مصاد
مشبہ | از کی خاستہ اور وہ مگر
نہود صدور جرم مصاد ہو۔

جواب | جو امثال نیست کہ افعال و دعو
مراستہ کی نیت۔ یا نیت
کہ از مصاد فعل توں گفت۔ دوم
پہلے نیت آن نیت توں خواہ نیت پہلے مصاد
ریت و تیرہ نہ نہ کہ نفس یک نیت
مباشہ۔ و انواع نیت ہر عامی یک
فوج ہم ان نیت مصاد۔ اہمیں صورت
میتوان شدہ کہ یک و منہوی دیوہ و
مصاد شتی ہاں۔

ہاں ازین حصہ انکار توں کرد کہ بعض
مظاہر ارتباط طبعی یا بعض مصاد و اندہ۔
وازین حصہ و صورت صدور آن از مصاد
دیگر بینندہ را بنظر اخذ و خود با مصاد
دیگر مصاد۔ مثلاً

بیک صلاۃ اعنی ان صورت خاصہ اند
نکت و سجود علامہ طبعی یا مصاد خاصہ

نہ کسی حصہ یا حصہ توں کہ۔ اور چونکہ سبب یا اثر کوئی کہ ہے۔ مثلاً خاندان چٹھے کا حصہ مخصوص ہے۔ گویا
کا سبب یا حصہ مخصوص ہے۔ ہاں بعض اوقات کسی حصہ یا حصہ توں کہ نیت کے اعتبار سے کہی جائے اور
مصاد ہو سکتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص کسی کوئی وجہ یعنی دشمنی، عداوت یا دوستی کے باعث قتل و رباہت و قتل کے کوئی سبب
یا مصاد ہو سکتے ہیں جو مختلف عینوں کے باعث قتل کے مصاد بن سکتے ہیں۔ مقررہ

میداد - و یا اینکہ با منساور دیگر اعلیٰ نیت
خامد و نیز گاہے خود را می سپارد - و از
زیر ہدوۃ نیت دیگر مثل ریا و تمسک سرمی برد -
لیکن با وجہ یہاں ملاقات طبعی کہ مذکور شد در
بلوی النظر بر اخصص کہ عین تعبد مست
معمول میشود - ہمین است کہ دقیق منانقت
سرایک المینان و امی شد - و در تکلف و اشتغال
جسہ کمی بود کہ آب شیخ جنبہ شد
نہایت حد -

میں جو بعض پیر و بیا کل بعض قول
در مشربہ و ششہ و نقصان ال وہب
و دست و گریبان شدن یکے پیگیری و در
و اشتغال آن احوال خاص با حسیان است - گوگرد
و بیکہ و مصلحت آنہا پیروی دیگر شدہ باشد
مقاوم و دوکشت و خون فساد و غنا و پرچند
چیز نگذرد اند لیکن بوجہ آنکہ این قصد
را با اعتاد و فساد اتمومیست طبعی کہ دستاویز
جنش فی اللہ و تکیہ بر اعلیٰ مرتبہ است - ہمین است
کہ بسیاری از انسان صورتان پیدا و فاسد و تمام انگاشته
دل از حقیقت دین السوم پروراشد اند -

چون این مقصد ہمہ شدہ و سخن دیگر کہ ہم
انہاں میری بند باید شنید - بحکم
انما لا غمائل بالنبی است (حدیث)

اور ان تمام کے باوجود نماز کیسی فی حد فصول کا پڑ
کے بھی صادر ہو جاتی ہے اور دوسری صورتوں میں ریاکاری اور
دکھاوے کی نیت کے ماتحت بھی خود میں آتی ہے -
لیکن اس طبعی تسکین کی وجہ سے جس کا ذکر ہم اظہار
نظر میں اخلاص سے کہنی بھی جاتی ہے جو کہ توبہ و بات
ہے - یہی وجہ ہے کہ منافقوں کے حقیقی رہنما کا کہ
نماز نماز المینان اور امن کا سبب بنی و ان کے لغز
میں کی کی تھی کہ اللہ کے لڑکے کی تدار کی سبب دیکھتے
اسی طرت یا بعض ایسا ملک سکین اور خود بخود

گواہ عروج و مل و جان کا شمع ایک کلو سرے سے
روانہ ہو جاتا ہے اور محبت اور اسی طرت کی دوری پر تیرن کا
گن و سکے ساتھ خاص تسکین ہے - اگرچہ بھی بھی ان کے صادر
ہونے کا سبب دوسری بات بھی ہوں - جہد کی جنگ اند
فساد و دشمن کا خون خرابہ و جہد ایک دوسرے کے گامیہ
میں لیکن اس وقت کہ اس ارادے کو دشمن اور فساد کے
ماتحت جس اتحاد سے گزرتا ہے کہ لے دشمن کا میدان اور
خداوندی کے نظریہ کو دیکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بہت
سے انسان فی شغل - کتنے دالے لوگ جہاد کو فاسد و دشمن
کہ کہ تلک اسلام کی حقیقت سے انہوں نے جہاد کیا ہے -

جب اس مقصد کی تہذیب میں تو سبکی تو دوسری بات
میں جو اس سے نفی سہل نمی جائے - بکرم (حدیث)
مہ حوالہ کے اس کے نہیں کہ مخالف توں برائیں

سہ دستور حدیث ہے میں کہ سفر ہائے آخر و جہاد و جہاد است کے اعداد و اشیاء کا ذکر نہ کرتے - یہی حدیث ہے -
عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما الآسمال بالآبائنا
وإنما الآسمال ما توفى من كانت يحضر الله ورسوله فيمن حضر الله إلى الله ورسوله إلى الله
إلى الله ورسوله ورسوله

اور

میں ایک اللہ تعالیٰ صولان ادا عمل کو نہیں دیکھتا
لیکن اللہ تعالیٰ سے دلوں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے۔ یہاں
رسول اللہ نے فرمایا۔

آدمی کے کاروبار کے اعتبار کا دائرہ اور اہلکار اپنی
فیوض اور اس کے بنیادی پر ہوگا۔ کوئی اچھائی یا کوئی
برائی اعمال کی ذات میں امانت رکھی ہے اس کا حساب
نہیں فرمایا جائے گا۔ اس صورت میں ایک قسم کی اچھائی
یا برائی مصلحت کی طرف سے غلطی کی طرف نہ ہو۔ مصلحت
اور ضروری طور پر وہ اچھائی یا برائی مصلحت کے تحت میں
لازم ذاتی اور غلطی کے حق میں لازم عارض ہوگی۔

پس اگر اس فعل کے صادر ہونے کے مقامات ذاتی
طور پر ہے جس میں اور چند درجات ذاتی ذات کی یہ رنگہ
میں ٹرے میں جیسا کہ انکار محمد اور زراعتی نفسانی
ان کو گناہ سمجھا جائیے۔ اور اگر اس کے صادر ہونے کے
مقامات ذاتی طور پر اچھے اور گناہات کے خلاف کے
نزدیک پسندیدہ میں تو اگر اس کو کہہ سکتے ہیں کہ اس کو کہ
مصلحت کے ساتھ طبی طور پر تعلق ہے تو درحال سے تصور
کیا کیسے۔

ایک تو یہ کہ غلط فہمی اخلاق قبیحہ کو حرکت میں
لے کر باعث بنی کہ یہ خاصہ اس کے ساتھ وابستہ

و

بِسْمِ اللَّهِ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَ
أَعْمَالِكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ
وَرَبِّتَاكُمْ أَذْكَمَا قَالُوا (صحیح)

ہمارا عقیدہ کاروبار نبی آدم بر مصلحت اعلیٰ نیت
و مبادی آل خواہ بود۔ حسن یا قبحی کہ در
ذات افعال و ولایت نہادہ اندازان حساب
نخواہد فرمود۔ اندرین صورت نوعی از حسن
و قبح از طرف مصلحت موعی مظاہر خواہد آمد
و لا جرم آل حسن و قبح در حق مصلحت لازم
ذات و در حق مظاہر عارضی خواہد بود۔

پس اگر مصلحت آل نیک بالذات و مذموم
حضرت رفیع الدرجات است مثل مجروح و مصاد
و کبر و محو و محسوس آزار گناہ باید ہذاشت و در حق
مصلحت آل حسن بالذات و محمود خالق کائنات
است اگر از قسمتی است کہ آزار عارض طبی
با مصلحت قبیحہ و ذمیمہ است جدو حال
مستبعد

است

یعنی اگر غلط فہمی باعث متحرک انفع
تجیدہ گشتہ کہ میں پیکر جلال و ابستہ است

رہنہ حاشیہ

وَمَنْ كَانَتْ حُجْرَتُهُ إِلَى الدُّنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ أَمْرًا يَتَنَزَّ وَجْهًا فَحُجْرَتُهُ فِي مَا بَيْنَ خَيْرِ أَمْرَيْنِ
نَهْلِكُهُ وَحَسْبُ حُجْرَتِهِ حُجْرَتُهُ إِلَى الدُّنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ أَمْرًا يَتَنَزَّ وَجْهًا فَحُجْرَتُهُ فِي مَا بَيْنَ خَيْرِ أَمْرَيْنِ
میں در حق کے ساتھ نہیں کہہ دی کہ وہی نے کہا جو اس نے نیت کیا۔ یہی میری حُجْرَتِ شہادت میں کہ وہی کے لئے کہی کہ لا یتکلم

حق کہتے ہیں کہ اگر تم دنیا کے لئے نیت کرتے ہو تو اس نیت کے لئے کہ تم نے نیت کی ہے کہ حُجْرَتِ شہادت میں

دوسرے کی مثال یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے
ان کے ساتھ معاملہ اور یوسف علیہ السلام کے قوم کے
پاس سے، جہاں کہ وہ واقعہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر برادر یوسف
سے ان حرکتوں کا مصداق یوسف علیہ السلام کے بھائیوں
سے اس سلوک کا مصداق ہوتا دنیا کی محبت نہ تھی۔ آیت

کا حصہ

وَالْبَتَّةَ يَوْسُفَ اَوَّاهًا كَاِبْرَاءَ (زبیر) ہمارے
باپ کو پیار سے ہیں۔
خود اتنی بات پر گواہ ہے کہ ان حرکتوں کا سبب حضرت
یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں تھیں۔ انظار ہے کہ حضرت
یعقوب علیہ السلام زمانہ کے بادشاہوں یا وقت کے
امیروں اور سرداروں میں سے نہ تھے کہ ان کی خدمت میں
یوسف علیہ السلام کے حال پر دنیا کے باہ و منصب کے
حاصل کا باعث ہوتیں۔ اور اسی سبب سے بھائیوں
کے حملہ کی پہچان بھی نہیں، بلکہ حضرت یعقوب
علیہ السلام کی توجہ دینی حرکتوں کا سبب اور یقینی مقصد
کے حصول کا باعث تھی۔ اس سبب سے ان کے بھائیوں
کے دل سے حسد نہ سر نہ لگا۔ اور یقیناً یہ ہے کہ حضرت
کے لوازمات اور اس کے آثار میں سے ہے خواہ کچھ

و مثال ثانی معاملہ برادران یوسف علیہ السلام
باوٹان و قصہ رشتہ حضرت یوسف علیہ السلام
کی تائید چہ مصدر ابن حسہ کات
و باعث صدور ان از اخوان یوسف
علیہ السلام محبت دنیا نبود۔

جلو

لِيُؤْسَفَ وَ أَخُوهُ أَحَبُّ
إِلَى آبَائِنَا

خود بریں قدر گواہ است۔ کہ باعث این حرکات
حنایات حضرت یعقوب علیہ السلام بود۔ و ظاہر
است کہ حضرت یعقوب علیہ السلام از ترک دنیا
یا اہرام وقت و سرور نمودند کہ حنایات انشا
بحال یوسف علیہ السلام موجب حصول منصب
دنیوی میشد و ازین باعث عرق حد برادران
بجوش می آید۔ فی، بلکہ توجہ حضرت یعقوب
علیہ السلام مودت برکات دینی بود۔ و
موجب حصول مقصد دینی۔ ازین باعث برادران اوٹان
واحداً از دل سرزد۔ و میدانی کہ حسد از
لوازم محبت و آثار آنست برترسم محبت کو باشد

یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہونے کے باعث اس وقت تک کہ ان کو یوسف علیہ السلام کو سنا یا گیا یہاں تک کہ وہ مصری
بیکر فروخت ہوئے۔

یوسف علیہ السلام کا وہی شخص ہے کہ انہوں نے قوم کو بھلا دیا، لیکن انہوں نے عذیب کی۔ باختران کا غضب کی وجہ سے کہ چھوٹے
اللہ تعالیٰ حکم کا منتظر نہیں کیا۔ قوم نے توہم کو در غضب سے نکال دیا۔ یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہونے کے باعث ان کو کھیلنے لگا۔ یا۔
پہرہ کے حکم سے بھلا دیا۔

یوسف علیہ السلام کے ساتھ ہونے کے باعث یہاں کہ انہوں نے یوسف علیہ السلام کو سنا یا گیا یہاں تک کہ وہ مصری
بیکر فروخت ہوئے۔

پس اگر محبت دنیوی است حسد نیز لازم و
در حکم اعتبار تا این آن خواهد بود - و اگر محبت
خاوندی است بچنانا حسد آن بچنانا حساب
شمرده خواهد شد -

باجو این رنگ اوشان از آثار محبت
خداوندی می نماید - آری بیکه نازیبا بدر گرفته -
خوبه خیال این را جریمه خواهند و
مرتکبان را گشت مار انگارند - و بنده
گشتم این را از قسم ذلالت می شمارد -
توبین است که مغفور شدند - و نه
خداوند ذات البین را محال فرموده اند -
و اندیجا

لَا حَسَدَ إِلَّا فِي أُنْثَيْنِ

پیدا شده باشد - و یکم پیوسته شده
باشد که در این حدیث حمد بعضی خودست
حیثیت آن نیست که بعضی ضبط گیرند -
مگر غرضم آنست که اگر بند این قسم حمد

کی بھی محبت ہو۔ پس اگر دنیوی محبت ہے تو حسب محبت
لازم ہے اور حکم خدا اعتبار میں اس محبت کے تابع
ہوگا۔ اور اگر محبت خداوندی ہے تو اسی طرح اس کا
حسد اسی حساب میں شمار ہوگا۔

بالمجہد یہ ان کا رنگ محبت خدا دہی کے آثار
 میں سے دکھائی دیتا ہے۔ ہاں اس حمد نے تناسب
 صورت اختیار کرلی۔ ظاہری دیکھنے والے اس کو جرم
 کہتے ہیں۔ اللہ اس نسل کا ارتکاب کرنے والوں کو
 گنہگار خیال کرتے ہیں۔ اسیہ گنہگار (قاسم) اس کو لغو
 کی شمع سے شہ کرتا ہے۔ اسیہ بھی وجہ ہے کہ وہ نیک
 گئے۔ وہ نہ آپس میں فساد کو (حدیث میں) ایمان پر
 امتزاج پھرنے والا فرمایا گیا ہے۔ اسیہ ہمیں سے اس حدیث
 کے معنی کہ:-

عہدِ نبوتؐ ہے حسد مگر دو چیزوں میں “
ظاہر ہو گئے اندھے بھی آپؐ پر واضح ہو گیا کہ لوگوں کو اس عہد
میں حسد اپنے اصل معنی میں ہے یعنی دوسرے سے
نفعِ انتہائی کے حصول کے لئے کسی کی ضرورت ہی نہیں۔
مگر میری فرض ہی نہیں کہ اس قسم کے حسد پر کاربند

وہی ہے جس نے یہ بھی انہی مسعودی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا حصہ الا فی
 اثنین رجل اشد الله مالا مسلطه علی ملککم فی الحی ورجل اشد الله املکم فنفذ
 بعضی بها فقیلھا ادبہ وسلم حوزہ کتاب علم نہیں ہے حد گردہ میں۔ ایک دہ آوی کہ شہ اس کو ملے یا تو اس کو
 لاکھ وہیں منکر و درم راہ آوی کہ وہی اشدہ اس کو کشت وہ اس کے ذریعہ فیض و تہہ اند اس کو کھڑوں کو قسیم دینا ہے۔ اس
 میں میں مسود سے خبر موا ہے۔ جب اس کو کہتے ہیں کہ دوسرے کی نعمت کے بعد ان کا غنا و شرم لا سکتے ہیں کہ ان کے ہاں یہاں
 میں میں لا سکتے ہیں کہ نعمت کے زوال کو غنا و شرم نہ خرد و کربانہ جائے۔ نہ موت کا شبہ ہے کہ خدا کی راہ میں خرچہ کرنے والے اور
 میں میں مسود سے وہ وہ ایسے شخص ہیں کہ ان پر فیض و تہہ کو کبھی بھی ان کے ہاں نہیں ہے۔ مترجم

بھی بونچا پیسے اور مارنا پٹنا اور ایذا پہنچانے میں شغول
ہوتا چلیے۔ نہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے کہ اس قسم کا
حسد محبت خداوندی کے نام میں ہے۔ اسی لیے اس کے
بلیست پر عارض ہونے میں کسی کو اختیار نہیں ہے۔ (۱) حسد
اپنی ذات سے بڑا نہیں ہے۔

جیسے سے تمہیں پتہ چل گیا ہو گا کہ جرم دوسری چیز
سے اور نفرت اور حسد کی بھول چوک دوسری چیز ہے
وہاں جس کے اعتبار سے ایک کہ دوسری قسم ہے نہیں
خیال کرنا چاہیے۔ اور تمہیں یہ بھی معلوم ہو گا کہ عیسیٰ
کے کھانے کا جمود وغیرہ اس کا منشا ہی محبت
خداوندی پر تپ ہونے والا ہے۔ ہوا۔ اسی حسد کے
شمار اور اعتبار اور حکم میں ہو گا۔ اس صورت میں بلاط
یوسف علیہ السلام کے کسی دفعہ جمود کو لے کر جرم نہیں
کہنا چاہیے بلکہ نفرت پکڑنا چاہیے۔

باتی بہر تسمیہ ہی اسی میزان سے نہیں معلوم ہو جائے گی۔
لیکن مجھے اتنا تو فہم دینا چاہیے کہ اس صورت میں کہ
کے صدر ہونے کی جگہ خواہ وہ فراہم ہو یا عیسیٰ
۱۱۰ ہوا۔ آخری نہرت پیش کی کہ عیسیٰ کے ہونے
بڑے کہ ہوں کو تو نبوت سے پہلے ہی بعد میں متبع چلے

ہم باید شد۔ و بردو کوب و ایذا سانی باید
پرداخت۔ فی، بلکہ مرادم آنست کہ
اس قسم حسد کہ از آثار محبت خداوندی است
و در عروض بر طبع کسی را اختیار نیست۔
ذلت خود مذموم نیست۔

از خدا در یافت کردہ باشی کہ جرم دوسری
و کرامت و ذل و غلطار اعتبار چیز سے دیگر۔
بلحاظ پیکر کی را از قسم دیگر شمولی نشاید۔
و ہم حد یافتہ باشی کہ کذب وغیرہ کہ منشا ہوں
بہیں حسد متفرع بہر محبت خداوندی شدہ باشد
در حکم و اعتبار و شمار ہوں حسد خواہ بود۔
انہیں صورت کذبات اخوان یوسف
علیہ السلام را جرم نہ باید گفت زلت
باید خواند۔

باتی و تسمیہ ہم انہیں بیان خوابی
در یافت میکنی اینقدر باید نوشت کہ در صورتی
کہ مصدر گناہ صغیرہ باشد یا کبیرہ ہوں مرادہ
شیطنانی شد۔ چہرہ اش آدم کہ بدین اشتراح
کبار پس و پیش نبوتہ برابر شمرند و صفات را

۱۔ یعنی حسد و اعدا و صفات و کوشش کا جس طرح ذات خود مذموم نہیں ہے کیونکہ محبت خداوندی کے اندر میں حسد ہے اور
اس کے پیش آنے میں نفس لہو کا خون نہیں بہتا بلکہ رانہ و صفات علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے جو غصہ ہے وہ اس کی رائے بنا
بان کی حق و یوسف علیہ السلام کو بغیر غصہ خدا یا نفرت کہ جانے گا نہ جرم۔ مترجم

تہ کنی دفعہ جمود و نا۔ کہ پ سے کہا کہ ہر شخص میں کچھ جادہ ہے ہی یوسف علیہ السلام کہ ہی اس سے لے جانتے
ہیں۔ حالانکہ ان کو حق کے ادا سے لے لے جادہ ہے تھ۔ دوسرا جمود یہ کہ وہ کو بغیر خدا کا لے گی۔
تہ کہ یہ کہ فیصلہ کہیں اور طرح سے حق میں عورت کر کے دکھایا کہ دلچسپ و حق کے دے تہ تہ پر ہوا
ہیں۔ یہ ہیں جمود لہو۔ مترجم۔

ان حدود کی طرف رہنمائی فرمادی۔
 کہ یہی معنی ہوں۔ مگر جسے گنہگاروں کی حد بندیوں کا علم
 اس کا مقصود ہونا اور اس کی برائی کا مشہور ہونا ضروری
 میں ہے اور انبیاء کا متفق ہونا زیادہ واضح ہے جہاں
 وحی کا محتاج نہیں ہے۔ اس وجہ سے ضروری ہوا کہ
 نبوت سے پہلے اور نبوت سے بعد بھی گناہ کا ہونا متفق
 ہو۔

باقی سے چھوٹے گناہ چڑوہ اس درجے
 میں مشہور نہیں ہوتے اور نہ مقصود اس لئے ان گناہوں
 پر ایک گناہ نفعی ہونے کی صورت پیدا ہوئی کہ وہ وحی کے
 نازل ہونے کے بغیر اس کے اکثر حصے کا علم ہونا متفق
 ہونے کے حکم میں ہے۔ آخر کوں ہے کہ وہ نہیں
 جانتا ہے کہ زنا کے ان اسباب کی ممانعت جو حدیث
 اور قرآن سے معلوم ہوئی ہے۔ ہرگز کسی کے
 خیال میں نہیں آسکتی۔ ان میں سے بعض گناہ جیسا کہ
 جھوٹ کے اس کے باطل ہونے کا علم فطری ہے
 انبیاء کا اس جھوٹ سے بچنا اور ان کے حق میں
 اس کا متفق ہونا وحی کا محتاج نہیں ہے مگر یہ سبکے
 اسی وقت تک ہے کہ گناہ جرم کے درجے میں ہو۔
 اور اگر گناہ لغزش کی قسم سے ہو تو اس کا نہیں
 ہونا ان کے حق میں نا ممکن نہیں دکھائی دیتا ہے۔ ہاں
 اتنا صحیح ہے کہ علم یہ قوت اللہ علیہ قوت ذاتی کمالات
 میں سے ہے بلکہ اس کی اصل ہے اور جھوٹ ظہر میں
 قضا و لولہ مولدات رکھتا ہے کہ اشرف ہے۔ اور دنیا
 کی خبروں میں محمدؐ اجموٹ کی اطلاع کے بعد مطلق اعتقاد
 کو ختم کر دینے والا ہے۔ پس خدا کو کیا امید کہ نبی وحی کو
 اس طرح نہ پہچانے گا۔ اور لوگ کو کیا یقین کہ وہ جو خدا کی

ہیں معنی داشتہ باشد۔ مگر علم حدود کبار
 بایں وجہ کہ بویہ مقصود ہوں ان و پشیمانیت
 آن قرآن بعد ترن۔ و اتفاق انبیاء حدان بعد تر
 است۔ چندان محتاج وحی نیست۔
 بایں وجہ لازم آمد کہ ہم پیش از نبوة دیگر بعد
 از نبوة محتاج باشند۔

باقی ملکہ مضامین چون آئینہ در ایمرت
 اشتہار نمی باشد و نہ چنان مقصود و بردی
 کار گونہ اختصار حدان راه یافت کہ بی نزول
 وحی علم بسیار سے ازان در حکم متفق باشند۔
 آخر کیمت کہ نمیداند کہ ممانعت ذرا شی
 زنا کہ از حدیث و کلام اللہ می برآید۔ ہرگز
 بخیاں احدی نمی آید۔ ہاں بعضے ازان مثل
 کذب کہ علم بحدیث آن طبیعت است۔ و دوبارہ
 احتیاج و انبیا انبیا ازان محتاج وحی نیست۔
 مگر ایں ہمہ تا بعد دمست کہ جریمہ باشد۔
 و اگر از قسم زلت بود اقامت در حق و ہشاد
 متفق نمی نماید۔ ہاں ایں قسم صحیح کہ قوت
 علم و قوت عمل از کمالات ذاتیہ بلکہ اصل
 آن است و کذب بظاہر دلالت بر فساد
 اولی داد کہ اشرف است۔ و بعد
 اطلاع تعدد کذب در اخبار دینی
 راف اعتماد مطلق مست۔ پس خدا را
 یہ امید کہ وحی بکلمہ خواہد رسانید۔
 دینی نوع را چه یقین کہ ہرچہ از خصا
 آلودہ بی کہ و کاست تعدد۔ بایں

طرف سے لیا جائے ٹھکانے بنایا ہے۔
اس وجہ سے جو شخص کہ اس کی ضرورت کا قائل
ہو جھوٹ ہو وہ نبوت کے قائل نہیں ہے۔ لیکن
اگر پاک طینت حضرات سے مصدر کے غالب
ہونے کے وقت جیسا کہ بڑے گناہوں کا ہونا ممکن

ہے اور

”اگر تیرے پاس اپنے دبا کی دیں“
اس کا گواہ ہے تو جھوٹ اور وہ بھی لغزش کے
طور پر اپنی دہریے میں ممکن ہے۔ البتہ گناہ کی وہ
مصدر کے تعین کی وجہ سے لغزش کے طور پر بھی
صادر نہیں ہو سکتا۔ اس وجہ سے انبیاء کے لئے صحابہ
ہونا ضروری ہوا۔

نقطہ عصمت انبیاء علیہم السلام کی تقریر ختم ہوئی

اب کی حالت یہ کہ چاہیے۔
گلی کا حال
میرے بھائی! ہر چند یہ ہنر
علوم نقیہ اور عقیدہ کے کوچے سے ناواقف ہے مگر

کیسے کذب متعلقہ حبش ہو نبوت کا
نفاذ۔ لیکن از پاک نہادان بوقت غلبہ
مصدر چنانچہ مصدر کہاں ممکن است

و

جلد

لَوْلَا اَنْ تَرَامِي بُرْهَانَ رَبِّهِ
شام براں کذب و آنہم بطور زلت
درجہ اولی ممکن باشد۔ البتہ کبرو
بوجہ تعین مصدر بطور زلت مصدر نوا
شد۔ نیز وجہ عصمت لازم افتاد۔

نقطہ

ختم شد تقریر عصمت انبیاء علیہم السلام

انہی حدیث کی باید گفت

حال گلی
برادر من! چنانچہ اس پر محمد از
برادر کو پر مشغول و مستغرق نابلد است مگر

یہ سہو و سہوا کہ ایک جہت پر ہی بہت ہے و لَقَدْ هَمَمْتُ بِمَدِّ وَجْهِهِ بِمَا تَرَامِي بُرْهَانَ رَبِّهِ یعنی
خدا کو سہو علیہ السلام کے ساتھ غرض غرض نہیں کہ وہ ارادہ کرے یا نہیں و سہو اس سہو ارادہ نہیں کہ ایک کی مخالفت نہ دیکھ کر اگر
وہ مشکوک رہا نہ دیکھتے ارادہ کر لیتے۔ وہ یہاں کہتی ہیں۔ مگر یہ سہو صاحب قرآن نہ شد حد نصیرت کہتے ہیں۔

وہ برہان اہل اور جہت کہتے ہیں۔ یعنی اگر یہ سہو علیہم السلام اس وقت اپنے سہو میں نہ دیکھتے تو بھی

میلان پر چلا ہوتے۔ دلیل یہ کہ وہ کسی کو دست و شمت نہ دے جیسا کہ یہاں سے ملتا ہے انہیں منہ پر دیا

یاد دہی میں جو وہاں جہت نہ دیکھتے تھے یہاں سے ترقی انہیں مشغول ہوا لَقَدْ هَمَمْتُ بِمَدِّ وَجْهِهِ بِمَا تَرَامِي بُرْهَانَ رَبِّهِ

کہ جس کی۔ جس کہتے ہیں کہ خدا کا قدرت ہے اس وقت حضرت یحییٰ علیہ السلام نظر نہ کر سکی کہ اس کی

دانتوں میں رہے نہ کہ اس کے سر پر۔ جس نے کہا کہ کون تو یہ نظر نہ کر سکتا، اس میں اس سے

دعا کیا تھا۔ (تفسیر شریف)

یہ جہت کی تقریریں اور اس کے متعلق اشارہ میرے مقدس کلمات میں کر چکے ہیں۔ وہاں ملاحظہ فرمایا جائے۔ محترم

بڑی مصداق اللہ شخص ہا حق جہنم والی فریقت سے قطع نظر
ایک ہی نظریہ ہی ہوا کہ پورا کائنات ہے۔ اللہ کہیں وہ
نکلا اس فریقت سے کہ کون جہنم میں جاتا ہے۔ اس صورت میں
اس کو کون کب جانیے نہ کہ جہنم۔

اسی طرح فریقت کے لائق جہنم کے اسباب میری مراد
ہے کہیات و جزئیات کے واسطے نکلا دے۔ اس کا اگر
اس کے ساتھ شمار کریں تو ایسا چاہیے کہ اس کو فرد کہیں۔
اور اگر کوئی قصہ نہ کرنا دے تو سپر انکار کی گنجائش
نہیں ہے۔ کیونکہ

۱۔ اصطلاحات کے بارے میں کوئی جھگڑا نہیں ہوا کرتا
پہچان شخصیت کی کو خارج میں شمار کیا
محاکمہ قاسمی کے وجود کے ساتھ وجود کیا اس نے
نقد نہیں کیا۔ کیونکہ اس کی نظر میں اول یہ ہے۔ اس نے
کو اس صورت میں شخص کا وجود لکھ کر کہ وہ فرد و فرد ایک
ہیں۔ ہاں اس بات سے یہ کہنے کو خارج میں نہیں ہے
اگرچہ تو اس کے اشخاص ہیں۔ یہ خوش فہموں کا کام ہے۔
ان کے مقابلے میں اگر نہیں کہ خارج میں اشخاص نہیں ہیں بلکہ

آزاد ہی باشد۔ قطع نظر از اعدام لاحقہ۔
و گاہی آن پادہ بآں عدم پیوستہ میگردند
میگردند۔ انہیں صورت آزادی و باقی گفت
نہ جزئی۔

پہنیں اسباب حقوق اعدام یعنی ہارائی
ویژہیات و جزئیات۔ آزاد اگر باوجود نشان
بیکہ کہ فردش خوانند۔ و اگر کسی قصد
برگرداند گنجائش انکار نیست۔

۲۔ لامشاحہ فی الاصطلاحات
بہر ہر کی مادہ مذکور وجود وجود
محاکمہ قاسمی اشخاص گفتہ غلط گفتہ۔ نظر
برحق ادا است۔ یہ انداز صورت وجود اشخاص نہیں
کیست۔ ہاں افسوس کہ اس فریقت کی کو خارج میں
اگر بہت اشخاص است کہ خوش فہم است۔
بتقابلہ اوشانی اگر گویند کہ وہ خارج اشخاص نیست
بہر بہت کی است۔ و مراد از اشخاص پارہ

۳۔ جہنم ہی جہنم سے وجہ نہ نکلا دے جہنم ایہ بتا دیتے ہیں۔ مترجم۔

۴۔ فرد اللہ جہنم ہی فریق ہے کہ جہنم اللہ شخص کا علیک حصہ ہوتا ہے۔ عدم لاحق سے اس میں قطع نظر جہنم ہے لیکن فرد میں حصہ
حق سے وابستہ جہنم کا لحاظ ہوتا ہے۔ نقد

۵۔ علی علی کے لئے جہنم میں جہنم جہنم اللہ اشخاص معدن کے وجود کے ساتھ علی علی کے وجود کو غلط قرار دیتے ہیں تو شیعہ علی کے
مصدق ان کا یہ کہ نہ درست نہیں ہے۔ معنی یہ فرماتے ہیں کہ علی کا جہنم معدن میں ذہن وجود سے پہلے کہ جہنم جہنم کے یہ فریق
کو کہیں اللہ شخص میں شخص کے ساتھ اس کا وجود معدن ایک ہی چیز ہیں۔ بہت یہ جہنم کہ معدن صاف فریقہ و علی علی کا وجود خارج
میں سوچا جہنم سے ہے۔ جہنم کی جہنم کو خارج میں نہیں جانتے کہ اس کے اشخاص کو خارج میں جانتے ہیں۔ سوچا کو ان کے
ساتھ قطع قطع نہیں ہے۔ حوا

وکل ہے اور اشخاص سے مراد کلی کا حصہ کہ اس کے ساتھ
حدی یا وجود کی قید لگاتے ہیں، درست ہے۔ کیونکہ
اجتماعی شکل انفرادی حد میں سے ہے کہ نہ راجع بہ اعتبار
بنات خود موجود نہیں ہے۔ ہر کوئی اور ہی امر ہے۔
اشخاص میں سے نکلتے ہیں۔ اس کو اگر کلی طبعی کہتے ہیں۔
کلی طبعی کا وہ نیک کہیں تو درست ہے۔

اس بات کی تحقیق پرستہ کہ جزو طبعی سے سو
کہ اس لا حد ذات نہ خود ان کے ساتھ کلی نہیں
سب کے سب بہت درست و درست ہے کہ صورت
کے ہوئے ہیں۔ یا ہر کلی ہر یا جزئی وجود کے۔
کے سو اس کی ایک شکل ہوتی ہے۔ اور اس جزئی
خیال میں بہت سے نیست ہونے والی حقیقتیں ہیں۔
اور صورت میں ہیں کہ بہت و نیست کے تصور۔
اور نہ پیدا ہوجاتی ہیں اور وہ تمام کی تمام جزئیات ہیں۔
نہا ہر جزئی ہر یا ہر کلی۔ کیونکہ ہر جزئی ہر جزئی
ضروری ہے کہ اس کو اس واسطے تیز دے۔ اور
جزئی کے ساتھ صورت اختیار نہیں کر سکتا۔ اور نہ
کی صورت میں تیز ہوں۔

اور حق کے خیال میں اس شخص کا قول جو اشخاص
کی نسبت کہانہ کل بہت یا اشخاص کے متفرع ہونے کا
ہے اس کی نظر اسی جسام پر پڑتی ہوئی۔
یا جسام اس قسم کی تفسیر کے قابل نہیں ہیں۔
پر اصل تفسیر کیا ہے، امر مطلق کے اس وقت اور
موصول کر سکتے ہیں کہ اس کا نام ہر جزئی ہے۔

کلی حد قید حدی یا وجود کی گیرند، نیہا بہت۔
چہ بہت اجتماعیه از امور اجتماعیه
است کہ در خارج تنہا بنات خود
موجود نیست۔ ہاں امری دیگر است کہ
از اشخاص متفرع میشود۔ آری اگر مثال
کلی وہ ہر کلی گویند بہا بہت۔

تحقیق این سخن نیست کہ سوار وجود طبعی
کہ مصداق اقل جزئیات خود ان کی کیست کہ باشد
ہر با تہی وجود و عدم صورت گرفتہ اند۔
کلی باشد یا جزئی اور ارادہ وجودی آری
ہستی باشد۔ و بہ علم میں ہر جزئی حقائق ممکن
ہیں ہر کلی و صورت است کہ تہی وجود و عدم
پیدا و متفرع میشود۔ و آن تمام جزئیات
ہر جزئی باشد یا ہر کلی۔ چہ ہر ہر جزئی
ضروری است کہ انہما و آری تیز دے۔ و
ایں ہر جزئی جزئی صورت نہ بند۔ و در
صورت اشخاص

تیز کی

و زعم القول کسی کہ نسبت اشخاص رفتہ
یا بانہی از کل گفتہ ہیں کہ نظر اشخاص
کہ خیال کہ ہر ہر یا قابل بنات اشخاص بہت کہ بہت
تہی اصل اشخاص تہی آری۔ یعنی اکثری ایک
موصول مطلق کہ کہ آری اکثر اشخاصی نام
ہی ہنم۔

۱۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بات میں بہت سے اصطلاحی الفاظ استعمال کیے ہیں۔ جیسا کہ ہم
مقدمے میں تحریر کیا ہے۔ چنانچہ یہاں بعض اصطلاحیں لکھ رہے ہیں کہ اکثر خیالی نام صرف خود لکھے ہیں۔ مترجم

ماتش اگر بکارت صورت مثلث یا مربع
 را کہ بجز خطوط متساویہ چیز دیگر نیست
 بیش نظر داشته تصدیق معنی اقرار خوانند
 چه صورت مثلث یا مربع را اگر تقسیم فرمایند آن
 خطوط را بارہ بارہ خوانند کرد۔ مگر از مثلث
 یا مربع از نشان خوانند یافت۔ ہاں یک صورت
 مثلث در آئینہ ہای کثیرہ منطبق میشود
 لیکن چنانکہ در انطباق بسا اوقات کمیت اشیا
 خطوط نمی ماند بلکہ ہذا در مرئی و رانی صغرو
 کبر عارض می شود یک صورت یک بارہ
 کبر می نماید۔ دیگر مادہ صغیر چنانکہ در تصاویر
 بنی آدم مشاہد باشی۔ ہمچنین صور کلمات
 چنانچہ در مجموعہ صحر کہ کلی طبیی بود متغلی و
 منطبق بود۔ ہمچنین در یک حدہ ہمچہ ہیں
 جلوه می نماید۔ ہمیں است کہ مطلق آب
 چنانکہ بر بحر ذخار صبح است بر قطرہ تمیخا۔
 و جہش ہمیں است کہ اندین صورت
 پیکر کلی طبیی خطوط و مدنظر میباشد

ازین نتیجہ دانستہ باشی کہ کلی طبیی باہ
 بیز از وجود منطبق میباشد کہ لباس خاص الہی

و نتیجہ سے متنبہ ہاں دیا ہوگا کہ کلی طبیی پیچیدہ ہوتے
 وجود کا ایک بڑا کھوا ہوتا ہے کہ خاص لباس میں میری سرلو

سہ صورت ہوا کہ کلی طبیی جمیع اپنے ایک بڑے جز پر ملاقا ہوتی ہے حمد ہے جز پر ملاقا آسکتی ہے۔ جس طرح سمند کی پانی کا کھرو
 ہے اس کو بھی گلی میں کا آ رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک خطوہ کہ گلی کی طبیی کہ کتنے ہی پیکر کہ اس میں پھر پانی کا ہر ملاقا آتا ہے۔ وزن
 تھا جبکہ کہ دنیا پیچیدہ ہے۔ وجود کا ایک بڑا کھوہ ہے۔ ہر قطرہ اس کا ایک پھر ہوتا ہے۔ مگر گلی میں ہر صفت پر ملاقا ہوتی ہے۔ جس طرح کس
 ہر قطرہ اس کا ایک پھر ہوتا ہے۔ لیکن ہر قطرہ ہی اس میں ہر صفت پر ملاقا ہوتی ہے۔ ہر قطرہ ہی اس میں ہر صفت پر ملاقا ہوتی ہے۔ ہر قطرہ ہی اس میں ہر صفت پر ملاقا ہوتی ہے۔
 جسہ اس میں ہر قطرہ ہی اس میں ہر صفت پر ملاقا ہوتی ہے۔

بہر خصوص تراست۔

غرض کہ طبی چیزیں دیگر است و دیگر آن چیزیں
دیگر۔ کہ طبی بذات خود خارج موجود است و جزئیات
و اشخاص پارہائی آن وجود اشخاص ہاں و عدم اشخاص
طبی است و وجود کل طبی ہاں و عدم اشخاص
و دیگر کل طبی کہ انرا جنس باید دانست۔ چنانچہ انفس
و طبی جسمیں انرا بہ منزوع توں شد۔ چنانچہ ان اشخاص
منزوع است۔ اگر فرق است فرق منور و کبر است۔
بالجود ہر دو بوجود کل طبی در خارج گفتہ
چھ غلط گفتہ۔ و ہر کہ با منزوع آن
اذہ جزئیات رفتہ ہم از حق نگذشتہ
مسقط اشارہ ہر یک چیز دیگر است۔ کسی
مصدق و مبروض را پیش نظر داشتہ و کسی مدلل
و دیگر را قیود خود ساختہ۔ ہاں بوجہ

ہے کہ ایک نام جسم میں آتا ہے۔

غرض کہ کل طبی دوسری چیز ہے اور اس کا دوسرا
دوسری چیز کی طبی بذات خود خارج میں وجود ہے۔
اور اس وجود کے کمزور کے اشخاص۔ و جزئیات
اسی کی طبی کا وجود ہے۔ اور کل طبی کا وجود و اسی اشخاص
کا وجود اور کل طبی کا یکہ ہے کہ اس کو جس کے چاہا جائے۔
چنانچہ نفس کی طبی اگر اندک سا تھے تو منزوع نہ کہتے۔
اگر کہ فرق ہے تو جود بالکل مدللانی کا فرق ہے۔

بالجود جس شخص نے کل طبی کے وجود کو خارج
میں کہہ ہے اس نے بھی غلط نہیں کہا ہے۔ اور
جو شخص اس کے جزئیات سے نکلنے کی طرف گیا
وہ بھی حق سے نہیں ہٹا۔ ہر ایک کا نقطہ نظر الگ
الگ ہے۔ کسی نے مصداق اور مبروض کو پیش نظر
رکھا اور کسی نے ماضی اور پیکر کو اپنا قبلہ بنایا۔

۱۔ یہی حضرت قاسم السلام نے کل طبی کے وجود کو خارج میں اشخاص کے وجود
سے ساتھ موجد ہر دو ہر یکا ہے اور فسرہا ہے کل طبی کا وجود
وہی اشخاص کا وجود جدا ہے۔ مترجم
۲۔ صاحب معرفت نے جس کی یہ تہذیب کہ ہے الجنس و دعو کی مقول علی
کثیرین مختلفین بالحقائق فی جواب ما هو کالحيوان
فانہ مقول علی الانسان والفرس والغنم اذا حصل
عنہما بما ہی و يقال الانسان والفرس ما هما الجواب حیوان
من جرات کا معنی ہے کہ جس میں چیز کا نام ہے جو مختلف حقیقتوں والی چیزیں
پر بنی جائے۔ مثلاً انسان و گھوڑا و شیر تینوں کی حقیقت مختلف ہے لیکن تینوں کے متفق
جہ میں کیا جائے کہ وہ کیا ہیں تو یہاں جواب دینا جس میں تینوں شامل ہر ایک جیسے یہی
کہ تینوں حیوان ہیں تو اگر حیوان ایک جنس ہے جس کے ماتحت مختلف الحقائق جاذبات
ہیں، لہذا حیوان جنس ہے۔ مترجم

تمام اہل صل و عفت کا متفق ہونا حاصل نہ ہو سکا۔

پھر اگر خلافت کے وقت پہلی ذی قسط و فاجر چھو بیٹھے بعد ازاں دس مایہ جان گریز ہو جائے یہ گم ہونے والا غنیمت ہو تو اس صورت میں اگر کوئی صاحب ہمت اور فکیر کو اس کو خلافت سے ملحدہ لڑکے آویں میں لے کر خلافت کا کیا موقع ہے۔ اہل غرض غنیمت نہ آتا رہے جو بھی فتنہ خیزم کو بعد میں ہادی و مصلح کہے۔ اہل کی حکومت پہلے ہو جائے تو پھر اس وقت حادری ہونے کی کیا بات ہے اس صورت میں غنیمت کفر اور غنیمت کی ضرورت ہے۔ اہل اسی صورت میں بھی گنیمت نہ آتا۔ اگر وہ اہل ہادی ہوتے تو غنیمت نہ آتے جو کسے حق کا علم بلند کریں تو یہ ہمت اور الہامی کی بات ہے۔ ہادیوں کو یہ بھی گنیمت میں ہے کہ انھیں جو دجہ بڑا گناہ کے سلسلے میں بات کہنا ہے۔ اہل بات جن کو ہضم نہ کر سکتے ہیں کہ ایک شخص لکھنؤ کا ساڑھ توڑ کھاتا ہے اور اس کا خلیفہ کے مقابلے میں نہیں کھاتا تو یہ شخص کے لئے زکھراؤ تو بنی صاحب ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص نہیں دیکھتا تو اس کے لئے یہاں ہے کہ وہ خیر و خفت سے آگے بڑھ کر کوشش کرے۔ پھر ہادیوں کی اپنی اپنی حالت ہے۔

اس بحث کے بعد حضرت کو فائدہ نہ فرمایا۔ ہے کہ خلافت کا اہل ہونے کے لئے سوہنہ اور قریشیت کافی ہے لیکن یہ بھی غنیمت ہے کہ خلیفہ کے لئے کثرت علم حاصل ہو۔ حسن تدبیر ہمت اور ترکیب دنیا کی ضرورت ہے۔ یہ خلیفہ کے لئے کثرت علم حاصل ہے۔ یہ بھی علم حاصل ہے کہ خلیفہ کے لئے کثرت علم حاصل ہے۔ لیکن اس میں یہ تو کام نہ کر لیتے تھے کہ حضرت میرے جاوید رہی اللہ جلے و مسجد کیوں بنایا مولا نکلے ہی کہ اس وقت وہ یہ نہ جانتا تھا تو اس کے علم میں اس کا فتنہ نہ تھا۔ علوہ اہل میرے دوشہ و خانہ خلیفہ کے پاس میں ہے تھا۔ تمام علم میں اس کی کوئی تکرار نہ ہو تو وہ اس کی اس سے خلافت فرمایا۔ ہادیوں کو یہ بتا دیا کہ یہ سید نبی تھا۔ ہادیوں نے اس سے فرمایا کہ اس کی کثرت علم نہ تھی کہ یہ لڑاؤ یہ وارد ہوتا ہے کہ بڑی کلا یہ مسجد کا خلافت کو اس پشت ڈال گیا یا اس کا خلیفہ بنانا اہل ہے کہ وہ جب۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یہ پورے پورے غلط اور فرق و فہم میں مبتلا ہوئے۔ اس وقت اہل صل و عفت کے لئے مختلف ہو گئے۔ جس کی گرفت و فساد کا اندیشہ غالب کیا اس نے مجبوراً بیعت کے لئے اہل طعن و تہمت اور جو حضرات نے ایک بڑی جماعت کے دوسرے پہلو کی امید بھی شکستہ نامہ پیش اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے تو وہ جگہ کے لئے کھڑے ہو گئے اور انہیں نے دست کیا اور اس اختلاف کو دنیا اور حرف غلبہ اور مدبر پر پہنچا۔ کہ اصل فعل کے جائز اور ناجائز ہونے پر اتفاق حضرت امیر مصلح کی تہذیب میں ہو گئی اور ایسا جگہوں میں ہوا ہی کہتا ہے جیسا کہ جنگ بد اور جنگ خبیثی میں ہواؤں کو دینی بات پر بحث کی گئی۔ ان دونوں جگہوں میں جو محارب مارے گئے وہ بقیہ شہید ہوئے کہ ان کی عزت اچھی تھی۔

شہادت کی پہلی وجہ | یہی وہ حضرت امیر مصلح کی نیت تھی کہ خلافت سے علیحدہ ہو کر ان کی قبیلہ انیت سے ملتا اس صورت میں غلبہ طعن کے نتیجے میں کہ ان کا خلافت پر ہے۔

شہادت کی دوسری وجہ | ان کے لئے کو خطرناک ہو کر یہ نیت نہ ہو سکتی تھی۔ معذور خلیفہ کے لئے یہ نیت نہ ہو سکتی تھی۔

میں تھیں وہ دن۔ جب وہ مایہ فتنہ مشعل ہیں۔ جو ان کی وفات و مدد کے لئے تھے۔ یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔

پہو تھا مکتوب

درحقیق واثبات شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
موافق قواعد سنیاں

نیشنل کمالوں کے مطابق حضرت امام حسین کی شہادت کے اثبات و تحقیق میں

بجواب خط

مولوی فخر الحسن صاحب (گنگوہی) مدظلہ العالی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمام قرین تہاں کے پیر کے لئے یہی اور ہر
مقام پر ہوں کے سرکار پر ہے آقا محمد و آلہ کی اولی و
صحاب سب پر ہو۔ فقہ کی تعریف اور ہر قول پر ہو۔
پہلو میں چند قصیدیں لکھا ہوں کہ مدعا ثابت اور اس کی
وضاحت الٰہیہ کے بغیر مشکل ہے، اور یہ مقدمات ہی
مقدمات اور یہ سبب حضرت امام حسین و آلہ
پر چار مقدمہ ہیں۔ یہ سبب امام حسین و آلہ
سبب ہے ان سبب کے لئے ایک دو مقدمہ

الحمد لله رب العالمین والصلوة
والسلام علی سید المرسلین سیدنا محمد
والآلہ وصحبہ اجمعین بعد صلوة اولی شفا
چند مقدمہ کہ ثبوت دعاء و خروج آل ابی المقدات و
سبب آل مقدات این سبب
مقدمات اولی الخ حضرت امام حسین و آلہ
مقدمہ اولی الخ حضرت امام حسین و آلہ
مقدمہ ثانی الخ حضرت امام حسین و آلہ
مقدمہ ثالث الخ حضرت امام حسین و آلہ

بہادری ازوشان ممکن۔ عقیدہ ماضی شیعہ ان نیست
کہ امام رضا (علیہ السلام) ازل مشن باشد بر چندین مقام
ہیں قد کافی ست پر مقام مقام جواب ست بیان
اصرا خود ہیں ست۔ عین دلیل ضرور نیست۔ زیر اگر
صرف یہ طرفہ شیعہ بیان ست و اعتراض بر کسی ہمیں
ست کہ معارض مذہب و اصول مذہب و اشیات
کردہ آید۔ پس اگر گوئیم کہ مذہب ماضی نیست کیونکہ
مذہب ماضی ست۔ کفایت میکند۔ ایراد دلیل درین
مقام ضرور نخواہد بود۔ اما ہم اشارہ اجمال یا بیطرف
ہر کردہ میروم تا تاخر سنا بعد غالب حق را از ماہ اتم باشد
و بر تصعب اعتراض و تخاصی۔ و قصد اساسی بد معلوم
باشد کہ ری نوی صلی اللہ علیہ وسلم چه بود و از حضرت غلامی
پر خطاب آمد۔ و قد فعلش غم معلوم باشد کہ ای
حضرت ذوق علیہ السلام چه بود و قد فعلش غم معلوم باشد کہ ای
چرا شد و فرمود۔ پس چون حال ایضا ہم مسلمہ و را بہادری
مین است محال دیگر قہدن چه باشد۔ پس چگونہ

ماہوی (نام ابوحنیفہ مکتوفیہ) کا شروع امام اور متہد ہیں
کہ بہت ہی عقلی سے ممکن ہے۔ ہمارا عقیدہ شیعوں کی
طریق نہیں ہے کہ امام سے بھول چوک محال اور عقلی ممکن
ہے۔ ہر چند کہ اس مقام پر اسبقہ رکھنا کافی ہے کہ جو کسی
مقام جواب کا مقام ہے۔ اپنے اصول کا کلمہ دینا کافی ہے
دلیل کا پیش کردہ ضروری نہیں ہے کہ کسی اعتراض شیعوں کی
طرف سے ہے اور کسی پر اعتراض بھی ہو سکتا ہے کہ اس
کے مذہب اور اصول مذہب کے خلاف کسی بات کو پیش کر
دیا جائے جو اس کے معارض ہو۔ پس اگر ہم کہیں کہ ہمارا مذہب
یہ نہیں ہے کہ گوئی کہتے ہیں ہمارا مذہب دوسرے تو خاکم
دینا کافی ہے۔ اس مقام پر دلیل کا لانا ضروری نہ ہو گا۔
تاہم اجمال اشارہ اس حرف میں کر کے میں آگے روانہ ہوتا
ہوں تا کہ غم و فکر کرنے والے حق کے طریقہ را نظر کو ماری
طرف سے کوئی دہانت نہ مل ہو جائے اور تصعب ہمیں
کے تینوں کے قیض سے صوم ہو یا چاہتے ہیں میں تیسری
و ہر کام فیصد کیا تھا۔ و حضرت حق کی طرف سے کہا تھا

لست غزوہ بدر سترم میں ستر کافر کشتہ ہر ستر کہ آپ نے سمارے شہر دیکھا۔ یعنی نے حق کا مشورہ یہ بھول نہ چکے
نیکو چہ دیکھ کا مشورہ ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند نہ پا چکا ہے۔ عقیدہ۔ نظر اور وقت میں سے کہ
بقی سب قیدیوں سے قادی نے کرائی کو چھڑ دیا گیا۔ البتہ محنت و اعام کو کہہ سکتے ہیں۔ بجز سب کی رائے سے چھڑ
دیا گیا۔ س پر آتیں نازل ہوئیں۔ ہاں کان یسین نہ یسین نہ سسری حتی یسین فی ذکر من
شہید و نہ عنین السد شیا علی و اللہ یسیریند الا خبر و اللہ عزیز و حسینہ۔ میں نے
نہن کے لائق نہیں کہ ان کے فیصدی بق رہیں جب تک کہ وہ۔ میں میں ہجو مرت و غریزی نہ کریں۔ تو وہ
وہاں اسباب چہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت کو چاہتے ہیں اور اللہ غالب حکمت دانہ ہیں۔ ہر دفعہ
۱۵۲ (۱۵۲)

تکوینہ کہ

"الْحَبْدُ تَحْدُثُ بِخَطِّهِ فَيُصِيبُ"

سب دیا " میں کیا حکم فرمایا۔ پس جب اپنے عظیم السلام کا حال اجتہاد میں یہ ہے تو دوسرے مجتہدوں کا

کیا ہوگا۔ اس لئے یہ کہیں کہ

"مجتہد خدا بھی کرتا ہے اور ٹیک فیصلہ بھی کرتا ہے"

مقدمہ دوم

عظیم آئو مجتہدوں کے امور بات بات
اجتہاد کو پیش قدمی اند۔ آج کل کے
دیگر روایت۔ وہ انہی میں سے کہ کہ بات بات
مروزیست۔

مقدمہ سوم

ترجمہ آئو حقیقتہ اجماع میں
در حقیقت اجماع کہ ہماری رائے یہ ہے
دعا کرنا ہی طور پر رائے زنی کہ اس امر میں
ست یا جہاں نہ قطعاً حوالہ دینا چاہیے
ماہر لکھنا حسنات حسنات
عند اللہ حسن۔

یہ زمانہ ہرگز حجتہ اجماع سے۔ ہر مکتبہ دار
چاہے وہ بھی جلد روایت قطعی سے نہ روایت
روایت تیسرے میں خودی یا شدہ کہ عرض کردہ شدہ
پس اگر نہ وہ کسی از حالہ دی لای امری رقبہ دیگر

میں۔ اور بحیثیت کے مجتہدوں میں معلوم ہے کہ حجت
دو دوسرے اسلام کے رائے کیا تھی اور ہر نے یہ بات

دوسرا مقدمہ

دوسری بات یہ ہے کہ مجتہد
اپنا اجتہاد کے مطابق عمل کرتے
حکم دینے کی غرض سے ان کے لئے دوسرے لوگوں کو
روایت نہیں ہے وہ ان سے جو کہ کہ روایت کی
پیروی ضروری نہیں ہے۔

تیسرا مقدمہ

تیسری بات یہ ہے کہ اجماع
اجماع کے متعلق کہ حقیقت یہ ہے کہ ایک
پایادہ کے تمام اہل رائے کسی معاملہ میں اس رائے
دیں کہ یہ امر میں اختلاف واقعی کی کہ پر سرطانی یا اس رائے ہے۔
صرف مخالفت ذکر اجماع نہیں کہہ سکتا چنانچہ مجتہد
جس امر کو نہیں اجماع میں تو وہ اللہ کے نزدیک میں
اچھا ہے۔

جو اجماع کے حجت ہونے کی دلیل میں سے ایک
دلیل ہے وہ بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ اجماع
میں دیکھنے سے دل کا دیکھنا اور اسے ذکر اجماع کا دیکھنا

لے ایک حکمت میں کہ لوگوں کی بربادی نہ ہو کہ انہوں نے حجت کہا۔ دو دوسرے اسلام نے حکمت کی دلالت اور
جو لوگوں کی قوت کو برباد کرنا حکمت والے کو دینے کا حیرت انگیز جو مشرق کے معجزات کی ایک چوٹی اس میں جو لوگوں کا باطنی
تکلف و تقاسم سے میں میں اسلام نے لوگوں کی بربادی سے یہ فیصلہ کر دیا کہ چہ ورنہ کہنے کے لئے حکمت والے کو دی
جائز کہ زیادہ کرے اور بحیثیت والوں کے حکمت پر دیکھا کہ وہ کیا تھی کہیں۔ جب حجت پہلی حالہ کہ گیا تو اس
لوگوں کو پس تو ہیں اور حکمت والے کہ حکمت دے دیں۔ وَدَاوُدَ وَهَبَ آيَةَ الْاٰمَنِينَ فِي الْحَسْرَةِ اَلَا
فَقَدْ نَشَأَ فِيهِ عَقَمَ الْقَوْمَ فَكُنْ لِقَابِهِمْ شَهْلِيْنَ ۝ فَقَدْ نَشَأَ سَوَاقِمْ ۝ سَمِعَ نَبِيًّا رَوَتْ

مبادیہ کہندہ دینی آئینہ قدیم دہاں امر بطور مذکور
نظر اندازاج او شان اختیار مذکور لازم یا غدا اہل
رانی بودند و متعلقہ ہاں مذکور او شان شدہ این را
اجماع نبایہ تختہ و ہمچنین اگر شخصی یا جماعتی
برامری فی تحقیق وجہ ملا و حرمت اصطلاح کر نہ چنانکہ
در رسوم می باشد اجماع خود بود۔

کا دیکھ اسی طریقے سے جو کہ ہے جیسا کہ عرض کیا گیا
ہیں اگر صاحب رائے طار میں سے ایک دو عالم کسی
بات کی طرف گئے اور دوسروں نے سستی اختیار کی اور
خود بھی اس کے پیرو کر اس مسئلے میں مذکور طریقے سے
خود کریں، انکا اجماع اختیار کیا یا خود صاحب رائے نہ
تھے اور تقلیدی طور پر ای کے پیرو بن گئے تو اس کو

اجماع نہ کہنا چاہئے اور اسی طرح اگر کسی شخص یا کسی جماعت نے کسی امر میں مطلق اجماع کو ماننے کی
وجوہات کی تحقیق کے بغیر اصطلاح بنائی جیسا کہ رشادی بیاد کی (موسم) میں جو کہ ہے تو وہ اجماع نہ ہوگا۔

مقدمہ چہارم | چہارم آنکہ اجماع اجماع مذکور
ہم بعد تحقیق اجماع لازم ست
اگر سند قبل تحقق و اعتقاد اجماع مختلف فیہ باشد
کسانیکہ بیشتر از اعتقاد اجماع مخالف اجماع کار
کردہ اند او شان خود معین مخالف اجماع خواہند
شد۔

چوتھا مقدمہ | چوتھا مقدمہ یہ کہ اجماع مذکور کی
پہر دی اجماع کے ثابت ہو جانے
کے بعد ہی ضروری ہے۔ اگر کوئی سند اجماع کے تحقیق
اور ہونے سے پہلے اختلافی ہوگا تو وہ لوگ جنہوں نے اجماع
کے منقہ ہوئے سے پیچیدہ بعد میں منقہ ہونے والے
اجماع کے مخالف کام کیا ہے تو وہ لوگ اجماع کی مخالفت
کے طعنہ میں ہیں انہیں گئے۔

مقدمہ پنجم | پنجم آنکہ اجماع مطلق مذکور چیز
اور کثرت و عدم خلاف چیز دیگر
و فیض این ست کہ
مُتَّحِدُونَ رَأَیَہُمْ وَ کَلَّمُوا مَشْغُولٌ عَنْ
تبعیتہ

پانچواں مقدمہ | پانچواں مقدمہ یہ کہ مطلق نفوذ
کا مستند ہونا دوسری چیز ہے اور
خلافت کا ہونا دوسری چیز۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ
"تم میں سے ہر ایک بخوان ہے اور تم میں سے ہر
ایک اپنی رعیت کے پاس سے ذمہ دار ہے"

پس بیعت برای مستلزم نقلا بیعت وہ
حق رعیت است و ہمیں ست معنی وجوب و لزوم
بیعت ہاں مل و عقد ہم بیعت، حضرت ابی مشر
مشہ مستلزم وجوب اطاعت و رقی حتم و عدم و
اجماع او شان ست مذکور میں و مالی و اولاد و غیر ہم
مذکور حق حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ و اتباع او شان
و انکالہ اند کہ مد معین و بائعہ اہل مل و عقد

اس لئے وجہ دار کا بیعت کرنا اسی کی رعایا کے حق
میں بیعت منقہ ہو جانے کا موجب ہے اور یہی معنی
اہل مل و عقد کے بیعت کے واجب ہونے کے۔ پس مثال
کے طور پر ابی عمر رضی اللہ عنہ کو زیادہ کی بیعت کرنا ان کے
لوگ کرنا اور ان کے متبعین کے حق میں بھی اطاعت کا
موجب ہے۔ جن میں طارین، غلام اور اند و غیر ہم
شامل ہیں لیکن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے متبعین

لوگوں کے اوپر واجب نہیں ہے اور ملانے یہ جو کہات
کہ اہل مل و عقد کے ہاں سے کسی میں کھلاڑی نہیں ہے
اس کی جیاداسی ہے کہ اہل مل و عقد کے دو دیکھنے لگنے کو
مقرر نہیں ہے بلکہ اتفاق اور اختلاف کو کہے اعتبار سے
اہل مل و عقد میں سے کم اور زیادہ ہو سکتے ہیں اور یہ بات
نہیں ہے کہ عام بیعت عقد ہونے کے حسب اتفاق
اہل مل و عقد میں سے ایک دو آدمی کی بیعت کر لینا
کافی ہے۔

مثال کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
قیوں خفا کی غفلت کے زمانے میں اہل مل و عقد کا مصداق
ایک شخص سے زیادہ تھا۔ یہ مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی صلہ اور جنگ تمام مسلمانوں کی صلہ و جنگ تھی
اور اسی طرح آپ کے خفا کی صلہ و جنگ ان کی غفلت
پر تمام کے تحقق ہو جانے کے بعد تمام رعایا کی صلہ و جنگ
تھی اور اس کے بعد کہ یہ اتحاد (چوتھے خلیفہ کے زمانے میں)
اتفاق میں بدل گیا اور خاص جہاد پیدا ہو گیا تو اہل
مل و عقد بھی بیعت ہو گئے۔ ہر چہ امت کا اعتبار اہل مل و
عقد کے نہیں بلکہ مصداق ہی کیا گیا۔ اس وقت اہل مل و عقد
میں سے ایک شخص کی بیعت مطلق غفلت کے منقذ تھے
کا سبب ہوئی کہ عام غفلت کے منقذ ہونے کا جو لوگ
اس کے پیرو ہوئے خلیفہ کا اتباع ان پر لازم ہو گیا پس
دوسرے اہل مل و عقد اور ان کے پیرو زیادہ لوگ جو کسی بیعت
میں ہیں اور کسی کو پابندی میں ہیں وہ لوگ اس بیعت کے
وزم اور واجب ہونے سے آزاد ہوں گے بلکہ اگر وہ
اہل مل و عقد بیعت اور لذت کا باعث مسلمانوں میں سے
کسی ایک کے باعث میں دیدیں تو تمام مسلمانوں کو خود کسی
کے تابع ہوں یا نہ ہوں اس شخص کی فرض فرمائی ضروری

شرط نیست بنائش برین است کہ وجود اہل مل و عقد
لقاعدہ معین نیست۔ باعتبار اتفاق کو کہ و تفرق کو کہ
اہل مل و عقد قلیں و کثیرین شوند۔ نہ آخری برای عموم انعقاد
کیف مالتفق بیت یکدو کس از اہل مل و عقد کافی است۔

مثلاً زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و غفلت
خفا نہ مقتضی اہل مل و عقد یک کس بیش نبود۔ عوام
بیعت کہ صلہ و جنگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صلہ و جنگ
ہمراہی اسلام بود و کثیرین صلہ و جنگ تمام جہاد اتفاق بود
بیشغلقت و اہل صلہ و جنگ بعد رعیت بود و پس از ان
کہ اس اتحاد مہمل با تفرق شد و جہاد عقد کے جدا جدا پیدا
شدند اہل مل و عقد کثیر شدند۔ مروجہ ہر چہ امتی مصداق
مفہوم اہل مل و عقد بود۔ دین وقت بیعت یک کس
ان اہل مل و عقد موجب انعقاد مطلق غفلت تمام جہاد کا بنا
ان اتباع آہل انما تبلیغ خلیفہ ہر شان و مذہب امامت کی
و اتباع و دیگران یا سائیکہ نہ در حیرت کسی اندوہ و لرزہ
کسی ازین فرم و جو بر سر فوج اعظم اندہ ہاں اگر ہمہ
اہل مل و عقد دست اذات و کف بیعت بدست کی باز
بہا اسلام و ہند میں کس را از اہل اسلام خواہ انما اتباع کسی
باشند یا نہ طاعت ان کس لازم و واجب تھا بود۔ و
مقررہ ریچتر پاشید زیادہ ان میں مبالغہ غفلت کی
سوائے خود و خود و ان کی سرحد فراتر بیادیش و سقد
جو پیش و غرض لازم یہ۔ اما باقیان از اہل مل و
عقد ہر روز ان میں طاعت و کس اندہ آری اگر

اور لازمی ہو جائے گی۔ اور اگر یہ کچھ نہیں پوچھی کریں تو اس سے زیادہ کہنے کا موقع نہیں ہے کہ خود سچے کوئی ہے نہ جو اور غیر سچے کو اپنی دل چاہنے والے لوگوں کو اس کی پیروی اور فرمانبرداری ضروری ہوگی لیکن باقی اہل مل و عقد اس قسم کی ہر ایک طاعت سے عاجز ہیں۔ اہل اگر کوئی شخص ایسی دنیوی مرکزیت رکھتا ہو کہ وہ اپنے ساتھ کوئی دینی دار و لشکر رکھتا ہو لیکن علم و عمل میں دوسروں کے برابر نہیں ہے اور دوسرے جو کہ علم و عمل سے کاڈھتہ رکھتے ہیں تمام کے تمام متحقق ہو جائیں اور کسی کی امانت قبول کر لیں، اس وقت تک وہ دنیوی شخص کو اور اس کے پیچھے چلنے والوں کو ان کی دنیوی ضروری ہو جائے گی کیونکہ وہ وقت اللہ کے احکام اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارات کے مطابق واجب اور حرام ہیں اور اہل مل و عقد اس کے قریب ان میں سے بڑھت میں سے ایک طرفہ کیوں نہیں مقرر تاکہ دین میں کچھ حاصل کریں اور اپنی قوم کو جب ان کی طرف واپس آئیں اور ان تک وہ خدا کریں اور نیز نسبت "ادعت کروتم اللہ واولیہ" کے کہ تم بھول گئی کہ تم میں سے جو حاکم ہوں اس طرح کے لوگوں کی طاعت پر راجح و اہلست کرتے ہیں بشرطیکہ انصاف سے کام لیا جائے

اگر وقت کی تنگی مانع نہ ہو تو اور اس بحث کا موضوع سے نکل جانے کا معاملہ موجودہ حالت کے مطابق رکاوٹ نہ بنے تو اس بارے میں تم پر یہ چل بولے بغیر ایک

شخصی بحث دنیوی چٹان داشتہ باشد کہ لشکری تان فرمان یمنان دارد اما مدخل و عمل ہم سنگ دیگران نیست و دیگران کا مدخل و عمل ہم سنگ وافر و از مدخل یمنان و کینان شوند و دست پست کسی نبندد آنوقت شخص مذکور و اتباعش را نیز اتباع و اقتدار او شان لازم خواهد افتاد۔ چہ او شان حسب اشارات ربانی و ہم کنایات نبوی واجب الاعمال اند و اہل مل و محنت و دینی اور یہ فلو لا نعلم من کل فرقہ و سخر طائفہ لیتفقوا فی الدین و لیسننوا کتوسمہم اذا اجتمعوا الیہم لعلہم یحذروا و ہم جملہ و یتبعوا اللہ و اطیعوا اللہ رسولہ و اولی الامر منکم۔ اگر انصاف باشد وجوب اطاعت انہیں کس کا لازم و انحرار۔

اگر متفق وقت مانع و فرقہ این بحث از بحث

مزام حال نمودن و میں بارہ نقیض یہاں سیکروم باشد اندر قد تکلیفہ الی شائق نیست کہ

لے یہ آیت میں سولۃ تعی من کل فرقہ۔ ہم را ہدایت سورۃ قہ کہ وہ میں ہے، متہم
لے یہ آیت میں سولۃ تعی من کل فرقہ۔ ہم را ہدایت سورۃ قہ کہ وہ میں ہے، متہم
لے یہ آیت میں سولۃ تعی من کل فرقہ۔ ہم را ہدایت سورۃ قہ کہ وہ میں ہے، متہم
لے یہ آیت میں سولۃ تعی من کل فرقہ۔ ہم را ہدایت سورۃ قہ کہ وہ میں ہے، متہم

باوجود عقل آدمی کیلئے شرافت تو کم ہے کے مطابق جو کچھ کہا گیا۔ جنمائی کے لئے کافی ہے اور یہ آخری نکتہ ایک پیدا ہونے والے فطرعی پسے ہی سے جس بندی کیلئے ہے یہ شاید کسی کی زبان پر یہ بات آجاتے۔ بالجمہ بیت اسحق انعقاد کو ایک دو آدمیوں کی بیعت سے بھی حاصل ہو جاتا ہے اور بعد انعقاد تمام یہ عمل عقد کے متعلق ہونے کی ضرورت نہیں

ہو سکتا۔ ہاں اگر اہل حل و عقد کی اہلیت ایک ہی شخص میں منقسم ہو جائے تو اس وقت خوفت کا عام ہونا ایک شخص کے ذریعہ سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔

اور وہ جو کہ شرع مقاصد میں ہے (کر) ادا امانت کنی طریقوں سے عقد ہو جاتی ہے۔ یہی میں سے ایک طریقہ اہل حل و عقد کی بیعت کرنا ہے یہاں تک کہ پھر مصنف شرع عقد حدیث کہا۔ بلکہ اگر کسی ایک ہی ولی بالکمالت ہی سے حل و عقد وابستہ ہو جائے تو کسی ایک کی بیعت کر لینا کافی ہے۔

اس کے بعد صاحب شرع مقاصد نے کہا اور دوسرے طریقہ انعقاد امامت لاستیون ہے جس سے اگر یہ طریقہ مطلق انعقاد امامت کے طریقہ ہوں تو یہ معنی ہیں کہ مطلق انعقاد کے لئے ایک دو آدمیوں کی بیعت اور نیز انعقاد اور غدا و شوکت کافی ہے لیکن مطلق انعقاد سے عقد کا عام ہونا لازم نہیں آتا۔ اب حضرت امام حسین کا زینہ کی حالت لازم ہو اور اس کے نمونہ قدر عظیم ہو اور اگر وہ طریقے کا انعقاد میں غفلت سے عام اور اس کو ہونے کے طریقے ہیں اور صحیح معنی میں ہے تو معنی یہ ہوں گے کہ اگر اہل حل و عقد فقہ ایک دو شخص ہی تو ہیں کافی ہیں کیونکہ ہر حل و عقد سے لے کر ان حد اعتبار نہیں ہے لیکن اس صورت میں بھی حضرت امام حسین کو زینہ کی حالت ضروری نہیں ہو جاتی کیونکہ ان کی ضرورت

نکتہ شد بہر نہائی کافی است۔ و این نکتہ اخیر و دفع دولہ قدرت کہ شاید بر زبان کے آید۔ بالجمہ مطلق انعقاد بیعت کے دو عمل مشہور و عموم و شمول انعقاد فی اطلاق ہوا اہل حل و عقد حضور نیست۔ ہاں اگر اہل حل و عقد در یک کس منقسم گردد آنوقت عموم خلاف بیعت کس نیز حاصل می توان شد۔

ہو سکتا۔ ہاں اگر اہل حل و عقد کی اہلیت ایک ہی شخص میں منقسم ہو جائے تو اس وقت خوفت کا عام ہونا ایک شخص کے ذریعہ سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔

و آنچه در شرح مقاصد است و انعقاد الزاماً بطریق احدھا بیعت اھل الحل و العقد الی ان قال بل لو تعلق الحل و العقد بواحدھا مضاعف گفت بیعتہ

بعد اہل گفتہ والثنائی استخلاف الاموال الخ اگر طریق مطلق انعقاد با مشنہ معنی آنست کہ برای مطلق انعقاد بیعت یکدو کس و ہم انعقاد و ہم قہر و شوکت کافی است لیکن در مطلق انعقاد عموم انعقاد لازم نمی آید تا حضرت امام زینہ کی زینہ لازم ہو و حضرت امام حسین کے زینہ لازم ہو و اگر طریق انعقاد مطلق معنی عموم و شمول خوفت اندو معنی بیعت است و معنی آنست کہ اہل حل و عقد در یک دو کس منقسم ہو و اہل حل و عقد کافی اند۔ زینہ کہ عددی برائے اہل حل و عقد معینی نیست۔ لیکن عدسین صحت بہر حضرت امام حسین اہل عت پر ضروری نیست۔ زینہ کہ عددی فی الجماع جملاً اہل حل و عقد متصور نیست۔ چنان حضرت امام

بیعت کردند اتفاق جسد میر نیامد۔ بالحد اند
نصرت ہر اہل صل و عقد پابند و پابند یا
چار۔ اہل عدوی برای اوشان معین نیست۔

مقدمہ ششم
ششم آنکہ ترقی چیز دیگر است
و نفع بیت چیزی دیگر چنانچہ
نقل مہدی علیہ السلام و نہایت عہد چیزی دیگر
بکہ: وَفَوَا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانًا
مَسْئُولًا ۖ فَلَا تَقْضُوا الْآيْمَانَ بَشَدًا
تَوَكُّدًا ۚ مَنوع است۔ و ثانی بارشاد و ثانی
بشد الذی یجزم علی سوا آیم۔ مباح
بہنیں خروج بر امام بعد بیعت مَنوع بالذات است
و مباح بیت وقت مَنوع بابت خود مباح۔ اگر فاسق
مردی از آن خلاف باشد قتل حقوق و صدور مظلوم و توان
حکم و احکام و شیون بدعت و در اہل مظلون بکرمزدی
الوقایع است۔ و دیوقت مَنوع اگر صاحب ہستی بر خیزد
و دست بدان غیظ آویزد و از سر مَنوعش بر کشد دست
دست مادی زند فاعلی را نیدام کند مرتضیٰ کند و میں
بہنیں بگفتن و لازم کار بر آمد اہل اگر

تمام اہل صل و عقد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ پختہ نصرت ہر
صالح نے بیعت نہیں کی اس لئے سب اہل صل و عقد
مرتضیٰ ہونا حاصل نہ ہو سکا۔ آتے آتے اس حدیث میں
تمام اہل صل و عقد دو کے پابند ہوں گے یا چاہے کہ۔ اہل
ان کے لئے کوئی حد و مقرر نہیں ہے۔

چہا مقدمہ
پہلے یہ کہ کسی غیظ کے خلاف بغاوت
اور چیز ہے اور بیعت توڑ دینا دوسری
بات ہے۔ چنانچہ عہد شکنی کرتے دوسری چیز ہے اولیٰ
کو خیر کر دینا اور بات ہے۔ اولیٰ میں عہد توڑنا تو وہ عہد
کو پورا کر دینا کہ عہد کے بارے میں سوال کیا جائے مگر توڑنا
کو ان کی تاکید کے بعد مدت توڑنے کے مطلق ناجائز ہے
اور عہد شکنی پر مارنا تو برابری کے لئے پران کا خلاف عہد
کو چھینک دینے اور شوالہ باری کے مطابق مباح ہے۔ اسی
طرح امام کے خلاف بغاوت بیعت کرنے کے بعد ذاتی
طریقہ یا چہا تہ ہے اس وقت سے مَنوع کے وقت بری
ہو جانا اپنی جگہ مباح ہے۔ اگر کوئی فاسق خلاف وقت گفت
پر چڑھ بیٹھے کہ از حقوق کا ضائع ہو جائے مظلوم کا سارہ ہوا مظلوم
کا احکام الہی میں سست پڑ جائے یا جانوں میں بدعت کا
شائع ہو جائے لگائی کیا جائے بلکہ ان امور کا واقع ہونا کھلی
ہے۔ اس وقت مَنوع کی وجہ سے اگر کسی موت

لے وَادْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانًا مَسْئُولًا۔ (پہرہ ششم بنی اسرائیل کو کہہ دے)

لے وَلَا تَقْضُوا الْآيْمَانَ بَشَدًا تَوَكُّدًا ۚ (سورہ نحل کو کہہ دے)

تہ ہر آیت ہے۔ وَادْفُوا بِالْعَهْدِ ۚ مَنوع علی سوا آیم ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا
يُحِبُّ الْخَائِبِينَ ۚ اور اگر آپ کسی قوم سے دغا دے جو قس کا عہد
کے خلاف بیعتیں کیا ہوں اور وہ بربر ہو جائیں۔
مکہ اس تعالیٰ دغا دہان کو پسند نہیں ہے۔ معصیہ ہے۔ کہ اگر کسی قوم میں ایسا شاعر یا شاعر
ہو کہ اگر حکومت کہیں آئے اور عہد دیں کہیں۔ مصلحت کی دست۔ اسی وقت غرضتوں میں
مکہ اس تعالیٰ دغا دہان کو پسند نہیں ہے۔ معصیہ ہے۔ کہ اگر کسی قوم میں ایسا شاعر یا شاعر
ہو کہ اگر حکومت کہیں آئے اور عہد دیں کہیں۔ مصلحت کی دست۔ اسی وقت غرضتوں میں

(سورہ اقبال کو کہہ دے پارت)

دیں عز و نصیب فقہ پر خیر و آبروی دیں و
 اپنی دیج ریز وابتہا ناست عرض حاضر محل ایس
 محال خواہد شد۔ پس بقصد مقاصد انکار و انکار
 ضروری ست۔ اگر کوئی دین نظر آید یا نہیشانی
 ہاں دیں مخوف و دہشتناک کہ یہ ان لوگوں کی لاگردند
 و سر نقد صدقہ بر جان و مال خود یا اتباع بکلیان
 خود افتادہ پیشندایں خود از حق است۔ مشکلیں
 عزیت ہاں ست کہ از علم شہادہ ملحق عند
 سلطان ہاں کہ اولیٰ قال فقیدہ باشی مگر دانی کہ
 اندیشہ فقہ و فساد چنانچہ با اعتبار و قائل مختلف
 ست و ہمچنین باعتبار اندیشہ کمال مختلف ست
 بی رادریک واقعہ اندیشہ آبروی کاری آئند
 وبتہ رای گزایند و یکی را امید با کار میفرمایند و
 ہمیش رای افزایند پس اگر شخص از اقامت فلسفہ
 از سبب غلوک از قضا برسد و دیگری امید دین
 عہل و نصیب وارد آن را متوج و دین را سبب
 خوب بود۔ باقی این قصہ را خداوند کردی کہ ام پر
 عیاب ست و کہ ام یہ خطا المجتہد
 غلطی و عیب۔

والا شخص اٹھ کھڑا ہو اور فیلف کے دین کو کچھ ملے
 جو اس کو معرفت کے وقت سے آتا۔ سمجھنے ورنہ
 منصف آدمی کے ہاتھ پر سمیت کہ قوم کو نقص
 کو ایسا نہیں پائے کہ وہ ترش و موداد کی بی بی
 پر ہاں چھائی اور دینا سبب نہ شافقت کی آواز بلند
 کہہ۔ ہاں اگر اس ناسخ فیلف کے آواز بلند و دوسرے
 کو مقرر کرنے میں فقہ چھ ایسا ہو جائے اور دین ادا
 دین کی ہے آبروی جو تو حاضر طور پر ایسا کہنے والے
 کہنے نہ شافقت پیدا ہو جائے گی۔ اس سے فسادات
 کی مقدار کے مطابق تبہ اور برین زدنی ہے۔ اگر
 دین کا شہادہ منصف ہو تا نظر کہے یا اہل دین یا ہشانی
 کا کہی غالب ہو تو اس کے خلاف اٹھ جائے نہیں کہ
 اس کام کے قریب ہی چلیں اور اگر کوئی صدر اپنی
 ہاں یا مال یا اپنے موافقین ذابہ دلائل پر راق ہو
 دیکھیں تو یہ بہت کام ہے۔ اس اولو العزم کا قصہ
 دہی ہے جیسا کہ جابر بادشاہ کے سامنے حق کا کہت
 بی شہادت ہے کی حدیث کہ منہ سمجھا ہوگا۔ مگر
 تمہیں معلوم ہے کہ فقہ و فلسفہ نہ دینا سمجھا کہ انتہا
 کے اعتبار سے شرف سے ہی طرف از دین کہنے والوں

کے اعتبار سے ہی مختلف ہو کرتا ہے۔ ایک شخص کو فیکہ و فقہ میں کہنے ہی عیب نہ ہو
 ہوتے ہیں اور بہت کو توڑ دیتے ہیں اور ایک شخص کے لئے امید افزا ہوتے ہیں و اس کی
 بہت کو بڑھاتے ہیں پس اگر کوئی شخص کسی فاضل کو فقہ سے آواز میں فتنوں سے ڈرتا
 ہے اور دوسرا اس کو آواز سے اور دوسرے کو فیلف مانتے ہیں امید کہتے تو ڈرنے والے
 کے لئے منوع اور نہ ڈرنے والے کے مبالغہ ہوگا۔ باقی اس قصہ کو اللہ ہی بانٹا ہے کہ کسی
 کی رائے ٹیک ہے اور کسی کی غلط کہی جو جہد سے غلطی ہو جاتی ہے اور درست ہی۔

لہ وَاَخْلَلَ لَهَا دَمِي قَالَ كَيْفَ بَقِيَ عِنْدَ سُلْطَانِهَا بَرَجُشَا فَمِنْ بَرَجُشَا بَرَجُشَا بَرَجُشَا بَرَجُشَا بَرَجُشَا

درالہیت ویلیقت خلافت

خلافت بدو گزست۔

بہشتی توحید خدایت یاور و پوروس ایتقدہ
یاقوت نقابا ہر دور کثیتہ ہم یہ رسد و صلاح و
تقویٰ و ریتقا بہا لہیت

وایہ آنکہ خلعت خلافت بر ملای محل او
رست آید۔ یعنی تمکین دین از دست او منقوی
بود۔ یں قسم یاقوت بی علم وافر و عمل صالح و
نسیبہ بہا ہست بلند و ترک دنیا میر نمی
توان شد۔ پس آنچہ در حدیث ناسی مروی
ست کہ :-

ہایعنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم علی سماع والطاعة فی الیسر
والعسر والمنشط والمکرة وان لا نلزم
العسر علیہ وان نقول از نقوم بالحق
حمت ما کنا لا نخلع سومة لانسو

نظر براتین ہیت ثانیہ ست کہ از منزلة
امر باوجود ان ایتہ من فرمودہ اند۔

دلیل اول

اولیٰ دل میں حدیث ست
چہ جملہ اخیرہ احسن ان
منول از نقوم بالحق ان خود برین قدر
دارد و انکہ دارد کہ اگر خلیفہ وقت فاسق بود
و اذن باید داد۔ و ایں امر بارچہ اہم ہست

خلافت کی لیاقت اور اہلیت کے بار میں

ساتویں بات یہ ہے کہ خلافت کی لیاقت اور خود خلافت قسم
کی ہوئی تھ۔ قول یہ کہ خلافت کی یہ نہ ہو کہ اس
شخص کے لئے فقط جائز ہو۔ حتیٰ لیاقت صرف سلام
اور قریشیت سے حاصل ہو جاتی ہے اور یہی اور چہ لیاقت
کی اس میں جہل ضرورت نہیں۔

دوسرے یہ کہ خلافت کا لباس اس کے قدر
بٹا آجائے۔ نیز اہل مہذب ہے کہ دین کا اقتدار اس کے
ہاتھوں میں اقل ہو کہ اس قسم کی لیاقت کثرت علم
عمل صالح اور حسن تدبیر بہت جہت اور ترک دنیا کے
بغیر میر نہیں ہو سکتی ہے اس لئے جو کچھ کثرت
کی حدیثوں میں روایت کیا گیا ہے کہ :-

”ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تسبیح
اور فراخی، شکر اور دلکھ میں مطلع و فرما ہوا ہے کہ
بیت کی اور یہ کہ ہم اہل بیت کسی امر میں جھگڑ
نہیں کریں گے اور یہ کہ ہم حق کہیں گے اور حق پر قائم
ہیں گے ہم جس عمل میں ہیں ہوں گے ہم کس عادت
کے لئے اس کی عادت سے نہیں ڈریں گے“

اسی دور کی اہلیت خلافت پر نظر کرتے ہوئے
ہے کہ ان میں جھگڑنے سے اس کی اہلیت تک باوجود
منع فرمایا ہے۔

دلیل اول

اولیٰ اسکی دلیل اول تو یہ حدیث
ہے کہ خود آخری جہد میری مراد ہے
ان نقول و نقوم بالحق ان خود اتنی بات پر واضح
دلیل ہے کہ اگر خلیفہ وقت بدکار ہو تو حق بات کا
اعمال کرنا پڑے اور یہ امر مجددہ اہم اسس

وقت ظہور کنند کہ غلبہ بیعت توان کرو۔

دلیل دوم آدمی در مقام فاسق و منافق است
 اخلافت و نشان دادن و اول بکمالش
 بچند معصی کنون و لازم ذات نیست که احتراز
 از آن قابل اجتناب باشد۔ باقی نشانده اندیشہ
 فتنہ و فساد موجب نمی باشد اگر حق باشد و بی غیب
 مستحق نیست۔ چه ادا دل الهامان را بطرح معنی
 فرمودند۔ بدین شرط اندیشہ مذکور منع میفرمودند۔
 و اگر بلیط اندیشہ وقوع فساد و بختی وق تعین
 کرده آید قطع ندارد از آنرا که بجمیع احتمالات
 کافی است۔ بجز تحت نبی راجع جواب است که
 فرمود علف مجبور است عانی و آن نقول اف
 نقول صریح الحق معنی اول است نه ثانی۔ اعنی آنکه
 مزاد اہلیت اصناف مجبور و متحمل و زبرد قوت و
 ہمت و محنت تہریر است نہ نقطہ اسلام و قریشیت۔

بہتر آنکہ انقض و خلافت بوجہ استیفاء و قہر
 غلبہ بکرم ضرورت است و خروج اندر بیعت با آنکہ
 فتنہ و فساد از آنکہ بذات خود منوع است پس اگر
 کسی بجز و غلبہ متسلط شود و دیگران را تابع خلافت
 ننماید اگر اس غلبہ دارند و راست کہ سر بر آرد و
 دست انانیتش بدارند۔ آئند خداوند کہ این چنین
 او شایستہ فحارہ آمیزانی و الداعلم

نوکر کبرے ہوں و اس کی رویت سے ہاتھ اٹھا نہیں۔ آئند خداوند بہت کراں دین محمد

در سنہ ۱۲۰۶ ہجری۔

وقت ہی ظاہر ہوگا جبکہ اس فاسق فیلد کی بیعت کو
 کلمے سے نکال پیٹکے۔

دوسری دلیل فاسق کو آثار دین اور اس کی کلمہ
 اصناف بیعت کو بھٹانے پر کلمہ یا انصاف یا شہادت
 ستارہ لازم آتا کہ اس سے دین مذہب کی بربادی
 رہیہ گرفتہ و فساد کا اندیشہ مراد نہ کہ بربادی
 عقل و لاہ و قواس کے لئے بجا بہتوں نہیں ہے۔ لیکن
 اول تو صلحت اس طور پر منع نہیں و اکتفا بہ مذکور
 اندیشہ کی شرط منع فرماست۔ اور اگر اشیائے تعین
 سے فساد کا واقع ہو اس جیسے مواقع پر بیعت ہی بجا
 جائے تو قطع نظر اس کے کہ ہم جواب دینے والے ہیں
 اس کا اقبال ہی کافی ہے سوائے وحی و دعا کی کہ
 اس کا کیا جواب ہے کہ بکمال اخلافت کا قرینہ سری
 مار و دان نقول او نفورم۔ اول کی قطع کرنا بہت نا
 دوسرے کی بجا مطلب یہ ہے کہ اہلیت است و دعوی
 بہرہ زاری از بد اور بیعت کی قوت اور حق تہریر است
 صرف مسلمان اور قریش ہونا کافی نہیں ہے۔

ساتویں یہ کہ خلافت کا انعقاد ظہور و زور
 اور زبردستی کی رویت نہ وقت کے بہت سے ہے
 اور اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی قوت و کرامت
 کے انصاف سے ہے نہ کہ بہت خود غرضی سے
 ہے۔ پس اگر کسی ظہور و غلبہ سے وہیں ہو جائے
 اور دوسروں کو خلافت کے حق نہ دے تو
 ظہور کی میر رکھتے ہوں تو وہ مستحق ہے کہ اس سے

نوکر کبرے ہوں و اس کی رویت سے ہاتھ اٹھا نہیں۔ آئند خداوند بہت کراں دین محمد

در سنہ ۱۲۰۶ ہجری۔

ہشتم آنکہ اتباع و اطاعت آنکہ و خلفاء
و جہل آن مشروط بشرط بقا۔ امامت است و خلفت
مثل اتباع و رسالت و قیادت نمونہ کسی بحال خود باقی است
یعنی صورت بنوۃ و بجای نگریہ اتباع او اور ولایت
شان ضروریہ است و نہایت اوشان از عہدہ بنوۃ
خود بر آئند یعنی بنوۃ شان ضرور گدازد از امامت و
اوشان نہ در نیست خواہ اوشان زندہ باشند مثل
حضرت علی علیہ السلام یا مردہ بوقت مخصوص خود۔
چہنیم خلفاء را باید پنداشت۔ پس اگر خلیفہ از اجنبی
معزول کنند یا خلافت او قبول کنند اتباع او امر و
نواہی او لازم نخواہد بود۔ غایتہ ما فی الباب اینست
عدم قبول تازیبا و مکروہ و ممنوع بود۔ فرض نمائیم کہ
نبوی بنوبتہ اطاعت اولی الامر مدعی العموم است بلکہ
تا وقت بقا خلافت و امامت شان است۔

آنکسوں پر کہ خلفاء اور اماموں کی اطاعت
الہیہ و کاد واجب ہوتا۔ ان کی امامت کے باقی رہنے
کی شرط کے ساتھ مشروط ہے جیسا کہ رسول کی نبوت
ان کی رسالت کی بقا کی شرط کے ساتھ مشروط ہوا
کرتی ہے جب تک کہ کسی کی نبوت، پنی خلافت
پر باقی ہے یعنی دوسرے نبی کی نبوت سے ضرور
نہیں ہوتی تو اس کے احکامات کی ضروری ضروری ہے
اد جب دنیا، پنی نبوت سے عہدہ برآ کر جو جائز مبنی
ان کی نبوت ضرور جو جہتہ تو اس وقت ان کی
پیروی ضروری نہیں ہے خواہ وہ زندہ ہی کیوں نہ
ہوں جیسا کہ علی علیہ السلام اپنی امتدادی نبوت
کے ساتھ دنیا سے تشریف لے گئے ہوں۔ اسی طرح
خلفاء کو بھی سمجھ لینا چاہئے۔ پس اگر کسی وجہ سے خلیفہ
کو معزول کر دیں یا اس کی خلافت کو لوگ قبول نہ

کریں تو اس خلیفہ کے احکام اور نواہی کی تعمیل ضروری نہ ہوگی۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ خلیفہ
کا معزول کر دینا اور قبول کرنا (بعض حالات میں) نامناسب (بعض میں) مردود و بعض
میں) ممنوع ہوگا۔ عرض نبی اکرم کی طرف سے اولی الامر کی اطاعت کے متعلق تاکیدیں عام
طور پر نہیں ہیں بلکہ ان کی امامت اور خلافت کے باقی رہنے کے وقت تک ہیں۔

نہم آنکہ اگر امامت کے باقی رہنے کے وقت بھی ثانی
ثانی یعنی قریشی، شعی و عالم و غیرہ) میں شریک
ہوں اور اگر ان میں کوئی فرق ہو تو شدت اور ضعف
اور زیادتی و قلت میں تو اس وقت انفسل یہ ہے
کہ سب سے زیادہ لچھا کدی کو خلیفہ بنائیں۔ البتہ
یہ واجب نہیں ہے (لوائی ہے کہ اگر انفسل کو نہیں
جیسا کہ خاتمہ ہے چنانچہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
کو دفعتاً بعد خلیفہ ادا کی بیعت کے قصہ
میں اول انصار کے داغ میں خلافت کو بخیر و برکت

نہم آنکہ اگر امامت کے باقی رہنے کے وقت بھی ثانی
شریک باشند فرق اگر باشد در شدت و ضعف و
زیادہ و قلت باشد۔ آنوقت افضل آنست کہ
افضل افضلیہ مگر داند نہ آنکہ واجب است چنانچہ
عبارت دوم از فقہ جمعیتہ خلیفہ اوس باہر جہ بعد
وفات رسول کائنات علیہ السلام و اہل بیت و اہل بیت
اول۔ زواجہ امامت بر افتاد۔ اگر افضلیہ
و عام فہم کی بجای اہل خیال صاف ہو۔ چہ
افضلیہ ہیں و آنہم جاریار و بنیہ عتہ و ہر شہرہ

دران زمانہ ہم حکم ہدایت داشت خصوصاً فضیلت
خلیفہ اول۔ و اگر گفتہ شود کہ تا آنوقت ضرورت
افضلیت مثل ضرورت قریشیت معلوم نباشد۔

علاقہ مشرق کی فضیلت اس زمانہ میں باہم طور پر مسلم حق۔ خاص طور پر خلیفہ اول کی افضلیت
اور اگر کہ جائے کہ اس وقت تک خلیفہ کا افضل محمد قریشی نہ تھی ضرورت کی سلسلہ

مردمانہ تھا۔

۱۲۔ پوچش این است کہ ضرورت قریشیت
مفہوم شرعی است۔ عقلی اور ان مجال مغفلت
نہیست۔ اگر کی افضلیت بشا بر امت کی گزینوی
باشد اعمی بدی بود۔ و ازین ہمد گزاشتیم
پس از آنکہ

الائمه من قریش

خواندہ شد آنوقت کہ خلیفہ اوائل ہوا کہ بر حضرت محمد
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہم سرور دنیا و آخرت باشد
خود دلیل کافی است برین مدعا۔ چہ اگر نسبت خود
و دیگران را افضل میدانستند باری تعالیٰ تفاوت مراتب
و محال بالیقین معلوم بود۔ بہرہ افضل میدانستند
بر بیتہ ہمال کس ارشاد میفرمودند۔

شعبہ ۱۔ و اگر گفتہ شود کہ ہر دورا یک مرتبہ
اولیٰ است باشند۔ چہ چند این کہ ہر دورہ
نیات تحت محض است و کما بہ سخت دین
امریعہ نہ خواہند و رد کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
خلافت باہر معاویہ سپردند شیوہ گزشتہ فرق بین
بستہ یا شکستہ عند تقیہ کنندہ نہیاست چہ خواہند گفت
چہ چند این عند شیعیان نیز درین واقعہ گفتہ
منابرہ است۔ چہ باین افواہ گنیدہ کہ بودہ و

محمد و اگر امامت میں افضلیت در واجب ہوتی تو
پھر انصاف کا داعیہ ایک خیال محال تھا کیونکہ
مہاجرین معاویہ کی اور ان میں بھی پیادیاں و ابائی
علاقہ مشرق کی فضیلت اس زمانہ میں باہم طور پر مسلم حق۔ خاص طور پر خلیفہ اول کی افضلیت
اور اگر کہ جائے کہ اس وقت تک خلیفہ کا افضل محمد قریشی نہ تھی ضرورت کی سلسلہ

جواب ۱۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قریشی ہونے کی
ضرورت صرف شرعی ہے۔ عقلی کہ
اس میں دخل دینے کی جہل نہیں ہے۔ ہاں افضلیت
اس درجہ ہے کہ اگر ضروری ہو تھی واضح ہو اور
چنانچہ ہم اس طرح چھوٹے میں اس کے ہمد گزاشتیم
نہ تھی قریش میں سے ہوں گے۔

سنائی گئی تو اس وقت خلیفہ اول نے خلافت کو
حضرت عمرؓ و حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما کے حوالے
کیا جیسا کہ آپ کو یاد ہوگا۔ یہ بات اس حد پر
کامل دلیل ہے کہ نہ اپنے مقابلہ میں اگر وہ دونوں
کو افضل جانتے اور یقیناً دونوں کے مرتبوں کا فرق
و معلوم تھا تو جس کی کو وہ افضل سمجھتا کسی کی
بیعت کرنے کے لئے ارشاد فرماتے۔

شعبہ ۲۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ دونوں کو ایک
دین تہیکہ کا سمجھا ہوگا تو ہر چند کہ خیال
یہ ہو وہ اور صحیح کا شکی ہے اور سخت زبردستی ہے
تو پھر اس بات کا کیا غرض کہ کہیں گے کہ حضرت امام
حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت حضرت امیر معاویہ کے
سپرد کردی تھی۔ شیعہ لوگ کہ ظاہر میں یہ نہ کہتے
ہوئے کہ بغیر یہ کہ کہیں گے تو شیعوں کے لئے کہتے
موقع مل جائے گا۔ چہ چند شیعوں کا تہیکہ ہوا جس میں

انکار بشکریاں کہ نمودند این فانی چو بزم گداز
مے نمود.

آرام و احوال میباش است "ارشاد را
بجز تسلیم آنچه خود تسلیم کرده هیچ چاره نیست و
بعد از این تمیز و چنان پیغمبر نبی است که
افضل است که، موجب فضیلت استقامت اولی
قوال شد بسبب وجوب استغفار و توبه شر.

دویم آنکه محل در معرض تحول می باشد، چنان
است که محل نام گرفته پس گویی که هزاره را می بینم
که دقت تقوی است و طهارت و زهد است و قیامت
و سجده و عتبت بر دوش و حق تعالی است غلظتی
در گوش باز پس از چندی سخنو شیطان می شنود و پس
اول می زند - و در حال اول یاقوت خفاقت یعنی
ثانی دارند - در حال ثانی -

راہ ہا بیت کے برعکس چھنگ گئے ہیں۔ پہلی حالت میں تو وہ دوسرے معنی میں خلافت کی ایک وقت

کہتے ہیں لیکن دوسری حالت میں نہیں۔

یا زده آید و منوچهر بنویسند علی

[illegible]

واقعیہ دنیا کا مشق ہے کیونکہ اتنی کثیر تعداد فروغ
 ہو کہ ان کے پاس حتیٰ اور فروغ بھی انکار کر رہی تھی،
 یہ قیصر کا غرور شتر سے زیادہ وقت نہیں رکھتا۔
 لیکن بحث افسانوں کے اصول پر ہو رہی
 ہے لیکن چونکہ سنی پہلے تسلیم کر چکے ہیں اس لئے انہیں
 تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے اور سنا
 مجھوں کے بعد یہ بات کھل کر آگئی ہے کہ کئی افسان
 جو ناخیزہ اثر رکھنے کے لئے صرف افسانیت کا
 موجب ہو سکتا ہے اس کی نامزدگی کے واجب توف
 کا سبب نہیں ہو سکتا۔

دشمن بات یہ ہے کہ انسان کی حالت
بدلتی رہتی ہے، اسی وجہ سے قواس کا نام حال رکھا
ہے۔ پس ممکن ہے جسکے ہزاروں کو میں دیکھتے ہوں کہ
ایک وقت بخیر، ظہارت اور دنیا سے بے غم
ان کو کوئی تہ و زبادت اور اطاعت کا مصلیٰ کہہ
پر نہ اور اطاعت غلامی کا حوت کان میں ہے لیکن
مصر کے عیسائی نے جو شیطان کو کھنجر میں اور ہلی

گیا۔ وہاں مولیٰ سے نہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوامر و نواہی و نہ کسی چیز کو واجب اور حرام کرنے کے لئے ہی نہیں ہوتے۔ بعد ان امور معلوم کے احتیاج و اباحت وغیرہ کے لئے جی ہوتے ہیں البتہ یہ نیز کہ تاکہ کوئی امر اور نہی واجب و توکیم نہ ملے۔ تہ اور کون سا احتیاج و اباحت کے لئے ہے۔ ہر شخص کے بارگاہ میں ہے۔ یوں ہر شخص جو کہ امر و نہی کے مقتضائے کہ اس اور ان

وقت ایلیہ ثانیہ داشتہ باشد قتال و جدال و حرام
 قطعی است چه مذبح دینی و دینی نبی شایسته شفاعت
 دینی پیش خواهد آمد - و ایضا در کیمت کہنی داند کہ این
 قمر احمد حرام مطلق می باشند - و اگر از ایلیہ ثانیہ
 بہرہ نداد فقط باہلیت اولی سر نہ خلعت را زیر پا
 گرفتہ و بر سستہ امامت و حکومت اہل نہ نشستی
 باید دید کہ در تقدیر عزالتن و نصب و عزل اگر فقط
 اقلعت جان و مالی غرضت است و پس امیر غیرہ و بار
 شوکت نیست نہی از قتال و جدال او نمی شفاعت خواهد
 بود و اگر اندیشہ تماموی و استقامت قتند باشد
 اعنی بداند کسای آتش در عرض و حمل خود کردہ و تار کردہ
 را فرغ خواهد گرفت فقط در بار باہل - یکبار نخواہد ماند
 آنوقت نباید کہ دست قتال کشاید - چرا کہ ہمیں
 است کہ این تخم بی حقیقت شاد و برگ خود دور
 دور میرساند و چوں رسانند کہند از سبب سلاطین دینی
 چنین اوقات سر نیزند و حسب مال و جاہ کہند کش بہ
 خواہ خود می شود - یا نیز ہر آن طرف مال و دولت
 در دست و ختم و قدم بر نہ ست تہر و استیوا حاصل
 مخالف و ہر تا ہر ستاصل و پس طرف ہر ہر مشک
 وانی و ایلیہ ثانیہ چیست کہ یہ نسبتہ آید و قوت
 دشمن شکستہ آید - لیکن تا بہرہ کہ در دلی غیب گاہی
 و تار دلی سر و ساندن شود و اقبل و فقرت مدد گاہی
 خانہ ناہاں میگردد - اتفاق دولت بنی امیساہ
 دست با ہر سال شش و ہاشمی و ترقی و تہجد

کے اغراض، صلحہ کا فرق پہنچتا ہے وہی اس فرق
 کو سمجھ سکتا ہے۔ چونکہ ہم اس خاص مسئلہ میں بحث
 کر رہے ہیں تو کچھ شائد اس طرف ہم کر دینا چاہتے
 آؤ لیکن وقت خلافت کی دو طرح قسم کی اہلیت کہتا
 ہو کہ وہ پہلے ٹھہرتا ہے (تو اس وقت اس کے ساتھ
 جنگ و جدال کرنا قطعی حرام ہے کیونکہ اس صورت
 میں کسی دینی نفع کے شائبہ کے بغیر کبھی وہ دینی ہی
 نقصان پیش کرتے گا اور اتنی بات کو کوئی نہ جو نہیں
 جانتا ہے کہ اس قسم کے امور بالکل حرام ہوتے ہیں
 اور اگر ایلیہ ثانیہ سے وہ بہرہ ورنہیں ہے صرف پہلی
 اہلیت کی وجہ سے تحت خلافت کو اپنے پاؤں کے
 نیچے دبا لے بیٹھا ہے اور اس نے خلافت کے اہل
 لوگوں کی جگہ گھیر لی ہوئی ہے تو پھر یہ دیکھنا چاہئے کہ
 اس کو تحت سے ہٹانے اور دوسروں کو بٹھانے میں اگر
 صرف اپنی جان و مال کا کھولہ ہے اور فتح کی امید اور
 شوکت کی صورت نہیں ہے تو اس کو ایسے غلطی سے
 جنگ و جدال کرنے سے منع کرنا صرف شفاعت کے
 طور پر ہوگا - اور اگر فتنے جوش کے اور تمام دیکھنا
 ہو میرا مطلب یہ ہے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ آگ اپنے
 سرخ و طول میں کرنے والے اور نہ کرنے والے کو گھیر
 لے گی صرف اہل پیکہ تک ہی محدود نہ ہے بلکہ اس
 وقت جنگ و جدال کے ساتھ ساتھ نہیں اٹھنا چاہئے
 اگر اکثر ہو ہے کہ یہ مولیٰ سانی اپنی شائیں اور پتے
 دور دور تک پہنچاتا ہے اور کوئی نہ پہنچائے کس

سے بغیر قریشیت کے ساتھ صاحب مملوہ قوتی میں ہے - ترجمہ
 مکہ یعنی نقصان دینی اندر دینی و دلوں قسم کا لگا لگا اور کوئی دینی نامہ نہ سولا - مترجم

ورکت دیدہ باش۔ پس اگر امید غلبہ و جارشکست باشد
در محراب و محاور چ پاک۔

قسم کے حالات میں سلاطین اپنا انتقام لیتے ہیں اور
مال و جاہ کی بحث اپنے دشمن سے کرنے پر مجبور کرتے ہیں

اس کے باوجود اس طرف ہاتھ میں مال و دولت ہوتے ہیں اور لوگ چاکر اور لافنگ دلا رہتے
ہے۔ غبارِ آسمان سے نسل اور مخالفت و مزاح کی چڑیاں کھوکھلی اور اس طرف شمت چھوٹنے لگے
دشمن و حامی میں باندھنے سے سوا کیا رکعت ہے کہ امید پوری ہو جائے اور دشمن کی قوت ٹوٹ
جائے لیکن چرخ میں بھی غیبت و نفرت بے پروا مان لوگوں کی کایاں سامانی پہ لے کر دیتی ہے اور
عینہ خاندان لوگوں کی مکار بن جاتی ہے عجائبیوں کے طعنوں پر اس کی حکمت کا انقباض
تمہنے سنا ہی ہوگا۔ در حکومت تیموری کی ترقی کا عمل کتابوں میں دیکھ ہو گا پس اگر غیبی امید
اور شکست کی توقع اگرچہ جنگ و جدل میں کیا منافقت ہے۔

الحاصل و صورت فتح فیض موازنہ
منافع و مضار طبعیت باید کرد ہر چہ حاج نماید
جہاں کار بند باید شد۔ و این خصوصیت کہ در شکست
آیت
قُلْ فِيهَا اَنْفُسُكُمْ كَيْ يَوْمَ وَمَا فِيهَا لَكُمْ
وَاَنْتُمْ مُمَّا الْبَاقُونَ تَقْعِبُ جَمَاعًا و دلیلت
نہادہ اند۔

دعا و ہم آنگہ دعا حدیث کتب صحیحہ میں
مسئلہ از عبادہ بن منامت مروی ہے کہ
”دعا نادرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قبایعتہ فكان فیہما احسن علیہما ان یابیعنا

حاصل یہ ہے کہ غیبت کے برابر ہونے کی
صورت میں اس کی ہیبت کے توڑنے کے نفس و فتنوں
کا نفع اٹھانا چاہئے جو صورت حاج ہو اس پر عمل کیا
چاہئے اور یہی خصوصیت ہے جو اس آیت سے شکست میں پختگی
کہہ دیجئے کہ ان دونوں زمین شرب اور جوئے میں
بڑا گناہ ہے اور لوگوں کیسے کچھ منافع میں بھی لپکیں
کے نفع سے نقصان زیادہ ہیں۔

بارگاہیں یہ کہ احادیث کہیں کہ انور میں
مسئلہ عبادہ بن منامت سے روایت ہے کہ
نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ موت
دی میں بہت ہیبت ہے پس میں باقول کہ نہ ہے

۱۔ بین اگر جنگ میں فائدہ ہو تو جنگ کرے اور اگر نقصان کا اندیشہ ہو تو چرخ جنگ سے باز رہے
۲۔ اس آیت میں شراب اور جوئے کے بارے میں حکم دیا گیا ہے کہ ان دونوں میں گناہ بڑا اور
کچھ منافع بھی ہیں لیکن گناہ ان دونوں کے منافع سے زیادہ ہیں۔ اس لئے جب گناہ غائب ہو تو
اس کا اعتبار کر کے ان کو حرام قرار دیا گیا۔ اس طرف فیض کے فاسق ہونے میں اگر نقصانات غالب
ہوں اور فسادات اور تباہی بھی غالب نہ ہو تو چاہئے کہ ایسے فیض کو معزول کر دیا جائے۔

على السمع والطاعة في منشطه وكهنا
وعسوقا ويسوقا واشرة غيليد ولائنا زعم
الامر اهلله قال الا ان تسوا كغيرنا اعا
عندكم من الله فيه برهان

بیعت لی یہ تھیں کہ ہم بیعت کریں ادا عت و
فروانیہ راہی پہ اپنی خوشی اور ناخوشی میں اپنی انگلی اور
فروخی میں اور اولو نامہ سے ہم جھگڑا نہ کریں۔ چہرہ چکر
نے فرمایا: ہاں اگر تم کھٹکے کھڑے ہو کہ اس کے بارے میں
تہا سے پس اس کی دفت سے بہانہ دے دو اور تپ
اولو امر سے نزاع کر سکتے ہو

اس روایت سے آفتاب کی طرح روشن ہے
کہ اگر خلیفہ صلی وعلو کھٹکے کا کڑکٹ ہے اور سر
بالہ عرف اور نہی میں ملکر سے شرتولی کڑکٹ ہے اس
کے ساتھ نزاع جائز ہے کہ اگر کفر یا کفر یا کفر
مزدگانہ ہے۔ عندکے میں دہ شید بہانہ کے
قبیلے سے۔ ورنہ صلی کی کفر اس صفت بیان کرنا
محتاج نہیں ہے چنانچہ یہ ہے: ایک غریب دلاکت
نق موافقہ لوسیع مسلم کی مجلس روایات میں صر
کے پوچھنے کے بعد اٹھ ہوا ہے جب کہ مسجد سے
بدکار حاکموں کی نافرمانی کے متعلق سوال کیا تھا یہ جملہ اس
بات پر دلالت رکھتا ہے کہ اگر کوئی حاکم دین کے ضروری
ارکان کو چھوڑ دے تو اس کی فرمانبرداری سے ملحق
کھینچ لیا جائے۔

تیسری یہ کہ فسق کے ہیئت سے دیکھیں اور
دیکھ جائے کہ حکم بھی جہاں ہے۔ سب کو ایک ہی جہاں بھی
چاہئے۔ شراب کا پینا اور اسی طرح کے گناہ (جو اگرچہ
بھی فسق ہے اور دفعہ نماز اور زکوٰۃ کا چھوڑ دینا
بھی فسق ہے۔ پھر فسق کا چھینا بھی فسق ہے اور فسق کا
اعلان کرنا بھی فسق ہے اور ان کاموں کو تنہائی میں کرنا بھی

انہی روایت شل آفتاب روشن است کہ اگر
خلیفہ صلی وعلو ملایک معصیت میں باشد و از امر
معروف و نہی عنی الشکر نترسند و نماز عت باو
جا نتر است چہ مراد از کفر اولا درینجا معصیت
است بقرینہ جملہ عندکے من الله فیہ برهان
ورنہ کفر اصطلاحی محتاج این توصیف نبرد چنانچہ
قادر است۔ یعنی جملہ اہل اماما اصطلاح
کہ در بعض روایات معصیت بعد استفسار واجب
منابذہ امر فسقہ دارد است بریں امر دلالت دارد کہ
اگر کسی کا کفر و بد دینیہ لائق دہ دستاویز
از دست او باید کشید۔

سید دوم آنک فسق و طاعت کثیرہ است و حکم پرورد
جدا۔ ہر ایک نفع نایا گرفت۔ شراب نوشی و شالی
او نیز فسق است و ترک موم صلا و ع و زکوٰۃ ہر
فسق است۔ بآنا نفع آن نیز فسق است و اعلان
آن نیز فسق است و تنہا کر دن این کار نیز فسق است
تحریریں دیکھاں ہم فسق است۔ ہمیں از کتاب امور

فقہ ہے اور دوسروں کو نسبت دینا جی فتنہ ہے ماسی
 مخرج حریم کا مومن کا گناہ بھی فتنہ ہے اور بدعت کے مومن
 کا گناہ بھی جی فتنہ ہے میں جہاں فاسق فتنے کے خلاف
 علم بقاءت بلند کرنے سے ڈرایا گیا ہے۔ اس سے مراد
 مطلق فتنہ رکھنا ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ فتنہ صرف فتنہ
 ہونے کی حیثیت سے یعنی اس کی باہریت اور مصداق امور
 زائدہ کا اعتبار کئے بغیر خطہ کے خود معزول ہو جائے یا
 معزول کر دینے کا موجب نہیں ہے ورنہ قبر کا جو فتنہ
 بھی ہو اگرچہ کفر پوائے ہو اور یا ترک نماز تک کیوں نہ ہو
 حرج کا سبب نہ ہو سکتا۔

غرض اس کہنے سے کہ فتنہ کے خلاف خروج نہیں کرنا
 چاہئے یہ لازم نہیں ہے کہ فتنہ خیر کے اعلان کرنے اور
 کیا ضروریات ترک کرنے اور بدعت و ارتکاب کرنے پر
 جی خروج نہیں کرنا چاہئے

نتیجہ یہ ہے کہ فتنہ کی حیثیت ہے۔ اس کا ہر فرد فتنہ
 کو واجب کرتا ہے اور اس کا ہر مرتبہ خروج کو مانگتا ہے
 مقررہ کہ فتنہ کے درجوں کے درمیان قدر و شرک خروج
 کو واجب نہیں کرتی اور یہی مطلب ہے اس کا نہ تو بیعت کو
 قول ہے اور نہ اس کے خلاف خروج ہوتا ہے۔

یہ سمجھیں یہ کہ اہل سنت کے عقائد و قسم کے ہیں
 ایک تو وہ عقائد ہیں جن پر تمام اہل سنت بیک خیال
 متفق ہیں اور جہاں دیتے ہیں۔ اس قسم کے عقائد کی

تمام ہم فتنہ است و اعتقاد امور بدعت و ہم فتنہ است
 میں جو تک تفریق از خروج بر فتنہ فرمودہ اند مراد ازاں
 صنف فتنہ راستہ اند۔ مراد اہی است کہ نفس فتنہ
 من حیثیت ہو یعنی وہاں بیعت و مصداق فتنہ یا
 اعتبار مراد زائدہ موجب عزل و انحرال نیست۔ ورنہ
 ہر نوع فتنہ کا باشد اگرچہ کفر یا عداوت باشد و ترک مصلوہ بود
 موجب عزل نہ ہوتا شد

غرض اہل فتنہ کہ ہر فتنہ خروج بناید کر لازم
 نمی آید کہ ہر اعلان فتنہ لازم ترک ضروریات دینی و بدعت
 ہر خروج بناید کر۔

بالفتنہ کی مشک است نہ ہر فرد او موجب خروج
 و نہ ہر مرتبہ او مانع ازاں۔ بالجملة مشترک فیما بین طریق
 فتنہ موجب خروج نیست و ہمیں است معنی
 لایضاح و لایجوز الخروج علیہ

چند دہم اگر مقامی سنت و قسم است
 یکی متفق علیہا جسد اہل سنت بیک عقیدہ
 دل دادہ اند نہ لغت میں قسم معتاد چنٹو

اس مسئلہ تفکیک متفقین میں ایک محرک کاراستہ ہے۔ یہاں ان خصوصیات کی غیبت نہیں۔ معتبر طریقوں کی جگہ کہ افراد میں
 معتقد کے اعتبار سے کہ اور دنیاوی اور دینی بدعت اولیت اور ادویت زیادہ شدت اور تندرہ تعریف جو پیدا ہوتی ہے اس کا
 نہ تو شک ہے مثلاً ایک وجہ کی باہریت میں دوسرے کی برکت زیادہ کمال ہو لہذا اگر مشکلم وہی ہے جو اپنے
 مصداق کے وجہات کے اعتبار سے مشکلم ہو۔ حرم

ہو (جو غلیظ میں آؤں چاہئے) اور عام غلوخت کے مستحق نہ
کی وجہ سے ظاہر ہے کہ جو صاحب امر کی امانت منور ہو، وہ
جو حکم سے قبول کرنا چاہئے کسی بھی شخص سے غلیظ بنانے کی
بیجا دانی اور کی فائیداری ہے تو امانت کے مجموعی فوائد
میں نظر رکھتے ہوں گے۔ پس اگر غلیظ وقت لینے کا غلیظ ہے
جو امانت شایع نہ رکھتا ہو بلکہ تاک نماز یا بڑی تو اس صورت
میں غلیظ کی امانت ضروری نہ ہوگی۔ کیونکہ

”اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی امانت نہیں ہے“

اور اگر غلیظ کے گن میں وہ غلوخت کے قابل ہو اور
دوسروں کے نزدیک نہ ہو پھر بھی اس غلیظ کی امانت اتنی
بات پر ضروری نہ ہوگی البتہ غلیظ وقت کو اس وقت بڑا عیب
نہیں کہہ سکتے کیونکہ اس نے اپنے تمام جرموں کو قابل جان کر
وہ عیب دیکھا تھا۔ اگر وہ دوسروں کے خیال میں قابل نہ تھیں تو
وہ کی کہے اور غلیظ اس عیت میں اس سے کہ اختلاف اور
بہی جھگڑا اور غلیظ تو اس کو اچھا سمجھتا ہے اور غلیظ کے عیاد اس
کام کو بڑا خیال کرتے ہیں اس قسم کی باتیں اکثر واقع ہوئی ہیں
ان میں سے ایک حضرت ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ یہ ہی
ثابت (رضی اللہ عنہم) کہ عید میں قرآن کی کچھ جمع کرنے
کے واسطے میں بھی بحث و مباحثہ ہے اور اس قسم کے دوسرے
واقعات اتنی بات پر دلالت کرتے ہیں۔ پس محکم ہے کہ اگر غلیظ

جو چہ زیادہ فزون پذیر ہوتی۔ مگر ان بنا۔ ایسی قسم
استغناء برائوت اور وارست۔ بہر فوائد و امانت
قبیل حافظہ مند بود۔ پس اگر شخص غلیظ وقت غلیظ زمانہ
کریں۔ شایعہ شایعہ باشد بلکہ تاک وہ یا مبتدع بود۔
الخاص دریں امر لازم خواہ بود۔ چہ

لا طاعۃ لکھنؤ فی ماعصیۃ الخالق
اور اگر غلیظ اور قابل غلوخت بود و نزد و مجاور
نہود۔ ہا۔ مانتیں ہمیں لازم خواہ بود۔ البتہ غلیظ وقت
راہی وقت بد تو ان گفت چہ بزم خود اور قابل دانستہ
وہیہ کرد بود۔ بزم و مجاور، اگر قابل نہ برآمد اور چہ کند
وہیہ قسم اختلاف و متعارض غلیظ و رحمت کہ غلیظ امر متعی
پہنہ۔ و در ریشتمیش، انکار و اکثر اتفاق قیودہ منجملہ
ساختہ ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم ثابت در حق قرآن
نہیست و کہیں دیگر وقایع میں قصود دلالت داند ہیں
مگر کہ میرزا و دیگر شایعہ۔ نہ یہ را لائق غلوخت خود
چنانکہ کہ غلوخت۔ و بدیند و برجستہ، فضائل او مطلع نشو
باشند۔ و در مجاور اور قابل غلوخت غلیظ نہ یا بدیند و بارسل
او متبدل شد۔ انہی وجہ انہی متبدل انکار کنند۔

رضی اللہ عنہ نہ یہ کہانی بجز غلوخت کے لائق و یکساں کہ ذکر آیت اور نہ یہ کہ نہت لغال کی انہی خبر ہو اور
دوسروں نے اس کو غلوخت کے قابل بنایا یا بلکہ و بعد ازاں اس کے حالت بدل گئی اور اس سے جسے انہوں نے اس کی بیعت لکھا کہ

میں میں غلیظ ہوتی ہے نہ کہ تمام ہزار و مائے ہزار اور نہ اب کہ نہ تھا اس کی امانت منور ہوگی اور نہ غلیظ کے
ساتھ تسلیم کرنا ضروری ہو ایسا کہ حضرت ابو بکر نے حضرت عمرؓ کو لکھا تھا۔ حرم
کے حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زیدؓ کی بیعت منورہ و کتب قرآن کے فزونی و ترویج میں ثابت
ہیہ اللہ تعالیٰ عنہ اختلاف فرمایا۔ مگر چہ حق واضح ہوئے ہیں، انہوں نے حضرت ابو بکرؓ سے حضرت عمرؓ سے اتفاق کیا۔ حرم

فرض یہ ہے کہ خلیفہ کا کسی کو اپنے قائم نام خلیفہ بنانا عام افتخار کو واجب کرتا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ رعایا کی نظریں دیکھنے کے خلیفہ بنانے میں ایسے امور نہ پاسے جاتے ہوں جو قابل اعتراض ہوں (وعموم انعقاد واجب نہ ہوگا)

جب یہ سولہ مقدمات تہذیب کے طور پر بیان ہو گئے تو شمس کے اعتراض کی وجہ سے کچھ پیش اور سنیوں کے طرز فکر کے مطابق رسول انس و جن صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ شہداء کا نام حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و علی اللہ عنہ کے شہداء پر رکھنے کی کوشش نہ رہی اور اس طرح امیر و ائمہ رضی اللہ عنہ کے لیے یہ پید کو کلمہ بند بننے میں بھی کوئی آئندہ شہداء نہیں رہے۔

یزید کی ولی عہدی پر بحث
 پہلے میں نے یہ ایک مسئلہ بیان کیا تھا کہ عہد سید الشہداء اُن پر اور ان کے باپ پر سلام ہو کی شہادت پر لازم کرتے ہیں۔ جس وقت کہ امیر معاویہ نے یزید علیہ السلام کو اپنا ولی عہد بنایا تھا تو وہ علانیہ قاسم نہ تھا، اگر اس نے کوئی ہوگا تو درپردہ کیا ہوگا کہ حضرت معاویہ کی اس کی خبر نہ تھی۔ علاوہ ازیں جہاد میں یزید کا حسن تدبیر یہ کہ اس سے نہیں کیا مشہور ہے۔

نواب امین علی اللہ علیہ وسلم کو یزید علیہ السلام کے اہل بیت میں

امام محمد بن علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں کہ حضرت علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و مرجا میں ایک مرتبہ دو دفعہ سوئے اور جاگے اور مرتبہ سوئے اور نہ سوئے کی وجہ سے بیان فرمائی کہ میں نے اپنی امت کے ایک گروہ کو دیکھا ہے کہ دنیا میں

الفرق استخلاف خلیفہ موجب عموم انعقاد است۔ اما بشراطیک و در نظر رعیت امر و نہ در خلوت و لی عہد یافتہ نہ ہو۔

چوں اہل عقبات شانزده گانه تہذیب یافتہ اعتراض شیعیان خود پادشاهی شد۔ و بطور میانہ در شہادۃ جگر گوشہ رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وسلم امام الشہداء آنحضرت امام حسین رضی اللہ عنہ و علی او و آلہ ہائی انگشت نہادوں مانند و چینیوں و ولی عہد کردن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ یزید علیہ السلام را فخرش موجب انکار نہ برآمد۔

بحث در ولی عہدی یزید
 پہلے میں نے یہ ایک مسئلہ بیان کیا تھا کہ عہد سید الشہداء علیہ وسلم کی شہادت پر لازم کرتے ہیں۔ جس وقت کہ امیر معاویہ نے یزید علیہ السلام کو اپنا ولی عہد بنایا تھا تو وہ علانیہ قاسم نہ تھا، اگر اس نے کوئی ہوگا تو درپردہ کیا ہوگا کہ حضرت معاویہ کی اس کی خبر نہ تھی۔ علاوہ ازیں جہاد میں یزید کا حسن تدبیر یہ کہ اس سے نہیں کیا مشہور ہے۔

نواب امین علی اللہ علیہ وسلم کو یزید علیہ السلام کے اہل بیت میں

امام محمد بن علی رضی اللہ عنہ کے گھر میں کہ حضرت علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد و مرجا میں ایک مرتبہ دو دفعہ سوئے اور جاگے اور مرتبہ سوئے اور نہ سوئے کی وجہ سے بیان فرمائی کہ میں نے اپنی امت کے ایک گروہ کو دیکھا ہے کہ دنیا میں

جہاد می کنند و در شان او شرف فرمودہ اند۔

صَلَوَاتُ تَعَالَى الْأَنْبِيَاءِ أَوْ مَثَلُ الْمَلَائِكَةِ عَلَى الْإِسْمَةِ

بنا دکر سہ ہیں اور ان کی شان میں بھی بڑی تکریم کی گئی ہے ذیل آیت کے
وقتیلوں کے بادشاہ ہیں یا قبیلوں کے بادشاہوں کی
طرف سے۔

دوسرے خواہیہ: صدق ہیں بزرگ اور اس کے ساتھی غریب
میں آئے چنانچہ تاریخ جاننے والوں اور حدیث پڑھنے والوں
پر پوشیدہ نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اس بار میں پوشیدہ
خوابوں کے باعث کہ یہ کہ کائنات حقوں کی طرح جو کہ بت
خوابوں میں شریک تھے اور خدا کی وجہ سے ان کی خوشنود
کی کو خیر نہ تھی۔ بزرگ بھی اہل بیت کی فضیلتوں سے
محروم رہا۔

امیر معاویہ کا خلافت کے بارے میں نظریہ

اور اس طرف حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کا نظریہ خلافت کے متعلق یہ تھا کہ جو کسی کو حکومت
کے انتظام کا سلیقہ دوسروں سے زیادہ ہو، جو اس سے
افضل ہوں اور دوسروں سے اس کا خیر بنانا افضل ہے
ان بات پر نظر رکھتے ہوئے بزرگ کو انہوں نے دوسروں
سے افضل بنانا اور اگر اللہ تعالیٰ افضل نہیں بنانا تو اس
سے زیادہ بات آگے نہیں بڑھتی کہ انہوں نے افضل کو
چھوڑ دیا جیسا کہ گذشتہ تصدیقات میں واضح ہو گیا کہ
افضل کا خیر بنانا افضل ہے نہ کہ واجب بلکہ اتنی
بات کے باعث ترک افضل کا نہ گناہ نہیں حقو پاجا
سکتا کہ امیر معاویہ کے ساتھ کالم کو جس سے ہمہ پیشہ رہی

صدق خواب ثانی ہیں بزرگ و ہم را یا فضل برآمدند
چنانچہ بر تاریخ و اذان و حدیث و اذان پوشیدہ نیست۔ غایت
ما فی الہام بسبب نرا یہ کہ نہ فی کہ درشت پھر ماثقل
کہ در بیت الزمان شریک بودند و چون نفاق و نفاق اللہ
نصیب او شام شد، بزرگ ہم ان فضا کی میں بشرت نمود
ماند۔

مذہب امیر معاویہ در بارہ خلافت اور مذہب

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ در بارہ خلافت آل بود کہ
جو کہ سلیقہ انجام حکومت نامزد محمد بن ابی بکر و حسن بن علی
زادہ باشند افضل است از دیگران۔ نظریہ میں اور افضل
نہ کی ان دو مقتدرہ اگر افضل نہ ہوتے تو میں بزرگ سے
کہ ترک افضل کو نہ چنانچہ وہ مقتدرات باقیہ واضح شدہ کہ
اقتدار افضل افضل است نہ واجب بلکہ اقتدار
مگر نہ تو اس گفت کو یہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے از اجابہ صحابہ نبی شایم کہ مذہب
ترک افضل والوں ہم درختیج، اس معذرت مانا تھیں۔

۱۔ اسو میں قبائل و خاندان - مطلب یہ ہے کہ قبہ نبی بادشاہوں کی طرح وہ جماعت حق خلیفہ کے طور

پر تھی۔ مترجم

۲۔ میں افضل کو حق مقام نامزد کرنا زیادہ اچھا ہے واجب نہیں ہے۔ مترجم

اور پھر ہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جس القصد صاب میں شہر نہیں کرتے ہیں کہ افضل اور دینی کو ترک کرنے کے باعث ان میں سے احکامات میں ہم ان کی طرف سے خدمت پیش کریں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد زید کی مخالفت

زید ان کے انتقال کے بعد نہ چاہتے نہ پرہیزگارانہ شروع کیے اور دل کو خواہش نفس اور طمع کو سام نہ رہا پر بے کی خفق کھم کھل کرنے لگا اور نہ زہور دی بعض سابقہ قیدیوں کی بنا پر معزول کر دینے کے قابل ہو گئی اور زید کے اس قسم کے حالات کی تبدیلی کا بیان کرتے آج ہوں کہونکر مضمون ہے محال نہیں۔ مگر اس وقت میں راستہ اور تدریس کی لئے مختصت ہو گئی۔ جس کی کو فتنہ اور باطنیہ غلبہ آج اس نے جو راسخیت کے لئے لائحہ عمل اور سمیت

سے پہنچنے کے لئے نئی کی پڑائی کرنے کی طلبہ کو دینیات میں رکھ لی جس شخص نے حضرت امیر معاویہ کو اپنی برکت کے دھمکے پہنچا دیے اور نوکرت کی امید نظر آئی وہ اللہ کے لئے کھڑا ہو گئی اور جنگ کا عزم کر لیا۔ پس جو کچھ حضرت

عبد اللہ بن عمر اور ان میں سے کسی وہ بچ گیا اور کچھ حضرت سید الشہداء (ع) میں سے کہنا وہ باطل تھا اور ان کے

اس اختلاف کی بنیاد امیر معاویہ و عدم فتنہ کی بنیاد پر ہے نہ کہ اصل فعل کے جائز اور ناجائز ہونے کے اختلاف ہے۔ مگر انہما کار کو فحش کی وجہ غلطی کی وجہ سے حضرت سید الشہداء (ع) امام حسین (ع) علیہ السلام کی تہمید فی سب پر گئی اور ان کو قیامت سے پہلے میدان کر بھری تھیں

حال زید پس انوفات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

ان کے انتقال اور ان زید پائی خود از سر نو اور دول بکام و دست بی ہر دو ۱۰۰ ممالی فتنہ بود و ترک سترہ داد۔ مگر بعض مقامات سابقہ قابل عمل گروہ واپس قسم قبول احوال گشتہ آہ ام کہ مکی است حال نیست مگر دین وقت دای اہل راسی و قدیم مختلف تھا۔ کسی را کہ اندیشہ فتنہ و فساد غالب افتادہ چار دست بہ پیش پیش بود و استازان من المعصیت شرط آیتان مع و فتنہ و نجات نہاد و تفرکہ عہد یک جماعت کشیدہ شلا امید قلب و رجا و نوکرت بنظر آہ حسودہ فتنہ ہر دست و تہرہ کارزار ساخت پس ہر چہ حضرت عبد اللہ بن عمر و امیر معاویہ کردند بجا کردند و انچہ حضرت سید الشہداء (ع) نمودند میں حق و صواب خود۔

بنیاد ان اختلاف پر اختلاف سید است نزاع و درجہ از اصل فعل و عدم جواز ان۔ مگر انہما کار کو فحش و عدم فتنہ کی بنیاد پر ہے نہ کہ اصل فعل کے جائز اور ناجائز ہونے کے اختلاف ہے۔ مگر انہما کار کو فحش کی وجہ غلطی کی وجہ سے حضرت سید الشہداء (ع) امام حسین (ع) علیہ السلام کی تہمید فی سب پر گئی اور ان کو قیامت سے پہلے میدان کر بھری تھیں

برپا ہو گئی۔ امثالہ و ان الیہ سراجھون۔

میں یہی جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح کے ایسے صحابہ میں سے نہ تھے کہ زید کہنا جائز نہیں تھے پھر ان کی طرف سے ہم مسندت پیش کریں۔ نتیجہ میں اہل کو فتنہ آپ کے لئے پھر بہت کرنے اور زید کے فتنہ لٹنے کا پیغام بھیجا تھا۔ مترجم

ہوئے کہ تسلیم نہ کریں اور کہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
اور اس کے ساتھی اس کی اطاعت کے دائرہ سے باہر تھے اور اس کے
خارج تھے تو یہ نیزہ کے معرکوں کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں
ہوتا اور امام حسینؑ کو نیزہ کے طوفان سے پرکھ کر دیکھا نہیں
اور یہ انقطاع مطلق اور محرم اعتقاد کے ذریعہ اس زلزلہ میں کہ
نہم لوگ پرچہ نہ تھیں گے لیکن لگے لوگوں کے سعادت کی
تحقیق سے واضح ہے کہ اہل صل و تقی سے بے باقیہ کی بیعت

کواس کے اور اس کے گرد کر کے حق پر بیعت نہیں کی گئی تھی ورنہ حضرت علیؑ کی بیعت کی عزت و حرمت
یوکر رضی اللہ عنہ کے اہم پر بیعت سے انتہام کی کیا ضرورت تھی اور اسی طرح نیزہ اہل شریعت کی بیعت اور
دوسرے اہل صل و تقی کے بعد حضرت حسینؑ اور عبدالرحمنؑ بن ابی جبر اور دیگر صحابہ کی بیعت کا مطالبہ
نہ ہوتا۔

نیت پر دار و مدار | جب اتنی بات معلوم ہو گئی
تو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ
کی کام کا ہونا نیت پر موقوف ہے جس کی شہادت یہ حدیث
ہے کہ

”اَعْمَالُ كَادِرَةٌ بِرِئْتِهَا“

اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ”حسن نیت“ اس
قابل شہادت ہے کہ اس میں شبہ کیا جاسکے اس صورت میں
حضرت ہمام علیہ السلام کی شہادت میں یہ تردید نہ کی
ہے نہ تو نیزہ کی سکتی میں فیضان تھا نہ اس کے خلاف
تھا نہ تو اس اور انگریزوں میں ہوتا تو یہ نیزہ کی شہادت نہ
تھا اور اگر وہ حق کا موعود تھا تو اس میں نہ تو موعود
نہ تھا۔ اس سے ممانعت کی ضرورت تو نہ ہوگی نہ اس کی
جہاد موعود میں اور (امام حسینؑ) کی نیت کی اچھائی میں

وہم انقطاع پر چند امر ذکر نہیں تعجب نہ کرے جو سعادت
ساتھ ہی واضح است کہ بیعت پر کسی را از اہل صل و تقی
فقط موجب اطاعت و ترقی و در حق مہم اولی شہادت
ورنہ ممانعت بیعت حضرت علیؑ سے انتہام ہوا ہر دست
حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر اور دیگر صحابہ پر یہ بیعت
اہل شام و دیگر اہل صل و تقی خواستگار بیعت از حضرت
حسنؑ و عبدالرحمنؑ بن ابی جبر و دیگر موعود رضی اللہ عنہم میں

کواس کے اور اس کے گرد کر کے حق پر بیعت نہیں کی گئی تھی ورنہ حضرت علیؑ کی بیعت کی عزت و حرمت
یوکر رضی اللہ عنہ کے اہم پر بیعت سے انتہام کی کیا ضرورت تھی اور اسی طرح نیزہ اہل شریعت کی بیعت اور
دوسرے اہل صل و تقی کے بعد حضرت حسینؑ اور عبدالرحمنؑ بن ابی جبر اور دیگر صحابہ کی بیعت کا مطالبہ
نہ ہوتا۔

مدار کار بر بیعت | چوں انہندہ دانستہ شد دلی
معلوم باد کہ دار و مدار بر بیعت
است بشہادت

وَأَمَّا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

وہی نیت ممانعت ممانعت میں فیضان تھا نہ اس کے خلاف
تھا نہ تو اس اور انگریزوں میں ہوتا تو یہ نیزہ کی شہادت نہ
تھا اور اگر وہ حق کا موعود تھا تو اس میں نہ تو موعود
نہ تھا۔ اس سے ممانعت کی ضرورت تو نہ ہوگی نہ اس کی
جہاد موعود میں اور (امام حسینؑ) کی نیت کی اچھائی میں

سے میں نیزہ حضرت امام حسینؑ کی نظر میں فیضان تھا۔ مترجم

کہ جو حضرت امام حسینؑ پر نیزہ کی شہادت ہے ان کے نفوت جہاد کا موعود نہ تھا۔ مترجم

مشہد نہیں ہے۔ پھر اگر کسی شبہ قرار نہ دیتے ہائیں تو پھر اور کوئی شبہ کہہ سکتے گا۔

شہادت امام حسین کی دوسری وجہ اپنا اس

نہی جانے دو۔ اگر موجدات پہلا امور تھے تو امام حسین بھی پہلے کے معائنہ سے دستکش ہو کر چاہتے تھے کہ وہ اپنی

سہو شہادت پہنچا دے اور اس کی حفاظت میں مارا جائے تو وہ شہید نہ ہو۔

شہادت کی بیعت پر اطلاع اور اس کا جواب باقی

یہ بات کہ ماسیسی نے بیعت کی مخالفت کی کہ جان کی حفاظت کی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو ہمیں اطلاع ہی تشریف نہیں

آئی کہ بیعت ہو رہی ہے۔ اگرچہ ہم نے حضرت سے اس کے متعلق

سوال کیا تھا۔ اس کے جواب میں فرمایا کہ میں نے اس کی اطلاع

نہیں دی تھی۔ اس لیے کہ میں نے اس کی اطلاع نہ دی تھی۔

اس لیے کہ میں نے اس کی اطلاع نہ دی تھی۔ اس لیے کہ میں نے

اس کی اطلاع نہ دی تھی۔ اس لیے کہ میں نے اس کی اطلاع نہ

دی تھی۔ اس لیے کہ میں نے اس کی اطلاع نہ دی تھی۔ اس لیے

کہ میں نے اس کی اطلاع نہ دی تھی۔ اس لیے کہ میں نے اس کی

اطلاع نہ دی تھی۔ اس لیے کہ میں نے اس کی اطلاع نہ دی تھی۔

اس لیے کہ میں نے اس کی اطلاع نہ دی تھی۔ اس لیے کہ میں نے

اس کی اطلاع نہ دی تھی۔ اس لیے کہ میں نے اس کی اطلاع نہ

دی تھی۔ اس لیے کہ میں نے اس کی اطلاع نہ دی تھی۔ اس لیے

کہ میں نے اس کی اطلاع نہ دی تھی۔ اس لیے کہ میں نے اس کی

اطلاع نہ دی تھی۔ اس لیے کہ میں نے اس کی اطلاع نہ دی تھی۔

اس لیے کہ میں نے اس کی اطلاع نہ دی تھی۔ اس لیے کہ میں نے

اس کی اطلاع نہ دی تھی۔ اس لیے کہ میں نے اس کی اطلاع نہ

دی تھی۔ اس لیے کہ میں نے اس کی اطلاع نہ دی تھی۔ اس لیے

کہ میں نے اس کی اطلاع نہ دی تھی۔ اس لیے کہ میں نے اس کی

اطلاع نہ دی تھی۔ اس لیے کہ میں نے اس کی اطلاع نہ دی تھی۔

اس لیے کہ میں نے اس کی اطلاع نہ دی تھی۔ اس لیے کہ میں نے

خط کشائی اور اس میں کوئی ممانعت نہیں جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے۔

امام نووی کا اجماع بیعت پر نظر ہے | ابوابہ
مقدمہ

پہنچا ہے کہ امام نووی کی ہدایت اس بابہ میں نقلی کروی
ملنے کا کہ اس میں اصل تفصیل اور اس قول کی تصدیق مل
جاتے۔ (امام نووی لکھتے ہیں)

اہل سنت نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ سنیوں
فرق کی وجہ سے مروز میں نہیں ہو جاتا اور اس کی وجہ بعض
احادیث کی کتاب فقہ میں ذکر کی گئی ہے۔ وہ فرق صحابہ
نور محمدیوں میں ہے اور یہی بات مقبول گھروں سے
بیان کی گئی ہے تو یہ اس بحث کی کلی ضمیمہ ہے اور اجماع
کے خلاف ہے۔ مگر یہ کہایت کہ اس کے خلاف
تو ہے اور اس کے خلاف علم بیعت بلند کر دیتے ہیں
حرمت کا سبب دھنسنے، خونریزی اور دیگر غرضات
کی وجہ اس پر ترس ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اس کے مروزل کہنے کی ذمہ داری ہے

قاضی عیاض کا قول | قاضی عیاض نے کہا ہے
کہ علما اس بات پر اجماع

ہے کہ قرآن میں نہیں ہو سکتا اور اس بات پر کہ اگر اس
پہ نظر علماء میں ہو گیا تو وہ حرموں میں ہو سکتے ہیں (چند خوبیاں
میں حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ میں نے اس کے خلاف دیکھا اور اس کے خلاف
شہادت پایا۔ مترجم

میں مروزل ذکر نے کیا دوسرے مروزل صاحب نے کہ اس میں خلاف کو ایسا کہ خدا ہی ہے۔ مترجم
میں بیعتیہ مذہب پر ہے اور عادل وقت تھا۔ بعد ازاں اس میں فرق طریق ہو گیا تو وہ موقوف نہ کہتے۔ ان میں بڑے
جوس کے خلاف کہتے ہیں وہ اجماع کے خلاف کہتے ہیں کہ بعض اصحاب نہیں کہتے ہیں۔ مترجم
تھے جن میں تہجد اور کثرت نماز کے خلاف سنت مسند میں ہوتی اور اس میں بھی اجماع سے کہ اگر اجماع میں کفر طاری ہو گیا تو
وہ نور مروزل پر جلتے گا۔ مترجم

جہارت امام نووی | اکثر وقت میں کہتے
جہارت نووی دین بارہ

نقل کردہ شوق تفسیر اجمال و تصدیق میں مقال بدست
آید امام نووی گوید

اجمع اهل السنة ان لا يعزول المسلم
بلا فسق ولما اوضحه الله كونه في كتب الفقه
بعض اصحابنا انه يعزول وحكي عن المعتزلة
مغلط من قائله من انفس اجماع - قال العزلة
وسبب عنه العزلة وتقرير المخرج
عليه ما يجر تب على ذلك من افتقروا
المرامد وفساد ذات البين فتكون الحجة
في عزله اكثر من جافي بقاءه -

یہاں اس پر ترس ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اس کے مروزل کہنے کی ذمہ داری ہے

قول العیاض | قال القاضي عیاض
اجمع العلماء علی

ان الامامة لا تتعطل بکفره وعلی انه لیسو
طوره علیہ الکفر العزلی - قال وکذا التعلیل
میں حضرت عمرؓ کا قول ہے کہ میں نے اس کے خلاف دیکھا اور اس کے خلاف
شہادت پایا۔ مترجم

میں مروزل ذکر نے کیا دوسرے مروزل صاحب نے کہ اس میں خلاف کو ایسا کہ خدا ہی ہے۔ مترجم
میں بیعتیہ مذہب پر ہے اور عادل وقت تھا۔ بعد ازاں اس میں فرق طریق ہو گیا تو وہ موقوف نہ کہتے۔ ان میں بڑے
جوس کے خلاف کہتے ہیں وہ اجماع کے خلاف کہتے ہیں کہ بعض اصحاب نہیں کہتے ہیں۔ مترجم
تھے جن میں تہجد اور کثرت نماز کے خلاف سنت مسند میں ہوتی اور اس میں بھی اجماع سے کہ اگر اجماع میں کفر طاری ہو گیا تو
وہ نور مروزل پر جلتے گا۔ مترجم

اقامة الصلوة والدعاء عليهما . قال طحا
 مثلاً جمهورهم البدعة قال وقتال
 بعض البصريين تعقله وقلد ام له
 لانه مناظر . قال القاضي فلو طرأ عليه كفر
 وتغيير للشرع او بدعة خرج من حكم
 الولاية وسقط طاعته ووجب على
 المسلمين انقياد عليه خلعه ونصب
 امام عادل ان . مكنهم ذلك . فان لم
 يعم ذلك الا لعائفة دحمت عليه القيام
 منع الكافر ولا يجب في المبتدع الا اذا اهلوا
 مقدرة عليه فان تحققتوا اجبروا على القيام
 وبغيره . المسلمون رضاه الى غير هذا
 وبغيره . قال ولا ينفعه ذلك ما سبق
 ابتداء فلو لم يعل خليفه استوفى
 بغيره يجب خلعه الا ان يرتفع عليه
 فتنه وحرب .

کہا میں حکم اس وقت ہے جبکہ خلیفہ نماز کی پابندی اور
 نماز کی دعوت چھوڑ دے۔ چرکہا اور میں کہ مجھ پر علماء کے
 نزدیک ارتکاب بدعت کا جی ہے اور تم ان کا قاضی عیاض
 بعض بصریوں سے والوں نے کہا اس کے لئے بھی خلاف مقتد
 ہو جاتی ہے اور ہمیشہ رہتی ہے کہ کوہودہ بدعت ہدیہ نماز
 مولیٰ ہے۔ تو منیٰ میں نہ مانے کہا کہ اگر خلیفہ پر کفر طاری ہو
 جائے اور شریعت میں تبدیلی یا بدعت کا ارتکاب کرے
 تو امامت کے منصب خاری ہو جائے گا اور اس کی امامت
 سب قدر ہونے کی اور ملوں پر اس کے خلاف اٹھنا
 ہونا۔ وی اور اس کی خلاف گوئی سے بچنا چھوڑنا
 عادل امام کو قائم کرنا کہ ان کے لئے بھی واجب
 ہوتا ہے۔ کہ میں اگر یہ واقعہ ہو کر نہ گزیرے کہ
 تو ان پر کافی دھمک دیتا ہوں کہ تم کو جانا تو واجب
 ہے۔ ورنہ جی کے باوجود واجب نہیں ہے کہ جب
 ان کو اس پر قدرت ہو جائے غلبہ ہو اگر انہیں مجھ پر
 ہو تو اس کے سوا کرنے کے کوہیت کرنا واجب نہیں

اور ملوں کو اس کی صورت سے بھرت کر مانی جائے اور اپنے دین کو بچانے کا چاہئے۔ قاضی نے کہا کہ حاکم کی
 قیوت استقامت مقتد میں تو ان پر ہرگز نہیں ہرگز طاری ہو سکتا تو بعض نے کہا اس کو میرے گردیا
 واجب ہے کہ اس صورت میں نہیں کہ مقتدہ ایک کا دھمکے۔

جماعیہ سنت فقہاء محدثین اور متکلمین کا قول
 مجبوراً سنت فقہاء محدثین و متکلمین نے کہا کہ

قول جماعیہ سنت از فقہاء محدثین و متکلمین
 قال جماعیہ اصل السنة من الفقہاء

سے میں کہ وہ ابتداء بدعت ہے تو اس کی امامت مقتد نہیں ہوگی اور مجبور میں وہ بدعت ہو سکتا تو خود خود
 زول ہو جائے جو کسیک بعض ملے بھوکے خیال کے مطابق اس کی امامت مقتد بھی ہو سکتی اور
 آئندہ بھی ہرگز ہوگی۔ مترجم
 کہ کا دھمک تو بڑا ضروری ہے خواہ کہ ہی ہو لیکن مقتدہ کرنا کے قدرت کا حق خاص ہو۔ مترجم

والله اعلم بالصواب والاعلم ان لا ينزل بالنفس والضم
وتعطيل المحقوق ولا ينظم ولا يجوز الخروج عليه
بذلك بل يجب وعقله وقوديه لا بد
اواردة في ذلك .

قال القاضى وقت اذ عي اليوبكرين
مجاهد في هذا الاجتماع وقد دعاهم
بقياها الحسنيين ودين الزمير واهل السنة
عن بني امية وبقياهم جماعة عظمى من
سابقين واهل السراويل على المجامع من
لا شئت وقابل هذا القائل قوله

لا تاربع الا صراخه

في قمة عدد جملة الجموع سابقين
على المجامع ليس به من الخلق بل سما
غير انزعج وفهم من المكلفين قال القاضى
وتبين ان هذا خلاف كان وانه شاملا
وجماع على من اخرج عيدهم وانه علم
انتهى بلفظه

ليس انما هو من عبارات تصديق المقدسات
لما كره من سبيل في الجوارى اهل سنت من يري
نسبت سابق قبل شد نرد جبين او فرشد نرد جبين
او خلق بخلت اسلام سابق فلو لم يبق في قدس
مذمت انما كفر من انشد وخرق بر او خطا كردند
او امر لبيد لبيد او انشد وخرق بر او خطا كردند

ان الله اعلم بالصواب والاعلم ان لا ينزل بالنفس والضم
وتعطيل المحقوق ولا ينظم ولا يجوز الخروج عليه
بذلك بل يجب وعقله وقوديه لا بد
اواردة في ذلك .

فحق انهم المحقوق في معطل كنه في بحث جرمي معزول
نكاح بدنة او زنا بدنة جالسة او اياك في بدنة اسكن
مقطب كنه كنه او اياك في بدنة اسكن
واجب بدنة بدنة كنه او اياك في بدنة اسكن
روشن جرمي او اياك في بدنة اسكن

قال القاضى وقت اذ عي اليوبكرين
مجاهد في هذا الاجتماع وقد دعاهم
بقياها الحسنيين ودين الزمير واهل السنة
عن بني امية وبقياهم جماعة عظمى من
سابقين واهل السراويل على المجامع من
لا شئت وقابل هذا القائل قوله

لا تاربع الا صراخه
في قمة عدد جملة الجموع سابقين
على المجامع ليس به من الخلق بل سما
غير انزعج وفهم من المكلفين قال القاضى
وتبين ان هذا خلاف كان وانه شاملا
وجماع على من اخرج عيدهم وانه علم
انتهى بلفظه

ليس انما هو من عبارات تصديق المقدسات
لما كره من سبيل في الجوارى اهل سنت من يري
نسبت سابق قبل شد نرد جبين او فرشد نرد جبين
او خلق بخلت اسلام سابق فلو لم يبق في قدس
مذمت انما كفر من انشد وخرق بر او خطا كردند
او امر لبيد لبيد او انشد وخرق بر او خطا كردند

ان الله اعلم بالصواب والاعلم ان لا ينزل بالنفس والضم
وتعطيل المحقوق ولا ينظم ولا يجوز الخروج عليه
بذلك بل يجب وعقله وقوديه لا بد
اواردة في ذلك .

کفر کسی نزدیک متحقق شود و نزدیکان نشود چہیں خروج
برودتی این و آن متعلق خواهد بود و اتفاق در حق و کفایت
و تعقل و تجرب کسی از مزدوریات دینی یا از بدیہیات عقلی
نیست کہ حاجت معذرت افتد۔ و در صورت قس آنچہ
پیش کردہ این از خواہ بود تا ہر چہی صحتی یا حصول اہل سنت
نیست چہ یزید اندر یزید صحت یا فاسق مصلحت بود۔ سارک
صلوٰۃ وغیرہ یا بدعت ہر چہ از روشای نواصب است
یا بدعت عموم خلاف قس غیر مسلم۔

جیسا کہ شمس ہے کہ کسی شخص کو کفر ایک عالم کے نزدیک تو
ثابت ہو جائے لیکن دوسروں کے نزدیک نہیں ہوتا۔ اس
طریق اس کے خلاف اٹھنا اس کے اور اس کے قس میں مختلف
ہو جائے گا اور کسی کی تحذیر و تفسیق اور تبدیل و ترمیم میں تعلق
نہا دین مزدوریات یا عقلی بدیہیات حد سے نہیں ہے کہ
عذر کرنے کی ضرورت پیش آئے اور قس کی صورت میں جو کچھ
کہہ میں نے پیش کیا ہے تب ہی یاد ہوگا۔ تاہم اہل سنت کے
اصول پر کوئی دشواری باقی نہیں رہی ہے کہ یزید یا اس
صورت میں یا کھم کھن قس تھا۔ نماز کا ترک کرنے والا وغیرہ یا بدعت کا مرتکب تھا کیونکہ وہ نواصب کے
سرووں میں سے تھا۔ ان سب پہلوؤں کے پیش نظر اس کی ماحولیات کا ہونا حد نہیں۔

نظر میں دیکھو یا دلفونیاں سالیہ در حشر و
برونیکو قس تھے۔ یا بدعتی فرقہ بریگیٹیں کس تاحال
نزد ہر ہائز وائر نزد ہر چار نیست نزد بعض ہائز۔
چنانچہ اثر بدیہیات تو ہی واضح است۔ و در مسائل
مختلف خلاف یک سر و گردن نہ موجب متعلق حشران آئندہ
و بدعتی اعمال او عند اللہ مستحکم شد۔ چنانچہ دانستہ شد
و اگر فرض کنیم برہم روز خروج برہمیں کساں امر ہوا ہے
اجازت و دست است۔ اما قس نیست تا یزید صول الی
سنت و شکست امام ہر ہر روز راہ یا بد۔ نیز یاد از

ان دلائل کے پیش نظر سابقہ مقامات کو ذہن میں
رکھتے ہوئے یزید کے خلاف اور کھم ہونے میں کوئی قیامت
نہیں ہے اور ان سب باتوں کے باوجود جس جیسے لوگوں کے
خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اب تک سب کے نزدیک جائز
ہے اور اگر (اختلاف کی بنا پر) سب کے نزدیک جائز
ہیں تو بعض نے نہ کیا جائز ہے جیسا کہ نوٹش کی جرت
کے مطالعات واضح ہے اور اختلافی مسائل میں ایک شخص کا
دوسرے سے اختلاف کرنا اگر کہ سب نہیں ہو سکا کہ وہ
دوسرے لوگ اس اختلاف کرنے کے کو قاسم قرار دیں اور

سب خاص ہو گئے جو حرام چیزوں کو اپنے نفسانی دلائل باعث مصلحت سمجھتے تھے جیسا کہ پیادہ میں شراب پینے
تھا اور سس کو حلال سمجھتے تھے گا۔ آج کل کے ششمالی بھی کہتے ہیں کہ شراب کی حرمت
مستردان کریم ہما کہیں ذکر نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ سرچیس مس عمل المشیاط ہے
حرمت ثابت نہیں ہوئی۔ مترجم

تھے مگر اکثر لوگوں کے اتفاق کے خلاف کسی مسئلہ میں کو ایک صاحب اولیائے نے اختلاف کیا تو اکثریت سے اختلاف
کرنے والے کو فاسق کہا جاسکتا ہے اور عند اللہ کے یہاں اس کا اتنا ہی عمل پیکار جاتے ہیں کہ حضرت امام جعفر علیہ السلام
نے توبہ ہوتے محضے یزید اور کی مخالفت کی۔ مترجم

..... اس کے اعمال کو خدا اللہ بے سر
 قہ آئیں۔ جیسا کہ کہا گیا۔ اور اگر ہم یہ بھی فراموش کر لیں کہ اس
 جیسے لوگوں کے غلوں کے لئے کے ناجائز ہونے پر ابھرتے ہیں
 تو وہ اس امر پر ہدایت۔ قدیر ایمان نہیں کہ ان سنت کے
 اصول پر امام حسینؑ کی شہادت میں کوئی شک کی گئی تھی
 ہوئے کے زیادہ سے زیادہ۔ اگر کوئی کہہ کہ اس وقت کہ یہ کہہ
 ہے کہ حضرت۔ ان کے اس مسئلہ میں فعل کی تیسرے اس سے
 کیا فرق ہے کہ اس کی نسبت سے فعل بھی ہوئے کے مورد کی
 بھی۔ اس بارے میں غلطی کے متنبہ کی کہ یہیت پر بھی ہے۔

اس کے تمام مسائل میں تو یہ ہے کہ اہل سنت کے۔ مومن میں ترجیح ہو جاتا ہے اور اس کے محبت سے
 کہ وہ غلوں کو سنے کے گمان میں اگر کسی نے۔ ذرا غلط کر لیا یہ نیک کہ اس کے خلاف ہو جائے تو وہ بھی
 شک ہوئی غلوں نہیں ہوئے۔ اس شخص کو سنے کے آخر تک اپنی خطا پر مدد نہیں ہوئی تو کوئی قسمہ
 یہ فتویٰ نہیں دیا کہ وہ غلوں سے محروم رہا اور نہ ہی تکلیف میں کی وقت نہ ہو تو اس کے ہی۔ وہ وہی ہے
 یہ تو اس کی نظر تو اس کے دست سے زیادہ سمجھتے نہیں دیتا۔

ان شیعہ صاحبان کے اسوئے مطابق حضرت
 امام علیؑ کی شہادت کے لئے میں دیر کے ساتھ ساتھ
 با حق سے پہنچتی ہے۔ غلوں کے ساتھ انہیں جو تو
 دیکھو کہ ان کا خیال اس میں ہے کہ ان کی روایات موجود ہیں کہ
 جو شخص یقین نہ رکھے ان کا بیان دیکھ نہیں ہے۔ میں ان
 روایات کو منہ سسٹ کے نقل کرتا ہوں۔

وکیل روایت :- میں نے انہیں نے ان میں سے
 سے انہوں نے جو روایت روایت کی ہے۔ کہ
 کہ اگر جہان کے کہا کہ اب اگر کوئی یقین اہل شیعہ
 میں سے کوئی یقین نہیں اس کا بیان نہیں اور یقین ہے کہ
 ہے حتیٰ کہ پست کی جرموں پر اس میں محبت۔

زیادہ اگر کسی کو یہ بھی یاد کہ حضرت امام علیؑ کے
 خدا کے لئے جس کے اعتقاد ہیضہ و یسبیب
 بنائی خواب پرست غلوں اور اس کے وہی بارے میں اصل
 یہ ہو۔ چنانچہ دراصل انہا سنت صحیحہ است و غیر صحیح
 است۔ چنانچہ غلوں غلوں۔ ذرا غلط کہ وہ ان کے خلاف
 ہوئے وہ تو اس کے خلاف غلوں کے خلاف ہوئے۔ اس کے آخر
 عمر میں ہی خود اس کے خلاف غلوں کو یہ حق کو یہ کہہ کہ
 اس کے محروم یا وہ سنت تکلیف یا اس کے خلاف غلوں آدہ و
 ہو محال لا ینکلف اللہ نفساً لا یسعی

آپ کی برحق مومن شیعہ شہادت حضرت۔ امام علیؑ
 و اس کے دین و ایمان کے ساتھ ساتھ یہ ہو۔ غلوں
 بالذات انہیں اگر وہ شیعہ بنکر۔ وہ کافی جتنی روایات ہیں
 بات کہ یہ کہ یقین نیست دین و ایمان مذکور در شہادت
 میں سند نقل کیجئے۔

آل :- عن بن عمر عن حدیثہ عن سائر
 صحابہ۔ بنی بکر لا یجوز قال بنی عبد اللہ
 بن ابی عمر لا یجوز احث راہین فی تحقیقہ
 ولادہ میں سے لا یجوز قالہ و لقیقہ فی کل شاعی
 حتیٰ المسج علی خلیفہ

روایت دیگر: عن محمد بن یحییٰ عن
احمد بن محمد بن محمد بن عمر بن حنبلہ و
قال سالت ابا الحسن علیہ السلام عن العیام
للولاۃ فقال ابو جعفر التقیۃ دینی و دینی
الہادی ولا ایمان لہم لا تقیۃ لہ
ازیں دو روایت مثل آفتاب روشنی بر آید کہ ہر کہ
تقیۃ بخندہ دینی و ایمان است۔

اکنون از حضرات شہدائے اہل بیت است کہ اہل بیت تقیۃ
است حسن و نامہ حضرت امام الشہداء معلوم ہے ہائیکہ شہادت
و غایب راست کہ دینی دو روایت ہیں کہ نہ تہنیکش تاویل یا
تخصیص نیست۔ اگر تاویل فرمائید یا تخصیص جسدوی
و شخصی نمایند، سو غلط خواہ بود۔ اکنون ازین چارہ
نیست کہ مذہب اہل سنت اختیار کنند۔ و اگر
از اتباع حق عار و انکار است، جرم از ما دور و گم
کل بارہ باقی خواہد ماند۔ اندر حضرت انکار از حق و
اصرار بر مذہب باطل لکن خواہ آمد۔ چہ حضرت امام را
درین شوق و ناچاری کہ قابل حق ہزار فوق جہان چند معدود
بودند و انہم کی بعد دینی شریعت شہادت چہ شہید نہ
تقیۃ لازم بود۔ اگر قول امر امید بود، در آخر وقت نہ یکس
نامہ تقیۃ نام افتادہ بود۔

مذہب شریعت ہر امت یا تو یگوم

و خواہ از سنہ پند غیر خواہ مول

و جواب دیگر: انشاء اللہ تعالیٰ بشرط رحمت و مقربیت

ہر نفس را خواہ گذشت لا تقصرو

ایں دو روایت، کہ نقل کردہ شد اگر احتمال دفع

باشد مطابق نمایند، اگر نزد شاکافی کہیں نباشد نسخہ

و تفسیری روایت: محمد بن یحییٰ سے، انہوں نے
احمد بن محمد بن محمد بن عمر بن حنبلہ سے روایت کی اور کہا میں نے حضرت
علی علیہ السلام سے کام لیتے، اگرنا کہنے سے نہ کہے کے بارے
میں پوچھا تو ابو جعفر نے فرمایا: "تقیۃ، میرا اور میرے باپ کا
کا دین ہے اور میں کا تقیۃ پر اعتقاد نہیں اس کا ایمان نہیں۔
ان دو روایتوں سے آفتاب کی مانند روش ہو گیا
ہے کہ جو شخص تقیۃ نہ کرے بے دین و ایمان ہے۔

اب حضرات شیعوں کے گزارش ہے کہ اگر تقیۃ ہی ہے
تو پھر تمام حسین رضی اللہ عنہ کا ایمان پر خاتمہ معلوم ہے
شہادت تو کہیں، اور وہ ہے کہ ان روایات میں کسی قسم کی
تاویل یا تخصیص کی گئی تھی نہیں ہے۔ اگر وہ تاویل کریں یا کسی
شخص اور حد تک تخصیص کریں تو قابلِ سماعت و محملِ مہربانی
کے سوا چارہ نہیں ہے کہ اہل سنت کا مذہب اختیار کریں اور
اگر حق کی پیروی سے انہیں شرم آتی ہے یا ان کا مذہب تو
یعنی بارہ اماموں کی جنت کے لیے راہ و معاشی ہے اور اس موت
میں جنت سے، انکار اور جھوٹے مذہب پر ضد لازم کہتے
گی کیونکہ حضرت امام حسین علیہ السلام کو اس سنگی اور جہوری
سنگ کی تیس ہزار فوق کثیر کے مقابلے میں چند گنتی کے آدمی
تھے اور وہ بھی سب شہید ہو چکے تھے، تقیۃ کیا مفہوم
تھا۔ اگر شروع میں غلبہ کی امید تھی تو آخری وقت میں مہرب
کونے زبانتا تقیۃ کرنا ضروری تھا۔

بہا شک تہنیک کی شریعت ہے یہاں سے کہتا ہوں

آپ خواہ میری بات سے نصیحت اختیار کرو یا نہ

اور دو سزا جواب انشاء اللہ تعالیٰ بشرط فرست و مقربیت

نظر گرامی سے مجھے ہے گنا امید نہ ہوں۔

یہ دو روایتیں جو کہ نقل کی گئی ہیں اگر ان کے معنی

ہونے کا شک ہو تو مطابق کریں۔ اگر تباہی سے نہ کافی

معلوم ہے ان نژادِ مومراست ملاحظہ فرمائیے۔

اللہم ارنا الحق حقاً و ارنا الحق اتباعه و
ارنا الی اهل باطل و ارنا حق اجتنابه و انصرنا
ان الحمد لله رب العالمین فقط

یعنی نہ ہو تو ظہان کا چھپا ہوا نژاد ہمارے پاس موجود ہے
ملاحظہ کریں۔

لے اللہ ہمیں حق دکھائے اور اس کی نیکی پہچانے
کی توفیق عطا فرما اور جہالت کو جھٹ کر کے دکھائے اور
اس سے بچنا نصیب فرما اور ہماری آخری دعا یہ ہے کہ
تمام تعریفیں ربِ عالمین کے لئے ہیں۔ فقط

(نوٹ) اس مکتوب کا ترجمہ الحمد للہ ہمارے ۲۶ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۲ جون ۱۹۶۵ء
مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۶۵ء عری بروز پیر وقت سوا گیارہ بجے تک مکہ مہینہ الفجر ۳۹ ذی الحجہ کا کوئی دن ہو
پہلے ہی ختم ہوا اور اس مکتوب کے ترجمہ کا آغاز ۱۱ ربیع الاول ۱۳۸۵ھ جو ۱۰ جون
۱۹۶۵ء بروز دو شنبہ صبح ۵ بجے شام شروع ہوا تھا۔

والحمد لله رب العالمین و صلوة و سلام علی جمیعہ

محمد انوار الحسن شیر کوٹی

پانچواں مکتوب

مولانا فرحان الحسن صاحب گنگوہی کے نام

از علی گڑھ، یکم یا ۲، محرم ۱۳۹۰ھ بمطابق ۲۷ بروز جمعہ ۱۸ اگست ۱۹۰۷ء

یہ پانچواں مکتوب بھی کہ اصل کتاب کا نام معلوم میں دسویں مکتوب ہے مولانا فرحان الحسن صاحب گنگوہی کے نام ہے جس کا تذکرہ گذشتہ مکتوبات میں آپ نے پڑھا ہے۔ جہاں تک مکتوب کے ہیئت کا تعلق ہے تو خطبے واضح ہے کہ محرم کے ۱۰ میں یہ خط لکھا گیا ہے جبکہ مولانا فرحان صاحب دارالعلوم دیوبند کے تقسیم انعام کے جلسے سے فارغ ہو کر زیر پٹہ اور فوراً شہر کے تہذیبی ۲۰، ذوالحجہ کو علی گڑھ پہنچے ہیں۔ یہ وہ زمانہ ہے جب مولانا فرحان الحسن صاحب نوچرمن بنڈہ میں نواب فقیر علی خان صاحب رئیس فورم کے یہاں تیس روپیہ پر ملازم تھے۔ الختم مولانا اس مکتوب کے اول میں لکھتے ہیں:-
جملہ کے بعد پندھویں یا سولہویں تاریخ کو پھر دیوبند آکر ایک دفعہ (دارالعلوم دیوبند میں) انعام کے تقسیم کی وجہ پر حرام تہذیب کے روز و راتوں سے روانہ ہوا اور میرٹھ میں ایک رات گزار کر فوراً پانچواں مکتوب لکھ کر
آج قابل کیا ہواں وہ ہے کہ یہاں مل کر جمع ہو گیا عمل

دارالعلوم دیوبند کے سادہ روئے رکھنے والوں کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ یہ جلسہ تقسیم انعام ۹ ذوالحجہ ۱۳۸۹ھ بمطابق ۲۷ بروز جمعہ ۱۸ اگست ۱۹۰۷ء کو ہوا۔ لہذا اس کی روشنی میں متعین ہوتا ہے کہ مولانا نے یہ مکتوب محرم ۱۳۹۰ھ میں لکھا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے کہ مولانا فرحان صاحب گنگوہی کو کرشنہ ذہب سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے لکھا ہے کہ امام ہر قسم کے غی کے ہوا
خاصہ مکتوب | غلطی سے پاک ہو گیا ہے۔ شہید حضرات باہمیستوں کو اپنا امام مانتے ہیں جو اہلیت سے مستبعد و سلسلہ تعلق

کہتے ہیں۔ سنی صحابہ محمد ان کی بیعت کے قابل اور مرامات کو انہی حضرات میں محدود نہیں سمجھتے بلکہ حضرت ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ و علیؓ رضی اللہ عنہم کو بھی امام غلطی سے شیعہ صاحب کے یہاں امت عرب ذیلِ خلافت میں نصیب ہے :-

[illegible]

شید حضرت کے یہاں نام بوجہ پینا ہرگز پانی سال کی عروس غائب ہو چکی تھی کیسے ہنسنت کے مقیاس کے مطابق
وہ قرب فیاضت میں پیدا ہوں گے۔

۱۱۔ ائمہ حق طوسیٰ ایک قویہ ٹکڑے کے باشندوں سے پاک ہوتا ہے

۲۔ دوسرے یہ کہ امام کی شریعت اس لئے ہر وقت ہے کہ علیا میں فطری رہنے کا حق ہے جو کہ کسی امام میں نہیں ہوگا۔
اگر امام میں فطری کہہ کر ہر مسلم لازم آئے کہ اس کی فطرت کی صورت کئے اور امام کی ضرورت ہے اور اگر وہ اپنی
فطرت کو اس کی صورت کئے اور امام کی شریعت ہے ہر طریق ایک کی صورت دو صورت اور دوسرے کی صورت
اور یہ کہ یہ کہ ہر وقت ہے جو کہ جو مشفق کے مطابق حال ہے لہذا امامان چاہے کہ امام فطری کہہ کر
جو کہ فطرت لازم نہ ہے۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب مدظلہ العالی کی اس دینی کوشش کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے ہم وطنوں کو اس حقیقت پر متوجہ کرے کہ اسلام کا وجود قرآن ہی کے ذریعے ہی قائم ہے۔ اگر قرآن ہی کو ترک کر دیا جائے تو اسلام کا وجود ہی ختم ہو جائے گا۔ مولانا صاحب مدظلہ العالی نے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ اسلام کا وجود قرآن ہی کے ذریعے ہی قائم ہے۔ اگر قرآن ہی کو ترک کر دیا جائے تو اسلام کا وجود ہی ختم ہو جائے گا۔ مولانا صاحب مدظلہ العالی نے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ اسلام کا وجود قرآن ہی کے ذریعے ہی قائم ہے۔ اگر قرآن ہی کو ترک کر دیا جائے تو اسلام کا وجود ہی ختم ہو جائے گا۔

کی سوجھ بوجھ صاف رہی۔ اس طرح مومل علیہ السلام کو خیر علیہ السلام یاد دلائی کرتے تھے اور وہ بھول جاتے تھے۔ آدم علیہ السلام نے بھول کر اس خدمت کا چھل کھایا جس سے نیک کیا گیا تھا۔

یہ بندہ مرمی نواز افسانہ میں کرکٹ کہ جب غلاب کا آغاز ہوا تو فرح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا حلقہ ڈال دیا۔
 اَمْرًا وَاَقْسَرَهُ الشُّعْرُ قُلْنَا اَحْيِلْ فِيْهَا مِنْ نَّحْلِ سَوْجَنِیْ، فَتَنِيْ وَ اَحْلَقَ بَيْنَ جَبْ ہمارا حکم آگیا، اور تیرے
 پانی اپنے نگو تھمے نوح علیہ السلام سے کہا کہ تشریف لے جاؤ اور اپنے اہل کو سوار کرو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا مگر
 جب شائد بکری تو فرح علیہ السلام نے عرض کیا۔

سَبَّ اِنَّ اَنْتَ مِنْ اَهْلِ قَلْبٍ وَ عَذَابُ الْاٰلِی
 مَا تَرٰ اَحْلَقَ الْخَلِیْقِیْنَ

لے رہا ہے شک پریشان یہ اہل بیت سے ہے اور
 آپا دھرتی ہے اور آپ کا کوئی کلمہ نہیں جاسکتا کہ

دیجئے نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو اہل سبب کی ربا میں لا مقعدہ اہل سے کہہ اور حاق چنانچہ جواب ملا۔
 یَنْوَجِ اِنَّ اَنْتَ لَمِنْ اَهْلِ قَلْبٍ وَ اَحْلَقَ اِنَّ اَنْتَ لَمِنْ
 حَقِیْقًا

لے نوح وہ تیرے اہل بیت میں ہے یہ کہہ کر وہ
 صلی نہیں رکھا۔

حضرت مومل علیہ السلام صاحب فرشتہ ہیں کہ طوی کا یہ کہنا کہ امام سے خدا بھول نہیں ہو سکتا قطعاً غلط ہے دیکھتے
 نوح علیہ السلام کے اسی صلی کے لیے کہہ کر اللہ تعالیٰ نے بیشک کے بارے میں نوح علیہ السلام سے کیا فرمایا اور آئندہ آیات
 طوطہ بھر فلا تَسْتَلِیْ مَا لَیْسَ بِہِ عَلَمٌ اِنِّیْ اَحْلَقْتُ اَفْ شُكُوْنٍ مِّنَ الْاَیِّ جَلِیْلِیْ اور میری نوح علیہ السلام
 نے کیا عرض کیا سبب اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اِنَّمَا اَلَاکَ مَا لَیْسَ بِہِ عَلَمٌ اِنِّیْ اَحْلَقْتُ اَفْ شُكُوْنٍ مِّنَ الْاَیِّ جَلِیْلِیْ
 تَعَالٰی الْعَلِیْبُ تَعَالٰی باری تعالیٰ اور نوح علیہ السلام دونوں کے کلمے سے جو کہ واضح ہے واضح ہے۔ لہذا امامت سے جو اور غلط
 فی اعتبار کیا مشکل ہے لہذا مومل کا یہ قول باطل ہے۔

مومل علیہ السلام نے امام کی فہم میں غلطی سے مصیبت کے بارے میں
 دوسری دلیل یہ دی ہے کہ امام شریعت کا محافظ ہو سکتا ہے۔ اگر

علیہ السلام کی دوسری دلیل اور اس کا رد

اس کی فہم میں غلطی ہو سکتی تو وہ محافظ نہیں رہ سکتا۔

مومل علیہ السلام صاحب فرشتہ ہیں کہ اگر دین کی حفاظت کا یہ مطلب ہے کہ قرآنی حدیث کو اعلیٰ دین صانع دکر دین
 تو امام دین کی حفاظت کے نام سے کہہ دے تو ہم کیا انکار کریں اس سے امام کی مصیبت میں اللہ کیسے ثابت ہوئی۔ اگر کوئی
 شخص قرآن کریم کو حفظ کرنے چاہے وہ گناہ گار ہو تو قرآنی کریم کے محافظ کی حفاظت تو ہوگی خواہ وہ معنی میں نہ جانتا ہو
 اب سب سے معنی تو صلا و نفوس سے ظاہر ہے کہ اس کے معانی بیان کر کے دین کی حفاظت کر لیں گے اور قرآنی کریم کی حفاظت
 ہو جائے گی اور یہ بھی ضروری نہیں کہ امام امیر المومنین اور نبی عن اللہ کے جوار سے پہلے ہی امام جو البتہ کسی عالم سے
 بوقت اجراء احکام ای و مل ہو تو کافی ہے چنانچہ طاوٹ امام تھا لیکن حضرت عموئیل کے تیلانہ حدایت پرا حاکم نافذ
 کرتا تھا۔ لہٰذا یہ فرض ہے کہ امام دوسروں سے علم میں زیادہ ہو لیکن ضروری نہیں کہ امام کا غلط فہمی سے متعین ہو

ضروری ہوا اور اس میں فعلی کا احتمال نہ ہو کہ کوئی فعلی سے پاک ہو یا صرف اللہ تعالیٰ کہتے ہے ہاں انبیاء طہیم السلام بہتر کم صغیرہ اور کبیرہ و جتہا سے پاک ہوتے ہیں لیکن گناہ سے معصوم ہونا عبادات سے اور غیر میں مجمل ہو جانا عبادات ہے۔
موفقاً لمقام صاحب امام کا شریعت کی حفاظت سے دوسرے معنی یہ بتیہیں کرتے ہیں کہ اگر طوسی کا مطلب امام کے ذمے شریعت کی حفاظت سے یہ ہو کہ شریعت کو امام خود خالصے تعالیٰ سے لے کر آئندہ قرہ میں غلط ہے کیونکہ اس کے لئے طوسی نے کوئی دلیل نہیں دی۔

طوسی کی تیسری دلیل تیسری دلیل طوسی نے یہ دی ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لَطِيعُ عِوَالِهَةٍ دَاجِلِيْعُو الرِّسْوَلِ وَأُولِی الْأَرْبَابِ مِمَّا كَفَرُوا لَهَذَا إِمَامٌ أَوَّلُی لَامِرٌ ہے اور اس کی یہ وہی وجہ ہے جس سے جبراً خطائے معصوم ہو ورنہ اتیان کا حکم ہے معنی ہے۔ نیز اگر وہ معصوم نہ ہوگا تو اس کے احکام کا انکار واجب ہو گا اور یہ خطا ہے موفقاً لمقام صاحب اس دلیل کو بھی رد کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ کیا ضرور ہے کہ امام ہی اولی الامر ہو مگر یہ خطا ہے انبیاء تھے ہیں وہ بھی اولی الامر ہیں۔ بالفرض اگر ہی اس کی اولی الامر سے مراد خاص اصطلاح امام ہے تو اس صورت میں امامت کا خدشہ ان کا اولی الامر ہونے سے نہ مطلق ان کی ذات۔ نیز امام کا ہر جگہ اگر اللہ کا حکم ہے تو قابل امامت ہے ورنہ اگر اپنا ذاتی ہو تو قابل امامت نہیں۔ جیسا کہ مجبوروں کی شریعت بندہ کے پاس سے منقطع صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنچ فرمایا کہ اس کی کیا ضرورت ہے یہ کسی پھر دیا آئندہ آفکھ یا سورہ نسا کہ اور چرائی مدینہ شریف بندہ کی کرتے ہیں۔

علامہ کی چوتھی دلیل اور اس کا رد موصوفی نے کہا کہ اگر امام گنہ گار ہے تو دوسرے میں توام سے کٹر ہوگا کیونکہ امام کا جملہ کی برائیوں سے زیادہ آگاہ ہوگا جسے اور احمقوں کی غویوں سے زیادہ خبردار۔ موفقاً لمقام صاحب نے علامہ کی اس دلیل کی بنیاد دو مضمون پر بتلائی ہے۔

اول :- یہ کہ امامت اس شخص کی جو کٹر دوسرے کا نہ ہو اپنے سے افضل اور زیادہ فاضل پر نہیں ہو سکتی۔
دوسرے :- یہ کہ امام کو گناہوں کی برکتوں اور خطاات کی غویوں سے دوسروں کی بہ نسبت زیادہ آگاہی ہونی چاہئے۔
مگر موفی نے پہلے مقدمے کو کہہ کر باطل کر دیا کہ فائوت کی امامت شریعت علیہ السلام پیغمبر کے ہوتے ہوتے کیسے قائم ہو سکتی۔ طاوت حضرت شریعت علیہ السلام سے افضل تھا اور دوسرے مقدمہ اس طرح باطل کر دیا کہ امام کا دوسروں سے صلہ میں زیادہ ہونا ضروری نہیں ہوگا افضل ہے۔

خلاصہ تحقیقات طوسی تحقیق طوسی کا اشارہ اس طرف ہے کہ حضرت علی اپنے علم اور فضائل کے اعتبار سے تمام میں افضل تھے لہذا ان کے ہوتے ہوئے کوئی امام بننے کا مستحق نہیں۔

حضرت موفقاً لمقام صاحب نے فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل سے کسی کو انکار نہیں لیکن کوئی ایسی ترازو اس کے پاس نہیں ہے جس سے وہ یہ ثابت کر سکیں کہ غفلت ٹھٹھ سے وہ افضل تھے اور افضل کے ہوتے ہوتے مفضل کی خوف اور امامت درست نہ ہو بلکہ موفی نے کہا کہ غفلت سے خوش تھے بعض ایسے فضائل ہی جو اردوں میں نہ تھے۔ ہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں بھی بعض فضائل ایسے تھے مثلاً شجاعت وغیرہ لیکن ایسا سمجھنا پیش کرنا مشکل ہے جس میں

حضرت ملی کرکھی فیضیات حاصل ہو۔

اختلاف امتی رحمة

راہ اس حدیث کے متعلق حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کی تحقیقات تو اس کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ اصحاب رسول ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کا اختلاف جبکہ ان کو ملی طور پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع مد نظر اور مقصود ہو اور اختلاف کے احکام کو یہاں تک پیش نظر ہو تو یہ جہاں اختلاف ہوگا وہ مجبوری ہوگا اور اس میں غمناہش نفس اور حسب جاہ وغیرہ کو دخل نہ ہوگا اور احقاق حق مد نظر ہوگا تاکہ صحیح راہ پہنچ سکیں۔

لیکن مختلف امتی میں جو اختلاف ہے اس اختلاف میں امت کے ارادے اور کثرت کو دخل ہوگا۔ وہ مجبوری کا اختلاف نہیں ہوگا بلکہ ایسا اختلاف ہوگا جیسا کہ اہل کتاب کے بارے میں کہا گیا ہے۔

وَلَا تَخْتَلَفُوا أَمْرًا بَعْدَ مَا جَاءَتْكُمْ بِهِ آيَاتٌ بَيْنَاتٍ بَيْنَهُمْ

انہی نے واضح بینات کما جانے کے بعد کچھ میں سرکش نہ کروا اختلاف کیا

نہا عالت اضطرار حالات اختیار میں فرق ہے۔ یہاں اختلاف رحمت ہے اور دوسرا ظالم ہے۔

پانچواں مکتوب

بنام مولانا فخر الحسن صاحب

جواب استدالات علامہ طوسی دربار امامت

امامت کے بارے میں علامہ طوسی کے دلائل کا جواب

۵

بیان معنی اختلاف امتی و حدیث متخلف

اختلاف امتی رحمت اور حدیث متخلف کی حقیقت کی حجت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جامع علوم مولانا فخر الحسن صاحب دام کائنات
ازنا جیز محمد قاسم سمنون اور
شرق مکتون کے بعد عرض پمطابہ کر گزشتہ

جامع علوم مولانا فخر الحسن صاحب دام کائنات
پہرین محرقہ ہم ہیں از علوم سمنون و شرق
مکتون عرض پمطابہ است - در اما کی مشو ماہ گزشتہ

من باز دو که بسیار انعام کار رفتی کول تا اختتام بخاری
 و هیچ مسلم قرار یافت بود خواسته بودم که پابلو نیمه و بکول
 هم یکی بر ملا بیاوم بعینه غیبی صفت و سبب ناگفته به را
 بر روی کار آورده بخت و طبع کشیده و نیمه باز که بدید بند
 رسیدم به ششم و طبع رسیدم و یکی از جمیع باز دو هم پابلو نزد هم
 باز دو بند آمد که در بعضی تقسیم انعام و دیگر قیام کرده
 روز شنبه از انهار روانه شدم و میرشد (دیر شد) و بی بی یکشب
 نذاشته بودم رسیدم و دو شب در آنجا بودم امروز
 رفتیم باز هم است غایب که در اینها رسیدم و به خطاطی
 و به بند آمدن از غریبه رسیدم از همان روز فکر جویش بستم و
 انهار آن که هم کابل و هم پیشاقل کیش و شغل هر روز حواله
 بفرمایند و باز همان خدا اول سده از تحریر می شد امروز
 که این سلسله تحریر را به خطوط احباب بجا نیاورم جواب نام
 آن عزیز بنیاد آمد بحسب افتادم بدستم نیاید یکی
 خط و دیگر بنده خفاوت و در ملاطفت و درباره ملاحت
 حق و ملاحت امام معصوم بنظر آدمی چون معلوم غیرش

مائے کے پہلے وہے میں بیت بحث اور محبت کے بعد انزیر
 بخاری اور مسکن سلم کے ختم ہونے تک کل (طیکرہ) کی روزی
 لے پانچ مٹی میری خواہش تھی کہ ریل میں سوار ہوں اور طیکرہ
 پہنچ جاؤں لیکن میں ان دنوں میں مٹی کا تہ بعض ناقابل بیان
 اسباب کا کعبہ میں لایا جس نے مجھے نائنہ میں کعبہ پر لایا تاکہ
 ماہ کی پانچ کو دوبند تھی کہ رات کو دن پہنچا اور عینکے بعد
 چند گھنٹیں یا سولہویں تاریخ کو چہر دوبند کر ایک روز ملا اسٹا
 میں انصاف کی قسم کی کہ جو سہرے پر قائم کر کے ہشتکے روز
 دلی سے روانہ ہوا اور میرٹھ میں ایک رات گزارنے پر پہنچا
 اور دولت و دن کے آج غائب کیا موصول دلی ہے کہ یہاں
 طیکرہ پہنچ گیا ہوں۔ دوبند کو دلی کے وقت آپ کا
 خط ملا۔ اسی دن محاسن کے جواب کا جواب مر پر تھا کیونچیں
 مضبوط ہے کہیں کا بھی ہوں اور بہت ہی مصروفیات میں
 مصروف بھی۔ ہر روز خط لکھنے کو کل پر شتا رہا اور ہر وقت
 سستی جواب لکھنے میں رکاوٹ ختی تھ۔ آج کہ اسباب کے
 خطوط کے جواب کے لکھنے کی حرکت پہلے ہوئی تو آپ کے خط کا

۱۰۰ شتہ ماہ کے پہلے دس ہجری ۱۰۰۰ کے بعد خدا کے پہلے دس ہجری ۱۰۰۰

۷۔ کھانے پینے کے سامنے میں علی گڑھ کو کھا جاتا تھا۔ حرم

کے ذریعہ سے حاصل ہوا۔

۴۔ عید سے عید افضل مراد ہے۔

[illegible]

همان است که در تمام اخیر و در این طرف چنان ایستاده
در راهی که می رسیده بود اتفاق قرار جانش نهاده بود
مصلحت دید احترام شد که جواب بفرستد پیش زیر فکر کشیده
نزد آن حرم رسانم شاید بدان یاد کند. کی به دست
ای افتاده باید گرفت. بارگاه نام نهادم که می برد.

جواب: کھانا بھی یا رکایا۔ خطہ عرض کرنے میں مل گیا لیکن
ملایکی آپ کا دوسرا پانا خطہ ملا دوسری کے حضرت علی
کہامت کے بارے میں ابو امام مصمم کہ فرموتا
کہ وہ قیام شام خیال کے متعلق غلط ہو گیا چنانچہ اس کا
فرقہ منوی ہی وہ ہے کہ جو آخری خطہ میں ق اور اس

طرف چنگیز نے خطا جہاگ و دژ میں دلی بیٹھا تھا تو اس کے جواب کے لکھنے کا اتفاق نہ ہوا تھا اس لئے میری بیٹے
 یہ کوئی اس کے تمام سنا میں کا جواب لکھ کر تپ کے پاس جیو دہاں شہید آپ کے دن سے میرے لئے دعا نسل
 ہوتے۔ اے عزیز اس وجہ کا ذکر نہ کرو، چاہے گناہوں کے بارے میں خدا جانے مجھے کہیں پہنچا دیں۔

یادرم ملا محمّدی باین علم وقت بخت از یاد فرست
انهم زای فرموده و دلائل صحت آنکه نوشته و عادی
است نه دلائل. باین اگر ائیس و عادی را که در پیوسته
آورده باشد ثابت می نماید و دلائل صحت آنکه و
مضمون و در آن آنها می شد و از دلائل صحت.

میسے بھائی! حلا رطوش اس ملک وحق کے ہوتے
ہوتے یہ قوفوں کو حال میں پہننے والی! ان سیدہ قوفوں
کو فریب دیتے ہیں۔ انہوں نے ماموں کی آوازوں سے پاکی
کے تسخیر جو دلائل لکھے ہیں وہ مصلحت سے دلائل نہیں بل
اگر ان دعووں کو جو دلائل کے پاس میں انہوں نے یہاں لکھے ہیں
ان کے منہ میں ہونے کے دلائل بن جاتے اور جب یہ لوگو

ماہیت کر دیتے تو وہ ان کی مصحوبیت
ماہیت نہ کیا تو دلیل بھی نہیں ہو سکے۔

ضرورت امام در نظر علامه موسوی

علامہ طوسی کی نظر میں امام کی ضرورت

علم مدرّسوں کی طرف سے دینے کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ تمام مہتممات و علماء، علم ہندو، علم لکھنات، تہذیبیات کے ماہر
تھے۔ آغا جہاںپور میں اپنے علم و طوس سے تیار کیا گیا تھا۔ دوام سراج، امیر قری کے دربار میں شامل ہوئے اور بہت بڑے نامعلوم و غنوی
تھے۔ بارگاہِ قنوت اور اس کی تعلیم کے بغیر ان کے علم کے جانب سے کافی فرقہ آفرینا کیا گیا تھا۔ ان کی کوشاں و بہت تقدیرات میں تیار کیا گیا
تھا۔ پھر اور تھے۔ چنانچہ ایک روز اچانک شارعِ ہستی میں گھبراہٹ اور قتل کی دھمکی کے باعث لے گئے۔ سالہا سالوں قید ہے۔ اسی
قید کی حالت میں کامِ انصاف نامی، سلاطین کے کہ علم ہیبت میں) کثرتِ انتفاع سے سراسر انتفاع (انڈیا میں) اور مسیحی
کن میں نہیں۔ قیامت سے پھر ان کے خلاف کیا گیا۔ بارہم پینچے جہازان و مدد و راز، تہذیب و خاندان و شہادتات کی جن میں نہیں۔ خوشیہ میں پہلے
نئے کا بہت بڑا شوق، تمام علوم و فنون اور تہذیب و تمدن کی ہر چیز کے ساتھ ساتھ ان کی وفات کے لئے
میں ہونے کا خفا تھا۔ لیکن بڑے سے بڑا شوق تھا۔ تہذیب و تمدن کے لئے مناسب علم و فنون کے ساتھ ساتھ ان کے

اگر در امام ہم احتمال خطا نہ تسلیم لازم آید اتہم۔

بروزیل طوسی جرح قاسم العلوم

دعویٰ اولیٰ میں امر مسلم نیست کہ وضع امام بر فرض مذکور است۔ بہرہ دعویٰ دلیل بکار است۔ اینکه دعویٰ کردہ است کہ احتیاج امام بہر اجماع فرض است از کجی آوردہ۔ از عقل و نقل شاہد ہی نیاوردہ۔

وجہ ضرورت امام بنظر قاسم العلوم

بریم باینم کہ وضع امام قطعاً بہر امر بالمعروف و نہی من المنکر است۔ ارشاد فرمود خدا۔

الَّذِينَ آمَنُوا مَلِكًا مُّصَدِّقًا فِي الْأَوَّلِينَ وَأَمَّا فِي
الْعُقُوبَةِ فَأُولَئِكَ الْمَرْكُوزَةُ وَأَمَّا فِي الْمَعْرُوفِ
وَالنَّهْيِ الْمُنْكَرِ۔

ہذا بقدر متفق است درین امر بحث میکنم کہ امر بالمعروف و نہی من المنکر را معتبر ضروری است یا نہی۔

ہے کہ امام بر فرض احتمال خطا ہے۔ اگر امام میں ایسی خطا آتی کہ
اوتوہر تسلیم لازم آئے (اور تسلیم محال ہے) اتہم۔

قاسم کی جرح طوسی کی دلیل ہے

اول تو یہی مسلم نہیں ہے کہ امام کی ضرورت مذکورہ فرض کے
باعث ہے کہ مذکورہ وجہ کے لئے دلیل دیا جاسکے اور انہوں
نے یہ جو دعویٰ کیا ہے کہ امام کی ضرورت اس وجہ سے ہے
کہ رعایا میں فطرت کا اعتقاد ہے۔ یہ دعویٰ کہاں سے گھڑا ہے
انہوں نے اس کے لئے عقلی اور شرعی طور پر کوئی شاہد پیش نہیں کیا
قاسم العلوم کی نظر میں امام کی ضرورت

اس ہم فرم کریں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ امام کا تصور صرف نیکی کے حکم کرنے
اور برائی سے منع کرنے کے لئے جو اگر تہ ہے چنانچہ قرآن مجید میں
اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے :-
”وہ لوگ کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار دیں تو غارت
کو قائم کریں گے۔ زکوٰۃ دیں گے۔ لوگوں کو نیکی کا حکم کریں
گے اور برائی کرنے سے منع کریں گے۔“
جب آیت بات (ضرورت امام سے متعلق) تحقیق میں آ
گئی تو یہی وہ اس بات میں بحث کرتا تھا کہ امر بالمعروف
اور نہی من المنکر کے لئے معصوم ہونا ضروری ہے
یا نہیں۔

(بقیہ صفحہ ۱۹۵) دیکھئے۔ علامہ طوسی نے امامت کے بارے میں جو کہ کتب حدیث مولانا قاسم صاحب نے اس کی وجہ بیان
کی کہ وہ بھی مترجم (تاریخ الفکر) اور ترجمہ درۃ الانوار فارسی میں سے محبوبہ افغانی (پیش رو)
سے تسلیم کیا ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ ایک جزو دوسری پر اور دوسری تیسری پر اور تیسری چوتھی پر چل چلتے اور
یہ سلسلہ ختم نہ ہوتا ہے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَلِكًا مُّصَدِّقًا فِي الْأَوَّلِينَ وَأَمَّا فِي الْمَعْرُوفِ
وَالنَّهْيِ الْمُنْكَرِ۔

ضرورت عصمت برائے امر بالمعروف و نہی منکر

ہر کہ ہرگز از عقل وارد میدان کہ اگر بد تحقیق و احداث
ضروری است فقط مبادی آن ضروری است اما جزا و
شرائک ہر جزا این است از ضروریات نمی توان شد۔ اجزاء
داخل ماہیت و احداث می باشد۔ کار شراک فقط ایضاً اثر
داخل فی العوض الی المعروف می باشد۔

داخل بد تحقیق و احداث اگر ضروری است و اسلانی معروف
و اسلانی اثبوت و معروف ضروری است۔ اجزاء و جانب
و اسلانی المعروف است و معروف و جانب اسلانی اثبوت
گرا شراکند خوانند۔ چه شراکین است کہ خارج از ماہیت
باشد و باز موقوف ملحد۔ و دانی کہ معروف ہمیں صفت
است لیکن محذو است کہ عصمت خبریہ امر بالمعروف و نہی
و اسلانی اثبوت است نہ و اسلانی معروف نہ معروف۔

امرا المعروف و دیگر کہ غایت نہ و اسلانی اثبوت ہے نہ و اسلانی المعروف ہے ورنہ خود معروف ہے۔ (البذا
مسمویت نہ جمک و دہم میں ہے اور نہ شرط کے دہم میں)
اقتصد و ماہیت اقامت صلوٰۃ و امر بالمعروف اگر

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے لئے پاکدامنی کی ضرورت

جس شخص کو عقل سے صدمہ ہے وہ جانتا ہے کہ
حوادث کے وقوع میں آنے کے لئے کوئی ضروری چیز ہے
تو وہ اس کے قطع مبادی ضروری ہیں یعنی اس کے اجزاء اور
شرائک ان کے سوا کچھ ہے وہ ضروریات ہیں نہ غیر۔
و یا اسلانی اجزاء تو حادث کی حقیقت میں داخل ہوتے ہیں
اس لئے ضروری ہیں اور شراک کا کام تو اسلانی المعروف کا
اثر معروف کہ مستحفظا ہوتا ہے۔

غرض یہ ہے کہ حوادث کے واقع ہونے میں اگر ضروری
ہے تو اسلانی المعروف اور و اسلانی اثبوت اور معروف
ضروری ہے دہم اجزاء تو وہ و اسلانی المعروف کی جانب
میں ہیں اور معروف و اسلانی اثبوت کی جانب میں ہے کہ
اس کو شراک کہتے ہیں کیونکہ شرط وہ ہوتی ہے جو کہ ماہیت
سے خارج ہو کہ ہر موقوف ملحد ہو۔ اور یہی معلوم تھا ہے کہ
معروض اسی صفت پر تجلے ہو لیکن ظاہر ہے کہ مسمویت
البتذا

تقریباً ہے کہ اقامت صلوٰۃ اور امر بالمعروف کی

لے واسطہ دینی محض ہیں ایک واسطہ فی العوض اور دوسرا واسطہ فی اثبوت۔ واسطہ فی العوض وہ تھا ہے جس میں واسطہ فی
سے اور متعین تھا ہے اور ذی واسطہ دوسرے درجے میں۔ جیسے ہاتھ کی حرکت قفل کھولتے ہوئے ہاتھ کی حرکت
کے لئے واسطہ ہے کہ دونوں متحرک ہیں۔ پہلے ہاتھ حرکت کرتا ہے اور پھر ہاتھ کے واسطے حرکت کرتی ہے
لیکن واسطہ فی اثبوت میں معروف واسطہ ہی متعین بالعرض ہوتا ہے اور ذی واسطہ مکمل متعین ہوتا ہے جیسے
کشتی اور کشتی میں بیٹھنے والا کہ حرکت کشتی کی کرتی ہے اور بیٹھنے والا سا کہ ہوتا ہے لیکن وہ حرکت کشتی کے
واسطے سے حمار کے لئے بھی ثابت ہے۔ مترجم

بگیرا یہ امر ہی نہیں تھا کہ ہا صحتہ ہم آغوش ہو بلکہ ایسے ہم
مزدوری نیست کہ ہم را معروف و غیرہ وقت نکلیں او عالم
نہیں موم باشد آری انقدر مزدوری است کہ قتل از امر
با معروف و نہی می انکار از معروف و مکر آگاہ شود اگر چه
از زبان دیگر طلبا شد چنانچہ پیدا است ورنہ امام علی
در کتاب خود امامت حضرت پیغمبر از زبان علی را علیہ وسلم
محل آن خواب بود چہ موم نبوی صل اللہ علیہ وسلم معلوم تعجبی
است باقی ماند اندک تفسیر خود بود و سبحان اللہ این چنین
غیر و فرست نکلیں مکار را مکرزہ اگر مکر مکر ہی معلوم یک
مکر ہی بود آفت است البتہ اگر علامہ شیخانی این چنین استاد مکرزہ
بجہ خود ورنہ بطور معقولی تو مذکر و یک ہزار مسئلہ امام
وقت تعیین مذکور حجت فراہ و در یک مسئلہ مشورہ از حجتہ
مسیح مسلم فظاہر ہاں اگر ہر امام شری عد قاض تائد و مسئل
وارد و مذکور حجتہ تمام بودی و باز واجب بودی کہ ہر جبہ
در لای و آید بغیرایہ اگر چه مخالف دیگران باشد آن وقت
دلیل مذکور شاید با تمام یہ رسید گویا آیت۔

بابیت کو اگر ہم غور سے دیکھیں تو کوئی بات ایسی نہیں نظر
آتی جسکو بصحت کے ساتھ وابستہ ہو بلکہ بھی مزدوری
نہیں ہے کہ امر با معروف و غیرہ اپنی قدرت کے وقت
تمام موم کا نام ہو۔ ہاں اس قدر مزدور ہے کہ امر با معروف
اور نہی میں انکسرت ذرا پہلے معوف اور مکر سے انقت
جو اگر چه دوسرے صانک زبان کے ذریعہ سے ہی ہو۔ چنانچہ
یہاں ہر جبہ ورنہ دوسروں کی امامت تو مکر ہی خود حضرت
پیغمبر خود از زبان علی علیہ وسلم کی امامت محل تامل ہو جائے
گی کہ تو موم نبوی علیہ السلام نہ تہی مکر ہی باقی بطوری
کہ تو ان مسئلہ لازم آتے گا۔ وہ وہاں کہنے اس جیہ فہم و
فرست ہی جیسے علامہ کوئی زیب دیتی ہے۔ مگر سارا ہی ایک
ہی صاحب علم کے ہواست کا مجموعہ ہوتا اس وقت البتہ اگر
شیخوں کے یہ علامہ بات ارشاد فرماتے تو یہاں تاورہ مسئل
خود ہی ہو سکتا ہے کہ ہر امامی میں سے امام وقت ہر ایک کے
مسئلات کی تصحیح سے اللہ ایک مسئلہ میں مشورہ عالمیہ اپنے
عہد کی تصحیح کرتے۔ ہاں اگر نازل ہوئے ولہ واقعات اور

پیش آنے والے مسائل میں علامہ رعایت شدہ کنالہم پر حرم ہوتا اور پھر یہ بھی واجب ہوتا کہ جو کس کی رائے میں
آتے فرما دے اگرچہ ان کا فرمایا تھا دوسرے علماء کے مخالف بھی کیوں نہ تھا اس وقت مذکورہ دلیل شاید پوری ہو چکی

اور وہ لوگ کہ ان کو سارا آپس میں مشورہ سے
ہوتا ہے۔

علامہ کے ہاں تک نہیں پہنچی ہے کہ ایسے پہنچی کر یہ کہ لا تو
نبیوں کتب آیتوں کے تحت شیعوں کی تعلق اور وہ بھی اپنے
نفس کے اس جیسے علامہ کہ جہان فرمے کا شوق ہوا اسکے جہانہ
مخالفات جیسے لمے لوگوں نے بیان ہوا وغیرہ پھر
کس مقصد کے لئے ہیں اور اسی طرح آیت

”ہاں میں سے ہر فرقہ میں کیوں نہ ایک گروہ“

شاید آیت ذیل
وَلَقَدْ يَمَنَّا أَفْرَهُم شُورَى بَيْنَهُمْ
سورہ شوریٰ کو کہتے

تو کاش مکرزہ نہیں۔ وہاں یہی سیکیا گیا کہ اگر ان میں
است با مکرزہ آیت شیعیان را چہرہ دور و آیت جن میں مکرزہ
روفا را مکرزہ اور خود باشد مکرزہ انہا بات مکرزہ
یا ایکھا اناس یا ایکھا قذیبین انہو او غیرہ باز
ہر جہ کار لہ و جن میں آیت

فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِثْقَالٌ مِنْ ثَمَرِهِمْ

مذکورہ آیت کے

نمودہ ہائے تفسیر خواہ نامہ۔ اگر فریم کا ربانی سواہ مصمم
و محکم احوال بود این خطبات و دیگر آیات از قسم حکایت
مالایق است و در نامہ ہائے ربانی کافی است افزودن
ہیں کہ **تَبَيَّنَ لَكُنَّ شَيْءٌ وَ هَدَىٰ هَدًى فَتَشَقَّقْ فَتَرَهُ**
وَبَشِّرِ بِالْمَوْعِنِينَ وَ هَدَىٰ هَدًى فَتَشَقَّقْ فَتَرَهُ
اند۔ و تفسیر نامہ را فریم کہ است و کام تہیاتہ کلش یازپہ
حاجت کہ نام مصمم باشد۔ آری اگر تہیاتہ کلش خودی
ضرورت وی قادی الوقت اگر حضرت شرطی فرمودہ کہ فرود
ماہی و می ضروری نیست مذہبی شیعہ مانعش انبیا اگر می
افعال کہ ہم ازہر کہ باشد فیہ اور وقت البتہ تکلم
بر اہل حصہ کہ ضروری بود و ایک مکتبہ مبنی دسنتہ
الخطباء الراشدین من بعدی فرمودہ اند احوال و
اتباع مطلق افعال لازم فرمودہ اند کہ سنن مقدہ کہ پیش
نظر ہر آئمہ و روئے اندام صاحب و مکررہ باشند۔ زیرا کہ
خداوند شادی بکر ہم خطاب **لَا تَقُولُوا إِنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا**
مِنْ رَبِّنَا وَلَآ تَقُولُوا إِنَّمَا هُوَ قَوْلُنَا أَوَّلِيَاءَ

و ہمیں بارشاد موم

من احوال فی امرنا هذا اما لیس منہ
فہو ہر

ماہر بان اند کہ حمل یکا اُنْزِلَ کند و خودی ماسا

خدا کی پناہ فنون بکر جلتہ گا۔ اگر کام خداوندی کا سمجھتے
ہو گئے تو آخر اس کام ربانی کی شان میں ہر چیز کا بیان کرنے اور
اہل مومنین کے لئے خوشخبری، رحمت اور ہدایت اور تہنیتیں کہ
ہیے ہدایت، اللہ تعالیٰ نے فرماتے ہیں جبکہ اہل ہم کام
سمجھنے کی قابلیت ہے اور کام خود ہر چیز کا بیان ہے چر کیا
ضرورت ہے کہ نام مصمم ہو۔ ہاں اگر کام ربانی ہر چیز کا
بیان نہ ہوتا تو وحی کی ضرورت نہ تھی اور اس وقت امر کیلئے
مصمم ہونا شرط قرار دیتے تھے کہ مصممیت حاجت نزدیک
وی کے لئے ضروری ہے، ہم بھی ضروری کہتے ہاں انبیا کی امرت
سے انہ کے افعال کی پیروی بھی خواہ وہ افعال کسی قسم میں
اگر فرض تھے تو البتہ دلیل کی بنا پر نہ کہ مصمم ہو یا ضروری
بہمانا (کیونکہ انبیا کی طرح اندھی واجب الاطاعت ہیں)
مطلق افعال کی پیروی کا امتناع کہ ضروری نہیں فرمایا ہے کہ وہ
مروجہ سنتیں جو اہل عقائد نے صواب اور مطابقت سے پرانے اور کلمے
والے شخص کی نظروں کے تحت نہ کی ہوں ان کے افعال و تشبیہ
عام خطاب پیروی کرتے ہو کہ ہماری طرف تہا سبب کی
طرف تامل ہوا اور کیے ہو دیا کی طرف سے کہہ کے مطلق
اور اسی طرح عام حکم کے مطابق کہ

تبعی نفس نے ہمارے اس امر سے پیروی میں یا نہیں
باتیہ کیا کہ ہم میں سے نہیں ہے تو وہ قابل رہے۔

اس بات کے امور میں کہ لہ کی طرف سے تزل کی گئی

لے ہی آیت یہ **لَا تَقُولُوا إِنَّمَا هُوَ قَوْلُنَا أَوَّلِيَاءَ** **وَلَا تَقُولُوا إِنَّمَا هُوَ قَوْلُنَا أَوَّلِيَاءَ**
(سورہ اعراف رکوع ہر) ترجمہ

کہ اس حدیث کا گزشتہ کی کتب میں وارد ہو چکا ہے جو حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ حدیث یہ ہے۔

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منی احدث فی الامرنا هذا اما لیس منہ
فہو ہر (بخاری و مسلم) ترجمہ۔

مخففہ این طریف خطاب گفتند خیر اُمّہ اُخْرِجَتْ
لِئَانِ قَاتِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ الْمَعْلُومِ بِرَأْسِ
فَرَسِیہ و پر دلف شترچہ کہیں تکتہ بفرمودہ سنیہ
نہ دکان دریدہ امیر بادشاہ یاغیہ - نظر ہی نہ دانی رتہ
راستہ تاش بد و تھار و امیر و خلیفہ را سماع نصیحت ہر کس د
ناکس دکار بود اکون خد کچھ کچھ رعیت نہیں باشد و
امیر چنان دانے لطف حکم اُتبعوا اُمّہ اُنزِل و نہ و
حدث بقایہ را چنان تلک کردہ باشد مکن نیست کہ
امری غیر حصول و محدث جاری توں شدہ اگر گویا کہ ہم
نظارہ بشری فطری فہم مکن نہوت مّا اُنزِل خلیفہ صادر فرمودہ
باشد تادمہ اسرین دین تحیر فرمودہ باشند - باز بجا دہ سیم
اصدہ باشند -

ہیز کہ یہ وہی کریں اور لٹکی کا تلک کی ہوئی ہیز کے مساوی
پوری ذکر میں اداس طریف - تم بیگت ایسی صفت ہو جو
لوگوں کے لئے پیدا کی گئی ہو کہ لوگوں کو نیکی کا حکم کہتے ہو اور
برائی سے منع کرتے ہو - کہنخاب تمام سلاطین کے کاغذ میں
پہنچ چکا ہے اور آپس میں نیکی کا ایک دوسرے کو قسم کرو -
کے پر دلف نہ ہے بے خوف لوگوں کے سینوں کو چاک کر دیا
امیر ہو یا خلیفہ نظر بنا بریں شکار عایا کے ادنیٰ لٹک کر کرشنہ
اور اتھار کا گناہش مانتی ہے اور نہ امیر اور خلیفہ کو کہ کسی
ناس کی نصیحت کو سننے کی ضرورت باقی رہتا ہے - اب خود
کہا کہ جب رعیت ایسی ہو اور خلیفہ اس طرٹ کا ہو - دوسری
طریف - یہ وہی کرو جو تمہاری طرف تازل کیا گیا " کا حکم ادا
" میں احدث " کا نہو سر طرٹ کافی تلک کر دیا ہو تو پھر

مکن نہیں ہے کہ کوئی بات بھی شریعت کے خلاف یا کوئی بدعت جاری ہو سکے - اگر وقت بے وقت خفاء بشری
خلفہ نہیں کے باعث خلیفہ نے خوف قرآن کوئی حکم صادر کر دیا ہو تو اسی وقت دین کے اکیس خففہ تشبیہ فرمائی ہو
گی اور پھر سیدھی راہ پر اس کے لئے آتے ہوں گے -
اکول بیان کہ سنہ خفاء اولیٰ خولہ پوچھا خوب
مانی ہو کہ غیر بدعت خود بر سرک و رسول بودن آن
دلائل دارد کہ فی بحر عمل مروتہ زندہ - چنانچہ محاورہ دینی
ہر ب و واقعات - ملاقات قرآن و حدیث واقعہ اند -

اب فوراً کر سنہ خفاء وہ خطا ہوگی جو اوہ ہوگی
یادہ راستہ قلب امر خطا قرار دیا جیسے کہ گواہ تہ امیر الہ سے
اندر بشریت مرزد ہو گیا تھا یا وہ سر درست جو بعد میں لوگوں
دین کے شمس سے ملے پایا - خطا کی سنت پہلی غلطی ہوگی
یا جو بعد میں قائم ہوئی ہو کہ اگر حق ہو تو سنت کا خلاف داس بات کے مروجہ ہونے اور رسول جیسے پر ولایت کر سکے
بمس کی موت بار بار مل سکے بغیر اقصہ نہیں کرتی - چنانچہ عربی محالیت جاننے والے اور قرآن و حدیث کی تعلیمات

سے واقف لوگ سمجھتے ہیں -
بالا مصرویت اگر ضروری است ضروری اعمال

نہا مریہ کہ مصرویت اگر ضروری ہے تو اعمال کی

لے پوری آیت یہ ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِيَاْس قَاتِرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَتَّبِعُونَ
عَمَّا الْمُنْكَرَ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَتَوَكَّلُونَ عَلٰى الْكُتٰبِ نَكَاتٌ خَيْرٌ لَّهُمْ مِنْهُمْ لَمْ يَكُنْ
وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُونَ - مترجم

فرضی است۔ باقی نہ نزول دئی آن ولما اخذت
 آری دیباہ ابعال مصیبتہ از کتب مزیدی است نقطہ
 مگر ایصال چینی و دیگر است و نزول چیز دیگر البتہ فرض
 و نزول ہیں ایصال است و ربی و انبیا نبی فقہ چ
 اگر حق متعلق بنام نفس موسیٰ علیہ السلام حضرت ابراہیم
 ہم سرکار کرنا اید تاند۔ بالانہہ منکریم کہ نام چاند بلند
 مرتبہ باشند تا ہم نائب نبی است۔ مگر در نام خطا
 غیر محال است و دینی بدیجہ اولیٰ متعلق محمد بود مگر انانی
 قرآنی میدانہ کہ اکابر بنیاد شمس آدم و موسیٰ علیہما السلام
 و داؤد علیہ السلام و غیر مطالب و حقائق و وقایع خفا کردہ
 اند۔ حضرت آدم علیہ السلام و رفیق محمد و خطاب

آدم اور موسیٰ علیہما السلام و داؤد علیہ السلام سے جو حقائق اور واقعات کے مطالب کے سمجھنے میں مہول

چوک ہو گئی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے اس خطاب اور فکر کے بابے میں

لَا تَغْشَىٰ بَابَ هٰذَا الْبَيْتِ وَلَا تَسْجُدَ

فلانہ نہ۔ و اگر شیعیان بتناہ ما گوزد کہ ہرچ کو غلط
 کردہ خطا کردند و خدا کے پاس در آگاہ باشند باقرت
 و علی علیہ السلام با انبیا۔ ان تذکرہ اسباب بیگانی
 کو زیادہ کردن قصہ مصائب حضرت محمد علیہ السلام تا
 انحصار ہوئے است و رفیق حقائق آن و ذائق حضرت
 حضرت محمود الزکریا بھی رسیدہ حضرت داؤد علیہ السلام
 مانگو نبی بودند و قصہ نفس خرم کہ روایت

پیر دی میں مذوری ہے۔ باقی وہی کہ نزول میں اس کیفیت
 نہیں ہے ان تبلیغ احکام کے سلسلے میں مہوش غلط
 پاک ہونا ضروری ہے سیکر کسی آیت و پانچا دینا اہل بیت
 ہے اور نزول آیت دوم نز بات ہے۔ البتہ وہی کے نقل
 ہونے کی فرض نبی اند نائب بن کوفہ وہی کا پتھا دینا
 ہے۔ کیونکہ اگر وہی مرتبہ پیغمبر کی ذلت خاص سے متعلق
 ہو تو اس وقت کتب سے محرم ہونے سے بھی کوئی
 سرکار نہ ہے گا۔ اس کے باوجود میں کہت ہوں کہ خدا کتنا
 ہی بلند مرتبہ تو پیر بھی نبی کا نائب ہے۔ انما میں کہنے
 میں غلطی محال ہے تو نبی میں بعدہ اولیٰ غلطی ممکن ہوگی۔
 لیکن قرآن کے حافظہ جلت ہیں کہ بے شبہ پیر شلا

آدم اور موسیٰ علیہما السلام سے جو حقائق اور واقعات کے مطالب کے سمجھنے میں مہول

چوک ہو گئی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے اس خطاب اور فکر کے بابے میں

لَا تَغْشَىٰ بَابَ هٰذَا الْبَيْتِ وَلَا تَسْجُدَ

فلانہ نہ۔ و اگر شیعیان بتناہ ما گوزد کہ ہرچ کو غلط
 کردہ خطا کردند و خدا کے پاس در آگاہ باشند باقرت
 و علی علیہ السلام با انبیا۔ ان تذکرہ اسباب بیگانی
 کو زیادہ کردن قصہ مصائب حضرت محمد علیہ السلام تا
 انحصار ہوئے است و رفیق حقائق آن و ذائق حضرت
 حضرت محمود الزکریا بھی رسیدہ حضرت داؤد علیہ السلام
 مانگو نبی بودند و قصہ نفس خرم کہ روایت

لے جو کہ کہ نہ کہ تردید و قرآن میں کہ ہے چنانچہ فرماتے ہیں فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهُ هٰذَا مَاهُ آدم علیہ السلام

لے دینت کے میں کو محول رکھا اور ہم نے جان جو کہ کہ نہ کہ انہیں پایا (مترجم)

موسیٰ علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کا قدر شہادت کہ انہیں کا حق تو ثابت ایک اور کہ انہیں کو نہ دیا گیا کہ نہ کہ
 اس میں موسیٰ علیہ السلام۔ بار بھلائی متوجہ رہتے کہ خداوند پرستہ ہونے و دودھ میرے دھات و لچنے مانے

وہی لڑائی اور دین علیہ السلام میں کہ محضت کہ نہ رہت۔ (مترجم)

ی بات کے کہ نبی تھے جو لوگوں کے کھیت چر جانے کے
باسے میں ہو گات

۵ اور داؤد اور سلیمان جبکہ فیصلہ کر رہے تھے
کھیت کے: باسے میں بیکر اس کو قورم کی بکریوں نے چریا
تھا تو ہم اللہ کے حکم کو دیکھ رہے تھے۔ ہم نے سلیمان کو اس
مسئلہ میں سچا دیا۔ ۱۱

نذ کہ ہے داؤد میرا سلام نبی ہونے کے باوجود حقیقت امر
کو پہنچے اور حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود ویکو اس وقت
نبی تھے انہوں نے حق خدا کو دلا دیا۔ باوجود حقیقت حال
کا اللہ زیادہ جانتا ہے۔

الحاصل پہلے قرآن بات ہے کہ علامہ کی دلیل اولیٰ
ہی ناقص ہے اور اگر مکمل کی لی جاتے تو بات تمام
میں ضروری ہے وہ نبی میں زیادہ ضروری ہے جب نبی
میں نہیں تو ہم میں کس طرح ضروری ہے یہ تو سب دلیل
کا حال۔ رہی دوسری دلیل اس کا تو پوچھنا ہی کیا کہ پہلی
سے بھی بدتر ہے۔

علامہ طوسی کے نزدیک امام حافظ شریعت پرستی

علامہ طوسی لکھتے ہیں کہ امام شریعت کا حافظ بنانا
ہے۔ اگر اس کی قبر میں غلطی ہو جائے تو پھر وہ
حافظ خدا۔ سبحان اللہ

اسی سمجھاؤ علم پر رونے کا مقام ہے
اگر مطلب یہ ہے کہ شریعت کا حافظ میں وجود ہے لہذا
آفات کے خلاف پرورش کے دستور سے کم ہو جانے کا

وَدَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَخْتَصِمَانِ فِي الْفُرْسِ
إِذْ نَفَقَتْ فَيْفُو فَهَلَّا الْقَوْمُ وَكَانَ لَكُمْ نَصْرُهُ
شَاهِدًا يُبَيِّنُ قَضَاءَنَا مَا سَلَّيْنَا ۱۱

نذ کہ است۔ حقیقت الامر فرسیدند و حضرت سلیمان علیہ
السلام یا داؤد آزمائش میں شدہ ہوئے نہ حق بخدا و یانیدند
واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

اول | الحاصل اولہ دلیل اول ناقص است و اگر
تمام است برج و ناقص ضروری است و
نبی ضروری۔ چوں آنجا نیست اینجا چگونہ ضروری بود ای
است حال دیں اول۔ و از حل دلیل ثانی میسر کہ اندرین
ہم بدتر است۔

نزد علامہ طوسی امام حافظ شریعت است

علامہ طوسی نویسد کہ امام حافظ شریعت
است۔ اگر خدا و در فہم او جاننا باشد حافظ نباشد۔
سبحان اللہ

بریں فہم و دانش ہماید گریست
اگر ہمیشہ نیست کہ شریعت را دہوی است در خارج
اما در محل اوقات از دست تیرہ مخالفان اندر نہ کہ گھٹکل

۵ داؤد میرا سلام کا کھیت کے باسے میں فیصلہ اور سلیمان علیہ السلام کا تصفیہ کہ مشیت کو توبہ کے واسطے میں گزار
چکا ہے۔ یہ آیت سمجھ لیا جی ہے۔ ترجمہ

سہم۔ مائیز میگورم کہ شریعت محمدی دینی عالم
خود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آوردہ اندکلام
وہابی بعضی لوٹان مذہب و بودہ و خود او شان صلی
اللہ علیہ وسلم شہادت **يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ**
بیان طابش نمودہ اما اندیشہ خواست کہ اندکلام
بر ہم نزد کلام اللہ بسوزند و احادیث و کتب شریعت
معانی قرآنی است بشویند یا یہ سالن بوی و
زوال شرح متین انری جہاں باشد یکشدنی نیز شایستہ
ایرانی دین تہی کہ و جزا بجای اظہار امور و کوراست
فہم معانی چہ مرقعات

حافظان قرآن الفاظ را در مکتب و از معانی
خبر ندارند و حالان کہ الفاظ را ندارند و نشان پیوستہ
معانی بر آرد

اصل دین کا حکمین است | بالاصل دین کلام
و تَبَيَّنَا قَائِلًا بِكَيْ شَقِيًّا بران شہد است و احادیث مجسم
يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ شَرِيعًا۔ بزرگ این تس و کتب شریعت
را و کرد حافظ دین شد۔ فہیدہ باشد کہ تعبیہ باشد
آہی وقت تحفیہ اسلام کہ جان امر بالسودت و نہی مہ
الکفر است فہم دین موعود است از اخذ فی امر و ہرود
نیت چہ حکم و فہم۔

اصل دین کلام۔ ہر دو کتب ہیں کہ شریعت محمدی صلی اللہ علیہ
و علیہ وسلم نزد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں کلام
ربانی ان کے فعل میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اور خود
انہوں نے ان پر الشاک و دو وہم ہو۔ **يُعَلِّمُهُمُ**
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ کی کوئی کے مطابق ستران کلام
کا مطلب بیان فرمایا ایک ایسے فطرت موجود ہیں کہ دین
کے حقیقی اس نور پر ہمہ گیر دین اور کلام اللہ کو بیان
اور حدیثوں کو کہ قرآن کریم کے معانی کی شریعت میں ہوتے ہیں
یا ہر دو دین کی پرکندگی اور شریعت میں کے زوال کی صورت
اس دنیا میں ہو سکتی ہے کہ ان میں سے کسی ایک سے دین تہی
حفاظت چیتے کہ حافظہ معلوم کے خزانوں میں محفوظ ہے
معانی کا سمجھنا کیا ضرور ہے۔

قرآن کریم سے رابطہ صاحبان الفاظ کو یاد کرتے ہیں
دو انہیں معانی کا کچھ پتہ نہیں ہوتا اور علل حفاظت ہو کہ
الفاظ قرآن یاد نہیں رکھتے و ماضیوں سے پتہ کہ معانی
نہل پتے ہیں۔

اصل دین کلام میں ہے | بالاصل دین کلام میں
تہی کہ جو دین کو بیان
کریم اللہ و ہر دو **يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ** کے مطابق
اس کی شریعت میں جس طرح کہ احادیث ہر دو شریعت
امادیت کو یاد فرمایا و دین کا حافظہ کو یاد فرمایا
یکہ ہوں یا نہ یکہ ہوں۔ اور احادیث کو یاد کرنے کے
وقت کہ یہ نافذ کرنا ہی امر بالسودت و نہی مہ
دین کا سمجھنا ضروری ہے اس کے لئے خود امر کا سمجھنا ضروری
نہیں ہے بلکہ کلام معلوم ہو گیا ہے۔

۱۔ اسلام کے خلاف ہر وقت اپنا خود کو دیکھتا ہے کہ ہر عرب کے کہانے پاس کے معنی الفاظ کو یاد کرے کہ قرآن
محمدی ہے کہ ہر عرب کے کہانے پاس کے معنی الفاظ کو یاد کرے کہ قرآن

و از همه جا است از طاعت نام بود و بنمودن یک
نحوه را بر می داشت تا روزه باشد این نیز حال بقربان
و هر روزی نیست که اقامت دین بقربان باشد بلکه هر که تمام
مقیود دنیا و مافی شرح حسین که با تمام اوقات اقامت حصوله
و ایام الزکوة و امر بالمعروف و نهی عن المنکر است فباشه
لیکن این قدر علم هم ضرور نیست تا بصورت از خطای فیه چه
رسد. پس افضل همین است که علم از دیگران باشد مگر نه
باشد. حال خطای ممکن نباشد چه این خود موهومات کربانی
ممکن نیست. بن باشد یا نه. چنانچه قصور ذکره باین نظر
که قصور اکابر انبیاء و سیدالشهات این کلمه کافی است چه
دیگران از انبیاء چه اول و دهم خطا خواهند بود و هر قصور
ذکره در باره دلیل کافی نیست قصد اسیران باشد خود قصور
سرور انبیاء است و دلیل عدم عصمت غیر از این است.

[illegible][illegible]

و دیگر درین قدر شک نیست که انبیا و اولاد است
مخالفه و اموال و نایب خداوندی نبینند و ویشاید بدو ارم
که در آنچه برای ما حق و مضاعفه است یکی ازین قدر معتد نمی

عزیز ہے کہ انیا کی اصل صحت و کثافت سے پہلے
اور چیز ہے کہ انہی کی صحت و کثافت کا جائزہ لے۔ اتنا کہ میں
شک نہیں ہے کہ انیا جانی بوجھ کر نڈان کریم کے انوار اور
فوان کی کثافت نہیں کرتے ہیں اور ان کی کثافت بھی اور

[illegible]

بند و بین است کہ نکل خاص یا بیاب و سلب ترکیب یافتہ
گردید اور غلطی میں ڈالیں لیکن ممکن مستی میں سب سے پہلے تو تاریخی عدم اس کا ہمیں بخشنے جو ہے کہ بخیر افاق حاصل
وجود عدم دونوں کے ممکن ہونے سے صورت اختیار کرنا ہے اور یہی وجہ ہے کہ توفیق ممکنہ ترکیب میں
اثبات و نفی دونوں شامل ہیں۔

دوسرے یہ کہ سنگڑوں تکمیل کے طریقہ میں بنیادوں
کو تربیت دینے والی خادوں اور پینے کی تپنوں اور ان کے
ضخات اور لچھے بہتے چہرہ نما اور ساحلوں کی طرف سے
تہنق و تہنقی اور شہانہ اور جنت دہلی میں تاریخی غفلت
واقع ہوتے ہیں مگر طرح کے دوسروں سے صاف دل کو بند
کرویتے ہیں۔ بہر حال ذات کبریائی کے عروج و جہت
کے مقام اور کرداروں کی بکریں ہیں۔ بخارہ و بنیادوں
لیکن ہم سیدہ گوشت کاوش کی نسبت اولیٰ اور انبیاء کا نور
نور ہے لیکن پھر جیسا کہ تعاقب کے مقابلے میں صفائی اور
شفائی کہاں کہیں ہو سکتی ہے کہ جہل چکر لگا دینا بھی سے عصمت
ضروری ہو۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ ہم سیدھے
سیدہ دلوں کا رت ہر بات میں انبیاء اور اولیاء غفلت نہیں کرتے

دو قسم صدائے رات مظهر ازہدی و مستمات ہدی غازی
ارشاد و فضیلت آن (داصل و اقرانی نیک و بد میرسد۔
و شیدہ و جنت کہ در اصل خلطہ منعم افتادہ اند و سادوں کا کل
دہرانی ایکد میرد اند و بد حال ماوراء ذات کبریائی یہ کہ
باشد و رح جواد است و معرض کہ ذلت۔ بنی باشندہ ولی
انہی نسبت مانگہ لانی تیو دونوں فراوانی صراط نور است
اما متعابلی و تعاقب صفائی و شفائی کہ تا از خطا و غلطی فہم
حصہ ضروری باشد۔ غازی مافی الباب مثل مایہ و دونوں در
امر غلطہ نمودہ باشند۔ اما چون ملاحظہ فہم مشترک است اگر
فرق است فرق شیعہ و معتزلہ است۔ غلطہ فہم مشترک
باشد لیکن فرق شیعہ غلط و معتزلہ و کثرت بوجہ
ذکور ضروری است۔

لیکن چونکہ فہم سبب ہم ہیں اور ان میں مشابہت ہے اس لئے اگر ہم میں اور ان میں کوئی فرق ہے تو قوت اور

سے جس چیز کے وجود و نہا ہونا ممکن ہو تو اس کو اس کا خاص کہتے ہیں۔ مثلاً سیدل موجود و سیدل لیس بہ وجود
دونوں درست ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ زیادہ اور عدم وجود دونوں ممکن ہیں۔ مترجم
سے نکل خاص و تعلیم ہے جس میں محمول کا ثبوت موضوع کے لئے اور محمول کا سبب موضوع سے دونوں ممکن ہوں مثلاً
سیدل موجود میں سیدل مہنوع اور موجودہ فعل ہے۔ لیس کے لئے زہد و مہنوعی ہے اور نہ عدم مہنوعی
ہے اور مہنوعہ مہنوعہ تعلیم ہوتا ہے کہ اس میں جو حکم بیان کیا جاتا ہے سس کی مخالفت جانب ضروری نہ
بر خواہ جانب موافق واجب ہو یا ممکن ہو۔ مثلاً املل مسووجود میں اللہ کے وجود کا حکم مل گیا
گیا۔ ہے تو اس کی جانب مخالفت یعنی اللہ کا عدم ضروری نہیں۔ یہ دونوں تضاد یعنی مغلطہ خاصہ اور مغلطہ
عامہ و مخصوص کی نسبت رکھتے ہیں ہر مغلطہ نہ صرف مغلطہ عامہ صادق آئے گا لیکن سر مغلطہ عامہ
پر مغلطہ خاصہ کا صادق ہونا ضروری نہیں۔ مترجم

صنعت کا ہے سمجھنے میں خطا ہو جائے اور اس میں شریعت ہے۔ اس صنعت خطا اور صنعت خطا اور قلت خطا اور کثرت خطا کا فرق وہ مذکور کہ جس سے مراد پایا جاتے گا۔

و اگر غرض طوسی، از غلط شرعیہ این است کہ شریعت خود از خدا آرد اول این معنی نسبت این خطا از قبیل المعنی فی ابطال الشاعر است۔

دوئم، میں گویا شریعت منور دعویٰ است کہ بدلیل مدلل ہی توائی شد۔

دلیل سوم طوسی انھوں میں دلیل پیش بنگر کہ چہ قدر ہذا است می فرماید کہ حکم علیہما اللہ والذین علیہم السبل و اولی الامر منکم استمال اللہ و اولی الامر امام واجب است۔ پس اگر مصوم نہ باشد بخوار بردی واجب باشد نہ استمال۔ این دلیل نیز بجمہ فرست جناب علامہ شیعان شہادتی مقدمہ کہ میرس۔ این غرض نہیں قبیل است کہ میں چہ میگورم و جنور میں چہ میگورم چہ حاصل آیت اسی است کہ اطاعت اہل امر باید کرد مگر چہ ضرورت است کہ اولی الامر امام باشد بگوئے ربانی باشند۔ کہ نہ بہت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور و اولی الامر نبوی و خداوندی بخلاق میرسانند و ہمیں وہ صلاح و خلاق مگردہ باشند۔ چنانچہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاینبیٰ بعد از اندی مطہ خلاق گردیند۔ پس شیعان کہ درین مقام میں باوجود این احتمال کہ نسبت استمال مقصور اوش بشاہدہ معنی اخبار است بگوئے استمالی باری آیت خواہند کرد۔ و سن کہ در اولی الامر امیر و امام مصلحت است بکنی خبر علیہ اطاعت اوش میں اولی الامر می است نہ نفس

اور اگر طوسی کی غرض حفظ شریعت سے یہ ہے کہ شریعت کو امام خود خدا سے لے کر آتا ہے تو اول تو اس لفظ کے یہ معنی کرنا بالکل ایسے ہی عجیب کہ کہا گیا ہے المعنی فی ابطال الشاعر

دوئم سے یہ کہ یہ تو پرچہ امام بھی تک یک ہی دھڑی ہے کہ جو کسی دلیل سے مدح نہیں کی جاسکتا۔

طوسی کی تیسری دلیل اب طوسی کی تیسری دلیل کا مدعی دیکھو کہ کہ قہد لہ ہے لکھتے کہ اللہ کی، رسول کی اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ حکم کیطابق امام کے اطام اور و اولی الامر کا بھلاؤ واجب ہے پس اگر امام مصوم نہ ہو تو اس کے احکام کا فکرو واجب ہوتا نہ کہ احکام کو ماننا۔ یہ دلیل بھی شیعوں کے علامہ کی کچھ وجہ دینی حاکم، پر ایسی شہادت دیتی ہے کہ کچھ۔ پوچھئے یہ بات تو ایسی ہی ہے کہ جیسا کہ رک کا مادہ میں کیا کہہ رہا ہوں خود میرے جنور کیا کہہ رہا ہے۔ کہ عہدیت کا خلاصہ تو صرف یہ ہے کہ اہل امر کی اطاعت کرنے کی جتنی ضرورت ہے کہ انہما ہر سے۔ اور اولی الامر نام ہی ہو کہ خلاصہ بانی ہو سکے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نائب ہونے کی وجہ سے خدا اور رسول کے احکامات کو لوگوں کو پہنچاتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ حقوق کے مشاویں گئے ہیں جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نائب ہونے کی وجہ سے حقوق خدا کے مشاویں گئے۔ پس یہود و عیسائی کہ اس موقع پر مذہب نہ سمجھتے ہیں، اس احتمال کے ہوتے ہوئے کہ جو ان کے مقصود انہیں کی پابست منہوی شہادت

یعنی انہی پر اولیٰ کی نفی خطا بہت معمولی اور بہت کم ہوگی امام جیسوں کی خطا بہت بڑی اور کثرت سے۔ مترجم

ذات اوشان چنانچہ خداوند تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
وصف رسالت است نہ ماہیت و ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم
چنانچہ انکار رسول و خاتم الانبیا میں قہر دینا کافی است و
واقعہ ذاتی انفسہ اس ذات خداوندی است کہ ذاتی ہمہ
ذوات و اوصاف است و ہمیں وچہ اسم ذات یعنی اللہ
اختیار فرمودند۔ لیکن چون بیشی است اگر خداوندی است
امثال ہمان اور خداوندی است کہ او خداوندی
باعتبار و نہ وصف رسالت و انوی و امری و زبانی و عباد
برعاست۔ پس اگر فرض نبی وقت مادی و لغو خداوندی
امری فرمودہ باشد چنانچہ ذرات اہل سنت موجود است کہ در
کامیر نفس زکوۃ متبع فرمودہ۔ اطاعت و اہل امر حکم آیت لازم
واجب نیست چنانچہ خود فرمودہ

سے زیادہ متاثر ہے۔ اس آیت سے کہ طرح استدلال کر سکتے
ہیں اور ہم نے مذکورہ اولیٰ کا مرتبہ مراد اس اور اصحابی امام ہی
کو لیکن ان کی اطاعت کا فاش اس کا اولیٰ اور ہونے نہ مطلق
ان کی ذات۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا فاش اپنے
رسول جہنہ کا وصف ہے نہ ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور
مذہب کی ماہیت انسانی۔ چنانچہ رسول اور اولیٰ کا مرتبہ لغو
انہی بات سے خود کافی دین ہے۔ خود ذاتی اطاعت جس ذات
خدا تعالیٰ میں منصب ہے کہ تمام ذوات اور ان کی صفات کا
خالق ہے اور اس وجہ سے اسم ذات یعنی اللہ تعالیٰ
اللہ اختیار فرمایا۔ لیکن جب بات یہ ہے تو اگر خداوندی ہے تو
انہی حکام کی اطاعت ضروری ہے کہ خداوندی طاعت سے ہون
ورنہ رسالت اور ماسیحا ہو نہ صفت چاہا ہے۔ پس اگر

فرمان کر لو کہ اپنے وقت کا نبی اگر خداوندی احکام کے کا کسی مات کا خود حکم دے جس کو نبی ذات و بھیج کتب میں موجود ہے
کہ حضرت اللہ علیہ وسلم نے کفر کی کاشا بندی سے منع فرمایا تو اس بات میں آیت سے حکم کے خالق اطاعت لازم

اور واجب نہیں ہے جیسا کہ خود حضور نے فرمایا
اِنَّهُ اَعْتَمَدٌ مُّؤَيَّدٌ دُنْيَاكُمْ

ترجمہ: اے نبی! تیرے ساتھ تیرے خداوندی اور جہان سے

سے حرب کے کفر کے نہایت کے چل سادہ رشت کے اوپر چھوڑ گئے تھے جہنہ کبھی زیادہ یا تیری۔ اگر کرنے کا یہ کہتے
ہیں (مخبر حق کتاب بیان) حدیث میں ہے:-

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَبِيبٍ قَالَ قَدِمْتُ نَجْدًا فَقَالَ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَىٰ رَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ اَبْرَدَ اَيَّامِنَا
فَقَالَ مَا تَقْسِمُ مَا تَقْسِمُ قَالُوْا اَلَا نَقْسَمُ قَالَ تَعْلَمُوْنَ
اَلَا لَمْ تَقْعُدُوْا كَافٍ خَيْرًا اَنْتُمْ كَوْنُهُ فَتَقْعُدُوْنَ قَالَ
فَاِنْ كُنْتُمْ اِيَّاكَ لَهٗ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اِذَا
اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ اَمْرِ دِيْنِكُمْ فَتَعْلَمُوْنَ دَابِه
وَ اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِنْ سِوَا دِيْنِكُمْ فَتَعْلَمُوْنَ

ترجمہ: میں نے مدینہ منورہ میں پہنچا تو کہا کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اور ان کے کہہ کے ان کو کہ تم میری اطاعت کرو
دینا تو فرمایا کہ تم میری اطاعت کرو۔ انہوں نے کہا ہم جہنم میں جہنم سے
شک کہ اگر تم نہ کرو تو جہنم ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے جہنم میں اس
میرے کہ ہوا۔ مادی نے کہا یہ بات نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ تو اپنے
فرمان میں قریب نہیں ہوں اگر میں تم سے تمہارے دین کے بارے میں
کہوں تو تمہاری بات کرو اور اگر میں تم سے اپنی قوم کے معاملات
کہوں تو اس کے سوا نہیں کہیں ایک بشر ہوں۔

اور نبی (ایات میں) حدیث سے متعلق الفاظ میں اِنَّهُ اَعْتَمَدٌ مُّؤَيَّدٌ دُنْيَاكُمْ تمہارے دنیا کے معاملے کو خود بخود چھوڑ دیتا ہے

اور کہا کہ فرمایا۔ لیکن جب اہل سنت نبی کے بارے میں ایسا
 عقیدہ رکھتے ہیں اور وہ بھی کیا کریں جب خداوند عظیم خود اسی
 طرح فرماتے ہیں کہ تم میں سے جو کچھ کہو تو اس کے بارے میں تو
 پہچان لو کہ تم میں سے کون کون سے ہیں کہ اگر ہر جہت سے وہ قابلِ کرامت ہوگا
 اور منکر اور مدعا علیہ نہ ہو منکر کوئی کویت نہ چھوڑے کہ حد سے
 نفرت ایک تھان میں ملے آئے تو میں نے دوسرے کو روک دیا کہ نہ
 کہیے کہ کام کو واضح منہم و ہم راستہ والے اور قابلِ اسی وجہ
 سے آیت کے بعد دوسرے لکھتے ہیں جو اشارہ دیکھو کہ بعض
 میں آیت اعلیٰ کے تحقق شرع اور تفسیر کا درجہ رکھتا ہے۔ میری راہ
 یہ آیت ہے۔

پہلی اگر تم کسی چیز میں مجھڑ پڑو تو اس میں اللہ
 اور رسول کی طرف رجوع کرو اگر تم اللہ اور قیامت
 پر ایمان رکھتے ہو۔

مذکورہ مطلب بعد والے جیلے کے حوالے کے بعد
 ملے یقین سے حق الیقین کے دہشت پر پہنچ جاتا ہے۔ جگہ
 اندر کی لغزش کے ممکن ہونے پر یہی دلالت کرتا ہے کہ
 کچھ نہ پوچھو۔ مگر اس کے لئے سمجھ کی ضرورت ہے۔ دنیا
 اندھن کو تو آفتاب کی روشنی میں بھی کچھ نظر نہیں آتا۔

فرض یہ ہے کہ اگر کلام معصوم نہ ہوگا تو اگر وہ خبر
 میں معصوم نہیں ہے تو وہ کچھ نہ جانتی کہ باعث کیا ہوگا تو
 وہ خبر نہ انی احکامات کے نہ ہوگا کچھ نہیں ہوگا اس وقت
 اس بارے میں اناست اور صاحب امر ہونے کی صفت
 بھی دوسرے سے آٹھ جات لگے۔ اس صورت میں ایسا کہنا
 ماننے سے انکار کر دینا نام لاہکار کرنا نہیں ہے۔ اور اگر
 اس کی قطع بات کو تسلیم نہ کرے تو حکم خداوندی کا انکار کرے

اور کہاں۔ لیکن وہ ٹیکہ اہل سنت و راہ نبی انصاف کی گفتہ
 باشندہ و وہاں چہ کند۔ خداوند عظیم کو کھینچنے سے فرمایا
 چنانچہ دانستی و راہ نام بہت اعلیٰ تسلیم خواہند کرد
 کہ ہرگز مطلقاً باشد و منکر و مدعا علیہ والی نہ باہتکے
 روحانی ملک قابلِ سرچہ جائیکہ خود مخلوق کا دستہل بر باشد
 وہیں جہاں ہمیں انیس آیہ جملہ دیگر آوہ نہ کہ ہزار شرف
 و تفسیر است غلبہ آیت اولی و رہا باشند خدا معنی جملہ

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ
 إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ لَئِنْ كُنْتُمْ
 تُحِبُّونَ مَا هُوَ اللَّهُ وَآلُوهُ
 مُطَّلَعٌ ذَكَرَ كَيْفَ أَرَادَ اللَّهُ
 بِنَبِيِّهِ مِيرَاجُ بَرَاءَتِ اللَّهِ وَاللَّهِ
 مَارِدُكَ مِيرَاجُ مَكْرَمَةٍ بَارِئَةٍ وَنَافِلِيَانِ رَابِعِيَانِ
 رَدِّ شَيْءٍ آخِرَابِ مِيرَاجُ نَفَرٍ

انصاف اگر نام معصوم تھا یہ لو مگر نہ فہم معصوم نہ
 رہے کہ نہ خط فہم باشد بخلاف اول معصوم نہ تھا یہ بود۔ فی
 بدعت امامت و اولی الزم فی شرف انبیاء و تالیف است
 ہرگز کی جگہ نہ کہ براہ نام انکار نیکند و اگر تسلیم نیکند انکار
 از منکر خداوندی بخلاف قول یا صحت از دیکھن عامر بن خدا را
 میں پشت کو نہ از دیکھن نام کو دینی نام طرہ نشیمان چہ
 گئی ہی دیکھ اندیکھ انکو موافق (آیت)

نہیں آتا بلکہ وہ ایم کے غلہ حکم اور باطل بات کو رد کر دیتا ہے اور خیر اللہ کے حکم کو ہی پشت ڈال رہا ہے۔ مگر میں
 نہیں جانتا کہ شیعوں کے علمائے اس معاملے میں کیا نواہی دے چکے ہیں سوائے اس کے کہ اس آیت کے موافق
 "اتَّبِعُوا مَا آتَيْنَا لَكُمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْنَا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ" (اس آیت کے تحت) "وَمَا يَنْصَرِفْ عَنْكُمْ" (اور نہ لوٹے)
 "وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ" (اور نہ اس کے علاوہ اولیاء کی پیروی مت کرو۔)
 کیا ہے اور اس کے علاوہ اولیاء کی پیروی مت کرو۔
 یہی ہے جو خدا اس کے سوا کسی ہے۔

باشد و اگر چه باشد

و اگر خاکی و عمل است و باعتبار اعمال محسوس نیست

اشعار برافضائش ندانم چه طوطی مخالفت فرمای واجب الاذعان

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ
مِنْكُمْ

است ایچنا نشیده ایم که امر چیزی دیگر است و
فعل چیزی دیگر. مقتضای اطاعت اونی الامر التامیل او
امر است نه اتباع افعال تا انکار بر افعال امام محافت
ای باشد

این است حال و حال سویم .

دیس چہاں علامہ طوسی
اکنون ای حال دنیہ
چہاں نیز بشنو

مقام شیعیان را فریاد کرد که ایام محبتی که از علوم در رویداد
کمتر باشد چه ایام تقوی معاصی آگاه تر است و آن
مناقب عامه ثمره را ترا میدنستیم که مظهر تصویر الهی
و از جمیع مظاهر باشد و بنیدانستیم که درین چنین تنهایی و در
تجربه و آموخته اند بنا ای دلیل برود مقدمه است که

اور اگر ایام سے کسی عمل میں خطا ہو تو ہے اور احوال
کے اعتبار سے مسموم نہیں ہے تو اس کے افعال پر بغیر کرنا
میں نہیں ہوتا اگر طہارہ نہ لائے جب اطاعت حکم کے خلاف
ہوگا (جو اس نے فرمایا ہے کہ)

• اٹھتے کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور
جو تم میں سے صاحب حکم ہو۔

ہم نے تو یہ سنا ہے کہ امر اور ہیجہ اور فضل و دوسری چیز
ہے۔ اول الامر کی اعانت کا مقصد اسکا تکمیل ہے نہ
کہ اس کے افعال کی ترویج کہ ہم کے افعال سے انہر
الہیہ و اللہ و طبع و السہول کے مخالف قرار دیا جا سکے
یہ سبہ علم و مطر کا تہ سری دہیں کا حقیقت

علماء طوسی کی چوتھی دلیل

شیعوں کے علاوہ صاحب فرماتے ہیں کہ اگر امام گناہ کرے تو وہ جہنم سے کٹر ہوگا۔ کتب و امام گناہوں کی برائی سے زیادہ آگہ حکمران ہے اور محمد کو جو ہم سے زیادہ بخیر چھوڑا ہے۔ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ مولانا ابوالحسن علی Nadwi مولانا کے لیے نہیں جانتے تھے کہ اس قسم کی

سورة اعراف ۱۰۱. این آیت هر طریقی است. اشیاعوماً انزل الیکم من السماء دلائلهم من
دوینیه و اویحکم و یلیقن ما تذکره و کاف. مترجم
سوره اعراف ۱۰۲. مترجم

بہر شہادت دوم مقدمہ مذکور مفروضہ کی است۔

مقدمہ اول | اصل آئینہ امامت مفسول برائش و منحل
نئی توان شد۔

مقدمہ دوم | دوم آئینہ امام را گامی و مصلحت و قیام
مصلحت و مصلحت طاعت اندکیران
کریا نہ تریاید۔

لیکن دانی کہ ہر دو مقدمہ باطل است۔ حاکم طاعت سے
دلیل بطریق مقدمہ اولی است۔ و مصلحت مصلحت باہر کہ
در شرط بودن علم و نبودن آن بہر امام گمراہی مکرر شد۔ بہر
ایمان کہ مقدمہ ثانیہ کافی است۔ بابائے امام را اگر وسیلی
بہر نہ رسیدہ بود از ہی مصادہ ملل مطلوب کلام مطلوب
بدست لغت۔ آخر در بر مصلحت کہ امام را حضرت مرفوعی است
و در بر قون کہ امام را بغیر و علیہ پروردگار است چہندان
فرق نیست کہ ان را دعوی دانی را دلیل گردانید۔ اگر کسی مگر
اولی را دلیل دانی را دعوی قیام را دعوی قدری گمانش بود
کہ بود۔ چہاں خاص است و مستلزم دانی دانی عام است
و مستلزم فعل نیست۔ بابائے میراثیات خاص اگر امام را
آزادہ کاری نمی آید۔ بان چہی فکر کہ عام مصلحت مالا نام مل
باشد مصادہ لغت نم تواند آمد۔

اولی چنانکہ باقی کسی نبوی نے دیکھی ہیں۔ اس دلیل کو زیادہ
دو مقدموں پہلے کہ اس دلیل کو ثابت کرنے کے لئے وہ
دونوں مقدمے مفروضہ کی۔

اول یہ کہ امامت اس شخص کی جو کتبہ و جہاد اپنے
بے افضل اور زیادہ فاضل پر نہیں ہو سکتی۔

دوسرے یہ کہ امام کو گناہوں کی بنیادوں اور
طاعات کی محبتوں سے دوسروں کی نسبت زیادہ اعلیٰ
اور واقفیت ہوئی چاہئے۔

لیکن تمہیں پتہ ہے کہ یہ دونوں مقدمے باطل ہیں۔
پہلے مقدمہ کے باطل ہونے کی دلیل طاعت کی امامت ہے
اور ذلکہ بالا (ذیرہ) مصلحت جو امام کے لئے عالم ہونے
اور نہ ہونے کے بارے میں ہے۔ دوسرے مقدمہ کے باطل
کے لئے کافی ہے۔ اسی سبب باتوں کے باوجود اگر مصلحت کو
کوئی دلیل و کتاب نہ ہو تو اس مصادہ ملل مصلحتی مطلوب
سے کوئی مصلحت حاصل ہوا آخر اس کی جتنی ہی کہ امام کیسے
صحت مرفوعی ہے اور اس قول میں کہ امام کے لئے زیادہ فاضل
ہونا اور نہ عالم ہونا بہت مرفوعی ہے۔ چہاں فرق نہیں
ہے کہ مصلحتی یا مصلحتی اور اس کو دلیل بنا دیا۔ بان کہوں
کہ دلیل اور دوسرے کو دعویٰ قیام دے تو بحث کرنے کی
قدیم گمانش تھی۔ کیونکہ اگر کسی مصلحت اور امام کی مستلزم
ہے اور دانی عام ہے اور وہ اول کو مستلزم نہیں ہے نہ

لے دونوں مقدمے کی مکرر دہرائی کو فاضل ترجیح امامت کا نہ ہو سکتا اور امام کا دوسروں کی نسبت طاعت اور شہادت سے زیادہ
وقت تھا اس لئے قطعاً کہ دانت دونوں حالتوں میں حضرت مشتمل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ وہ جتنا اور پھر اس کو امام بنانے کے بعد
مے دے ہی کو دوسرے توان سے دلیل مصادہ ملل مصلحت کی جانتے۔ علم المصلحت کی ایک اصطلاح ہے۔ مترجم
مے مطلب ہے کہ جیسے ان خاص مہ دونوں عام پایا جائے گا۔ اور جیسے عام ہو وہ ان خاص پایا جائے گا۔ چہرے

مترجم

حک از عمارۃ - آری چنانکہ آب از صحت آتش عمارۃ بزمی شد و
آنوقت طلاق عاریہاں رداوت بچوں کسانیکہ برایت یافت اند
بنوا بنہ یافت بچوں کفار وفاق وصف کفر وفاق و علم گزشتہ صفاق
ایں الحاقیت معوضہ معنی کافر وفاق و تمام می شد۔

در سبب مجاہدہ - اسی طرف سے وہ لوگ کثروں نے ہدایت پائی یا ہدایت پائی گے وہ کفار اور فاسق و کفر کی صحبت سے کفر
مفق اولیہ کا وصف ہے کہ ان شہرہ و صاف کے نام سے منسوب ہو کر کافر فاسق اور کلام ہم جانتے ہیں۔

باقی رہی بات کہ گرام سے شہر اور اسطلاح اور نام
غیب ہے تو کون مواضع ہم سے کہے کہ کاش - اے ہم سیر
نشانے پر ملے تھے۔

یہ عربیہ پہلے دو وقتے یاد رکھتے

بیت و موقوف

مقدمہ اول - تسبیح جیونیم سے کرا دھان مرند تو بن چکی

حق القدر تواریخ سے افغان سے اس منجم میں سے کہ نزدیک سے
ہی تم مردو - (اردو نام سے مواضع لیا)

مقدمہ دوم - دیکھو یہ کہ "سَلَكُواْ اِمَامًا وَ قَوْمًا
مَامِ بِرَہْمَ شَیْبَہ دیا ہے ایک)

"ہم آپ کو لوگوں کا امام بنا دیا ہوں"

دیا ہے۔ ان روایات میں اگر غور کا ہم میں اگر تو تم خود چاہی
لوگے کہ اس آیت کا سبب بوقت عکس کرنے دیا ہے کیونکہ امام
کے معنی عرب کے وہ ہیں اسی قیاس سے کہ اس آیت میں قوام دیکھی اس کی بنا
برکلیں اس آیت میں اسحق است و اپنے ہلے نام سے قید

باقی رہا کہ اگر امام مصطفیٰ شیعہ مراد نیست بنا چہ وایت
از امامت کراش و تہذیب و تمدن

مزید - اول دو مقدمہ یاد دلاؤ۔

آپ کے معانی -

مقدمہ اول - خاتم النبیین کر سولہ الیکلہ فی عقبہ

خاتمہ و از حدیث قرآنی معنی حق مومن عرب مراد دلی۔

مقدمہ دوم - "سَلَكُواْ اِمَامًا" نظر وہ
اند۔

اَلَا جَاءَ عَلَیْكَ الْاِیْمَانُ

ذمہ دہ اند۔ اندر دو مقدمہ اگر غور کر رہی خود بخود دانی کہ خدا
اس آیت صمدہ معارفہ است چہ معنی امام دہا و ایت میں
پیشوا است در ہزار کہ باشند لیکن دینی آیت میں اسحق و مقید
بکس خود کردہ اند کہ سوار از ان نبی امت یا خدا نشود و یا جملہ

لے بر تیر نشانے پر شہادت ہی کا جو حضرت مولا محمد قاسم صاحب کی یہاں انکلیوں کے انہماک کے وہ اس میں دین کا خدا ہو کر
بیت جہاں امام اور صحت منہ منتقل ہوا تو یہاں سے نہ کرے یہاں جس کے وقت نکلی جاتا ہے اور سمجھتے ہیں کہ حضرت قاسم اعظم
نام اس جیسے جہوں کے لئے مقرر اور محل تھا ہے۔ مزید

لے پوری آیت یہ ہے وَمَا اَنْفَعَا مِنْ شَاوِلٍ اَلَا بِلِسَانٍ فَتَحَبَّہُ رَبُّیْہِمْ لِحَبْلِہِمْ فِیْہِشُ اللّٰہُ مِنْ یَتَاوَدِیْہِہِ
مَنْ یَتَاوَدِہِہِ الْعَزِیْزُ الْعَلِیْمُ (پارہ ۱۱ سورہ براہیم ۱۱)

نام جنسیت کے لیے طبعی اثرات اور اجتناب و احتیاجات کے لیے منہم
بھاریت خواہندی است کہ با ارسال رسل م ماحات میزند و شای
ہیں مکت باشد کہ خدا و رسول علیٰ علیہ السلام متدی خلاف احدی
از خلق نشند۔

شبه | و آنکہ در سبب ات خطره کہ باشد کہ ہر جہ عالم
از حوادث سر میزند ہر مہول خدا تعالیٰ است۔

جواب | چنانچہ این نیست کہ کیا است اما فرقہ است و
بالفاظ است۔ در صحت اولیٰ منسوب ہر سادگی
شود و ہمیں است کہ احسان و علم یا ثابت میکنند در صورت ثانیہ
حوادث منسوب بخرابی باشد۔ مثل ارسال رسل و علم لای و غیرہ۔

انگریزی میں شہ شای عرض یکدم گروہ شہ و بر فہم
آن حرج مچکدام۔

و دلیل دیگر بر اثبات امتداد امام بر حق حضرت علیہ السلام
قابل آن نیست کہ ای علم و دیگر این کنند۔ بعد از اوصاف کہ میں نے بیان
آئی اگر سببانی ہر وقت اوصاف بیان نہادہ کی گفتہ کہ پڑ اوصاف
راجع الیہ نسبتہ پڑ اوصاف ظاہر مگر این است۔ بقیہ چنانچہ
اتحاد بود۔ اکنون را ہمیں میں است کہ اگر تسلیم کنیم کہ امتد
اد و مدخل قیاس است و ہر کس استوی بنیاد نیست تا ہر جہ
نکار ظاہر مگر در وزن اوصاف محدودہ کا ضریح مذہر و مدو
خدا تعالیٰ کہ در ہر وقت از اسباب جب آیت

کیا ہے تاکہ فوج نبوت کے ساکن اور امامت نہ پائی جائے بالکل امام
ایک جنس ہے کہ نبی اور پیغمبر اس کی قسم میں سے ہے اور نبی کی
فضل خدا کی طرف سے ملنے جائے کہ منہم ہے جو ارسال رسل کے ساتھ
بدری کام امام ہوتا ہے اور شیعہ بھی مکت ہوگی کہ خدا ہر دوں میں شیعہ
خلفہ میں سے کسی ایک کی جہ خلافت کے روپ نہیں رکھے۔

شبه | اور وہ بات جو تباہی و بربادی کی کلکتی ہوگی کہ دنیا میں
جو حوادث ہی سرزد ہوتے ہی وہ اللہ کے ہی پیدا
کے ہوتے رہتے ہیں۔

جواب | اس کو جواب یہ ہے کہ دوست ہے لیکن واسطہ
کا واسطہ کا فرقہ ہے۔ پہلی صحت میں حوث و صحت
کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اگرچہ وہ ہے کہ اس کی اور ظہر کا
طرف نسبت کہتے ہیں۔ بعد از اوصاف صحت میں و ثبات خدا کی طرف
منسوب ہوتے ہیں شہریوں کا رہنا اور شہر کی و غیرہ۔
انگریزی میں شہ شای قیاس ایک مثال میں شہر کی
وہ سے انگریز کی کہ پڑ چھوڑا ہوں۔

اور دوسری دلیل امام بر حق کا یہ ہے کہ حضرت علیہ السلام کی امامت
کے ثابت کرنے میں (عوضی نے) بیان کیا ہے اس قابل نہیں ہے کہ اہل
علم اس کے جواب کی طرف نہ کریں۔ (انہی) صفات کے بعد اگر کوئی سوچتا
ہو کہ اگر کوئی ترانوہ اوصاف کے قیاس سے نہ ہو جائے میں نکار کہ پڑ کہ پڑ
ظہر حضرت علیہ السلام کی قیاسوں کا پڑ تینوں صفات کی قیاسوں کے پڑ نسبت
بدری ہے کہ پڑ اور ان کی گنتا میں شہر کی اب تو ہمیں یہ کافی ہے کہ
اگر ہم تسلیم کر لیں کہ مسنون کی امامت فاضل کے ہوتے ہوتے شیعہ
نقشبہت جیسا کہ وہ آپ دیکھتے ہیں جگہ جگہ یا ہر کوئی حق نبی پر
تینوں صفات اوصاف محدودہ کے قیاس میں زیادہ فاضل کے ہوتے ہوتے

۱۔ علم لای وہ علم ہے جس میں نہ کہ کسب کو ضریح بکار خدا تعالیٰ اپنے جانب سے تحصیل کے بغیر کسی کے دلی میں ڈال دے جیسے
نظر علیہ السلام کا جس میں با سے ہی خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَ عَلَّمَناکَ وَ مَ لَدُنَّ عَلَیْکَ

اور ان کا فاعل درحقیقت ان افعال متغیر کا فاعل ہی ہوتا ہے جیسے کہ
یہ مطالعہ ہوتا ہے ۔

دوسرا مقدمہ جب اس قدر تحقیق ہو آئی تو دوسرا مقدمہ
منقول کی طرف متوجہ افعال پر کیا جادے بغیر ان افعال
اپنے معنی کے ساتھ ایک خاص نوعیت و تعلق رکھتے ہیں کہ اس تعلق
کے اعتبار سے ان افعال کا فاعل ہونا ان کے معروضات کے لئے ضروری
ہوتا ہے۔ مثلاً آئینہ آفتاب کے سامنے مائل ہے وقت اگر نو یا دس بجے
ہو تو اس کو نور کو درودیا اور طبعی اشیاء ایک پنہانے کے لئے نور
کو آئینے کے متعلق ہیں۔ مگر اور آفتاب کے باغیالیہ میں ان آئینہ
کا وجود دریاں میں ہو کر نظر آتا ہے ۔

بالکل ایک شخص کیسے دوسرے معمول کی مسئولیت کا ذریعہ
بھی جاتا ہے۔ خود آئینہ اور درودیا اور غیر وہ سب تمام ماضی کے معنی میں
آفتاب کے معمول ہیں تو آئینہ اور درودیا ماضی کے فاعل یا خلیفہ
آفتاب ہے مگر اس خیال سے کہ یہ ہیں درودیا اور طبعی اشیاء کو تو آئینے
کے متعلق ہیں اس لئے اگر آئینہ کو درودیا اور طبعی اشیاء کے فاعل کہیں
تو درست ہے۔ اور تمام ممکنات عالم کے افعال فاعل خود پروردگار کا فعل
تمام اس قسم سے ہیں۔ اصل فاعل وہی ایک خدا تعالیٰ کی ذات پاک ہے
اور قوت الایہ دوسری عملی قوتوں کے ساتھ مسوومۃ معمول ہے اگرچہ یہی
معمولت کہ ان کا ہم اپنے فعل کا قائل و قریح خیال کہتے ہیں دراصل وہ
بھی الہ تعالیٰ کے متعلق ہیں۔ یہی معمول دوسرے معمول کی مدد فاعل

مقدمہ دیگر چونکہ اقتدار متعلق شدہ مقدمہ دیگر بشمول
کا ہی افعال متغیر معنی اوصاف عرض ہو چکا
نقد نسبت نامی پیدا نہ کہ باعتبار ان نسبت فاعلیت ان افعال
معروضات ان را می رسد۔ مثلاً آئینہ وقت مقابلہ آفتاب اگر
معروضی ہوگا یا شدہ ہر افعال آن نور تابہ درودیا اور طبعی اشیاء
کو مقابلہ آئینہ یا شدہ مقابلہ آفتاب نمود و خود آئینہ در میاں
معروضات است ۔

بالکل ایک معمول کا ہی واسطہ معمولیت، معنوں کا ہی خود۔
آئینہ درودیا اور طبعی اشیاء درودیا و غیر معمول آفتاب افعال ہر آئینہ و
درودیا اور طبعی اشیاء فاعل ہوں ایک آفتاب است و اس میں نور یا پنہان
کہ ہندیا ہر درودیا اور طبعی اشیاء نور آئینہ میرا اگر آئینہ و درودیا در
درودیا اور طبعی اشیاء کو گزشتہ است و افعال مختلف معنوں اور نسبت ہر
ان پر تمامہ۔ فاعل حقیقی ہوں ایک ذات پاک خدا تعالیٰ است و قوت
ارادہ یا دیگر قراءت معروض معمول است و معنوں میں ظاہرہ کر آتا
معاملہ خود ہی انگاہ پر معمول اوقات ثابت مگر اول واسطہ ایصال
فعل و اثر کا ثباتی است و فرق در قسم افعال و افعال کا دوسرے
معمول را اقتدار کنند۔ مثل معلوم و معلوم و آہ آن است کہ در قسم ثباتی

۱۔ عرض افعال وہ کہہ دیتے ہیں جو ذات افعال ہی ہوتے ہیں آئینہ کا فاعل عرض فعل ہے اصل نہیں مگر آفتاب سے حاصل ہوا ہے و اصل ہے
بھی معنی اوصاف کے ہیں۔ مترجم

۲۔ حکمت نام کے فعل سے مراد باقی قوتوں کے مساوی قوت کے افعال شفا و علاج و غیرہ کو کہ شفا و کائنات ہی جو کہ بھی ہوتا ہے
وہ حکمت عالم کے افعال ہیں۔ مترجم

۳۔ ارادہ افعال وہ ہوتے ہیں جو انسان یا کوئی جاندار اپنے ارادے سے کرتا ہے مثلاً اشیاء، چمن، پھول، انار، کھجور یا یہ سب افعال
ہیں جو ارادے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ مترجم ۔

تقدیر میگویند و حق هر میان قسمه افاضل را که به واسطه تقدیر شده است
فرمانده مگر در بعضی مضبوط اختلاف چون خدا کریم و دانستیم که اختلاف بر
چند قسم است اما معانی است و هر دو طرف را یکجانب میباشند
اما در کس یا در چیز اگر اختلاف واقع باشد این اگر اختلاف آن
است و مختلف از آن آن نیز مختلف از این است و مختلف از این
فصل هر دو طرف یک مفهوم فارغ می شود.

اور متعلق کا مفہوم ہر چیز کے متعلق ہے مثلاً اگر کسی چیز کو اس چیز سے متعلق
مختلف و متعلق اور اس کے متعلق ہر چیز کو اس کا بھی اس کا متعلق ہے
مختلف و متعلق اور اس کے متعلق ہر چیز کو اس کا بھی اس کا متعلق ہے
اور اس کے متعلق ہر چیز کو اس کا بھی اس کا متعلق ہے
مثلاً اگر کسی چیز کو اس چیز سے متعلق
مختلف و متعلق اور اس کے متعلق ہر چیز کو اس کا بھی اس کا متعلق ہے
مختلف و متعلق اور اس کے متعلق ہر چیز کو اس کا بھی اس کا متعلق ہے
اور اس کے متعلق ہر چیز کو اس کا بھی اس کا متعلق ہے

تو دوسروں کے واسطے سے جتنا ہے۔ بائیں نظر والے سب کو متحد کی کہتے ہیں اور دوسرے طرف انہیں افضل کا جہیز دے کر صرف دوسرے
جو تھے ہیں متحد کی کہتے ہیں۔ لیکن لفظ اختلاف کے معنی میں جب ہم نے غریک تو جانا کہ اختلاف ہونچہ لازم ہے لیکن حق نسبت اور
اس کے دونوں اطراف ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ دو آدمیوں یا دو چیزوں کے درمیان اگر اختلاف اور اختلاف ہو یہ اگر اسے اختلاف
اور اس کے مختلف ہے تو وہ بھی اس کے خلاف اور اس سے مختلف ہوگا۔ جیسا کہ دونوں طرف ایک ہی مفہوم یا مضمون ہے (ع اس
سے مختلف اور وہ اس سے مختلف ہے)

و چون امیدوار محقق شد بدان که در خفت: صبیحی و فسیحه
اختلاف اختلاف الی و صاحب برجسته نظر بر تفاوت مصلحه
ان الف با است لیکن اگر بمقتضای بداند که تفاوت ان الف معقول
است محروا سطر حق حاصل کلام از حدیث صوره آن که در

اور جب اس کے تحقیق میں آئی تو جان کر وہ انصاف صحابی
 و خیر و انتہائی کرامت و احسان کی طرف متوجہ ہو کر عظیم مصدق
 انصاف و ظلم کی طرف نہ لگیں۔ اگر خیر سے دیکھو تو جاننے کے انصاف
 مفعول کی طرف ہے لیکن خدا جاننے کے ذریعہ سے ہے۔ اس صورت میں
 سلام کا حاصل یہ ہوا کہ

الاختلاف في المحامي ورحمة

و غرض شارح از این حکم آن است که انتقادی که در مآله من از جانب او
تعالی افتاده باشد آن رحمت باشد نه غضب و توبیخ آن است که چون
مصلحت و مآله را نظر و مقصود او در آن نبوی صلی الله علیه و سلم و اختلال
او را و نواهی خداوندی باشد باز اگر اخلاص باشد که بگوید: باشد
یعنی باینجهرا استقام تمام می باشد البته و او است که از حفظ اسماء و احکام
محیط است و در حق این خدا نسیب است چنانچه پدید است که
نیست که گفتار اخلاص و سبهاه را بکینه بر روی نخواستن و زیاده ای
نموی نداشتی باشد اگر باشد از سبب مکرر از منتقم باشد.

اختلاف میرے صاحبزادے سے ہے
 دراصل حب شریعت اور پیرویِ اللہ علیہ وسلم کی طرف سے یہ ہے کہ
 جو اختلاف میری امت میں، جو مخالفت ان کی جانب سے واقع ہو اس کا منش
 رحمت اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کچھ اصحاب اور امت کو جو
 اصلی اللہ علیہ وسلم کا فی طریقہ ہدایت ہے نظر اور مقصود ہے۔ اور مخالفت ان کے احکام
 اور نواہی کو بظاہر مقصود ہے۔ یہ تفرق اخلاف ہوگا اور کچھ ہی برکات کی تفرق
 راہیں مل جائیں گی۔ اہتمام کے ساتھ قائم کرتے ہیں۔ اختلاف میرے صاحبزادے
 اصحابی اور امتی سے علیٰ ہر بہت۔ ورنہ اس خط کا اطلاق کفر یا جہاد یا کینہہ
 ظاہر ہے نہ کہ کینہہ صاحبی۔ انکو نہیں ہے کہ اختلاف کا خش حب جہاد یا کینہہ
 عمومی تو اختلاف لے لے اور میں نے کسی کو کینہہ نہ لایا ہوگا۔

۱۰۰ بین سر پند و نصیحت و اسباب کمال و تمام کرتے ہیں وہ مشقتوں میں ملنے والے طریقے و سبب کو بھی اس کا ثبوت کریں گے اگر اس پر شک ہے

نظر میں کچھ کٹ کر موندہ نیست کہ خطاب و عتاب ہمارے نام چار
دیکھتے مزارات و دوج و انگڑا شدہ امرو اصحاب را دستم بہرینہ
کہ موندہ اتفاق نکو نمود و میدان تو سہی قسم رحمت و عیان است

و آنگہ

"مستشف استی"

فرمودہ امجد

مکتبہ فی الشارح

ترجمہ شد: آجی اختلاف فایزہ اختلاف کیا نہ مستشفی است چنانچہ
استی را مکتبہ مستشف نہادہ اند و میدان تو سہی کہ انساب و عطیہ بند
و گونہ فی باشد :-

یعنی ہمارا اصل چنانچہ در افغان متعدد ہی باشد۔

دوئم ہمارا اصل چنانچہ در افعال لازم۔

لہذا افعال را در قسم مقسم ما خواہد :-

یعنی احوال منصفہ عاقلہ را از حق مل احسن واسطہ فی اعرض
بیکہ و ذات و بیان نمودہ اند۔ اسی حقیقت ہمہ عرض بیان باشد کہ
قبل عرض بود۔ چنانکہ در اکثر افعال لازم از قیام و قعود و غیرہ مشہور
لیکن ذات قیام و قعود وقت عرض قیام و قعود ہم بیان است بیشتر
و عرض بود۔

دوئم آخر زحیفہ خود برگرد قبل ازہ عرض چنانکہ اگر شدہ این قسم

در میر و ذہ کوئندہ ہی چنانچہ در

اس میں نظر رکھتے ہوئے سواغزہ کی گنجائش نہیں ہے کہ قرب اور
خطاب کا مزاران ہو۔ چنانچہ اختلاف کہنے والے کا خواغزہ ذکر مذکور
ہوا اور جب یہ بیان تو اصحاب اور است تو سہی کی ہو کہ راستہ کے اتفاق
کہ صورت میں بھی دقت اور تیسرے کو ہے کہ یہ راستہ کی تیسرے کس قسم کی
رحمت اور عیانیت ہے ۔

اور وہ بات کہ

"مستشفیہ ہی است اختلاف کرے گا۔"

فرما کر اس وجہ کے ساتھ کہ

"تمام جہت میں ہے۔"

ڈنیا ہے۔ اس جگہ اختلاف کے قائل ہونے کی گرفت اختلاف کہنے
والوں کی جانب ہے چنانچہ "استی" کو مستشفی کے صیغہ کا فاعل
رکھتے ہیں اور تیسرے معلوم ہے کہ فاعلیت کا ضرب کیا دو طرح پر ہوتا ہے۔
ایک تو اس واقعہ کے طور پر جیسا کہ متعدی افعال میں ہوتا ہے۔
دوسرے افعال کے طور پر جیسا کہ لازم افعال میں ہوتا ہے۔
پھر افعال کو دو قسم میں تقسیم کیا ہے :-

ایک یہ کہ وقت ثبوتی والا عارض ہونے والی صفت کو فاعل
یعنی واسطہ فی عروض سے حاصل کرے اور اس کی ذات اپنی حالت پر ہے
یعنی اس کی حقیقت عارض ہونے کے وقت بھی وہی کہ جو عارض ہونے سے
پہلے تھی جیسا کہ اکثر لازم افعال میں جیسا کہ قیام (کھڑا ہونا) و قعود (بیٹھنا)
و غیرہ میں تم دیکھتے ہو۔ کھڑا ہونے والا اور بیٹھنے والا کھڑا ہونے اور بیٹھنے کی
حالت پیش آنے کے وقت وہی ہے جو کہ قیام و قعود سے پہلے تھا۔

دوسری قسم وہ ہے جو اپنے حقیقت سے بدل جائے کہ وہ عارض ہونے
پہلے اور بعد میں تھوڑے عارض ہونے کے بعد اس میں بھی کچھ کمی بیشی ہو جیسا کہ

(عقیدہ متفق) منہ کے کھنڈے میں کشش کے باوجود ایک کھنڈہ نہیں ہو جاتی ہے اور وہ دوسرے اصحاب سے اختلاف کرتا ہے تو پھر اس متفقہ

شلاخوں کے دور سے صحابہ قائل ہوئے نہیں ہے۔ مترجم

اس حقیقت ایک حالت سے دوسری حقیقت یا حالت کی طرف منتقل ہونے کی صورت کہا جاتا ہے۔ مترجم

والله بانوار کستنه الف واحدة استنقطع است ویکو
که متصل باشد حرکتها پیش آن باشد که از حار اصل و حده بود بحالت
که آنی غلبه خواهد کرد.

بالله لها اشباب اخف من هذه اشباب فاعلم
ان في الاشباب مصرية كرام الله وبادي في كلش افحات
التي تليها في هذا لودي التي توهمت كرافات معن قوت
منه قوله انما اتى راغلا في الدوا له نه مغول فيه

وجہ دخول نادر | و وجہ دخول نادر اینست که طاعت ساقی
را که صدق است می بود از خود گذشتند

نهانی مملکت را میزدند و اوشان را پس برآی است و این از ان قبیل
شد که در وقت جنگ قافه فرموده اند

فَاخْتَفَوْا مِنْ يَعْقِبَ ۖ اَجَاءَهُمْ سَيِّدَاتُ
بُعَاثِهِمْ

امنی یا جم و دروغ خبیثه می گویند که خود که میگویند وینا که با نام
است نقد و وجه صدان و این را با بکشد اشتباه و دانی که این

قادیان، درمجان کو، مصلحت سے بچنے کی خاطر اس طرح کے ایسے
 جوئے سے بھرتی ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس سے بچنے کے لیے مصلحت سے
 ہمارے الإصلاح (اصلاح) کا مشن متعلق ہے اور اسے ہر ایک انسان
 تصور کرے کہ اس کی ترقی کے لیے اس مصلحت سے جو کہ اصلاح تھی اس
 طرح کی کوشش کرے۔

نصوص کے دیباچہ اختصار کی نسبت اعتداف کرنے والوں کی
جانہا ان کے قابل ہونے کے اعتبار سے نہ مضمون ہونے کے
اعتبار سے بلکہ اس حد حرف بہ حقوق ہے کیونکہ اگر اعتداف اس کی
وجہ یہاں بھی صاف کر دیتے تھے کہ کائنات کی کونسی ہے نہ کہ تمام
مضمون بیان پر اس کی کو فاعل قرار دیتے نہ مضمون ہے۔

آگ میں داخل ہونے کی وجہ

[illegible]

”اے کتب خانہ مفتوح کیا اس کے بعد کہ جس کے پاس داخلہ
 زیارت آج کے ہے، آج ہی منہ دہ ہے۔“

یعنی اس کتاب اور دیوانہ کی حقیقت واضح ہو جانے کے باوجود اس

۱۔ استثنائے تعلیم وہ ہو جس کے ذہن کے وقت نورانیکہ ہائے شفا آتی تمام جہانے اور مخلوق و ہر شے پر چمکے۔ غافلہ کے سوا
وہ تعلیم است کہ ہے اور اگر استثنائے کس شخص کے ساتھ بیرون ہائے قریح متصل استثنائے ہوتا ہے جیسے آفتاب ہر
شے کے ساتھ غافلہ ہوتا ہے۔ رحم

[illegible]

جنس اختلاف کرکٹ و آن سہ ذمیرہ ہاں نہ ہو و ہر فیہ
قابل آن نیست کہ از سر و گذندہ

باجلای اختلاف : اعضا ارادہ او شاست و اختلافی کر
مقتضی خافہ اند از حرکات استوار و یہ : و اواب وقتہ متغیر برلغہ
است : بر اضطرار حقو شہ : از آن چنانکہ شکل نیکو و سیرہ بنک
اکرہ لایوب نیست بخود و مت ضرورت است کہ جنس استوار کہ مجبوری
باشد اگر تالیب نوب نیست قایم کہ بہرہ و در وچ نہ باشد ہرچہ از
ارادہ بندہ نیست قاضی نفس ارادہ خداوندی است : و جسم از
افضل خداوندی باشد : اکنون مگر حرکت آن نفس ارادہ از فضل
بندگار شدہ آن را از مقام قبر غضب و آذناں و اندہ ورنہ
از آثار شہ نہ زیر کہ حرکت غلب : و نہ از ضروری
است و حرکت رفتہ و ہر کہ باشد کہ از بندگانی باشد : یعنی نفس
نیک و فقیہ باشد یا بدی و فاقی بہ سبب کہ از سر حرکت نہ
چنانچہ چون ہر علم و حقاہ : استقامات استقامت تیرہ و شکل
نیکو و کج نظام بہ اختیار ہیچین لہر صمدہ بستہ

نکات آتسہ چنانچہ تمام دنیا و ہر ہاں : ہرچہ قیوت و صفت میدہ کہ بخشش اور سبیل خلیہ اور اور : ہر سہر اخلاص خلیہ ہی

(مرد و مت : کہ سہ سہ سہ ہی متی)

باقی : نہ زید کہ از حق متغیر صمدہ است کہ دیر و
بہرہ و تہ باشد و نہ تہ کہ صمدان استوار و ہرچہ و ہرچہ و
باز و تالیب مریدہ باشد :

بجواب : ہرچہ ہی است کہ اولی چہ ضرورت است کہ اختلاف ہرچہ
بجواب : کہ بہرہ متغیر صمدہ باشد : اتفاقا و سہرہ ہرچہ کہ
ہرچہ متغیر و تہ باشد کہ تہ باشد : ہرچہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ

آن تہ تہ سہرہ کہ بہرہ تہ سہرہ کہ : ہرچہ تہ : ہرچہ تہ
حق تہ و تہ تہ تہ و تہ تہ : ہرچہ تہ : ہرچہ تہ تہ تہ تہ تہ

اہل کتاب نے اس کو مجبور کیا اور تہی معلوم ہے اس وقت کہ خوف
کہ اس کا پورا ہونا بندہ کے ہر کی حالت کی وجہ سے ہوتا ہے لیکن سہرہ
اختلاف و تہ : استوار جہات نہیں کہ وہ ہے : استوار و تہ : کہ یہ :

بجواب : اختلاف ایک ارادہ کا ہلکا کرنا تو اس میں نہ
ہے اور اختلاف ہر کہ خصوصاً اس عید و سلم نے بہت ذہانت و
مجبوری کا ہے اور غلب اور غلب ارادہ پر جو تہ ہے حالت غلبہ
پر نہ ہوا : ان میں کہ جو تہ ہے مت شکل اور تہ تہ تہ تہ تہ تہ
تہ
اگر تہ
چہ بندہ کے ارادہ سے نہیں ہے اس کا حق معضی نہ و ارادہ ہے
و ہر تہ
تہ
اس کے تہ
کیونکہ غضب کہ حرکت میں لانے کے لیے ہر ارادہ مریدہ اور تہ
کہ تہ
یعنی تہ

باقی : ہرچہ کہ ہرچہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ
و ہرچہ تہ
صمدان کہ کہ ہرچہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ تہ

بجواب : اس کا جواب یہ تہ کہ اول تہ کی ضرورت ہے کہ اختلاف ہی
بجواب : ہرچہ تہ
کہ تہ
کہ تہ

ان اس تہ
دینے کے تہ

[illegible]

اور انہی کی آیتوں میں ہے : "وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ" اور
تھپا کر کہ بیان ہوئے رکوع کو اختتام ہے۔ بیشک اس
نفس میں وہ دواؤں سے نشانیں ہیں :

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَكِ وَاللَّيْلِ وَالْأَنْجَامِ
الَّتِي تَبْجُلُونَ

[illegible]

مؤخره
 این هم منتهی بود که کفایت معنی بقا رکوت
 بهانه خواست از آنجا نهد و متجاوز باشد
 ذمیه اگر نسبت از این است رتبه فعل را فاعل انداخته
 بحال خود باشد و اگر من می پیغیر و اشال است لاجرم
 قیود فعل و دمج پس رسوخه عثمانی است متجاوز
 اسم ظرفی است نه این عنوان و امر و در حقیقت

مقدمہ اس سے بھی مختصر کہتا ہے کہ اگر معرفت اس بات کی مقصد ہے کہ عرف اپنے حال پر اترے اور ہر مخلوق کو اس پر اتار دے وہیت اگر اسی مقصد کے نسبت سے ہے تو جو عمل میں ترقی کو نہیں پہنچتے تو وہ عمل ہی میں رہتے اور اگر اس خود ترقی کو حاصل کرنا ہی مقصد ہے تو یقیناً عمل میں ترقی پیش کرنے کے لیے کچھ اور صورت یعنی اختلاف اسباق میں اختلاف

انتساب فاعلیه است و فعل متعین میسر و تدریجی بوده است
و آنچه مرقن مرکب از آن است بناب مجرای باشد که دوام بشود
و ما قول و جوهر مختلف چه غیر است که بعد در احتیاج است
و میدانی که قدر در فضیلت شعراست که در بیعت و وایم
ذات یکی انداخته که مختلف و ذات باشد و لاجرم دو گفته
و اگر باشد هیچ مختلف باشد که مشاغل آن ناراضی و آفتاب
که جوهر ارض منور از حد و ذمیر باشد و نیت ذمیر باشد
و او در هر مجرب و باشد بحسب تدریج و قوت و آنکه اصل و صواب
فیض اول قابل و اگر داشت است که مستقیم تر و صواب باشد و حق
موجب قضا که در هر مجرب است و در و الله اعلم

کی طرف لے جانے والا ہے۔ اللہ اللہ ہی ادا ہے۔

کمال در یک مرتبه از این بزرگای است . وقت
 است که قلم را باز دارم و بگویم تعالی آن عزیز خود است
 بخود و نه بجهت من و منم و این را . بخواه دیگر بنویسم
 بجهت آن طایفه است و بعضی و بعضی کل شیعی
 هستند و به اگر ضعیف باشم متنبه فرمایند که در هر مینسان
 در عالم عینک را قلم بر داشته نوشته ام .

بعضی از فضل خود از زمین اسلام رسانند و مرا یکی از مشت قاین
ویدار خود دانند.

فی نظم از طیف شاه و مولای، محمد حسن و مولای محمد حسن

اور امت کے رہبر ملکوتیت کی نسبت اور اضافت ہے اور
مستحق میں فاعلیت کی نسبت ہے۔ فعل صیغہ صریح تفسیر کو شامل
ہے جیسا کہ پہلے ہے۔ ۱۰ تمام باتوں کے باوجود مرکب اضافی کا
مربط جہر ایسے کی طرف ہوا کہ نسبت ہے کہ مرکب میں اثر ثبوت کو چاہتا ہے
اور جہر مستحق مجزئہ ہے نہ تقدیر مستحق ہے اور تم جانتے ہو
کہ تقدیر ضیاء میں تصور ہوتا ہے نہ کہ طبیعت اور ذات کے
واکرم میں۔ لیکن انخوف کہ مستحق ذات ہوتا ہے اور ضیاء
میں حاصل ہوتا ہے۔ اگر ہے تو وہ اس قدر کہ انخوف ہوا ہے
کہ ان کا فاعل ان کی ہے نہ وہ۔ انخوف جہر خواہ میں تصور
تجلی فعل امیر ہے بلکہ اور یہی ضیاء کا باعث ہوا کہ فاعل

وہ وقت کے لئے غور سے سوچنے کے باعث تھکا ہوا کہ :! اللہ مجھ کو ایک جانتا ہے کیونکہ پہلا انسان اللہ کی طرف سے
 دیکھنے کے قابل ہے جو تمام کو چاہتا ہے اور (دوسرا) مختلف (یا) اختلاف میں ہے۔ لہذا اس کے کوئی چاہتا ہے جو اکثر طریقہ پرانے

پھر اس قدر عیناً نقل فرمائی گئی کہ اس نے اس وقت کا قصہ ہے بہتر قولوں اور کچھ کلمات کے فضل سے ان میں خود عمدہ استعارہ کے مالک ہیں۔ پھر سینہ میں اس نازک اور چمکدار پینے سے خیر فرمے کہ تو ان کے طرف سے سمجھے کہ ان کے لئے تو فیض ہے اور وہ ہم پر ہر دے اور زمین نے صاف ہوا تو ان کے لئے فوہش کو نہ دینے کا سراغ ہے سورج کے طلوع و اشراق سے ہے۔

اپنی مجلس میں بیٹھنے والوں کو میر کی طرف سے سلام پہنچا دی
اور مجھے اپنے اشتہارِ تعلقات میں سے ایک کہیں۔

مجھے معلوم نہیں کہ تیری اور مولوی احمد حسن اور مولوی محمد علی

میں امداد کیلئے تریباں حضرت مولانا محمد صادق بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان جیل میں دایہ والی ابدیہ جو فکر و تامل کیلئے ناخواب رکھی ہے اور واقعہ میں یہ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کو حکم لگائی سے بہرہ وافر حاصل ہوا تھا۔ مترجم

(شیخ الہند اسیر شاہ) کہ طرف سے بیسے دل کی رہ دیاتہ کہ
آمر کوٹاں آپ لوگوں کے کام کی طرف کیسے تھیں۔

باقی دعا کے خیریں کچھ یاد رکھیں کہ نجات کا ذریعہ اجاب
کی دعا کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

فنا ہوئی مودت جس کے نفع کی تقریب میں دیو بہند
قدم رہنمائی فرمائیے کیلئے اسوس کی عمل کر رہا ہے ایک طرف
واقع ہوا ہے۔ قصا

ہم چہ نہادہ اند کہ اگر کوٹاں کا پر داری شایکہ شند۔

باقی از دہا ر غیر مادم دارند کہ ذریعہ نجات کچھ کز دہا ر
اجاب نہ کچھ نیست۔

فنا بہ تقریب نکات مودت مودت تا دیو بہند قدم رہنمائی
نیکہ اسوس کی کہ لارزہ ہیکو افتاد حاست۔ فقط

لہ شیخ الہند مولانا محمد موسیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شادی عریضہ ۱۲۹۰ھ مطابق جنوری یا فروری ۱۲۹۰ھ کو ہوئی ہے۔ یہ روزائے ہے
جو مولانا غلام صاحب جہ شہید خدام رحمہ

(تقاریر غلطی) اس کو تصحیح کر کے ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۶۸ء

بروز جمعہ شہرہ کی گئی ہے تاہم تاریخ ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۳ جولائی ۱۹۶۸ء

بروز جمعہ وقت پوسنے کی بجائے صبح پہلے نماز پڑھی تھی۔ واللہ اعلم

[illegible][illegible][illegible]

اور میں سمجھتی تھی کہ یہ کتاب کو جاننے والے
مؤلف رکھنا درست نہیں ہے اور کھانے پینے کی چیز اور دوا
مساوی اور محراب کے گھر میں رکھنا گونا گونا اور رشک ہے لیکن اسی
چیز میں کہ قلب کو بوجھ دینے والے کا طب فایہ جوتہ ہے دوا میں
کی حکمت یہ دیکھنا ہے کہ یہ کتاب کو یہ کتاب کو یہ کتاب کو یہ کتاب کو
کاٹب اپنے سوا کسی کو نہیں دے۔ اس کو یہ کتاب کو یہ کتاب کو یہ کتاب کو
مال اپنے سوا کسی کو دے نہ سکے ہاں کہ یہ کتاب کو یہ کتاب کو یہ کتاب کو
نہیں کو کتاب کے ذریعہ اس پر سے مال دے دینا قلب کا باعث جس سے
دو خلق صبر کرتے ہیں اور جب مراد اس کتاب سے چلے جائے کہ یہ
صبر سے خلق حاصل کرنے کے قابل نہیں رہے تو ای کو خلق نہ پانی نہ کا
خرج شریعت میں اس پر قلم پایا کہ احوال کو خلق داروں کو دیتے
ہیں ان کا قلب مردوں کی کشش میں اور چنگیز کا ورنہ کہ یہ کتاب کو
کے خلق حاصل کرنے کے قابل نہیں ہے کہ خلق سے بعد میں اس کتاب کے
تفہیم کے قابل نہیں ہوتی۔ اہل دین کو صرف یہ کتاب ہی نہیں

باسمِ خداوندی ساقی قریب بقرین کام اللہ میرسد۔

اھلِ حق کو دیکھ کر کہنے کے سنو میں یہاں پر لینے نہ کو پاسر غیر اللہ کی جگہ کرنا کام نہ کو لہذا کہنے کے قریب پہنچنا۔
درتفسیر نیشاپوری کی روشنی میں

اجمع العلم بالوفاں سے ذمہ ذبیحۃ و قصد
بذبحھا انتھرب لہذا فی اللہ مانس سئلہ اذ ذبیحۃ
ذبیحۃ مہلت۔ نسبی

و کا فر اور جاہلیت دور وقت پر آئے اذ ذبیحۃ و ذریعۃ
بناں اور نہ سیکر نہ وہاں بیکر مغرب سیدہ عرفان خاتون لکھتے ہیں
ایں سواف یشان بنی خدا ہرگز ازین نہ قبول ہو و ہند سکر کہ

فَلَا تَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ تَعْبُدُوهُ

پہلے درختانہ زچہ آواز پر آفندہ و شہرت دادہ کہ ایں جاؤر
از ظہنی است و بنام اوست و برای او کینہ و دوستی
بنام نہ ذریعۃ بنی نہ اصلا صاحب ترس بیت خلعت و سرش کہ
نزد عوام طریق ذبیحۃ ہرگز نہ مقرر است متعین است برای
رسانیدی جو جو نہ ہرگز ہرگز مشغول باشند۔ چنانچہ فاقہ و قتل
دورہ و خانہ جہ طریقی متعین است ہمای رسانیدی اگر کاست و
مش دہت بار و اوجہ بقدر رسانیدی و شب بان اور ان غایت
یا بقدر تقرب و دفع شر و چاہی و تعلق آری ذکر نام خدا بران
ہا قدر فانی نہ مہم کہ تقرب ہر خدا را از دل و دھ کردہ و
خوف آں شہرت و اولاد شہرت آواز و ہند کرنا ازین
کار نہ گزشتیم۔

آمین ہا کہ میں سورہ لفظ پہلے را بلفظ لغت اللہ
خدا آورده و در سورہ مادہ و احکم و قیل و شکر و ہمیش
آست کہ اصل بھیج است کہ یا و متعلی فعل و مقدم بہ متعلقات
و دیگر اندازہ کہ یا درمی مقام برای تقدیر فعل است نہ خبر

سمیہا سے یاد اور توکل کا حاصل ہو۔ پس اس میں

اھلِ حق کو دیکھ کر کہنے کے سنو میں یہاں پر لینے نہ کو پاسر غیر اللہ کی جگہ کرنا کام نہ کو لہذا کہنے کے قریب پہنچنا۔

درتفسیر نیشاپوری کی روشنی میں

ما کا اجماع ہے کہ اہلِ حق کے ذمہ ذبیحۃ اور اس کے
نفس سے فریقہ کی طرف تقرب کا ارادہ کہ تو و مرتہ ہوگی اور اس کا
ذبیحۃ مرتہ کا ذبیحہ ہوگا۔ انہما کو اہلِ حق نہ ہوگا۔

اور ان ذبیحہ زمانہ بہریت میں مجب سے نکلنے کے وقت اور وہ
میں قریب نامہ یا انار یا مسئلہ ازین کہ مقرر ہوتے تھے کہ
نہا کہہ کہ حریف نہ تھے ان کا مہل نہ تھا کہہ ہی ہرگز قبول
نہ تھے۔ لہذا حکم نہ کر

پہلے اس میں کہ یہ ذبیحۃ کے قریب بھی تھا نہ جو بھی

پہلے یہاں بھی مجب پکارا کہہ و اھلِ حق نہ کرنا تھا۔ یہاں پر

اور اس کے نامہ اور اس کے نامہ میں اور ان کے وقت

خدا کے نام نہ کرنا کہلا تو ہرگز ہرگز نہ کرنا تھا۔ یہاں پر

اور اس کا نہ رہا کہ اس کے نزدیک جاؤر کے ذبیحہ کرنے کا طریقہ

طرح بھی نہ رہا تو جس کے نہ جاہ نہ ہوگا اور اس کا ذبیحہ

چنانچہ سورہ فاقہ اور قتل اور ذبیحہ کا پڑنا متعین ہے

کہ اس کے ذبیحہ کے لیے جو اس کے لیے فاقہ و قتل اور

قرب پہنچنے کے ارادے سے کہین یا تقرب اور شہرت کو دانش

کرنے اور چاہی کی روش نہ کے ذبیحہ کرنے کے ارادے سے علی

خدا کے نام کہ اور اس جانی ہی وقت نہ دیتا ہے کہ ذبیحہ

تقرب کو دل سے دور کر کے اور اس شہرت و آواز کے خوف و دوسری

تولادہ شہرت نہ کر اس کام سے ہم نے راجع کر لیا۔

اس میں اس بات پر نہ تھی کہ اس سورہ بقرو میں پہلے کہ

لغیر اللہ سے پہلے لے لی اور سورہ فاقہ اور احکم اور

سورہ قیل میں جہی نہ تھی اس کی وجہ یہ ہے کہ اصل تو یہ

ہے کہ اگر فعل کے متعلی اور دو نہ سے متعلق نہ مقدم نہ

و تقصیر نیست که او را در طاعت محصل باشد - و ای موضع اول
قرآن است - در موضع برپا شدن و استقامت بر پا انداختن
سوره های دیگر - آنچه مکرر اند و در سوره قرآن است یعنی آن بقدر
قدت مقدم آمده و البته در باب صورتها جمله فلاحات و حلیات نیز
موقع داشته اند - زیرا که در حال قرائت مصحح شده آمده است
و ای هر چه چنان که مذکور شد یعنی سوره و دعای و گفتن تحمید و
تسبیح که ای فایده اقرار کرده و غیر اینها از این جهت است که بر
بجای وقت در جمیع حالات حرام است و از آنجا نیست که بر
وقت واجب باشد و بلکه در غیر آن مثل نیکوتر و صدقات یا
و ای هر چه باشد و در حالت دیگر محال اند و ای هر چه محض
که بر خود در آن محال است - همان از آن جهت بیرون است چنانکه
محال میشود و تاری در وقت ناپاکی خوردن یا بیرون رفتن یا وجود
حرمت معاف نیست و در - تقصیر نیست که سوره را بفرماید

[illegible][illegible][illegible]

اصل

چھٹا مکتوب

بنام مولوی فدا حسین صاحب

در تحقیق مآ اہل بہ لغیر اللہ و ایضاً معنی قید عند الذبح

مآ اہل بہ لغیر اللہ کی تحقیق اور عند الذبح (و ذبح کے وقت) کی تفسیر

کہ اکثر مفسرین انسروودہ اند

معنی کی وضاحت جو کہ اکثر مفسرین نے زیادہ کی ہے

مکتوبہ فدا حسین صاحب لکھی گئی ہے
مکتوبہ فدا حسین صاحب لکھی گئی ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جامع کلمات مولوی فدا حسین صاحب زادہ اہل کمال
کثریٰ حقوق سراپا کہ ہر وقت کہہ سکتے ہیں کہ یہ لکھا ہے
آج روضۃ الہامیہ کی چوتھی کتاب کہ یہ کہہ دے کہ قرآن شریف کا
مکتوبہ کہ آپ نے یہ لکھا ہے کہ ہر وقت کہہ سکتے ہیں کہ یہ لکھا ہے
اس کا ہر بار کہ جانتے ہیں کہ یہ لکھا ہے کہ یہ لکھا ہے

جامع کلمات مولوی فدا حسین صاحب زادہ اہل کمال
کثریٰ نام سراپا کہ ہر وقت کہہ سکتے ہیں کہ یہ لکھا ہے
آج روضۃ الہامیہ کی چوتھی کتاب کہ یہ کہہ دے کہ قرآن شریف کا
مکتوبہ کہ آپ نے یہ لکھا ہے کہ ہر وقت کہہ سکتے ہیں کہ یہ لکھا ہے
اس کا ہر بار کہ جانتے ہیں کہ یہ لکھا ہے کہ یہ لکھا ہے

فوجیہ کی زبان و لہجہ خود کو نام۔

اور اس کی اہمیت اور افیادیت اور کثرت و وسعت کے لیے جو ایسی بات کہی

جس کی نسبت سے وہ اپنے لیے کسی خاص فوجیہ کی زبان کا استعمال کرتا ہے اور اس کی طرف سے کچھ دوسرے

مذہب کے لیے بھی لکھا جاتا ہے اور اس کا مقصد ہے۔

مقدمات و تمہیدات اور ان کے بعد سر تقسیم و مقدمہ
 یہاں پہلے سر تقسیم و مقدمہ کے بعد اس کی طرف سے
 مطلب کو واضح کر دیا۔

مقدمہ اور تمہید ان کے بعد سر تقسیم و مقدمہ کے بعد اس کی طرف سے
 مطلب کو واضح کر دیا۔

تقسیم اول اس کے بعد سر تقسیم و مقدمہ کے بعد اس کی طرف سے
 مطلب کو واضح کر دیا۔

پہلا مقدمہ اس کے بعد سر تقسیم و مقدمہ کے بعد اس کی طرف سے
 مطلب کو واضح کر دیا۔

تقسیم دوم اس کے بعد سر تقسیم و مقدمہ کے بعد اس کی طرف سے
 مطلب کو واضح کر دیا۔

دوسرا مقدمہ اس کے بعد سر تقسیم و مقدمہ کے بعد اس کی طرف سے
 مطلب کو واضح کر دیا۔

تقسیم سوم اس کے بعد سر تقسیم و مقدمہ کے بعد اس کی طرف سے
 مطلب کو واضح کر دیا۔

تیسرا مقدمہ اس کے بعد سر تقسیم و مقدمہ کے بعد اس کی طرف سے
 مطلب کو واضح کر دیا۔

تقسیم چہارم اس کے بعد سر تقسیم و مقدمہ کے بعد اس کی طرف سے
 مطلب کو واضح کر دیا۔

چوتھا مقدمہ اس کے بعد سر تقسیم و مقدمہ کے بعد اس کی طرف سے
 مطلب کو واضح کر دیا۔

تقسیم پنجم اس کے بعد سر تقسیم و مقدمہ کے بعد اس کی طرف سے
 مطلب کو واضح کر دیا۔

پنجمی مقدمہ اس کے بعد سر تقسیم و مقدمہ کے بعد اس کی طرف سے
 مطلب کو واضح کر دیا۔

تقسیم ششم اس کے بعد سر تقسیم و مقدمہ کے بعد اس کی طرف سے
 مطلب کو واضح کر دیا۔

ششمی مقدمہ اس کے بعد سر تقسیم و مقدمہ کے بعد اس کی طرف سے
 مطلب کو واضح کر دیا۔

تقسیم ہفتم اس کے بعد سر تقسیم و مقدمہ کے بعد اس کی طرف سے
 مطلب کو واضح کر دیا۔

ہفتمی مقدمہ اس کے بعد سر تقسیم و مقدمہ کے بعد اس کی طرف سے
 مطلب کو واضح کر دیا۔

تقسیم ہشتم اس کے بعد سر تقسیم و مقدمہ کے بعد اس کی طرف سے
 مطلب کو واضح کر دیا۔

و بهر متاع خرد می آید - ای ملقباس به نفس ناپاکیده -

مکمل آیات کو تسلیم کر لے اور بچے ملاوٹ ہو گئے۔ اس کو نسخہ پر قیاس
نہیں کرنا چاہئے۔

ساتویں مقدمہ

ساتویں بات یہ ہے کہ زنا خانہ کے آئے اور بھیجے تھے

—

اور جس کی ہمدردی اور اس شریف کے فتنہ ان کا فتنہ نہیں ہے یعنی تباہی کا
تے کہ وہ باوجود ہونا علم و حسن و شرف کا باعث نہیں ہو سکتا اور نہ کہ شرف

توینکن را که نامش گواهی است به سیر سل از عهد محمدی را در اوصاف

ابھی سے اخص مشیر نے پورا اس طرف ہم درجہ جیسے آئندہ کے اعلیٰ
درجہ تمام جہ و نفوس انہیں پر اچھیں کی سبقت سے ہائی کے نہیں کہ

عزیزانِ دین! ہم کہ عسک اور جن و شرف بہت کہ چیتہ اور شستہ

[illegible]

تعالیٰ فضل بجا آید در آنجا که بزرگواران و اولاد

قادر ملک ہو جاتا ہے کون زمانہ والے خدا تعالیٰ صحت اور تہمت

کچھ دنوں کا وقت کا جو ہے کہ اس کے قریب آتے ہوئے ہی زیادہ کچھ اس
کچھ ہی میں تپتے ہیں کہ اس کا فرماں سننے کی وجہ سے جو کہ مستحقین نے

وہ کہیں اور اگلے ٹکڑے میں دوسروں کی خوبیاں سننے کی وجہ سے کہ

ان کا تو یہ کہی کہ راستے انہا پر اگر سے دو جا سکتے ہیں۔ مگر یہ کہ
 کے لیے بھی محض تین نظریہ (۱) قابل شخص کے افعال والا توکل

۱۲۲۰

۱۰

چوتیسرے سال میں پیدا ہوئے تھے یہ تقریبی سال ہے

تعبیه سخن
مستمر اگر چه مستند تمام و تا خیزان و اذان می آید

یوں کہ وہ صرف تھوڑے عرصے میں ہی رہا ہوگا۔

نرفته و گزاف عوام از بد سابقه و عاقل را بد سلیقه صلوات علیه و سلم میوه و علی
آزاد و عمار حسن افضل باشند و امر باطن ایشان را با او سازد و او را

آمد و فرمود: «این چندی در مناسبت این عید جمع کرده ام که حق سبقت هر یک از

بگویند که: چنانکه از انهم و شرف قلعه، تسنگ و پستل در دست
آری از انقلدات اگر شرفه مع ما سامان این دو شرف بهر آید نزد

متاخر را آنقدر می بخوانند که با این خبر فخر و افتخار بر همان دستاورد

است. و چون در یک دو روز در حمال ریه ها منقبض شود و سینه در گذشت
همیشه، این کار دو روزی آنها را روزگار بوج مساعدت سینه آید و در وقت اجتناب

خیزد و بی اختیار بران افتد و او را نیکو که بود استوار

اوشان کہ اسباب روایت آن اگر معتقد میگردد تا حدی و اقتضا

می‌نشد یکی آنکه در جمیع ششها مانند از تقدم قافیه قطع نظر
بر اقرار و انکار هر یک از آنها که در نظر از اخذ فوق مراتب می‌نشد.

ست آنچه گفته اند.

اقتدار کے ہیں بلکہ جو لوگ حقیقت شناس کہہ رکھتے ہیں ان کا
موجودہ انداز فکر کم از کم تہہ کا وقت گزرتے ہیں اور منہ سے وہ بات

يُخْرِفُ الرِّبْدُ بِالْمَقَالِ وَلَا يُقِرُّ الْمَقَالُ

بالسجاني : مؤلفه

۱۰۰

علمی اخلاقی مترجم

بھانے کی وجہ سے حرمت و کاکہا، مسلم ہے۔ جس نے انقیاس
پیشاب و پاخانہ و شراب اور نفی وغیرہ میں اشتباہ میں مسئلہ
مذہب کا گوشت پہنچا جائے تو اس وقت بھی اس گوشت کی حرمت میں ممانعت نہ ہوگا۔

اسی بات پر ہے کہ کس کو صوف کلمہ ہے
و سوال مقدمہ

ہم کے اوصاف اور آنے والے اوصاف
سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ تعبیر نہ صرف ہم سے صرف میں ہے بلکہ
قرآن و حدیث کے کلمات میں اس عرف میں اشتراک بھی ہے اور
اسی سے اختلافات و گروہ میں پہنچا جاتا ہے جو دونوں پر قیامت کے
وقت نہ لکنا کہ وہ جانا ہیگا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

”قبائیل وہ لڑکا کہان میں کو اپنے زعم میں نہ کر سکتے“
ماضی کے اعتبار سے ہے نہ کہ باقیا کے اعتبار سے اور بقول مشہور
الطریق چہم پاس کہتے۔

”یہ ہر گز شری کا فریب کا“

سبق کے اعتبار سے ہے۔

تیار ہوا۔ مقدمہ یہ ہے کہ فرقہ کی
گیا رحواں مقدمہ

ذکر صرف متاخرین میں کہ بات
ہے بلکہ مقدمہ میں اس مسئلہ پر ذکر میں متاخرین کے ساتھ ہی
بلکہ مقدمہ میں پہلے پہلو میں اشتقاق کے کلام و کلام نبوی سے اس
میں کلام رسول و کلام نبی کی نسبت ایک بحث ہے۔ دوم
بحث میں متعلق کر دیتے ہیں۔

جب یہ بھی رہ مقدمات تعبیر کے طور پر یہی
برسر مطلب

ہم نے قرآن پر اس مسئلہ کی روشنی میں
اصل مدعا

سننے آیت ”ما اھل ہم بلفیض اللہ“
کا لفظ عام الفاظ میں ہے۔ لیکن ہر وہ جو
کے معنی میں اور اگر فرض کر لیں کہ ہم صوم و کسب کے لفظ ہیں
اور صوم و کسب کے لفظ میں تو ہم بھی اشتقاق میں واقع ہونے کی وجہ سے
عام ہوجائے گا کہ ان بات و لغوی معانی کا اعتبار ہے۔ ذکر

و بدل و برنڈ و خورد و غیرہ اشیاء۔ ہر گوشت مکمل اہم
اگر پختہ شد آنوقت ہم در حرمت کامل نباشد۔

مذہب کا گوشت پہنچا جائے تو اس وقت بھی اس گوشت کی حرمت میں ممانعت نہ ہوگا۔

دہم آنکہ در وصف ہائے دہم اوصاف تہیہ
تہیہ و صوفہ و تہیہ کنندہ و تہیہ نہیہ و صوفہ است

معدلات قرآن و حدیث نیز شریک اہی عرف اند۔ و ہر جائز
ایہ بھی استقامت گوید۔ اطلاق شرکاء ہر صوبہ و ان بالحد
وقت قیامت چنانکہ میفرماید۔

”ایہ شرکاء کھرا اللہ“
باقیہ ماضی است نہ مال۔ و اطلاق ثلوثیہ ہر جہت و زایت

ہمیں مشہور فی الفقہ غیرین

۱۰ اعتبار استعجال

یاد رہے کہ ذکر استعجال ہی نہ تھا
تعبیر یاد رہے

معدلات قرآن و حدیث نیز شریک اہی عرف اند۔ و ہر جائز
ایہ بھی استقامت گوید۔ اطلاق شرکاء ہر صوبہ و ان بالحد
وقت قیامت چنانکہ میفرماید۔

پہلے اہل مقدمات یاد رہے کہ مہر شدہ
برسر مطلب

بشرطیہ لفظ ”ما اھل ہم بلفیض اللہ“
از الفاظ عام است و اگر بالفرض آرا صوم و

گنبد و صوم و کسب کے لفظ میں تو ہم بھی اشتقاق میں واقع ہونے کی وجہ سے
عام ہوجائے گا کہ ان بات و لغوی معانی کا اعتبار ہے۔ ذکر
اصل مدعا

که نام نصابی قرآن کرده بنام تنای ترک داده باشند و اینچ
دیگر مری تقدیر باز و احتمال است.

منہا لم یذکر اسم اللہ ترک اسم اللہ ہوں

و دهم عدم ذکر مطلق امام است که بتقر باشد یا به نسیان

احتمال دوم باخذ نوب امام همام است علیه الرحمه و
است ظاهر معنی و احتمال اول باخذ نوب غفرت و با تقدیر
تبدیل می باشد احتمال اولی است بر نسبت احتمال اول شش و دوم

و چون نتایج بیان نیست. بر کس و نا کس پیدا
است که در عین ذلالت و دیگر فرائض عبادت هم کس تا دم
نمایان رفوف اقلیم است. مگر کسیه وقت و ذوق برابر
فوت و از این است. دری حکم گونه رفوف اقلیم باشد.

فرق این است که عبادت مذکور با شان

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّبِعُوا أَمْرِي وَاصْطَبِرُوا بِحَسْبِ الْعَالَمِينَ
خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قُبُلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

(قرآن مجید)

معهده بزرگ نجات از کار و دیگر کمالات یا دخول در مرتبه تقوی
محل اختلاف است و احتیاط بود و این عالم را در تمام مقدس بزرگ

نام اس سے کہنا کہ نام تجوز کے نام پر نہ لکھ سکے کہ وہ سے
چمکے دیا ہو یا کسی اور وجہ سے اس غرض کی بنا پر وہ احتمال ہی
ایک جگہ کہ جس کے وقت اللہ کا نام دینے سے
مان ہی ہو کر یا دکرنا عار ہو اور نہ ہیذا لیر اسرا اللہ کا
مقدور اللہ کے نام کا ترک کر دیا ہو۔

دوستو! مطلق الذکاۃ ہم زیبا کام اس سے کہ جہاں ہم
کہہ دیا بھول جو کسے ہو۔

دو شواہد احتمال امام احمد راہی مصلی علیہ الرحمۃ کے مذہب کا منہ ہے اور اندازہ ہر مذہب پر یہ اندازہ ہے کہ احتمال مذہب حق کا ماننے والا اور دوسرے کے اعتبار سے حق دوم کے پاب احتمال کی غیبت یہی احتمال زیادہ قوی ہے۔

اس کی قوت کے وجہ سے یہ بیان شیعہ کے لئے ہرگز و
ناگس پر دیا ہے کہ مذہب اور دین اور دوسری اقسام
میں بھی ہونے لگا، ہمارے وقت تک مرفوع احکام ہے۔
کے وقت اللہ کا نام لینے کا حکم اس سے کہی ہے۔

فرق یہ کہ مذکورہ عبارت نماز سنہ و غیرہ آیت
 ذیل کے اشارے کے مطابق

اے اگر عبادت کو تم اپنے رب کی نصیحت سے
اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم پر حجت ہو جاوے۔
(قرآن کریم)

دورنگ اور دوسری بیات سے نہایت یا تھوڑی کے مقام پر مختلف
تسلط کی بنیاد داخل ہونا مطلوب ہے اور اس جگہ اللہ تعالیٰ

۱۰ یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَلْبَسُوْا لِكُلِّ مَوْجِئَةٍ مِّنْكُمْ زِيْجًا مِّمَّا رَزَقْنٰكُمْ ۚ وَكُلُوْا وَشَرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفُوْنَ
۱۱ یٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَلْبَسُوْا لِكُلِّ مَوْجِئَةٍ مِّنْكُمْ زِيْجًا مِّمَّا رَزَقْنٰكُمْ ۚ وَكُلُوْا وَشَرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفُوْنَ

ملت اکل و باحت خوردی چنانکہ ترک عبادت مذکورہ ہو
سہو قہ و در حصول مطلب و مقصود غرض مذکور نیست
چنانکہ ہر بین اندہ ترک تسمیر سہو اذیت و ذبح دینی مقصود کہ
بغرض مقصود عبادت نواز نہ رسید چنانکہ ذبح باشد۔

یا بلکہ چنانکہ وہ

يَتِمُّوا صَلَاتَهُمْ وَآتُوا زَكَوٰتَهُمْ

و اشل ذلک باشد یعنی کہ ہم خصوص قتل بران شاہد است
ماتن و تاکر ازین خطبات مستثنیٰ داشتہ اند۔ اینجا ہم
یہ استثنا را باید فرمود و در قتل نسبت فوق الذلک
است از منہج و از تراوی فی ضرورت و امیر ہر منہج حقیقی و
مطابق مقدم نواز شد و ظاہر است کہ اعتبار منہج مطابق

مَا تَسْمِعُ يَدُكَ كَرَامَةً اَللّٰهُ عَلَيْهِ

مقصود بذبح نام بیان نیست۔ ہر جگہ کہ دم ذبح آن نام
ضایا ذکر و شود و

مَا تَسْمِعُ يَدُكَ كَرَامَةً اَللّٰهُ

و غل است۔ مہذا اگر ذکر نام خدا را شرط نماز اندہ چنانکہ
مقتضا مذہب شافعی و مالکی است آن دم حاصل مطلب
این باشد کہ ترک حلت از آثار ذکر نام غایت۔ یا اینکه
یا ذکر دین و در ملت و تزکیہ و منہج نیست۔ تنہا نفس ذبح ہر
چونکہ باشد دینی بارہ کافی است۔

بند ضرورت ذکر نام خدا وقت ذبح فرض باشد یا
مستحب علیٰ ہما گاہ باشد کہ اگر ترک و عدم آن در ملت و
حرمت بیج حالی نباشد۔ و اگر باشد بر اقتراء و اضطرار
مصلحت تبریک باشد چنانکہ در تسمیر وقت حمد و نذر موال

کا مقصد نام لینا کھانے کی ملت اور باہست کی غرض سے ایسا ہی
ہے جیسا کہ رسول کی وجہ سے روزہ اند نماز عبادتوں کا چھٹ جہان
مطلب اور مقصد اور مذکورہ غرض کے حصول میں قہ نہیں ہے یہاں
رہتا ہوتا ہے کہ کبھی نہ وقت ذبح ہم اندہ کا پھرت جہاں اس مقصد
ہی کہ وہ ملت کے غرض مقصود ہمیں پہنچائی کسی ملت قہ نہ ہو
حاصل یہ کہ جیسا کہ

اَقِمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا زَكَوٰتَهُ

اور اس میں آیات میں محض شتہ کے ساتھ کہ خصوص منظور اس پر
گواہ ہی ہوتی ہے کہ ان خطبات سے مستثنیٰ کیلئے تو اس
(مقدم ذبح) ہی ہی اس استثنا کو کام میں لانا چاہئے اور اس کی
وقت کی وجہ حق اول کی نسبت یہی ہے کہ مجازی و ماسرائی معنی کسی
ضرورت کے تشدد کے بغیر تحقیق اور مطابق معنی پر مقدم نہیں ہو سکتے
اور ظاہر ہے کہ مطابق معنی کے اعتبار سے

مَا تَسْمِعُ يَدُكَ كَرَامَةً اَللّٰهُ عَلَيْهِ

توں کے نام پر ذبح کے لئے ہر ذبح کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ
ہر ذبح ہر ذبح اس کے ذبح کے وقت ان کا نام یاد نہ کیا جائے۔

مَا تَسْمِعُ يَدُكَ كَرَامَةً اَللّٰهُ

ہی و غایت۔ اس کے ساتھ کہ خدا کا نام پڑھنا ہی شرط نہ تھا جیسا
شافعی اور مالکی مذہب کا متعلق ہے تو اس وقت حاصل مطلب
یہ ہوگا کہ (ذبح کی) پاکیزگی اور اس کی ملت خدا کے نام کے اذیت
ہم سے نہیں ہے یا یہ مطلب ہے کہ خدا کو (ذبح کے وقت) یاد
کے کہ موال بعد پاکیزہ ہونے کی کو ذبح نہیں ہے۔ مرن ذبح اول
خود کسی طریقے سے بھی ہوا اس باہم میں کافی ہے۔

اس صورت میں ذبح کے وقت خدا کے نام کا ذکر فرض
ہو یا مستحب ایک علیحدہ حکم ہوگا کہ اس نام کے نیک کر دینے ہو
کے نہ چھٹے ہاں نہ ملال اور لازم ہوا کسی حساب میں نہیں ہے
اور اگر کسی حساب میں ہے تو اللہ کے نام کے ذبح کے ساتھ ملال

علیگه نیز در لی آن است و آنچه بدست آمده در مدینه
صحره و درون قام خاک کرده از آنکه بر آن تنه نام قریطای نام
خداوند متعال فرموده اند - در

مَا أَهْلَ بِهِمُ يَقُولُ اللَّهُ

بمقتضی از زبان داشتند

اصل این دعایت کسب با هم مستحق اند. اگر فرق
یافته اند زیاده از حق خواند که آیت لا تأخذا حقیقت
و نام آن و بجز این باشد که اصنام کسی برای خود نباشد
و حق متعلق حق و تقابل حرمت مایه

مَا أَهَمَّ بِهِ الْغَيْرُ .

نایبانشان و این دو قسم غایب بر این آید. گفته است که این فرق
انجم و غرض صریح است. ايجاب و سبب و امر و ان حالت
نیست که بنام آن دهند. پس اگر غرض امر و امر باشد
هم محصور است در هم باشد. و هر چه در مد باشد
حقیقت در حکم محمول باشد علم گردد. چنانکه افعال و استغراق
در امر محمول باشد چنانچه در اتفاق و غیره دانسته باشند
بنام آن محمول باشد. انوار و افروخته باشد و هم اعتبار
وقایع احوال. چه معنی مصدق و فکر که در لغت بیاید که تکریم
نموده تدلیج و فعل آن در سیه ق نخی عالم گردید. و اتفاق صر
نموده گردید و این در امر و صواب است و هم میدانند که نیست
نموده بنام محمول عام تر است گفت و هر چه در بیان

جو کام لاتا اٹھائے کیلئے وہی حمل دیا تو کہ درست کا
 حیرت علی گئے کیا ہے اور اسرار اللہ کو علیہ سے
 پہنچا کرنا کا نام یاد کرنے میں مستند کو محصور کر کے اس وسیع
 سے کہیں پر وہ غیر اللہ کا نام یا اللہ کے نام کے ساتھ غیر اللہ کا
 نام میں اسٹی فرمایا ہے چنانچہ

مَا أَهْلَ بِهِ بِغَيْرِ اللَّهِ

میں تقریر کے ساتھ اس سے باز رکھتا ہوں۔

ماصل یہ ہے کہ یہ دونوں آیات کریمہ ایک دوسرے کے ساتھ بغیر ہیں، اگر کوئی فرق نہیں سمجھتا تو اس سے زیادہ میں نازل ہے کہ آیت لَا تَلْمِزُوا نَبِيَّكُم مَّا كَانُوا يَلْمِزُونَ میں شامل ہے کہ جس سے اس پر بالکل کوئی کام آیا ہی نہیں اور آیت وَخَرَجَتْ عَلَيْهِمُ كَلِمَةٌ مِنْ رَبِّكَ کہ عزت کو

مَا أَهْلَ بِهِ إِفْتِرَاءٌ لِّلَّهِ

کے ساتھ چسپان کریں تو نون و نول سمول سے غاصہ ہو کر بار بار
ہے مرقطہ ہستہ کہ ذوق صلوک عام اور خاص ہونے کو دوسمہ پیا
ہو ایک ہوا و سب کی اس میں باطل کا منت نہیں ہے کام
اس کے نام سے نامزد کریں پس اگر مآ جیل پہ میں ما زور
ہے تو یقیناً عام ہوگا اور جو کچ صلو میں ہوگا اگرچہ دو عمرہ
کے حکم میں ہوگا لیکن وہ مآ عام ہو ملے گا جیسا کہ استراق کا
الغیہ۔ کام کس کو عام بنا دیتے ہیں پھر خون مرے سے حافظ
جانتے تھے ہیں۔ چہرہ علم و فاضل کے انواع و اقسام کے اعتبار سے
ہوگا اور دوسرے اوقات کے اعتبار سے ہیں کیونکہ ان کے کہ صلو
مفق ہو کر کسے پیدا کر دیں پو شیدہ رکے ہیں اس کے حق میں
میں داخل ہونے کو وجہ عام ہوگئے اور درخشا کے کہ اس نے فاضل

(بقیہ مشق) اگر اس کا مکمل بچے والا ہے تو وہ اپنے غریبوں کو دے دے اور اس کا کھانا باقی رکھے اور اس کو دینا چاہئے (فق و فاقہ کا شکر ہے)

۱۔ دفتن قمر سے مبارک تو جبریل علیہ السلام نے بانیانِ ہوا و ذکس اور چہ کا اور ۱۰ سر و قمر نے جبریل سے قمر

جواب جواب میں ہے کہ کسی نے فعل کا مدار پر
اس کے قواعد آرائی کے دیگر چیز دیگر باعتبار اول
فعل لازم است مگر یہ فعلی باشد و باعث ثانی متعدی
است۔ و ہمیشہ میں یکساںست کہ در صورت اول خاصیت
و مضمون جملہ و فعل العزب عن ذہب باشد و قائل است کہ
و نیز از تقدیم ثانی بہ ثانی مفعول لازم۔ ان اگر فعل لازم
ہو قسم اضافی اعتبار ثانی اعتبار ثانی ہواں وقت مفعول
است پس باعتبار اول مفعول لازم و لازم است و باعتبار ثانی
فعل ناقص و متعدی و ہی و اعتبار و کات ہم ہا کی است۔
و بھی است کہ قسمی را نام ہم نہاد مگر یہ کہ استیلا کا
دست معنی میں قبیل است و بازاں معنی ہاں و جب کہ خبر در حقیقت
فائل میں ہے نہ صفت ان مفعول مضی است کہ در مرتبہ معنوی
ہوے اضافت ہم دکان نیست کا فرض مقدم ہاں مشمول
بتہ جو معنی ثانی کہ مفعول ناقص است و اضافتی است ناقص نوع
بہ نسبت بنظر آمد و در مرتبہ و خبر معنی نقصان چنانکہ
جہاں قدر باشد کہ در کات ناقص مگر ہاں غرض باہار و خیابان
کی ازین و اعتبار متعلق میشود با خبر و اعتبار اضافت معنی
پروردگان را و وہم کردہ

جواب اس کا جواب یہ ہے کہ کسی نے فعل کا مدار پر
دوسری بات ہے اور اس کام کا کسی اور سے
پر واقع ہونا دوسری چیز ہے۔ اصل کے (مفعول) ہونے کے
اعتبار سے مفعول لازم ہے۔ اگرچہ وہ متعدی ہواور دوسرے جملہ
کے اعتبار سے متعدی متعدی کا ہے اور اس کی وجہ یہ کہانی ہے کہ
پہلی صورت میں بیک خصوصاً اور دوسرے میں نہایت پریش
کے فعل کے مدار ہونے کا مضمون ثابت ہوتا ہے اور ثانی ہے کہ
انفراجات کی خبر دینے پر مفعول کی طرف کوئی توجہ نہیں ہوگی۔ ان
اگر اس قسم کے افعال کے بیان سے دوسرے جملہ کے اعتبار سے
خبر و معنی مقصود موقوف وقت مفعول کا مفعول ہونا ہے پس
اعتبار سے ہونا لازم اور لازم ہے اور دوسرے اعتبار سے ہر
فعل ناقص و متعدی ہے اور دونوں اعتبارات میں ہم جہاں
ہوئے ہیں انہی کی وجہ کہ کات کا ایک قسم کات تمام نام
رکھ سکیں جو مگر کات کا استعمال اس میں نہیں بہت کہ بہت اور
معنی اس وجہ سے کہ کات کی ذات کے متعلق ہونے کی خبر دینا ہے
کہ اس کی صفت کی کات مفعول است کہ اس کے ساتھ مرتبہ معنوی
اضافت میں اس میں نہیں ہے کہ اس سے کوئی خاص مفعول متعلق ہو
اور دوسرے جملہ کے متعلق ہو کہ کات ناقص کا خاص ہے اور ناقص

اضافت ہے کہ کات کے متعلق ہوتا ہے اور صاحب قیید عموماً وغیرہ میں ہر جہاں نقصان کے معنی میں کات لکھا
یہاں ہے اتنے ہی ہیں کات ناقص۔ مگر جو کات دونوں اعتبارات سے ہاں ایک کا خبر کے لئے لکھا ہوا ہے ایک
فرض متعلق ہے۔ ہر دونوں اعتبارات معنی اضافت ہے اس سے کات کی دو قسم کے

ایک کات مفعول

دوسرے کات ناقص ہونا کے لئے نام لکھا اور صاحب
وغیرہ میں یہ کات اور نقصان کا فرق اتنا ظاہر ہوا کہ ہر جہاں
اعتبار سے اس کا نقصان مفعول ہوا اگرچہ صدر اول سے مفعول کے
ثبوت کی ضرورت ہے اور مدار ہونے کے معنی میں وہ فعل ناقص کی جگہ پر
لیکن کات نام کے معنی میں ہے اعتبار سے نام کہا جاسکا۔

نیکو اسد

مگر ان تصریح قیید نام نہادہ و در مرتبہ و خبر
ہی فرق نقصان و قائل ہونا خبر و باعتبار ہر دو معنی نقصان
ہو بہرہ۔ اگرچہ یہاں ہی صدر کہ خبر از مضمون فعل میہ و وہ کات
مفعول ناقص ہونا ہیاست و کات نام باعتبار اول
نام توں گفت۔

افترض تسمیہ کا کہ یا قصہ بفرض تیز از کا کہ تا راست
 نہ بہر تیز از افعال و گریا اگر کا کہ تا قصہ راجتہ بدبخت خبر و دین
 کہ وہ اندہ و باقی افعال را بہر محمول فرض از مضروب بعد ہماں
 است کہ از تسمیہ یک ضابطہ سبب اگرچہ اشارہ بدبخت خبر بہر تیز
 چنانکہ اشارہ بہر تیز از بود و در کا کہ تا تسمیہ یک ضابطہ یکجا
 مقصد ہماں اظہار اخبار بدبخت است۔ اگرچہ بہر صورت اشارہ
 بہ جانب محمول ہم باشد۔ و چون اصل نقصان در ہر جنس ہم نقصان
 نقصان نسبت بہ تیز از دیگر بقا بدبخت مضر بہ بود تسمیہ نقص
 از دیگر احوال اولی است کہ نقصان آنہا در اصل موضوع کہ تسمیہ تصحیح
 در ہر وہ باشد تا آخر اصل موضوع لہ باشد۔

بہر حال در خصایص بہر ضابطہ کہ از افعال و مفعول
 و غیرہ و تعلقات افعال یا خبری است کہ نسبت بکہ افعال لاندہ
 ہم قطع نظر از افعال ناقص اندہ۔

افترض ہم کہ تسمیہ خبری است و مفعول آن آن چیز بی آن
 ناقص است۔ پس آن چیز اگر مفعول خبری یا اثبات یا نفی شدت
 آن در ہماں چیز باشد۔ و ہر چہ کہ بدبخت و قوت آن ملکہ چیز
 متغیر شدنی است ہمہ را از را گیر و اگر مفعول است در ہر راہ
 باہر و اگر خصوص است در ہر۔ چنانکہ ای کلام بفرض تحقق نقصان
 نہ کہ بدہ و وہ تحقق نقصان مذکور بفرض تصحیح و تحقیق تیز از و تشریح
 و قوت و در آن احوال لازم آن است کہ باز نہیں تحریر و از

افترض کا کہ لکھا قصہ نام یک کا کہ تا راست تیز کے
 واسطے نہ کہ در سبب افعال تیز تسمیہ کے لئے۔ یا کہ
 کا کہ تا قصہ کہ نسبت خبری کے متعلق میں و تسمیہ ہے اور ای
 افعال کو تحریر کے لئے۔ مضرب بعد تسمیہ سے فرض وی ہے کہ
 حریف کا ضابطہ نسبت ہے۔ اگرچہ نسبت تسمیہ کہ لکھا ضابطہ
 بہر سبب کہ گمانے کہ طرف اشارہ ہوتا ہے اور کا کہ حریف کا ضابطہ
 یا ضابطہ سبب میں مقصود وہی نسبت کا اخبار اور اظہار ہے۔ اگرچہ
 ضرورت کی وجہ سے محمول کی طرف بھی اشارہ ہو اور چاہے کہ ناقص
 مفہوم میں اصل نقصان نسبت کے نقصان کو جو ہے پیدا ہوگا
 ہے اگرچہ نسبت کے متعلق میں ضمن کی گئی ہے وہ ناقص نام بخشنی
 و در دیگر ایک نسبت زیادہ اولی ہے کہ ان کے نقصان کو اصل موضوع و
 میں رکھ دیا اور شکر دیا ہے نہ کہ در اصل موضوع نہ ہو۔

بہر حال ایسے مضامین کے ناقص ہونے میں چاہے کہ افعال
 مفعول و غیرہ و تعلقات افعال مفعول میں یک نام نہیں ہے بلکہ لازم
 افعال میں ناقص سے قطع نظر ناقص ہیں۔

افترض ہم بھی کسی چیز کو لپکا کہنے والا اور اس کو قائم
 رکھنے والا ہے وہ چیز اس قسم اور مفعول کے بفرض ناقص ہے پس وہ
 تیز از مفعول یا اثبات کی جگہ میں آجائے کہ اس کے تمام شدت اس چیز
 میں ہوں گے اور ہر وہ حکم کہ اس کے دائمی حکم کی وجہ سے تسمیہ
 میں متغیر ہونے کے قابل ہے سب کا حامل کہلے گا۔ اگر حکم عام
 ہے تو تمام میں رہا جائے گا اور اگر خصوص ہے تو وہ بھی سبب بخشنی
 جائے گا چاہے کہ یہ حکم مذکورہ کی تحقیق کی طرف سے تھا اور نہ کہ

لہ نسبت ہم سے ملو یہاں ایسا تحقق ہے کہ اس کے ضمن کسی بات کی خبر دے کہ جو بھی کا کہ تا تسمیہ قائم ہو گا کہ اس
 میں نہ کہ قیام کا قائم کے ذمہ خبری ہو رہی ہے۔ یہی نسبت خبری ہے۔ مترجم
 سے علم نہیں جس کا نام خبر ہے اس کو مطلق ہی محمول کہا جاتا ہے مثلاً کہ تسمیہ قائم ہو گا کہ تا خبر ہے لیکن مطلق میں
 قائل خبر کو محمول کہا جاتا ہے۔ حرم

نفی کی جگہ میں داخل ہونے کی وجہ سے غلو کی نشاندہ آئے۔

ایک اور غلطی ان

پہنسا اس علمائے کائناتوں اول مناسب کھائی کسی کچھ دھلکے
 کی چھپڑا ہے کہ وہ کچھ رخصتہ مانتے تھے، اسی طرح یہ ادعا کرتے
 تھے کہ اسکا علم غیبی ہے موصلاً ہے کسی جیسے کہ ہم خاصہ دونا
 جملہ میں اس کو جو رکھتا ہے

كُلُّ رَأْيٍ مَّا ذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ

میں بھی۔ آکر و صودہ کہیں گے کہ جو کون نفی اور اثبات کے سوا
کلمہ ایسا نہ کہہ اسعنا اللہ

424

لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبُطْءِ

جس کو فی فرق نہیں ہے۔ سب ارکان مادہ میں خود ہیں۔ اس صورت
 میں موصولہ کام ہونے کی وجہ سے جیساکہ پہلے بھی صریحاً ہی ہم
 لکھا تھا اس میں کمی ہے۔ اس میں اصل اور موصول کے اول میں آئے اور
 اہل نام بھی موصولات میں سے ہے اور اس اہل نام کے ہم نال
 کے اول میں آئے کے وقت سے پہلے کہ وہ اسم کی اصل خود ہی نام
 ہو جائے گا اس کی طرف تبدیل جیسے یا تینٹی اس کے اول میں
 لائی اور مع و غیرہ اسماء موصولات کے فتنے سے فعل نام ہو
 جاتا ہے اور ان کی وجہ سے کہ وہ مشرک کا حکم اختیار کیا ہے حال نہ کہ
 فیہ کر کے مکر میں ہے اس سے جس کا مانتا اور نہ مانتا ہے۔

اعرض لفظ ما آیت ما ذکر کردیم بحسب ما در کتاب

اس کا صلہ بھی کر دیا کرتے تھے موصول کے عام چھوٹنے کی وجہ سے عام
کا انڈیا نے اس کے عام ہونے کی وجہ سے جس وقت میں میر کی زندگی کا نام لیا
جاتا ہے گا گوشت کھاتے جانے والے جانور ہوں گا جیسا کہ عام
اس سے کہ زندگی کے وقت نام لیا جاتا ہے یا دوسرے وقت اور اگر
اس میں وقت زندگی میں یہ قید لگائی گئی ہے تو تو اس کا "قوا" اور

نقد از بزرگواران علمای دیگر مآخذ گشاید بهر آن صورت

شده گرفته و این رسد که گویند که ما و رضا اهل بیت و
ما تقریب که است از علی و علی هم موصوف است یعنی چنانکه
در این دو جمله موصوف است

كُلُّ مِمَّا ذَكَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ

نیز موصولہ لائیم تختہ - چ سواری نئی و اثبات در

كُلُوا مِنَّمَا ذَكَرَ اللَّهُ

— 221 —

لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ يَذْكُرَ سَعَاءُ اللَّهِ عَلَيْهِ

این فرق نیست چه اسکای مقداده اند - اندکی صورت بجز
عمر و موی چنانکه پیشتر گفته شد صلیب نیز نام خواب بود و قیاس
نیز همین است - افع نام داخل بلا سقا مل و موی بلند
و صورت است - و وقت دخول این اسحاق علی که پیشتر
مقام میکرد و همچنین جلد فیه مثل یا قتیق بدخل السدای
و متقی و غیره و مولات امام میگردد و همین است که حکم
شاید میگردد - ما که جلد ضعیف و رنگ نکات است - چنانچه
و اندک گل مصافحه -

انقرض کر ما دمما دیکتر نیز عام بخواب بود وصله

اشک در گریه است و چون مردم بوسه نیندازند زخمها شعله بر می خیزد
و آنانی که در وقت گرام خاشاک باشند و کسی به آنانی نماند
از رسول گردد. امام است از بزرگواران وقت و این گفته باشند یا
وقت دیگر. و اگر در عداقت وقت و این خواهند کرد و در
آیات آنکه لَوْ اَوْ مَا أَجَلَ نَزَّ قَبْلَهُ وَ قَدْ نَزَّ لَمْ

خواہ آمد۔

چوں از تقریر تقریر این فلان فارغ شدی تقریر جوابی
نیز کی پدید آیم۔

کتاب
اولیٰ باید شنید کہ دعایت لاتا کلمہ امین
تَعْرِیْدُ تَعْرِیْدُ تَعْرِیْدُ تَعْرِیْدُ تَعْرِیْدُ
بقید علیہ مقید کردہ اند و دعایت مَأْجِلٌ صلا بقید
ہے مقید کردہ اند۔ چوں در مفاد ہر دو قید فرق بین است این
مجہود را بعد و بعد ہر دو مجہود قیاس بنایم فرمود۔ علی را در
فرد استعمال میکنند و وقت امر از بعد ہر دو وقت ذکر است
و با را ہر چند در معانی کثیرہ می آید مگر اینجا ہر استعانت
آمدہ اند و در سبب ۱۶۷ بیان معلوم است کہ در ہر وقت
استعانت این کار بآن مقصود است۔ بلکہ

اَشْفَقْتُ اِذَا اَطْلَقْتُ يَمَادُيَهُمُ الْفَرَادَاكُمَا مِنْ جَوْهَرٍ

و میدانم کہ احقاق حیران یا اشیاء بآن علی وجہ انکمال اگر
متصور است قبل از ذبح تصور است و چوں کہ در ہر ذبح
برین نہادند و از ذبح نیز بر این فعل حدیث ہیں حیوانیتش را
پودن میخیزانند۔

افترض

لَا تَأْتِ اَهْلًا وَا تَعْرِیْدُ كِرَاسًا اَللّٰهُ مَبْلُو

مَأْجِلٌ چوں میں بھی ذبح کے وقت کی قید لازم آجاتی گی۔

جب اس نصیب کی تقریر یا تقریر سے ہم فارغ ہو چکے
تو اس کا جواب لکھنے کا طرفت جس ہم توجہ ہوتی ہیں۔

اول تو یہ بات سننی چاہئے کہ آیت لَا تَأْتِ اَهْلًا
جواب۔ بِنَا تَعْرِیْدُ تَعْرِیْدُ تَعْرِیْدُ تَعْرِیْدُ تَعْرِیْدُ

کو حفظ علیہ کی قید کے ساتھ مقید کیا ہے اور دعایت مَأْجِلٌ
میں صلا کو حفظ علیہ کی قید کے ساتھ مقید کیا ہے۔ چوں کہ دونوں
قیدوں کے مفاد میں صاف فرق ہے اس لئے اس مجہود کے کلام
و جہ سے اس مجہود پر قیاس نہ کیا جاسکتا۔ حرف علی کا ہر
کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اور ذبح کے مفاد کا وقت ذبح کا
وقت ہے اور حرف تپ کہ ہر چند بہت سے معنی کے لئے استعمال
ہیں لکن یہی ایک بیان (آیت) میں استعانت (رد و استعانت)
کے لئے ہوتے ہیں اور تَعْرِیْدُ کا معنی وہی معلوم جیسا ہے کہ
وقت اس کام میں استعانت اس کے ساتھ خیال میں آئے۔ بلکہ
جب کوئی چیز مطلقاً لایا جاتی ہے تو اس چیز کا اطلاق
مراد ہوتا ہے۔

اور ہم جانتے ہیں کہ یہاں کے لفظ کا اطلاق یا اس کا طرفت اشارہ
اگر کیا لے دیکھ پر مشورہ تو ہر ذبح کے وقت ہونے سے پہلے
بیاور ہونے کا کلام تصور ہے اور جب اس کے گئے پھر چکے
دی اور چاہے تو ہر اس ذبح کے فعل کا نتیجہ معلوم ہے کہ کیا ہے
ہے کہ اس کی حیوانیت کوئی نشان کا بیان چاہتے ہیں۔

افترض

لَا تَأْتِ اَهْلًا وَا تَعْرِیْدُ كِرَاسًا اَللّٰهُ مَبْلُو

اے شفیق خدایہ! ہر دو کا بل شیعہ لفظا حاکم ہے۔ اس کا فرق بل حیران دیا جلتے گا۔ مترجم
کے کیر کو ذبح سے پہلے ہر دو بل شیعہ کے مجہود کو جانور کا فرق کا بل حیران ہے۔ جب مجہود گراور ذبح کر دیا تو اب یہ کا جانور
نہ رہا بلکہ ذبح سے پہلے ہی نہ رہا کہ نہ کا شیعہ ہے۔ مترجم

[illegible]

موتی قیدہ کو کہ مانتا اسکا نام سید احمد قیوم نہیں ہو سکتا
موتی قیدہ قلم ہے مگر یہ کہ ہر حق کے لئے کچھ شریعت
کے قیدہ کا یہ قلم کے اعتبار سے ہو تو یہ نسبت مگر وہ قیدہ

منقول
چون بنده ایست که در حق دیگران حقد و
عقوبت در باطن مسند و در ظاهر ایستاده
باشد و از عقوبت آن حقیقت اعترافی در حقیقت مسند باشد
مطلق بی قید و اندر بیست عموم حاصل بهمان معنیست که در
میراث است و بگوید که در مسند و در میراث مسند است
و در عموم و با حین خواص بود نه با ذات و بنا بر اینها در است
بدان و نام خواص بود که در مسند و با ذات است و نام دیگر
خواص است با ذات و در مسند قید و اصولی است که خوش
آفتاب از فردیانی است زیرا که مراد از مسند و مسند قید و
تأکید است که در مسند و اینها در مسند است و در مسند

تعلیم و زبان اور یہ تعلیم کی کچھ کیفیات میں سے بعض ملاحظہ کی ہیں اور بعض کو مذکورہ بالا سے بہتر انداز میں لکھ دیا ہے۔ سب اس انداز کو ہی چھوڑنا چاہیے کہ وہ نہایت ذکر نفس نامی نہیں ہے۔ اور میں نشہ کی طرف اس نغمہ کو شکر علیہ اس کی قید ہے کہ دولت شکرانہ کے قید میں نہ آئے۔ یہاں سب سے پہلے وہ اس کے تحت اور علاقہ کے سے ہے اور یہ اور علیہ (آیات) کے دو نقطہ پر موقوف ہے اور بالآخر یہ ہے۔ یہ نغمہ علیہ کے اور یہ کے ذکر سے ہم نے کچھ لکھا ہے۔ یہ نغمہ کے دیدار ہی قید کو قید لکھا تھا۔ اور یہ سب ہم کی قید میں ہے۔ یہ نغمہ کے مستند ہے۔ یہاں اس کی اس نغمہ کے طرف راہ میں ہیں۔ یہاں ہے کہ علیہ کی استقامت ہیست ورنہ کہ وہی قید ہے۔ اس اسناد کی قلم نگار دانی اور اس کا مزار بنی ہے۔ اور یہ قلم نگار نہیں

کرو کا کہ گناہوں سے توبہ کی وجہ سے کہ اس نے دوسرا
 جہانِ سعادت سے ملے گی اور توبہ کے مطابق جہانِ کفر
 سے توبہ کی توبہ کی توبہ

[illegible]

کلام صلواتی را بقرآن و فروع حوائج که در آنجا باشد با تقدیر انشاء صلوات و
دعایات و غیره که از این صورت کتب لغوی است لازم بخواند و بعد از آن کلام
صلوات هر چه ذکر کند و روزی سه مرتبه بوقت حاجت چنانکه در کتب اهل بیت
از کلمات این صفت کلام بفرموده آید و بر نفس و دهن و صورت سرایت
نماید کرد و اگر چه کلام بر هر عمل و در هر صورت یکسان است
خصوصی صلوات در هر عمل و در هر حال یکسان است یعنی از هر عمل و در هر
حاله و در هر وقت صلوات بفرموده آید و در هر صورت ترکیبی که از
آن تمام و این کلام هر وقت صلوات بفرموده آید
سنة الف کلام می باشد و باز هر کس از کلام واجب است کلام
ذکر و زهد و آخرت صلوات بر رسول عام باشد و با اعتبار
قیمت و غیر ذکر و بجز آن که در حدیث است از عقولت جز آن کلام
شاید است و در صورتی که هر چه کلام از آن ساخته است
و در حق غیره علی سبیل انبیا علیه السلام حدیث است که کلام
ایست متوال کرد و بجهت از کلام ایست پیوسته و می یابد
ششید و اگر آن کلام ایست است در صورتی که کلام
که در هر صورت و در هر حال سبیل انبیا علیه السلام است
در اول التماسی است و نیز از آن سبیل کلام بود.

[illegible][illegible]

سکھو وہ لکھ پڑھنے کا تو یہ ہے کہ تعلیم و تفریق نہ جان
اور تکیہ نہ کرے ایک جان ہے نہ در و طلب میں اگر کام کرے ہے اور ایک
سکھائی ہو دولتہ دل کے سے یہ وہ تعلیم ہے کہ گناہ و رنج ہے کہ
تعلیم سے یہ نام نہ آئے اور تم جانے ہو کہ تفریق سے غرور میں
تعلیم ہے اور یہی وجہ کہ امام متفقین کو مرنے کے خوف
مکے (مکہ) سے خوف نہ تھا کہ ایک اور امام کا گناہ بہت سے

[illegible]

کے مطابق منہ شارب طیلہ السلام کی طرف رجسٹ کیا تو اس طرف
سے سورہ نکل کر دوتی وہی نکل کر آتے تو اس کے بعد اس طرف بیات
آتی گئی اور اس کے بعد نماز اتم باللہ علیہ

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ دُونَ اِذَا حَضَرْتُمْ عَلَيْهِ

کو پہنچ دیکھا کہ دونوں کھلم کھلا زمین پر آ گئے۔ غلام جبریل
آپس اپنے آپ کو آیت خیریت علیکم فرماتے
نظر آتے۔

تفصیل اجمال | اس اجمال کی شرح یہ ہے کہ ان آیات
میں جو وقت سے حرمت اٹھ رہی ہے
اور اس وجہ سے تمام وغیرہ اٹھ رہی ہے
کہ جسے میں ہوں اس طرف صلہ اور موصول کا جو یہ متعلق ہے بقید
نہیں بقید کے کہ میں ہے اور وہ مجھ کو موصول کی صفت ہے کہ
مذہبی عمل درمیان میں ہے اور میں معمول رہنے کی صفت و
موصوفت اگر جملہ اور تفصیل کے ساتھ میں دیکھتا ہوں تو جملہ کی
نسبت کا بارے میں کہ میں نے فراموش کیا ہے نہ صرف مطلق بلکہ
اس صورت میں بقید بقیماء جو قرآن اور حدیث میں (وہاں جملہ)

هذه المذكورات ليست بما كولة

يَا
لَا يَنْكُرُ هَذِهِ مَذَكَّةَاتُ

کی قسمیں ہیں اور کسٹریں نام نہان کھستے ہیں تاکہ باقی میں نسل و نسل
الغرض تاویل کی کافی ہو کہ تم نے علوم کمال و مجرب سے
ظاہری اثبات میں اگر فرق نہ تو اعتبار کر کے یہ کیا ظاہر ہے
مصدق اور حقیقی دونوں کے یہی ہے بلکہ مقصورہ انکسار کے ہے تو
یہی عدم انکسار ہے جو کہ برش فیض و کائنات میں اساتیر میں ہے قد
سبحانک اس قدر تعظیم لازم آتی ہے۔

مقامات سابقہ جوع بشارع کردیم۔ انان طرف وقت
 گذرکہ کور یہاں وقت ذیق قرار دافہ و این طرف آیت
 لا تاتوا کلکم ممّا تحبّون کہ نمم شدو غنیو

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ وَإِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ

رویم که هر دو کلام سلیبی است اگر چه بظاهر آیت
اِنْهَآ حَرَمٌ وَاٰیةٌ حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ مِنْهَا بَعْضُهَا
نظری آیند.

شرح اجمال | شرح ای اجمال ای است که از حق است
در این آیات حرمت اعمی مراد است
و بدین وجه حرام را بغیر ماکول و لیس به اکل و قبیح
قائم کرد. و این طرف مجوعه موصول رسد و حکم مطلق
نات ایقید اعمی بقید است و آن هر صفت موصوف به
جمله فحش و بی حیا است نه درانی که صفت و موصوف
نگردد طرف جمله و قضیه ای افتد با نسبت جمله به
مزان مرکب می باشد نه تنها به همتی اعمی
اندرین صفت جمله ایضا حکم است و حقیقت است
و قوت

هذا المذکورات لیست بما کونه

لا يُؤكل هذه المذكورات

شده - تغییر بین همه مذکورات در میان نقل و اصل شدند -
 از طرفی نقل و اصل کرده - نقل و ایجاب فیه
 قریم گرفته است فرق اعتباری است - مصداق و
 وغاد واحد است - بلکه مقصود بالذات اگر هست
 بین عدم اکل است کلا ریه نقل است نه ایجاب
 ریه موت بر تدریج می کشد و چون قصد کسب لازم آید

[illegible]

این چند وجه فخر و عین و دلالت آنرا و هم جمله
ما اهل بیت و بیرون از آنکه مؤمنان و منافقان
و کفار علیه چون بدست آن هزاره افتد ۱- است که
بر چنانچه به خداش باشد گیرد. ۲- چه ادا و تسلیم
حرم ما اهل بیت اعتبار از آن و منصرف مؤمنان و منافقان
با اعتبار آن باره نیست.

مطلب اصل
انکه اول با صلح طلب باید پرداخت میگویند
چون ما از هر یک به بقدر زمان اول
عام شد آنرا تا وقت ذبح خاص روانه شدن تصوف
نه در تفسیر باشد بلکه از قسم تفسیر بود که در جمیع کلام است
نهایت آن و پیشتر دانسته که چنانکه تغییر در میان خصوص

[illegible]

یہ سچا ہے کہ ان کے دل و دماغ کو کائنات کی
ساری باتیں معلوم ہو، اور کائنات میں ہر شے کی
کارت و عمل معلوم ہو، تو یہ قدرتی کو اختیار کیا ہے جو ان کے
دل کو جوئے سے اختیار کیا ہے جو ان کو اختیار کیا ہے
مناجعت کے علم اور غنا و مال کے حصول کے لیے
اختیار سے تسلیم کرنے کے لیے ہر ذہن پر۔

اسل مطلب | اب: فاضل طلب کی طرف چلنا یا جانے میں
 کہتا ہوں جب ماما جی ہمیں اپنے کھانے کی
 کھانا لے کر آتے ہیں تو اس کو کھانے کے وقت کے لیے
 نوٹ کرتے ہیں۔ صرف فقیر کے لیے نہیں بلکہ
 ہر ایک کے لیے یہ کام ہوتا ہے۔

نسخ است ایام مسلم است کہ حکم ناسخ افضل باشد از منسوخ
یا مساوی آن در اول الزام چنانچہ در مقدمت گذشتہ
و پیدا است کہ تفسیر الطلاق مَا أَهْلُ بِهِ لُغَتُهُ اللَّهُ بِهِ
أَهْلُ بِهِ عِنْدَ الذَّخِیرِ بَادُونَ است نہ مساوی و
افضل چرا کہ تفسیر الذخیر یک گونہ شائبہ ایہام باجانت
نیست لقریب الی الغیر است کہ اتفاق عللان و عمران منوع
و شکر است و درست است اطلاق همانست نہ است کہ چنانکہ
بہانت تقریب الی غیر یا ہما نہ تصفا فیحدہ نمی شود و انہی
صوت ۲ واقع و عدد

مَا تَسْتَفِیحُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نَسِيَهَا

خود از خداوند کریم نسخ الطلاق

مَا أَهْلُ بِهِ لُغَتُهُ اللَّهُ

متصور نیست تا بہ ہند گاہ چہ رسد کہ حکم مقدماست سابقہ
نسخ کلام خداوندی از بشر مگر نیست، ہر کہ امہر باشد
مفسرانہ در تہ باشد یا حالہ

تفسیر قول عباس بن علی علیہ السلام

ابن عباس اگر چاہیہ ثبوت

کہ لفظہ میں باب

گذشتہ باریا ہمسہ رفع نہ است کہ احتمال و موقوفہ

اشدائی و تامل باشد و شافعیان خوش جان کہ است مَا

أَهْلُ بِهِ عِنْدَ اللَّهِ بَسَادِی مِّنْ دُونِ شَاوِلَشْتِ

بر قول اہل ان گوی نہ بنند

بہند شافعیان را کہ پیش تنگ ہا کان مفسران نیست

و اصل میں ہر قدر بر آں است کہ اگر قول انساں

لہ جہ کہ قرآن کریم ہے مَا تَسْتَفِیحُ مِنْ آيَةٍ أَوْ نَسِيَهَا فَارْجِعْ بَيْنَهُمَا وَارْجِعْ بَيْنَهُمَا

کی تفسیر کی ہے اس میں تو مفسرین کا تفسیر مطلق قرآنی کے خلاف نہیں کی
جو وہ اس بات کا قرآن میں آیا کہ بقول بشر کلام، بانی مفسرین
موجبہ اللہ کی ہے۔ اور اگرچہ یہ بھی کہ وہ تمام کلامیں و کتبیں
کہ اصل بات تو یہ ہے کہ اگر بہت اقوال اگرچہ بخلاف ایک دوسرے
کے ہیں ان معلوم ہوتے ہیں کہ ہر ایک ایک دوسرے کے موافق
نکلتے ہیں جیسا کہ اس تجزیہ مقدسات میں بھی اس طرف اشارہ کیا ہے
بلاشبہ اس وقت تک کہ ایک کمال میں موانع اور مطابقت پیدا کرنے
کا ذمہ دار ہو۔

قوال مفسرین میں مطابقت | خلاصہ سب کے تمام نام پر
ایسا ہے کہ ہر جی میں رکنا
چاہئے اور جی المقدور اس کے خیالات میں اس وقت کے سبب
خلاصہ کرنے چاہئیں۔

میں کہتے ہیں کہ سب ایک کو مفسرین کا مقام معصوم
ہو گیا کہ وہ ان کی زندگی اور وہاں کے شہادت کے لئے ہمیں مل
کی وہ تفسیر کے لئے کہ تفسیر تعین نہ ملے اور وہ سے ہمیں
ایک ایسی اصل کو ظاہر کرنا ہوتے ہو وقت ذرا قیاس کے خلاف کا
ہر جی میں جہاں نہ تفسیر کے لئے کہ تفسیر تعین نہ ملے اور وہ سے ہمیں

تجدد و نیت | اول یہ کہ نیتیں تجددات غیر تارکات سے
ہیں چنانچہ موقوفات سے فسخ رکھنا اور ان کے لئے
اتنی ہی تفسیر کافی ہے اور یہ بھی کہ یہ یا حرکت سے مدد
اور یہ کی حرکت حرکت، و حرکت! بدائی ہے کہ وہ حرکت سے
تضاد ہے اسی سے کہ نیت اور نیت، نیت نیت میں
بھی تضاد ہے، نیز اس امر کا اثر ہے کہ نیت کے بعد کہ نیت کے

مخالفت تفسیر مفسران کی نہ تفسیر مفسران کا لفظ مطلق قرآنی
خواہد افتاد چار چار اعتراضات ہاں لازم خواہد آمد کہ
کلام بانی بقول بشر مفسرین شدہ خود ہاں، و اگرچہ خود ہاں
دانشمند و گویند اصل ہیں، است کہ قول اگرچہ ہر
باری النظر مخالفت کی گئے مانیہ، اما بعد تفسیر مطابق
بک دیگرے ہرگز نہ چکا کہ ایسا کارہ ہم در مقدسات اشارہ
بدان کردہ، اس وقت میں ذکر کثرت توفیق و تطبیق۔

مطابقت اقوال مفسرین | بالجملہ باجملہ اگرچہ ممکن ظن
پایہ ساخت و تاسعہ دور
و جہ توافقی باید حجت۔

میکم چنانچہ سبب نشان، یہ فی کہ حالات، اس و
شہادت شواہد میں بہت سے کثرت تفسیر حشرات از
ہیں۔ یہ باسلی کہ سبب الحاق قید و نیت و نیت
باید وقت و چون تفسیر کا فرض خود ہم بد و مننی و طاعت
کرد۔

تجدد و نیت | قول آئمینیات زاتہ تجددات غیر
قادر الذات است، چنانچہ نشان مفسرین
مادیہ ہرہ فہم علی قد تفسیر کافی است۔ و یہ ہمہ ہاں
است کہ چنانکہ در حرکت، اما مدد و نیت تضاد است
ہیں سال نیت و نیت غیر اللہ نیت است۔ یعنی
بعد تشریح اس امر کہ سر یہ طاعت تھا تمام ضا است و

لہ میں ہرگز نہ نیت کے وقت غیر اللہ ہاں مدد طاعت صحت میں وہ نیت کی نیت میں شواہد ہاں مدد
نیت و نیت ہاں نیت میں قدرت نہ ہو کہ نیت و نیت ہاں مدد نیت
نیت و نیت میں نیت، نیت ہاں مدد نیت ہاں مدد نیت ہاں مدد نیت ہاں مدد نیت

موجب حرمت و کفر است تنها باشد یا با نام خواندن تلقین
 بی امر ممکن نیست که بر جانوری که بر غیر خدا توحید کرده باشد
 قبل از تسبیح این نیت آن جانور با حق نداشته باشد تازی
 گرچه این قبیل از شرع آنحضرت صلی الله علیه و آله
 کرده و با حدیث بی امر او زیاد و باز هدایت ازلی
 و کوشش او ما بر سر راه آورد و از کوفه خود ایشان مشه
 نیت خود را بگوید و برای خدا و از داد این وقت از نیت
 ساجده حائلی نباید گرفت. این جانور اگر چه بی فاعل نباشد
 مَا أَهْلَكَ إِلَّا اللَّهُ است که مَا أَهْلَكَ بابتدار
 از انان عام است و در نیت نام غیر از آن خوانده شد. نیت
 از توحید ذات است نه اولش ممکن. و اجتماع مقت فیض
 متقدم دین محال. اکنون که خاص بر اسم خوانده و حلال
 شرک است اگر دانید از نیت سابقه تخری منکر که با نام انفراد
 است و اجتماع را نشاید و پسند است که فتاوی حرمت
 همین اضافت الی غیر آنکه در چون آن خود نیست معلولش
 که حرمت است بکدام احتمال یا افتشاید. لیکن اضافت
 جانوران بسوی خدا یا غیر خدا بدو گونه متصور است

یکی بجز ذی که در میان اعضا افت اولی که در دل
بماند نیست است بعد ذی که تصور نیست که نیست هر غای قبل
آن فعل باشد نه بعد آن - آخریت از محل است نه از
معلومات افعال - نظریه تغییریت ذی نیز قبل ذی ممکن
است نه بعد آن پس اگر جاهلی مذکوریت قاصده خود ما
قبیل ذی تغییر داده نام خدا بر نهان آمده ذی که در آن

[illegible]

ایک تو ذریعہ کے ہیں اور دوسری حد ان کے لئے ہے اس لئے کہ
اضافہ دلی میں خیرت کر سکتے ہیں کہ یہ تصور نہیں ہے کہ اس کے
فصل کر سکتے ہیں یہ تو ثابت ہے اس کے بعد آخرتیت تو مقرر
ہے۔ ایک علت ہے کہ فصل کے مصلوات میں ہے۔ اس بات کی
بنیاد پر ذریعہ کی کیفیت میں تبدیلی تو ثابت ہے یہی علت ہے کہ اس کے بعد
پس جس میں چاہیں وہ چاہے وہ ذریعہ بھی غلط نہ ہو تو ذریعہ کے ذرا

۵۔ غزوہ دہلی سے پہلے یازدہ کے وقت فرار شدہ کا ذکر ہو۔ مغل شاہ صاحب کے نزدیک دہلی سے پہلے غزوہ دہلی سے پہلے دہلی کے حکمرانوں کا ذکر ہو۔

جانور از قسم ما ذکر استم الله علیه گردید و
از قسم ما اول به لغیر الله ماند. ثان اگر
بکلمه شقاوت ازلی جان من بر منکلات خود احضار داشته
وقت ذبح تمام خیر خدا بر زبان نماند آن مانده است
اول به لغیر الله باید خواند. مگر کافی که اطلاع
برینیات دیگران آنرا فرادیش را قائل نظر از بین و می ممکن است
بدو که ممکن است.

اطلاع بر نیات به گونه است
نیات از راه نفس آن
نیات کرمانی آن با و
آن نیات انحصاری نبوده اند و این وقت تصور است که
آن همان باشد نیات حقیقه باشد مثلاً نماز و اخلاقی نماز و
بیعت نماز را به تقییم میبرد و متذکر کرده اند و چون تقییم
میبرد موجب اعراض تقییم در نظر نگارند باشد و موجب قوت
و جایا و تقییم و توقیر نیست گزیده پس اگر گریه پس متذکر
دنیا را صلی نظر نماز و اختصاص مذکور باطن می شود بگفته ای
که نیات خود بر همان است و این است نه دیگر.

و دیگر بقایای دیگر هفت نبات دست می دهد و از آن
لازم و غیر لازم را در اعمال مخصوصه به نباتات اعمال
سند رسد مگر نباتی که در وقت لازم و استیفاء بقایای نباتات
و نباتات ذیال نباتات منزهه بیاورند و بهر وقت و در هر وقت
بر نباتات قرانی کار بکار نهند چه در بقایای نباتات اعمال و در وقت
سلب است که بهر گنجی اشترک دارد و بهر احتیاج تغییر و تبدیلی
و بنده دولت استیفاء و لازم بر وضع خالق عباد است که از
بندگان تمیزش امکان ندارد. چنانچه فرق واجب و امکان
خود بر حق همه گویا است که افعال خداوندی از ممکنات
سزودنی و توان شد خود نیز می فرمایند به

چیلے کی کہ تصلا کا نام زبان سے بیکر نکلتا تو وہ جانوئی جانوئی
 کی آہ میں شانہ گیا جس پر افسانہ کا نام بیکر ہو اور اس جانوئی کے غصے
 میں دھس کر نہ سمجھتا کہ افسانہ کا نام کیا ہو اس پر غصہ بڑھ گیا کہ تیرے
 سے اتنی باتیں تمہیں پڑائی دینا اور ذرا کی وقت میں غصہ رکنا کا نام
 زبان پر نہ دیا تو اس جانوئی کا اہل پہل پہ بغیر ہلکے شادیں شادیں پڑا
 مگر تیرے ملامت کہ وہ مردوں کی تصویر پر افسانہ کی تصویر پر افسانہ سے
 قتل نعرہ لگاتا ہے اس کی کہیں ممکن ہے تو اس ملامت کی وجہ تو اس میں

نیتوں کے گہ کی دوسو تیس | ایک تون میوں کے کاسوں
کے ذیبت جوان افعال و
نیوں کے دیان کے خصوصیت کی ہے اور یہ اس وقت مخصوص ہے
کہ افعال کی وقت خاصہ نیوں کیلئے پیشا نشانوں افعال خاصہ اور
خاصہ کی میت کو شکی خیم کیلئے وضع کیا ہے۔ اور جب یہ معمول کی
تعمیر کیلئے وہوں کی نظر معراز و نگاہ کا موجب ہوگا تو وقت اہل
ہلے اور تعمیر و توقیر کا موجب ہوگا و باقی ہے یہاں کہی عمر خاصہ
دینا کی تر کو بڑے تصور و ذہن کو کہ خصوصیت باطن میں ہوتی
لیکن اس نیت کو زیادہ خود ہی اقتصاد میں ہے کہ کسی اور ہے۔

نیت پر اطلاق کی دوسری صورت
معلومہ حال کے اسناد و صورتکاروں کے ذریعہ اعمال کی نیت
نکاحی ہوگی ہے۔ لیکن ہاں تک کہ طبعی وضع کے اعتبار سے لازم اور
آسان کی دلات ہے اور افعال کی دلات اپنی نیت ضرورہ پر قائم رہے
وضع کی وجہ سے نیت پر اعمال کی دلات اس قدر قوی اور آسان کی دلات
کے باعث رہے گی کہ یہ کمال اعمال کے دلات کا اعتبار بندل کی دقت
پرست ہو کہ شرکت کی گمانش بھی رکھتی ہے اور تیسری و تبدیلی کا جتنا بھی
رکھتی ہے اور اسناد و لازم کی دلات کی بنیاد بندل کے خائن کی نیت پر
ہے کہ چندوں سے اس وضع کے بدلنے کا امکان نہیں چنانچہ وجہ اور
امکان کا فرق اتنی سخت ہو گا کہ اگر افعال خداوندی کی نیت کے سرزد نہیں

غرض ہوتا ہے کہ بہتان لگانے والوں کے بہتان کے الفاظ
اس طرف مشہور تھے کہ معاذ اللہ حضرت عائشہؓ کا وہ طرہ و طریقہ
میں اللہ علیہ السلام کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواریں و سلم کی محبوب
اس خطا کی تکلیف ہوئی۔ مگر وہ جسے قہر میں لیں ان کا بھی صلی
اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہونا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے
صحت کرنا اور وہ دوسرے اچھے معاملات جو کہ حضرت عائشہؓ کے کمال
ایمان و ولایت کے تھے اس ولایت و فاضل کے مقابلے میں اگر
اس بہتان کی تکلیف کہتے ہیں کہ کمال اور تواریف نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا تعلق خدا سے ایسا ہے کہ وہ تعلق ان جیسے نیست۔ خدا کو
ان کے پاس ہی پہنچنے نہیں سکتا پھر یہ جو بیت مذکورہ اور فاضل
صحیح طور پر بھی نہایت کیا تو مثال ہو تو پھر یہ بات کہتے تھے
آسکتے ہیں کہ ان کا پاک مقام اس قدر کم کی گئی کہ شہادت نہ ہو
مثالیں ہی اس قدر کم کی گئی کہ شہادت دیکھیں مضمون کی خواہش کے
انہیں نے اٹھ کر دیکھا کہ ان کا نام کی اور وہ ان کی پس کے کہتے ہیں
ہر چند خدا کے نام کا ذکر نہ کر کے وقت کے ولایت و فاضل
کے ذریعہ بتا کر ہے کہ یہ ذریعہ کیلئے ہے لیکن خارجی قرائن غیرتہ
کیلئے شہادت دیتے ہیں اس شہادت کے بعد خدا کے نام کے ذکر کی
شہادت نہ ہی جائیگی کہ وہ کہتے پہلے جان لیا ہے کہ
"اعمال کا دار و مدار قبول پر ہے"

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور وقت میں اس
طرح بھی فرمایا ہے

اللہ تمہارے اعمال کو نہیں دیکھتا اور نہ
تمہاری حمد توں کو دیکھیں وہ تو تمہارے
دوان اور قبول کو دیکھتا ہے۔

اس کے پیش نظر ملت و حرمت وغیرہ کام کی بنیاد اگر ہو تو
سب سے پہلی بات یہی ہیں کہ خدا کے نام کا ذکر یا غیر خدا کا
و حرمت کا موجب ہوگا تو خدا اور غیر خدا کی نیت اپنی تاثیر

ہر چند ذکر نام خدا وقت و مکان بدلات و فاضل ہی ہو
کہ اس ذریعہ پر خدا است جسکی لائق خارجی شہادت
غیر اللہ دہند۔ بعد اس شہادت تو ان ذکر نام نہ نہ مسو
نہ نہ شد۔ چہ پیشہ دانستہ کہ

اَنْتَ الْاَعْمَالُ بِالْاَنْبِيَاءِ

و جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و فاضل دیگر ہیں جنہیں
ہم مذکورہ اندر

اِنَّ الْاَلٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلَى اَعْمَالِكُمْ و
صَوْرَتُكُمْ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ اِلٰى
قُلُوْبِكُمْ وَنْبِیَّاتِكُمْ اَوَكُمْ قَالِ

نظر یہ چند ملت و حرمت وغیرہ کام اگر خود ہو ورنہ
بہت اول شہاد ہو۔ پس اگر ذکر نام خدا یا غیر خدا موجب
نات و حرمت ہو یا شہادت خدا وغیرہ یا نہ ہو یا نہ ہو

خود پکڑ کر۔ مگر اس قسم مردم کو نیت بہ خدا داند و ہم غیر
خدا بر زبان آئندہ بوز ہو جو نہ سنا ہے۔ نہ در نظر ہوا و نہ
اجماع ناموزوں نہیں کی آید۔ البتہ کسی کی نیت غیر خدا
دلاند و تمام خطا بر زبان رانندہ بکثرت موجود۔ و جو بیکار
با این مخالفت آن شد کہ در اول رسوم بہر افعال خوب
بزرگان بنام خدا ذبح کے کرتے کہ خدا آخر رفت رفتہ و جہاں
ہر روزہ و عقیدت بزرگان نیت تقرب ہی غیر مذہب
ظہور گرفت مگر اس مخالفت عقیدہ در بارہ تغیر نیت کار
افتاد کہ ہر دو بیک محل ہو۔ اندام او دو تغیر رسم نالہ بری
بیچ خود آگاہ بنیاد داند۔

بالجملہ اگر در نظر باطنی مخالفت افتد قابل لحاظ و
ترجیح اگر بہت احوال باطن است و ظاہر باطن اگر قرینہ
بر مخالفت باطنی الفاظ ہر نہاں شد اس وقت نظر بظاہر
ایک گشت۔ و حسب شبہات ظاہر باطن را نیز
باید پنداشت۔

باقی ماند اگر قرینہ و آثار نیت لغو شد چہیت
اولی این امر از کثرت گمان رسیدنی است و اگر از من پر کسی
زیادہ از بی چہ باشد کہ نہ کند گمان بہر دیگران برادار نیت
جانور یا بر محالہ اصول قدر گوشت ہمگی نالہ رضی نمی شوند
بلکہ تبدیلی جانور دیگر ہم بجای جانوری کہ بہر چند گمان
مقرر کردہ باشند گوارا نمی کنند مگر مقصود اصلی توہب
رضائی باشد چہ این امور مذکورہ مذہب سادہ بجزوہ چہیت
کہ ذبح نیت ان مقصود افتاد۔

چون نیت دوم اول بر الفاظ تغیر عند الذبح فراغت
یہ قسم وقت است کہ در چشائی ہم نہ بیندیشیم
و چشائی عند الذبح امتداد بنام اول روز دیگر بود کہ چہ

صرح نہ کرے۔ مگر حق یہ کہ آدمی جو خدا کی نیت نہیں اور
خدا کے سوا کا نام زبان پر لائیں وہ بھی خدا میں نہیں نہ یہ اور
نہی اس نام سے سب بتوں کی و بر الفاظ پر ذبح میں آتی ہے۔ البتہ
جو لوگ غیر اللہ کی نیت نہیں اور خدا کا نام زبان پر لائیں بکثرت
موجود ہیں اور اس بتوں کی وجہ اس مخالفت کے باوجود یہ بھی
کہ ابتدا اسلام میں بزرگوں کے افعال خوب کہنے خدا کے نام و ذبح
کرتے تھے مگر بعد میں یہ عقیدہ پھیل گیا کہ کساہ عقیدت میں
فلو کے بحث غیر اللہ کے ساتھ تقرب کی نیت کچھ اشعی غیر عقیدہ مذہبی
کی نیت نیت کی تبدیلی کے ہوتے ہیں اور مشابہت ہی کہ دونوں ایک
ہی محل میں ہیں لیکن یہی کہ تم کی تبدیلی ہو جو کہ وہ اسی محل میں۔

الحاصل اگر ظاہر باطن میں مخالفت واقع ہو جائے اس
وقت لحاظ اور ترجیح کے لائق باطن کے حالات میں نہ کرنا چاہیے۔ باطن
ان کو فی قرینہ ظاہر باطن کی مخالفت کا نہ ہوتا اس وقت نظر
ظاہر ہے کہ کسی چاہت اور فہم کی شہادت کے معانی و باطن کو
بھی گمان کرنا چاہئے۔

باقی رہی بات کہ غیر اللہ کی نیت پنداشت کرنا توہین
کیلئے کو اول تو یہ بات کہے اور اس سے پوچھنے کے قابل ہے اور
اگر چہ پوچھتے ہو تو اس سے زیادہ کہہ کا نہ دوسروں کے لئے
نہی کہ چھاننے والے جانور کی قیمت باقی قدر گوشت سکینوں کو
دینے پر بھی نہیں ہوتے بلکہ اس ہانہ کا کھانہ کیلئے نہ مزاجی
ہے۔ دوسرے جانور سے بدلنا بھی گوارا نہیں رہتا۔ مگر لوگوں
کا اصل قصہ شہسپہاں چہاں تو یہ جانور کے ہاتھ میں دو جانور
ہاں ان گوشت بھی برابر لیا اس کے سوا اور کیا ہے کہ ان وقت وہ
غیر اللہ کے لئے ذبح کرتا ہے۔

جب عند الذبح کی قیمت کے اظہار پر اول وجہ کی بیان سے ہم نے
فراغت پائی تو یہ وہ وقت ہے کہ ہم دوسری وجہ عرض کریں۔
عند الذبح کی قید کی دوسری وجہ [اس نالہ کے کوئی کیلئے

با این دلیل باره موافق دادند. گزینیت برخدا است
وقت قیامت نام خدا برده و اگر راه و بی پناهی است
نام غیر برده باشد - این قسم سناقی پیشه و دل و دل زاده
نبردند -

برقیان قسبی و دد دل کا دگر

(یہ چیز تبیج کے وارد اثر)

دل خود را با تقرب فرست و بگریختن نام خدا اتم زبان
آورد و از سجده کند.

از پدر معلوم سابق قیسه خداوند نیاید و فرموده
تا معلوم سازی که در آن زمان فارق بین آنرا شد. نذر غیر
الله و ملاحت اینها از این پیش بگردد تا مگر خدا و غیر خدا
بوقت قیام بود. اگر وقت قیام تمام شد و برودند حسب
اصول آن زمانه خداوند که این نذر خدا است و اگر نام
خدا بر زبان آورده شود معلوم شد که تغییر است و اگر
چیز که در اینجا در موضوع با همی و اصطلحات و نفسی
و بعد از آن با هر آن وضع و آن معلوم نماند

قسم ثبات که شریکان این است اندر وجود آورده اند و
آن را عدل و رابطنم زده صورت و اندک به انسانی خوانده
گشت و فی اکنون چه روایت آن است که قرآنی پیش نظر
پایه داشت و حسب هایت و درجات اعتبار و لوازم
کار پایه کرد چه مدارا رحمت و حرمت چنانکه در افاقی
بیت است و فضل ظاهری و بهریت را شریک است
و تاثیر نوینیت نماید علی است و نیت غیر خدا
سازان حرمت و پند است که بر موزوم لوازم نیت
خود باشد خواه در وجود آید خواه در عدم و در خصوصاً
مزدکیه زوالش وجود دهد او سرست بند که بی به امکان
موزوم به منظور است مثلاً در لوازم اگر سرست و

یہ کہنا ہے کہ جو اس نے کیا وہ اس کے لئے ہے
 یہ تو کہہ دے کہ وہ اس کے لئے ہے
 تو یہ کہہ دے کہ وہ اس کے لئے ہے
 میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ وہ اس کے لئے ہے

نہا لبر تو سچ جو عدل میں ملے دیکھئے کانیا جو

(اس عیسٰی تسبیح کا اثر کم ہوتا ہے)

دل تو غیر خداست کتاب و تعلیم من گویند او بگوید که خدا کا نام
بگمانند برادر کارزار گشتی

[illegible][illegible]

مشقان کے لازم اور میں اور اس کے لازم و لازم اور اس کے لازم
وجود اور عدم میں اس کے ساتھ رہنے میں اگر دن کو جو دو حالت تو
اس کے لئے میں ہی موجود ہو جائے اور اگر دن ناپید ہو جائے تو
لغز بھی ناپید ہو جائے گا۔

بسم اللہ اور علیہ السلام کہنے دیتے ہیں۔ میں ان میں سے دیکھ
لیں کہ ان میں اتنا دیکھ رہا ہوں کہ حالت و صورت و ہر ایک کے لئے
میت ایک شے اپنے طوابعات کے ساتھ ساتھ رہے گی۔ ہاں اگر
دیکھنے کے سوا کسی شے کیلئے کوئی دوسری علت بھی ہوتی تو کہنے
تھے کہ اگر یہ تقرب الی القرب کے گرد اس کی علت کی وجہ سے پہلے
حالت حاصل کی ہوتی تو یہ بات کہ کچھ نظر میں آتا ہے تو کوئی کوئی
معلوم ہوتا ہے کہ علت کی علت صرف خدا کا نام ہے کہ وہ کتب محمدیہ
خدا کیلئے ہو یا غیر خدا کیلئے چنانچہ جنت کا مشورق۔

پس تم کہو اوس ذبیحہ میں جسے جبر اللہ کا کام
دیا گیا ہو اگر تم اسکی آیات پر ایمان رکھتے ہو۔

اس وجہ سے کہنے لگے۔ دلیل ہے۔ پس وہم کا وجوہ علت و قوت
تدبر کے باعث داشتہ ہوا ہے۔ اگر تدبر نہ ہوتا تو قضا ہے کہ
دیکھتے تو قلبی دیکھتے۔ زبان دیکھتے پر دقت کی وجہ سے
کے نام سے موصوم ہوتا ہے۔ کیونکہ دیکھنے کے معنی میں ہر حقیقت
میں دل کا کام ہے۔ نہ کہ زبان کا۔ اگر کوئی کسی کی بات میں خوب دیکھتی
نہیں تو اس پر کبر و تکبر و عجب بھی کہنے لگے۔ دل اس میں تہ
اور اگر دل نے کی طرف توجہ نہ لوائے تو زبان پر قوت و حقیقت
شماہوں کیلئے یاد رکھو کہ دل اس میں تہ و زبان ہاں ہے۔

ذکر لسانی حضرت مولانا کے لازم و لازم اور اس کے لازم
دیکھتے ہیں کہ زبان دیکھتے دیکھتے دیکھتے
کہتے ہیں اور یہ جو کہی ذکر کو مولانا نے دوسرے کہتے ہیں

شب و روز لازم و لازم بندہ وجود و عدم در طاعت
او باشند۔ اگر موجود ہے تو لازم او نیز موجود ہے شوند
و اگر عدم ہے تو لازم او نیز عدم ہے شوند۔

چوں کہ فی حقہ و غیرہ میں میں ساری دینے کے ساتھ
قضا و است علت و حجت کہی اگر آثار آہناست یا
عز و ذلت خود در رکاب باشند۔ آری اگر سواہ یا خدا
طبی ہر علت مذکور و اگر ہم پرست تو اس حجت کہ اگرچہ
تقدیر و غیرہ است مگر ہر بار پر دہائی طلاق علت و حجت
یست آوردہ ایم و اینکه در بارہی انظر نما۔ میں اس
چنان ہی نماید کہ علت علت عقد ذکر نام خداست ویت
بر خدا باشد یا ہر غیر چنانچہ مشرق آیت

وَلَا تُكَلِّمُوا مَعًا ذٰلِكَ شِعْرُ اللَّهِ عَلَيْهِ اِنْ
كَشَفْنَا بِآيَاتِنَا تِلْكَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلْقُرْآنِ كَلِمَ

برایں دعوی دلیل است میں خدا و ہی است کہ ہر
حقت۔ تدبر سے میرزا گنیمت رسالت پیدا است کہ ذکر
حقیقی ذکر قلبی است و ذکر زبانی ہر دو حالت ہر دو
بذکر کے گرد۔ چہ ذکر معنی یاد است کہ در حقیقت کار دل
است نہ زبان اگر کسی خود یا کسی باشد وہی باطن ساکت
تا ہم زیاد آواز نہ اوست و اگر دل و غیرہ بستہ و زبان
ماہم اس کو شکستہ نزد حقیقت شناسان آری آواہاں
نقد و شود۔

ذکر لسانی حضرت مولانا کے لازم و لازم اور اس کے لازم
دیکھتے ہیں کہ زبان دیکھتے دیکھتے دیکھتے
کہتے ہیں اور یہ جو کہی ذکر کو مولانا نے دوسرے کہتے ہیں

نیست که در وقت است -

ذکر قلبی چه مراد از ذکر قلبی است - ملت شان صوفی است
که از قلب منور بری که صفی است و زکات

صوفی است و در صفی قلب که آن نزد ایشان از اصل ذکر
است و چون به شدت طوفان شعله در می آید

رَبِّهِمْ فَتَقِيحُوا بِحُجَّتِ اللَّهِ وَهُوَ

تَحَدُّدُهُمْ وَرَدَّ أَقْصَا إِلَى

بِقَاوِيهِ قَامُوا كَالَّذِينَ يَرَأَوْنَ

الْأَنفُسَ وَكَذَلِكَ قَالَ اللَّهُ إِنَّكَ كَلِمَةٌ

مُتَدَبِّرَةٌ بَيْنَ يَدَيْهِ ذَلِكَ رَدَّ بَابَهُ

و سوال است علی علیه السلام در کرده اند

لَا تَلُوقُ رَدًّا بِحُجَّتِهِ قَلْبُ

در زمان اتفاق گرفتار و است همین صورت قلب است که عباد
خانی شاه بهر کمالاتی تیسر فرموده و سوال است علی

علیه السلام بیاورد عبادت را بنهاده اند

غرض صورت قلب با غرض اصل عبادت است

تشریح در تبت

فَكُلُّهُ مِمَّا ذَكَرْنَا اللَّهُ عَلَيْهِ

و الله بانهات میباید که باشد و در تروک التسمیه حسنا

سبوا را حاصل گرفته همین گرفته چه منظور از تروک

است که از خدای خود فاضل نباشد البته

جان و تروک التسمیه حرام است | لایم البغیة متروک

نه گویند و در همین و اورن گذشته و ریاضه مگر اکنون از روزی

دلیل این گفت

و در حرمت متروک التسمیه عمدا اینان کرده انسان حقیقت

منافی نیست چه در عرض کردیم

دل کا ذکر

که در تروک التسمیه است که معانی میباید که مطلب

و در تروک التسمیه است که معانی میباید که مطلب

است و در تروک التسمیه است که معانی میباید که مطلب

توفیق میباید که معانی میباید که مطلب

به شک منافی گوشت که در معانی میباید که مطلب

را که در معانی میباید که مطلب

در تروک التسمیه است که معانی میباید که مطلب

که در تروک التسمیه است که معانی میباید که مطلب

که در تروک التسمیه است که معانی میباید که مطلب

که در تروک التسمیه است که معانی میباید که مطلب

و در معانی میباید که مطلب

فقد صفت قلب که تیسرین صفت

و در تروک التسمیه است که معانی میباید که مطلب

که در تروک التسمیه است که معانی میباید که مطلب

و در تروک التسمیه است که معانی میباید که مطلب

غرض بهر شکا فاضل را که در تروک التسمیه است که معانی میباید که مطلب

چه پس بر تروک التسمیه است که معانی میباید که مطلب

تم کما و اس با تروک التسمیه است که معانی میباید که مطلب

و در تروک التسمیه است که معانی میباید که مطلب

یا جملی که در تروک التسمیه است که معانی میباید که مطلب

قلب که در تروک التسمیه است که معانی میباید که مطلب

معانی میباید که مطلب

جان که تروک التسمیه جان و حرمت | البته ما بهر تروک التسمیه

که در تروک التسمیه است که معانی میباید که مطلب

که در تروک التسمیه است که معانی میباید که مطلب

لب اس کار و زبان که در تروک التسمیه است که معانی میباید که مطلب

جان که تروک التسمیه جان و حرمت کار و زبان | عبادت که در تروک التسمیه

انسانی حقیقت جو کہ اسکی روح ہے اور انسانی صورت کہ جسم ہے
دونوں مطلوب ہیں کہ کوئی ان دونوں کو ایک خاصہ دونوں یعنی
روحانی اور جسمانی کے ملنے سے حاصل ہو سکے مگر نہ صرف روح
کو رہنما جو علیحدہ علیحدہ کو اگر تو دونوں یکساں ہیں جسکے بغیر
مردم ایسے ہیں جسکے کام کرنا ہوا لہذا ان کے بغیر ہر سادہ ساری کے
غیر کہ جسکی جان کے بغیر اس بات جیسے کہ ان کے بغیر اور ساری کے
سلسلہ کے بغیر اسکی روحی اعمال میں جو کہ دینی میں ہر عمل کی حقیقت
جو کہ نیت اور خاص صورتی ہوتی ہے وہ عمل کی صورت کہ خاص
حرکات ہوتی ہیں شرع کو مطلوب ہوتی ہیں اگر ان دونوں میں
سے ایک ہی جاتا ہے تو عمل کا مقصد اور نتیجہ حاصل نہیں ہوتا اور
تاغیر ملکی وجہ سے سنن محبوب ہوتا ہے ان کے ہر سادہ ہر
بدلتے نکات ہوتے ہیں اسکی اگر کشش و شغافات نکلتے انکی
اٹھ کڑی ہو سکیں اس میں سے کہ فی کس کا کھانا وہی جلتے تو
اٹھ جائے گا میکے کہ وہ شاکہ اور مطلوب دونوں میں سے ہوتے ہیں

الحاصل اس میں مطلوب دونوں مقبول کا حاصل ہونا ہر ایک
ہو سکا فائدہ ان میں سے صرف ایک ذریعہ سمت اختیار نہیں کیا اور
شارع کے نام خطبات اس سے قطع نظر کہ کھانا اور پیر ہو جائے
وہی کہ خدا نے تو انکی طرف سے اس قسم کا تصور حال پس اس
حالت سے بھی نیت کا ہر ضروری بنی اور عمل کی صورت ہی ہر
مگر جو کہ یہی ہو نیت اسلئے ہر عمل اسکی نیت ہے جیساکہ
دفع اول ہے اور جو اسکی نیت کا قید اور اعتدال کا وقت
حقیقت ہے نظر دالیں گے کہ صورت ہے

صحاب کتب کا کہ اگر یہ صورت میں ان کا ایک جو کہ
پاک داشت از مودہ ہر وہ شدہ کھانا اگر صورت
انسانی بعد از ان اہل حقہ غیب شای شدہ ہر وہ

انسانی کہ روح اور صورت انسانی کہ جسم است
ہر وہ مطلوب ان کے کہ سب دینی و دنیوی ہر وہ
صورت بندہ و نہ فزونی فزادی اگر یہی ہر وہ بیکار
روح ہے بدن فاعل است ہے اگر وہ سادہ است ہے مرکب
و جلی ہے جان اگر است ہے فاعل و مرکب است ہے
راکب جینیہ و اعمال دینی بلکہ دنیوی حقیقت میں کہ نیت
و صورت خاصہ و باطن و صورت میں کہ حرکات خاصہ
ہے باشندہ مطلوب شایہ اند اگر یہی ہم ازلی و دو عنصر
مغلو و گرد و غبار میں بدست نیفتہ و دو بدن فزانی
مستحب شود آری ہر سادہ و اعتدال و انبیا نجات
یاد و جینیہ و غیرت و شاعت بدلتے ان کی ہر وہ
از مودہ کفر اگر وہ حجب بر غیور امانت کا ذکر و فزانی
معلوم ہر نہایت

باجلہ اس میں مطلوب حاصل میں ہر وہ ضرورت
فائدہ حقیقت کی ان میں صورت نہ بندہ و فاعل
شارع قطع نظر از خود بیکار نہ کہ از ان خود اسے
تسلیم تصور اس قسم حال است لہذا ہر نیت ہر وہ
وہم صورت عمل لازم آہ مگر یہی ہر صورت اول است
عمل تابع آن چہ کہ وہ اول است و بدن تابع آن
وقت اعتبار و اعتبار نظر حقیقت ان کے ہر صورت

سک صاحب کتب اگر یہ صورت ملک بود لاجہ حق
پاک داشت از مودہ ہر وہ شدہ کھانا اگر صورت
انسانی بعد از ان اہل حقہ غیب شای شدہ ہر وہ

شان او شان

أُولَئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلَّغْنَا مَآصِلَ

فرمودند۔ وایں راہم بقدر یادگار خاقان کن فیکون روح
انسانی را در قالب سنگ و خرو و خرو بدید و روح خرو
سنگ و خرو را با قالب انسانی بکشید نزد حقیقت بیناں
وقت افت ابر اقدار و روح باشد نہ اجسام۔ اگر چه
ظاہر بیناں را قضیہ بالکس نظر آید و چنیں گردد اولیٰ
اجمال و صور آنها ہمیں قسم تخاص باشد کہ در صورت
مغیر مذمخ اجتماع روح انسانی و جسم حیوانی یا روح
حیوانی و جسم انسانی گفتہ شد نزد خداوند مالک الملک
علیم و خیر اقدار و اجمال باشد نہ صور آنها و ازینجا است کہ
انما الاعمال بالنیات

فرمودند

ذکر حقیقی ذکر قلبی است | الغرض ذکر حقیقی ذکر قلبی است

و منوت ذکر سانی زبانی
و جہ است کہ مصداق ذکر و صورت لہ آں ہیں صوت نام
خداست فی بلکہ و جہ نہ در گوش ہاں است کہ گفتہ شد
انہی نماز و طہرات و اعمال و اغراض آنها بآں اقتران
صوت یعنی میر نہ آید پس اگر صوت نہ معنی است جسم
پیدا بش پندار اگر عمل است و نیت نیت مصداق
کستہ آپ بقیعہ انکار و داخل در ذکر خداوندیش
مشابہ بلکہ یا غیر بایدش فیصد

دوستہ باشی کہ اگر چنانکہ است

وَسْتَوْصُوا بِمَا دُكِرَ مِنْكُمْ مِنَ الْأَلْوَانِ عَلَىٰ

و است و اما ذکر خداوندی کہ طاعت طاعت است و ذکر قلبی

بروئی کہ تہیں میں سے انکشان میں

کہ وہ ہاں کہانہ میں بکراں سے مجزبانہ کرلہ

فرمایا۔ اور سو کو بھی پھر دیکھ کہ دنیا کا خاقان انسانی روح کو
کے بعد گدے کے قالب میں پھر گدے لہ کے لہ گدے کے طرح
کہ انسانی سانچے میں بصورت توحیدت مگر گوں کے نزدیک بقدر
کے طاعت ابدان کا اقدار ہوگا نہ کہ اجسام کا لکچہ نہ ہر ہی گوں
کو صراطیکس نظر آئے۔ اس طرح گناہی کاروان نعران کی
صورتوں میں کسی قسم کا تخاص نہ ہو جیسا کہ صورت مغیر میں یعنی انسانی
بہ حیوانی جسم یا حیوانی روح لہ انسانی جسم کے اجتماع میں کہا گیا
تو خداے مالک الملک و علیم و خیر کے نزدیک اعمال کا روح
کا اعتبار ہوگا نہ کہ ان کی صورتوں کا اور ہیں سے ہے کہ
انما الاعمال بالنیات

فرمایا ہے۔

الغرض ذکر قلبی ہے | ذکر حقیقی ذکر قلبی ہے

اور ذکر سانی کہ منوت نہی
و جہ ہے کہ ذکر کا مصداق لہ اس کا موضوع لہ ہی خدا کے
نام کو آواز کے ذریعہ پکارتا ہے نہیں بلکہ اسکی منوت کہ وہ
و جہ ہے کہ بیان کی گئی یعنی اس کے اغراض و اعمال کے طہرات
لہ معنی صوت اور معنی کے باہم یا غیر حاصل نہیں ہو سکتے ہیں
مخصوص تہ معنی کے بیہ تہ اس صورت کو جسم بہ روح مجہو لا در گناہ
چلویت نہیں تہ صراطیکس صراطیکس صراطیکس لہ اس کو خداوند
میں شامہ کر و بکیر نہ آئی ہاں اسکو سمجھنا چاہیے۔

لب قہیں چر چر ہوگا کہ اگر جیسا کہ آیت

ہیں کہ تہ اس میں ہے کہ سب اللہ کا نام یا کیا گیا ہو

و است کہ تہ خدا کو کہ جو کہ ملال ہونے کی علت ہے و ذکر قلبی

ہے نہ کہ ذکر لسانی۔ اور اسی طرح اگر غرض اللہ کا ذکر حمت کی
 طاعت ہے جیسا کہ کہتے ہیں مَا أَجَلَ بِهٖ تَغْيِيرُ اللّٰہِ
 اس کے گماہت تو یہ قلبی ذکر ہے نہ کہ زبانی ذکر۔ پھر اگر
 لسانی ذکر کرے اس ذکر کے بارے میں دخل و باہت کو یہ ایسا
 وہی ہے جیسا کہ روحانی آثار کے صلہ میں جسم کی باغافل کے
 آثار کے صلہ میں ہے۔ اگر کو دخل و باہت۔

الحاصل اگر صورت اور غاہہ کو دخل ہے تو دوسرے
 مرتبہ میں ہے۔ جیسا کہ طرح وں اور پر اور ذاتی اور برہانیت
 کی طاعت و قربانی ذکر ہے پس اگر اس کی روح میں نیت آگے قسم
 ہے تو صورت میں قسمت تو میرے لئے اور غاہہ کا اقتدار کہنے نہ کہ صورت
 اور غاہہ کا۔ اور غاہہ ہے کہ غرض اللہ کے قرب کی صحت میں کفر و
 قضا کا نام ذکر کے وقت لینا چاہئے تو اصل کی روح دوسری قسم
 سے ہے اور اس کی صحت دوسری قسم سے۔

تیسری اصل یہ ہے اسی طرح کی نظر رکھتے ہوئے
 حاکم کے اصل تمام عبادات اور غیر عبادات کے اس میں کہیں
 شک کے غیر حاکم ہے اصل کہ ذکر کے احکام میں کہیں غیر حاکم
 طرح قرب کی نیت ہے غائب یا پانچ لفظی یا سبوح یا تکبیر
 ملاوہ ہر قسم اللہ کا علیہ ہو۔ دھواں اور لسانی
 کَلُوْا مِنَّمَا ذٰکِرُوْا سَمُوْا لِلّٰہِ عَلَیْہِ

اور

لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا اَلْفَضٰ ذٰکِرِہُمْ اللّٰہُ عَلَیْہِ
 پہلے ناخاص ذکر پر دولت کے لئے کہ اس میں چھ چیزیں ہیں
 اس میں سے موافق یہ ہیں جیسا کہ علم معانی کے مسلمات میں ہے
 صریح طاعت کے لئے کہ اس کا مقصد اس جگہ شائبہ ذکر
 غیر وہی خاص ذکر ہے اور میں مسئلہ میں ہم بحث کے چھ چیزیں ہیں
 غیر مذہبی ذکر کو بھی ذکر کہتے ہیں تو ناخاص نہیں کہ کسی کو ذکر دل
 غیر میں محبت اور ذکر اور ذکر و تقریر و نظم کے ساتھ قلبی ذکر کا ذکر

است نہ ذکر لسانی۔ دیکھیں اگر ذکر غرض اللہ کی صحت
 است چنانکہ کہتے ہیں مَا أَجَلَ بِهٖ تَغْيِيرُ اللّٰہِ
 شہد یہاں است ذکر نیتانی است نہ ذکر لسانی۔ باز اگر
 ذکر نہ نیتانی مادہ کی بارہ دخل و باہت اندر آجند دخل و باہت
 اندر کہ مدد غائب و حافی جسم یا یا مدد و آثار غافل
 اگر مدد دخل و باہت اندر

بالجملہ اگر صورت و غاہہ یا دخل است برتہ نیتانی است
 وادہ و باغات طاعت کے آثار میں دل ذکر نیتانی است
 پس اگر روح عمل اجیت از نیت قسم است و صورت
 انان قسم اعتبار معنی و روح غائب کر نہ اعتبار
 صحت و غاہہ۔ و جوہل است کہ صورت تقرب الی اللہ
 مگر نام خدا وقت ذکر پر وہ خود روح عمل از قسم ذکر
 است و صورت آن از قسم ذکر۔

نظر بقاد صمد کہ یہیں دم عرض کردہ شد و
 در تمام اصل عبادات و غیر اس بلا غیر جاری است
 احکام روح عمل کہ نیت تقرب الی اللہ است غالب خواہند
 آمد و ذبح و قبلہ عزائم خواہ گردید
 ملاوہ ہر قسم اسم اللہ علیہ مدہر و حق معنی
 کَلُوْا مِنَّمَا ذٰکِرُوْا سَمُوْا لِلّٰہِ عَلَیْہِ

لَا تَاْكُلُوْا مِمَّا اَلْفَضٰ ذٰکِرِہُمْ اللّٰہُ عَلَیْہِ
 ولایت پر ذکر ناخاص ملاوہ۔ چہ تقدیر کہ شایہ و دیگر
 موقع چنانکہ از مسلمات علم معانی است ولایت بر صبر
 ہے کہ نہ مفادش از پنجہ امان ذکر خاص است بل شائبہ
 ذکر غیر۔ و حق ما شون فیہ اگر ذکر نہ نیتانی یا مدد کر نہ
 ذکر خاص متوں گفت کہ دل جو غیر است۔ و ذکر لسانی
 توجہ قلبی تنظیم و توجہ ذکر آہنجان نیت کہ انکار شائبہ کہ

بلکہ گناہیں انکار اگر متدد ذکر ہو تو ذکر زانی است
 نہ انکس۔ اندر صحت سوال گفت کردیم معلوم از
 مآذ کیا قسم اللہ علیہ است بلکہ قسم
 مَا لَعْنَتُکُمْ اللہ علیہ

است۔ و بدین سبب نکریم

لَا تَأْتُوا مَنَا لَعْنَتُکُمْ کَرِہْتُمْ اللہ علیہ
 بمثل اذن و مات حرکت است۔ زیرا کہ مقلات آیت ثانیہ و حرکت
 تقدیم مذکور صحت حاصل است کہ هر چه فقط
 خدا بران خوانده شده باشد تا خود بدو ظاهر است
 کہ بر مشہور چنانکہ اس جانور را شال است کہ اصلاً نام
 خدا خوانده باشند و غفلت آنرا نکرده باشند چنانکہ
 جانور را نیز شال است کہ ہم نام خدا گفته باشند و
 بہر خاطر کہ وہ باشند اما اگر جانور این ملوک غیر
 بودند آن وقت متاثر نام آن غیر و ابودی و اگر
 مشترک در خدا و غیر بودی اشترک آن غیر و ذکر بای
 خود بودی یا کنونی کہ یک خاطر بہر خدا است ذکر خدا
 نیز خاص باید کرد و اصلاً و غیراً یاد ذکر شریک
 نباید کرد کہ شرک و زعم فاجہ آمدہ چون تحقیق اشترک شرک
 کہ اگر اگر گیسوا است و مشغور سوال شدیم است کہ
 ملوک خدا را شرک در خدا و غیر خدا چند آمد۔ و در شی
 حشرک ما اگر بکار جہد شرک و آندہ چہ گناہ است بلکہ
 اندر صحت مماثلت اندر کہ گناہی مجملہ معاصی
 می شد کہ با بدایت ظلم است و ظلم گنہی است کہ بہر
 فاشندہ آری اگر در مشغور اہانت و شال طوط باشد
 بقدر اہانت اختیار است کہ در کار خود آرد یا بدین
 سپاند۔ و نہ برگردانست خصوصاً ہیز کہ بہر خود آرد
 یا صبری کہ بہر خود گمانندہ شد و دستور سلاطین است کہ

ہنایا نہیں ہے کہ اس کا انکار کر کے بلکہ انکار گناہیں کر
 چلتا ہائی ذکر کیا کہ صحت ہے نہ برعکس اس صورت میں
 نہیں کہ کسی کے معلوم ہو وہ ہے جس پر خدا یا یا ذکر کیا ہے بلکہ تو
 مَا لَعْنَتُکُمْ اللہ علیہ

کی قسم ہے اللہ اس سبب کہ آیت سبذیل

مت کہ قسم اس سبب کہ جس پر خدا کا ذکر کیا گیا ہو
 کے حکم کے مطابق وہ خود ناجائز و حرام ہے کہ وہ کسی
 آیت کا مقصد ہو بلکہ اس پر اللہ علیہ ہے ذکر کی گئی تقدیم
 صحت کے بعد ہے کہ وہ جانور میں پر اللہ کا نام نہ پکارے
 نہ لیا گیا جو اس کو مت کہی ہو و ظاہر ہے کہ یہ ظہور ہے کہ اس
 جانور کو شال ہے کہ اس پر لوگوں نے بالکل خدا کا نام نہ پکارا ہو
 (بلکہ خدا سے) غفلت میں ہو گا ہو۔ اسی طرح اس کو ذکر بھی
 شال ہے کہ اس پر خدا کا نام نہ پڑے نہ لیا ہو اور اللہ کو بھی
 یہ کیا ہو۔ اگر اس جانور کو حیوان کہتے ہیں جو مت تو صحت
 اس غیر کے نام پر قرار دے کہ دست ہو کہ اور خدا و غیر خدا
 میں وہ جانور شرک جہت تو اس غیر کی ذکر میں شرکت ہے کہ
 خود چاہے۔ لیکن جبکہ کفار خدا کے لئے ہے تو خدا کا ذکر کیا جا
 شرک نہیں ہے خاص کر تا پہلے ہے اگر ہرگز رسول کو ذکر میں شرک
 نہ کیا جائے بلکہ اگر شرک کہ ہے۔ شرک کا نام یہ کہ اگر شرک
 نہیں ہے شرک کہ غفلت میں ہو گیا ہو میں سبب شرک گناہ ہے
 بعد صحت بخش نہیں ہو سکتی ہے بلکہ خدا کی مشغور کہ خدا اور
 غیر خدا میں شرک خیال کریں۔ وہ نہ شرک چہ کہ اگر نام شرک و
 کہ نام میں وائیں تو کیا گناہ ہے بلکہ اس صورت میں اس کا غفلت
 کی مماثلت مجملہ معاصی ہوئی ہو کہ یہی طور پر ظلم ہے و ظلم لیا
 گناہ ہے کہ اس سبب جانتے ہیں۔ اس کو شرک صحت میں اس طوط
 سے اجازت ہو تو بقدر اجازت آیت ہے کہ انچہ نام میں غفلت
 یہ بھی اہل ہے کہ وہی و نہ ہرگز دست نہیں ہے خاص طور پر

برہما منی رحمت حاصل مقرر کنند و برابر رحمت و قوت
طاقت قدسی بنند پس اگر آن حصول و تقدہ معلایا حاصل
در خزانہ دیگران داخل کنند و پیش دیگران کشند تا جرم
مستوجب سزائی جرم بناوت گردد کہ بر زمین بجز تو و
انقیاد و سرکاری ممکن نیست کہ چنان کسی تاج و غیرہ
طایس سلطانی بر اندام خود راست کند و پائی و مرتب
خبر و علامات سلطانی نہ بر آید برگرد و القاب سلطانی و
آداب شایانہ از حاضران و فاضلان خود جدا و جدا و انکس
و احوال و انصار و احباب و غیرہ از پیش او و بعد و خطاب
سلطانی شوند کہ کافی است بجز نعم کردن و تسلیم فی تو شد
باقی سوغاتی قسم احد ہر ہر رعایا را در بارہ آن مہانت
دادہ اند کہ آداب آنوقت خود ریخت و آن چہ من
کردہ اند مثل چرائیدن جانوران و شکاری و آدمی ہر کس و
تاکس وقت بے وقت ہمد بار و ہر قسم احد گاہی بے گزند
و گاہی میگردد زمین طور اگر حصول سرکاری بروقت رسید
یا بوجہ انکس مانع رسیدن فی تفسیر ہر وقت ہر کس سے رسانند
بہر گاہ داشتن آن حکم می مانند۔

تمثیل عبادات و منہ و قربانی انکوں بیدہ عقل جنگل کے
ہیں معاملہ خداوند

ملک الملک باندہن خود کردہ نرگوز و غیرہ حقوق مالی را
موصول سرکاری چندار و ناز و غیرہ تمثیلاتی بانی را احباب
و آداب سلطانی انکار و قربانی مانند وقت طاقت باید شناخت

عبادات اور منہ و قربانی کی مثال اب عقل کی مثال سے
خود دیکھ کر کھانے پانے

خلافہ مالک الملک اپنے بندوں کے ساتھ کھانے پانے و غیرہ
مالی حقوق کو سرکاری موصول سمجھو۔ ماز و غیرہ بدنی عبادت کو سلطانی
القاب و ادب خیال کردہ اور قربانی کو عبادت کے تحت کائنات

لے کر دیکھو کہ کون کون سے دوسرے کون کون سے عبادت و قربانیاں ہیں جو ان کے لئے واجب ہیں اور ان کے لئے واجب ہے کہ وہ ان سے روکے جائیں۔

وگناہ داخل چنانچہ محی باید چنداشت۔

وحدت شیعہ محمد احمد ظاہر است۔ ہاں ہر ای ذکر تشریح
است و این مقام دگر اگر گویم چگونہ گویم کہ نازبا است
غرض اہل باید گفت۔ آں ای است۔

جان بخاری نیز نمند خاص خداوندی است کہ ہر
دیگر ان توان کرد و اگر دین بدہ اہانت بودی شہرانی را
نہمند جہادت کمرندی پس وقتیکہ ما ہر مخلوق و ملک
خدا باشیم و اموال و افعال ما ہر مخلوق و ملک الملک
و این طرف ہاں تشریح از خدا لیس چنانچہ حرمت

مَا أَهْلَ بِهِ بِتَقْوَى اللَّهِ

متحد بہ خداوندی و داری یا عام نیز ہمیں جا است۔
آزاد بی نام سقہ چگونہ روا بود۔ اندیش صورت نام
خدا یک ہر چہ صد بار یا ہزار بار نیز اگر خوانند چنان
باشد کہ خضر بر نام خدا گفتہ فتح کنند و فوش جان فرایند
ازیں جا خاکند یا د خدا وقت ذبح دریافتہ باش کہ
مطلال را از حرام گردیدہ اندے دار و نہ آں کہ حرام
را حلال نہ گردانند۔ چنانچہ

أَلَيْسَ أَرْجُلُكُمْ فِي الظُّلُمَاتِ (الفرقان)

دیں جانب اشارہ ہم دارد۔

پہنچنا چاہئے اور گناہ کی کتابی چرکہ میں اپنے ہاتھوں کو چھانے
کا بھی گناہ کی کتاب ہے۔

ان مقام احمد و ہر شہد ظاہر ہے۔ ہاں ہر ذکر نماز
از کوش پہلار یہ مقام دوسرے گریں ہوں لوگس ٹکا ہوں کہ
ہمنا سہ ہے۔ بلکہ اہل معایاں کی کتاب ہے اور وہ یہ ہے۔

جان کو کران کن نہیں ان خصوصیات میں ہے ہر خواہ
قتل کے لئے خاص ہی جو ہر سرور کینے کران نہیں کہتے اہل گھر
اس ہاسہ ہی اہانت ہوتی تو قربانی کو ہدایت میں سے خیال لگے
نہ کرتے۔ پس یہ کہ ہم سہ خدا کی مخلوق اور مخلوق کی ہر سہ کے
افعال اور اموال اس ملک کی مخلوق ہی اور اس ملک جان کی قربانی
خدا کے لئے خاص ہے تو پھر

مَا أَوْلَىٰ بِهِ لِقَوْلِ اللَّهِ

ما نور کا حرام ہونا خداوندی کے ساتھ مشروط کہ یا عند اللہ
کی تفسیر یہ عام کہ تو یہ حکم جب ہی آیت سے نکلتا ہے تو پھر
شیخ سقہ کا کہنا کہ اس صورت میں خدا کا نام ایک بار
کیا سو بار یا ہزار بار بھی لگے تو وہ ایسا ہوگا جیسے اگر خضر پر خدا
کا نام لیکر ذبح کریں یا نہ کہ جانیں یہاں سے نہ کہ وقت خدا کی
یا د کا قاعدہ تم نے معلوم کر لیا ہوگا کہ مطال کو حرام ہونے سے یا خدا
باندہ کہتی ہے۔ نہ کہ حرام کو حلال کرتی ہے۔ چنانچہ روایت ذیل
کے تفسیر سے لے لیا کہ ہر چیز کی حلال کر دی گئیں
اس طرف بھی اشارہ کرتی ہے۔

لے دستور کے سونے کے کا ہوا کہ کھانے کی ہر کلام میں خدا کے احکامات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ہر ایسے چیز کی حرامیت کا حکم
صاحب نے جو حق میں حرام ہے۔ شیخ سقہ نے ہندوستان میں ایک دین کے سرور کی ایک خصوصیت لکھی ہے وہاں کہ ہر خدا کی ہر ایسے چیز کی
پہنچنا کہتے تھے کہ ہر چیز کی حرامیت یا حلالیت میں ہی ذبح کی گئی تھی۔ شیخ سقہ کا کہنا کہ یہاں کہہ رہے ہیں۔ حرام
تھے صرف تاکہ مطلب ہے کہ یہ کہہ کر فریاد نہ کرے کہ یہ ہے ہندوستان ہے۔ ہر ایسے چیز کی حرامیت یا حلالیت میں ہی ذبح کی گئی تھی۔ ہر ایسے چیز کی حرامیت
مطلوب نہیں ہر تاجیب نہیں یا خدا کا نام جان کر اس کو حرام نہیں کہہ کر ذبح کیا جائے تو وہ حلال نہیں ہو سکتا۔ حرام

تفصیل احلال تفصیل ایہ اجمال ہے مگر اگر ذوق سلیم است
 پہلو آفتاب روش است کہ وصف

طیبات از وصف حل به لالت این آیت مقدم است و
 طاعت آن دو پیش و کالت آیت

قُلْ لَا أَجِدُ فِتْنًا أَوْفِي رَأْيِ قَوْمِي
 عَلَى طَاعِي عَمِ تَقْتَضِيهِ إِلَّا أَن يَكُونَ
 مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ
 خَيْزُرٍ فَإِنَّهُ رِيحٌ أَوْ فُتْنًا أَوْ لَحْمَ
 يَحْيَى اللَّهُ بِهِ ۖ وَرَأْيُكَ

روشنی است کہ وصف جس از صفت حرمت مقدم است
 و طاعت کن۔ دے دانی کہ مکلفان طبع بعد استقامت ایہ
 آیات اگر ذوق خواہند کرد اول طیب ما از جس خواہند
 شناخت۔ آل وقت کار تمام خدا نواہند و اند تدبیر
 صورت بضرورت معلوم شد کہ این وصف حل از ذوق و ذکر
 نام خدا مقدم است نہ موخر تا از ابتدا ذوق بنام
 خدا مشہور شود نظر بر ذوق کار ذوق بنام خدا بجز این چه
 باشد کہ حلال را از حرام گردیدی باز دارد و طیب ما
 از جس گشتی نگاہ دارد۔

و از جس چندی است باشی کہ حلال گویان متروک التعمیر
 عمد و سبوتا فقط عمد نیز دستاورد پس عمد و لہ
 و اصل بر حکم این نیست کہ قول یہ و با کتہ اند اگر چه
 جواب آنچہ خلاف خفیہ باشد چنانکہ شدی۔

باجہد از ذوق بنام خدا آنست کہ بشنیدی نہ
 اگر حرام را حلال گماند نہ ذوق بر وسوسہ نیز برکت
 این نام پاک حلال گشتی۔

نظر بر اولی باید دید کہ موجب حرمت حد

احمال کی تفصیل احمال کی تفصیل کہ مرقع سلیم است
 اس کتاب کہ طبع روش ہے نہ طبیبات

کا وصف طاعت کہ وصف است اس آیت ہا لاکہ ذوقی میں مقدم
 ہے وہ احمال طاعت ہا کی طاعت اس آیت ہا

کہ یکہ کہ کسی کما نہ و اسے پر جودہ کما تا ہے
 کوئی ہا ز جس کے ہا سے میں کما و ذوقی میں کما
 حرام نہیں ہا ہوں مگر وہ ہا ز جس کے ہا ہوں یا
 خنزیر کا گوشت کہ وہ پلید ہے یا کتہ جس پر غیر
 اللہ کا نام لیا گیا ہو۔ (قرآن کریم)

اس آیت کی دلالت سے روش ہے کہ گناہ کا وصف حرمت سے
 پہلے پایا جاتا ہے اور اس کی طاعت ہے اور جس معلوم ہے کہ طاعت
 گناہ مکلف صحت ان آیتوں و سننے کے بعد اگر ذوق کرے کہ تو اول طیب
 لہو طیب کہ جس میں چنانچہ کچھ خدا کے نام کہ یکہ ذوقی میں کما
 اس صورت میں ہا ز جس کے ہا ز جس کے ہا طاعت کا وصف ذوق
 لہو خدا کے نام کے ذکر سے مقدم ہے نہ کہ ذوق تا کہ خدا کے نام
 پر ذوق کے اثبات سے شریک جائے۔ اس پر نظر رکھتے ہوئے ذوق کا
 عمل خدا کے نام پر اس کے سوا اور کیا ہو گا کہ حلال کو حرام ہونے
 سے باز رکھے اور پائیزہ کو پلید ہونے سے محفوظ رکھے۔

اور یہی ہے کہ یہ معلوم کریں ہا کہ حلال کی جہول کر
 یا صرف عمد متروک التعمیر ذوق کو حلال کہنے والے کو ایک بہت
 عمد و عمدہ لکھیں حکم اہل کتہ ہی یہ نہیں ہے کہ انہوں نے جہ
 سو پایا ہے کہ یہ کچھ خفیہ نہ کہ غلط کہنے والے کا جواب
 پہلے قہنہ میں لیا ہے۔

باجہد از ذوق کا کام بنام خدا ہے کہ قہنہ میں لیا ہے
 نہیں کہ حرام کو حلال کہتے نہ نہ خفیہ ہا وہ لکھیں ہی اس پاک
 حکم کی برکت سے حلال ہو جاتے۔

اس کے پیش نظر لکھا چاہئے کہ

و ایں ماہم گنارے۔ آیت

وَأَجَلْتُ لَكُمْ الْأَعْقَابَ لَا مَائِشِينَ
عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَفْعَالِ
وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الشُّرَكَاءِ عَفْوَ غَيْرِ

مفسرین کے یہ

را اگر بنگرند۔ اہل ایمان را در ہمتہ تا مانی ماند کفایتیو
تفریح است بر باقیل و حاصل ان تفریح ہی است کہ ہر
انعام ہا ہستہ۔ مائشہ از اصل طلال حب اندہ جس
دندان آن را حرام گردانیدہ و جس دندان را معافی کر
دیں شرک است کہ تفریح دل بود نہ زبان و حاصل جلی
بود نہ لسان۔

و اگر بالفرض جس ذات مجلی ذکر نام غیر است کہ وقت
ذبح باشد مثل نیز بوجہ وقت بر منی شرک است۔ میں جنت
المنظر۔ اگر نمود باشد ذات و معنی نام خدا ہوی و نمود باشد
نام ہی آنچہ بسم اللہ کہ نہ بسم اللہ کے گردی چوبہ ہلکت
و اعز ی کے کہ بسم اللہ میگرد و ایں معنی است کہ
انکارش بجز حقان از دیگران کوی تمام۔ انہیں صحت
موصوف باہدات ہوسٹ تحریم منی بود نہ لفظ۔ کہ چنانکہ
بتاثر شریعت و خصوص قیام و قعود و رکوع و قعود حالت
ہے گرد و چوبہ بسم اللہ باقران معنی محفل۔ و بسم اللہ ذات و
اعز ی باقران معنی محرم ہے گرد

غرض چنانکہ وصف طاعت و رباغل ناد باضر منی
میگرد و تنہا افعال مخصوص چنانکہ در نماز۔ اقدار بارہ
طاعت نیست مگر چنانکہ در ہر مذہب وقت طوالت است
عارضہ سے گرد و موصوف باہدات و منی نور آنساب
است کہیں موصوف باہدات و وصف تحلیل ہا منی است و معنی

اور اسکو بھی جانے دیجئے آیت (رفی)

طال کے لئے قرآن سے ہم جانے لگے جو جس
ہلکے ہلکے میں چھوڑ کر طوف سے پلیدی سے
بجلا لے کر شکر ان کی طرف تھکتے ہیں
اس کے ساتھ شریک نہ تھکتے ہیں

کار کا جس تو را لہیم کہ اتنی بات میں تاں نہیں کہ نہ تھکتا
باقیل ہے متفرق ہے اور اس طرح کا ماسل ہے کہ تمام ہوا ہے
مائشہ کے سوا اصل سے دل اور طیبہ میں تھکتے ہیں کہ پلیدی نے
ان کو حرام کر دیا۔ اور جس لڑائی کو تم ہلکتے ہو کہ نہ تھکتے
کہ اس کی بات قرار دل ہوتا ہے نہ کہ زبان اور اس کا کل جان
ہلکتے ہیں نہ کہ لسان۔

اور اگر بالفرض جس ذات مجلی ذکر نام خدا ہو کہ وقت
ذبح وقت ہوتا ہے وہ بھی منی ہوتا ہے کہ وقت ہوتا ہے۔ کہ
لفظ جنت سے اگر نمود باشد ذات کا نام ذات و معنی ہوتا ہے
اور نمود باشد اللہ کہ جنت کا نام ہوتا ہے تحریم اللہ عوف ہے
بسم اللہ کرت اور نہ بسم اللہ لذت و اعز ی کرت ہے بسم اللہ
کہ لہ اور یہ ایک ایسا شخص ہے کہ اس کے لہ لہ لہ لہ لہ لہ
اور کی سے من توقع نہیں رکھتے اس صحت میں موصوف تحریم کے
ساتھ۔ موصوف باہدات معنی ہیں نہ کہ لفظ۔ ہاں جب کہ شریعت مخصوص
کے لہ لہ قیام و قعود اور رکوع و قعود احاطت ہو لہ لہ لہ لہ
بسم اللہ معنی ہے قصاص سے جس ہوتی ہے اور بسم اللہ ذات و اعز ی
لہ لہ کے اتناں کی وجہ تحریم (تمام باقران لہ لہ لہ لہ)

غرض یہ کہ جب کہ وہ لہ لہ لہ لہ لہ لہ لہ لہ لہ لہ لہ لہ
طاعت سے ہے اور تنہا افعال مخصوص چنانکہ در نماز۔ اقدار بارہ
طاعت نیست مگر چنانکہ در ہر مذہب وقت طوالت است
عارضہ سے گرد و موصوف باہدات و منی نور آنساب
است کہیں موصوف باہدات و وصف تحلیل ہا منی است و معنی

ہر دو معانی تیرا نام مقرر ہو۔

باقی انما یکہ وصوت تقدم و تاخر ہم وہ اضافہ تو
نے تو ان گفت یا غلطت لغو را عند التقدم کہیں دو حکم
را عند تاخر فرماید ای امر تا قابل آن است کہ مرد
ماتلس را وجہ ترو شود۔ چو کہیکہ بناء اطلاق عند
بر مقدارنت شود آن دو طرفیہ ہا ہر است۔ نہ بارۃ اطلاق
عند و اضافت آن یکی ازین دو فرق کردن حکم ہے جا است
کہ سو ادکم ہا انما کہ دو گران نیست۔

چراں بر کلام مطلق ہا ماسد یا زیست دوم و مگویم
کہ باوجود ابتداء مجلس و حریم بر نیت و بعد از نیت عند التمسک
یا آن بود کہ مقدارنت میں انیت و انقسل باشد و احتراز
تبعیہ نیت ہر یا آنکہ اشارہ بدستوران نہ نما است نہ
قید احترازی۔ اندکی محنت میں قید نہ کہ از مفسران است
جو گویند خسرو بدستور یا حاجت باشد کہ کلام و باقی
یا نیت و ختمہ و بعد بقری فرماید۔

وَ اِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ مِّنْ مَّكَّةَ يَوْمَ
كَاتِبًا فَمِنْ هَٰذَا مَقْصُودُهُ

ظاہر کلام مقرر بر تعلق نماز میں دو سفر است بشرطیکہ
کاتب موجود نہ ہو و چنانچہ در سورۃ آل عمران فرمودہ اند
وَ اِذَا عَزَمْتَ تَمَكُّنَ فِي الْاَرْضِ مِنْ تَلَاتِي
عَلَيْكَ كِتَابٌ جَنَاحَ اَنْ تَقْرَأَ فَاَوْفِ
اَللّٰهُ لَوْ اَنْ خِفْتُ لَآ اَنْ يَغْفِرَ لَكَ
اَلَّذِيْنَ تَكْتَرِفُ

ظاہر ای کلام نیز ظہر ہاں است کہ بعد قصر ز مسقط
است بلکہ وقت کہند چنانچہ بعض کساں بعد از نماز حضرت
عوض کرانہ کہ مسقط نمود و اد کلام شد علیہا مسقط

تفاوت در جزئی ثنائی کا تفاوت بھی ہے جس میں متصل ہوتا ہے۔

باقی یہ کہ یہ است کہ تقدم و تاخر کی محنت میں عند التمسک
کہ کہیں میں یا غلطت لغو را عند التقدم کہیں دو حکم
کہیں یہ بات است ای نتیجہ ہے کہ ماضی آدمی کو تہ کا است
ہو جائے کہ چونکہ میں وقت کہ عند التمسک اطلاق کی غیر مقدارنت پر
ہوگی تو وہ دو قول طرفوں میں برابر ہے۔ عند التمسک اطلاق اس کے
ان دونوں میں سے کسی ایک طرف اضافت کرنے کے ہرے میں فرق
کرتا ہے و وجہ کا پیش ہے کہ کم فیوں کے ساتھ سروں کا کام نہیں۔

چونکہ یہ کلام حول محکم پہنچا اس لئے چو ایسا چلتا ہوں
اد کہتا ہوں کہ محال و حرام کی غیہ نیت میں نہ کہ وہ چلتا ہو
کہ قید شروع نہ کی و چو یہ ہو کہ نیت بعد قلم کے درمیان متصل ہو
اور نیت کی غیہ سے جناب پاک کہ اٹھانے کے بعد اس کی طرف
مشاء ہے کہ قید متوازنہ اس محنت میں یہ نا اہل قید ہو کہ مفسر
کی محنت نہ کہانی تہ پہ اطلاق کہ ہے جس کی ضرورت ہا دستور
کہ خبر میں نا اہل قید تہ ہی ہو کہ وہ مہمانی میں نا اہل جاتی ہے۔ سورۃ
بقرہ میں قول ہے۔

اَلَمْ تَرَ مِمَّنْ جَاءَ اَوْفُسُ كَاتِبًا وَ لَوْ
رَدَّ عَنْ حِزْبٍ لَّوَقَعَهُ فِي مِصْرٍ

کلام کا دہری ماضی میں ہے کہ وہ کاتب بننے کے شواہد
مستحق کہ کہ کاتب سلطہ ادا کا تھا سلطہ آل عباس میں فرمایا ہے
جب قرآن میں مسطور و قوناز میں قصر کرانہ
اکوئی مضامین نہیں ہے۔ بشرطیکہ قرآن کا دوسرے
کے وقت کا اندیشہ ہو

یہ کلام ظاہری محاورہ کہ بات کی اطلاع دے را ہے کہ نماز کے
قصر کا چارہ تھا کہ وقت کے بعد پر مسقط چہ چنانچہ بعض مہمانی
حضرت مولیٰ علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم مسقط

مفرود کلام اللہ نیت۔ مل دنیا القیاس نیت

وَمَنْ كَفَرَ لَيْسَ طَبْعُ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ
يَتَكَلَّحَ الْفُحْشَاتِ اَمْوَنٌ مِّنْ قَبْضِهَا
مَلَكْتَ اَيْمَانَكُمْ مِنْ قَبْلِ تَكَلُّفِ لَكُمْ اَمْوَنٌ

بظاہر دلائل برہین ہر حد کہ چار نکاح امام مطلق است
بعد طواہر محضات چنانچہ شافعیہ میں ما احتیاد کردہ
ائمہ اما ایک حیثیات دینی زمین دیدند کہ تجویز دینی بعض
الطیحات حاضر باقی و قرض دہندہ است۔ و درین فرض
مفرود و حد یکساں است نہ کسی مفرود می اکثر مفرود وقت
موجود نہ بودی کاتب اللہ۔ چہ در حد اکثر میں است کہ
تو اگر میں متاع خوشی بدست دارند معاملہ دست
بدست کنند و متاع بجا با و شکات باقی را مطمئن
گرفتند اگر تو کسی در مفرودی دست و باز کاتبان و
نویسنگان کیجا بری و بی ضرورت دینی اہم صفت این حکم
ما با مفرود عدم کاتب حد وقت نیست کہ مگر حجاز دین و احتیہ
چون گردانند

بالطریق من قبل ہر طلاق باہمی باشد کہ در میمان
احکام و طواہر مفرودی است۔ و ای چنان است کہ
اکثر بر اہل وقت شب۔ و دش کند و سبب آن حد و ش
نکست پندارند۔ نہ فقط وقت شب۔ و ہمیں وجہ اگر در
مکانی تنگ و تاریک باشند در روز ہم چنان دش کنند
و ای روشنی را کہ بیود و بے وقت نہ پندارند و شب
چہ در ہم را کہ حرکات و سکنات بچہ باغ گذارند و
نہ تا کمال ہر مفرودی شمرند و شمرند ہمیں طاعت قصر
سب و صحت گردید و اجازت و قطع راہ قرار دادند و

کون کلام اللہ میں پائنتری لیکن مصلوہ مفرود کلام اللہ میں نہیں ہے
حق تھا القیاس نیت (ذیل)

اور جو شخص تم میں سے آزاد و دوسرے کو قتل نہ کیا کرے
کہ طاقت نہیں رکھتا تو دوسرے کو جان باندھیں میں سے
کسی سے نکاح نہ کرے جو تم میں سے کسی کی ملک ہو۔

بظاہر اس بات میں دلالت کرتی ہے کہ باندھوں سے نکاح کا حجاز
اکثر محضات سے نکاح کی طاقت نہ رکھنے پر مطلق ہے چنانچہ ہم شافعی
کے متعلقہ نے اس مسئلہ کو اختیار کیا ہے لیکن دینی زمین کے
بایک میں حضرت شافعیہ کو اس میں کہ تجویز باقی و مفرود
دہندہ کے اطمینان کی غرض سے ہے اور اس فرض میں مفرود قیام
و دونوں بلا برہین ہاں ہیں کی ضرورت اکثر مفرود اور کاتب کے
موجود رہے ہونے کے وقت میں پڑتی ہے کہ کلام طور پر قیام کی
حالت میں کسی بدعت ہے کہ اگر لوگ اپنی پوری سادہ کتے میں
اور معاملہ دست بدست کرتے ہیں اور فلس لوگ دستاویزات
اور شکات کنند چنانچہ لوگوں کو دینی مگر سفرین مالدار لوگ
بہی خالی اہم صفت میں اور چہ کاتب اور دش بھی کیجا بدست میں
اس لئے ہیں کہ مفرود باقی نہ ہند اس لئے کہ مفرود عدم ہو جو
کاتب کیساتھ طواہر مطلق نہیں ہے کہ کسی کو اگر کسی کیساتھ قیہ دینی
بالطریق من قبل ہر طلاق باہمی مطلق ہوتی ہے کہ احکام اللہ
ان کی ضرورت کے دیباہی مفرودی ہے اور یہ ایسے ہی ہے جیسا کہ
چراغ اہل کاتب کے وقت کرتے ہیں اور اس کا سبب تاریکی کا
پیدا ہونا خیال کرتے ہیں نہ صرف وقت شب کا ہونا اور اس میں
اگر ہم کسی تنگ و تاریک مکان میں ہوں تو وہی کے وقت ہم پہلے
روشن کرتے ہیں اور اس روشنی کو حصول اہم صفت نہیں خیال
کرتے اور چہ دوسری رات اکثر حرکات و سکنات میں چارن کے
بہتر گفتاویں۔ چہ چارن نہ جلائے و لون کیلئے مفرودی نہیں سمجھتے
اسی طرح قصر نماز کی علت اتفاقاً و سادہ است بلکہ کرنے میں

اوقات کا صرف کن، اندیشہ بدیہی کا یہی اور استقامت و اذیت
 کیونکہ یہ امر بلاشبہ عبادت میں تکلیف کا علامہ نہ کہ تپا ہے اتنی بات
 میں امن اور خوف کی حالت پر ہر بہت سہل ہوتی ہے، میں اپنے خفقان کی
 خبر دے گا شاید یہ نہیں ہے کہ اگر خوف ہو تو وہ مایوس نہیں ہوگا، بلکہ اگر
 فائدہ بہت ہو سکتا ہے جو کہ فرستے ہو اور اس پر ہر بہت سہل ہوتا ہے
 غرض کہ میں اپنے کا خوف مسلمانوں کے لئے پریشانی کا موجب ہوا
 اور اس کے لئے خدا تعالیٰ پر ہر بہت سہل ہوتا ہے جس طرح میں کہی کہ میں نے
 کہتے ہیں، صوفیوں کو دشواری کا اندیشہ محسوس ہوا، انہوں نے اپنے
 دامن بامبارک کو تو تھامی چھو نہ کہہ سکتے ہیں، درجہ عبادت
 دیکھ کر کیا عجب میں آتا ہے۔

اس اندیشے کے جواب میں فرمایا کہ اگر کفار کا خوف دل
 میں رکھتے ہو، اور اس سبب سے گناہ میں واقع ہو جاؤ گے، اندیشہ
 ہے تو ہم نے اس اندیشے کا سبب پیغمبر کی تعلیم بتا دیا، یہ کہ
 نماز کو سفر میں بھی شریعت کی اطاعت میں ہی نہیں ہر بہت سہل ہوتا ہے
 میں نے چار رکعت والی نماز کو قلم کرنے میں ہی کوئی گناہ نہیں ہے۔
 اس طرح باندیوں کے ساتھ نکاح اور آزاد عورت
 کے ساتھ نکاح کی حالت نہ رکھنے میں کوئی تعلق نہیں ہے نہ محبت
 اصل سے جہنم میں بھی جو حقہ آزاد ہو یا باندی مرد کیلئے پیدا کی
 گئی ہے البتہ کفر و اسلام کے اختلاف کی محبت نہ کہ مرد و عورت
 محبت کا جو خاص معاملہ نکاح کی اصلی فرض ہے جس میں ہر بہت
 کہ اس عدولت کے ساتھ کہ عورت ہونے بہت ہو جس معاملہ
 عدولت میں نہیں ہو سکتا اس پر نظر رکھتے ہیں کہ سیکھنے کے دونوں
 طرف کی حد میں نہ ہو کہ میں نے اس پر نظر رکھتے ہیں، سیکھنے کے
 ہر کہ کہنے کے بارے میں بندوں کی دہلیز کیلئے فرمایا ہے تو وہ عدولت
 کا قسم میں ہے نہ کہ عدولت کے قبیل میں ہر کہ کہنے کا عیب اندیشہ
 اگر کافر ہو تو عدولت کی جانب پر تھکے کہ چاہے سیکھنے کے بارے
 میں ہر بہت سہل ہوتا ہے کہ عورت کی طرف سے سیکھنے کے بارے میں

بجوت پر داد دے، چاہے اس امر پر کہ یہ مسئلہ کی تکلیف در
 عبادت است۔ در اس قدر حالت امن و خوف مساوی
 است۔ اندیشہ محبت و عقیدہ ان جملہ خفقان نہ ہیں
 بلکہ کہ اگر خوف نہ ہو تو وہ جو تکلیف ہے۔ بلکہ اگر باشد
 یہ باشد کہ اس پر زور و امن کی شہادتیں ہیں در احوال
 عبادت خوف کفار، عیب و احوال شد و تا بنور نما ہر بہت
 مقدور ہو کہ در سیکھنے کے بارے میں اندیشہ محبت بدل
 آمد۔ چاہے خود گفت باشد کہ نہ نماز نہ شستن است۔ ہر بہت
 دیدہ بیدار چہ پیش آئے۔

بجواب اس اندیشہ فرمود کہ اگر خوف کفار بدل واریہ

و دینی عیب اندیشہ و کفر و گناہ است تدبیر اس اندیشہ
 پیشتر کہ در ایمان و سیر میں حالت شریعتی اور میں
 حضور و اندیشہ ایمان و تقصیر نہ ہر بہت سہل ہوتا ہے

بچنے و درجہ تکون نشان بندہ ایمان و عدم ملوک و
 و استقامت نکاح شریعتی علاقہ نیست زنی از اصل
 ہر قسم کہ باشد ہر مرد آفرینہ شدہ و صحت جنکات
 کفر و اسلام میں معاشرت کہ غرض اصل از نکاح است
 متصور نیست کہ باہر اس ساقی معاشرت و حسن معاشرت
 مجمع متوال شدہ، بچہ ایمان گفت، تر من طریق کہ
 اصل نکاح است ہر بہت سہل ہوتا ہے، باقی آن چہ
 در بارہ کفر و ایمان و نکاح فرمودہ اللہ قسم نیست
 نہ از قبیل عزیمت۔ باز نکاح و عیب کفر اگر عام میشود
 بجانب زنی نہ شود کہ فراموش کفر از خود گردید و عبادت
 نہ بجانب مرد کہ از فراموشی در علوم و عبادت و غفلت
 و عیب است کہ گویا کفر و عبادت نکاح با غیر

حکمت گردود. قیود مذکوره منصوصه قرآنی بدیه اولی اینکه
بیطریق فروش ترانان بطریق مذکور علت احکام منصوصه
نحو چیست بدیه اول قیود مذکوره افزوده خدا تعالی
اند. و قید عند الذلّه قید فروده بعضی مفسرین دوم
قیود مذکوره بوجه دلالت بر تعلیق اشبه با علت اند و
قیود عند فقره ظریف زین است که اکثر ایضائی را تراشه
در طبیعت بنا.

پانچونہ ماہی اسکام شرمہ احمی صلت و حرمت و طہ و
و اوصاف علی ملال و حمام کاجم اتقباد طلیت و
معنویت بود و چون نباشد کہ کلام شری است کہ آنا
موشر نہ بود است . و ای کہ موشر ہمارا طلیت
باشند نہ غیر .

مذکورہ ہیں، اطلاق حکم پر حکم و اطلاق حکمت ہیں
وہ نظر میں نہیں کہ متباعد است۔

تفصیل این اوراق حکم بر حکم
واعلاق حکمت برین دین

خدا حق این فرق بین ادراک و ادیان را ندانست - اگر
بین ایشانین ملاقات نکرده بودیت نبی داد اندر علت
حکوم بر حقیق است و معمولی حکوم بر حقیق در دین غلط است
شعرا حکم میسر می شود و نسبت فیما بین نسبت یکسره حقیق
و اگر بین ایشانین ملاقات طاعت و منسوبیت نیست

تو حرمت بھی علت کے ساتھ بدل جانے تو مذکورہ قیود منقولہ
قرآنی ہر درجہ اولیٰ بلکہ خارجہ میں طور مذکور کے ساتھ اس سے
غیاہ طور پر حکام مطہر کی علت جو جانی ملک کی کہ اول
مذکورہ قیود خداوند تعالیٰ کی ہر معانی ہوتی ہیں اور عند اللہ
کی قیود بعض مفسرین کی ہر معانی ہوتی ہیں۔ وہ شریعت مذکورہ
آیود تفسیر پر دلالت کرنے کی وجہ علت کے ساتھ زیادہ شباب
میں اور عند اللہ کی قیود صرف طرف ثنائی ہے کہ زانی اور تری
کو جانی ہے۔ ذکر غیبیہ کہ

بجائے احکام بشری میں طاعت و حرمت وغیرہ اور
حلال و حرام چیز کے اوصاف کے درمیان مغزوری طبعی طبعیات
اور مسنونیت کا راجح رجحان ہے اور کیوں نہ ہو کہ مکرم ایک شہنہ
کرامت کے لئے عورت کا ہونا ضروری ہے اور جس منہم ہے کہ عورت
وہی طاعت کیلئے ہے نہ کہ عورت کی۔

علاقہ بین حکم پر حکم کا اطلاق اور اس میں ہر حکمت
کا اطلاق اس ربط پر نظر رکھنے کی وجہ سے۔

حکم پر حکم کے اطلاق اور اس
دین پر حکم کے اطلاق کی تفصیل

حققی اور اس فرقہ کے پیسنے کی علامت ہو کر رہی بلکہ کھانا
لاواک ہے مگر دونوں چیزوں کے درمیان کدہ معلق و دولت
رکھنا ہے تو حکوم ہدایہ کی صحت تحقیق ہے ورنہ ان کو جو تحقیق
ہے کہ شریکی، صنفی میں جو کچھ کے ساتھ دیکھا گیا ہے
اور نہایت فکر کے درمیان بہت تحقیق ہے اور (ملاحظہ فرمائیے)

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰
 ۲۰۱
 ۲۰۲
 ۲۰۳
 ۲۰۴
 ۲۰۵
 ۲۰۶
 ۲۰۷
 ۲۰۸
 ۲۰۹
 ۲۱۰
 ۲۱۱
 ۲۱۲
 ۲۱۳
 ۲۱۴
 ۲۱۵
 ۲۱۶
 ۲۱۷
 ۲۱۸
 ۲۱۹
 ۲۲۰
 ۲۲۱
 ۲۲۲
 ۲۲۳
 ۲۲۴
 ۲۲۵
 ۲۲۶
 ۲۲۷
 ۲۲۸
 ۲۲۹
 ۲۳۰
 ۲۳۱
 ۲۳۲
 ۲۳۳
 ۲۳۴
 ۲۳۵
 ۲۳۶
 ۲۳۷
 ۲۳۸
 ۲۳۹
 ۲۴۰
 ۲۴۱
 ۲۴۲
 ۲۴۳
 ۲۴۴
 ۲۴۵
 ۲۴۶
 ۲۴۷
 ۲۴۸
 ۲۴۹
 ۲۵۰
 ۲۵۱
 ۲۵۲
 ۲۵۳
 ۲۵۴
 ۲۵۵
 ۲۵۶
 ۲۵۷
 ۲۵۸
 ۲۵۹
 ۲۶۰
 ۲۶۱
 ۲۶۲
 ۲۶۳
 ۲۶۴
 ۲۶۵
 ۲۶۶
 ۲۶۷
 ۲۶۸
 ۲۶۹
 ۲۷۰
 ۲۷۱
 ۲۷۲
 ۲۷۳
 ۲۷۴
 ۲۷۵
 ۲۷۶
 ۲۷۷
 ۲۷۸
 ۲۷۹
 ۲۸۰
 ۲۸۱
 ۲۸۲
 ۲۸۳
 ۲۸۴
 ۲۸۵
 ۲۸۶
 ۲۸۷
 ۲۸۸
 ۲۸۹
 ۲۹۰
 ۲۹۱
 ۲۹۲
 ۲۹۳
 ۲۹۴
 ۲۹۵
 ۲۹۶
 ۲۹۷
 ۲۹۸
 ۲۹۹
 ۳۰۰
 ۳۰۱
 ۳۰۲
 ۳۰۳
 ۳۰۴
 ۳۰۵
 ۳۰۶
 ۳۰۷
 ۳۰۸
 ۳۰۹
 ۳۱۰
 ۳۱۱
 ۳۱۲
 ۳۱۳
 ۳۱۴
 ۳۱۵
 ۳۱۶
 ۳۱۷
 ۳۱۸
 ۳۱۹
 ۳۲۰
 ۳۲۱
 ۳۲۲
 ۳۲۳
 ۳۲۴
 ۳۲۵
 ۳۲۶
 ۳۲۷
 ۳۲۸
 ۳۲۹
 ۳۳۰
 ۳۳۱
 ۳۳۲
 ۳۳۳
 ۳۳۴
 ۳۳۵
 ۳۳۶
 ۳۳۷
 ۳۳۸
 ۳۳۹
 ۳۴۰
 ۳۴۱
 ۳۴۲
 ۳۴۳
 ۳۴۴
 ۳۴۵
 ۳۴۶
 ۳۴۷
 ۳۴۸
 ۳۴۹
 ۳۵۰
 ۳۵۱
 ۳۵۲
 ۳۵۳
 ۳۵۴
 ۳۵۵
 ۳۵۶
 ۳۵۷
 ۳۵۸
 ۳۵۹
 ۳۶۰
 ۳۶۱
 ۳۶۲
 ۳۶۳
 ۳۶۴
 ۳۶۵
 ۳۶۶
 ۳۶۷
 ۳۶۸
 ۳۶۹
 ۳۷۰
 ۳۷۱
 ۳۷۲
 ۳۷۳
 ۳۷۴
 ۳۷۵
 ۳۷۶
 ۳۷۷
 ۳۷۸
 ۳۷۹
 ۳۸۰
 ۳۸۱
 ۳۸۲
 ۳۸۳
 ۳۸۴
 ۳۸۵
 ۳۸۶
 ۳۸۷
 ۳۸۸
 ۳۸۹
 ۳۹۰
 ۳۹۱
 ۳۹۲
 ۳۹۳
 ۳۹۴
 ۳۹۵
 ۳۹۶
 ۳۹۷
 ۳۹۸
 ۳۹۹
 ۴۰۰
 ۴۰۱
 ۴۰۲
 ۴۰۳
 ۴۰۴
 ۴۰۵
 ۴۰۶
 ۴۰۷
 ۴۰۸
 ۴۰۹
 ۴۱۰
 ۴۱۱
 ۴۱۲
 ۴۱۳
 ۴۱۴
 ۴۱۵
 ۴۱۶
 ۴۱۷
 ۴۱۸
 ۴۱۹
 ۴۲۰
 ۴۲۱
 ۴۲۲
 ۴۲۳
 ۴۲۴
 ۴۲۵
 ۴۲۶
 ۴۲۷
 ۴۲۸
 ۴۲۹
 ۴۳۰
 ۴۳۱
 ۴۳۲
 ۴۳۳
 ۴۳۴
 ۴۳۵
 ۴۳۶
 ۴۳۷
 ۴۳۸
 ۴۳۹
 ۴۴۰
 ۴۴۱
 ۴۴۲
 ۴۴۳
 ۴۴۴
 ۴۴۵
 ۴۴۶
 ۴۴۷
 ۴۴۸
 ۴۴۹
 ۴۵۰
 ۴۵۱
 ۴۵۲
 ۴۵۳
 ۴۵۴
 ۴۵۵
 ۴۵۶
 ۴۵۷
 ۴۵۸
 ۴۵۹
 ۴۶۰
 ۴۶۱
 ۴۶۲
 ۴۶۳
 ۴۶۴
 ۴۶۵
 ۴۶۶
 ۴۶۷
 ۴۶۸
 ۴۶۹
 ۴۷۰
 ۴۷۱

مذکور و در حق آنکه نهانی باشد این طوطی که این
نار در جزو ساجی از نهای افتاده و یکبار در حبه لافانی
بی فصل نهاده اند. این نیست که فصل بالا منی خلل
انگار که تاثیر اول در حق شود و می دانی که این جا
فصل بالا منی اگر تصور است ضعیف قصه اول
بی آنکه قصه دیگر بدل آن کرده باشد یا تبیین
نیست الله شسوار است چه باغ نبت یا نبت دیگر باشد
که متفاد و بی بود یا فقط عدم التیرید و در صورت
دیگر که سال منی عزم می نماید بود که مستقیم منی
عزم رنج است این صحت با ما نقص نیست
ملاحظه نماید.

باقی ماند صوت اول آں البعد بقدر اسمائین فیہ
طریق داره امنی ایک ہرے تو اس محنت کر کے پانچ منبند
مَا أَهْلُ بَيْتِ مُحَمَّدٍ أَهْلُ
است۔ لیکن آج اگر نظر فائز و خدو مشائخہ کہ علت
حرمت نیت لائی ہو کہ انہوں اول و غیر انہوں و متنبہات
جو پہلے آں نیت تبدیل ہر تائی شد معلول اول نیز قبل
بہ معلول ثانی شد زیرا کہ علت یا معلول دست و
گرمیاں باشد۔ خصوصاً در صوت تساوی۔ علت
اگر جو دی تید معلول ہو دی تید و اگر بعد میرود
بعد میرود۔ مگر ان سفرے ماند ہی نیز مستثنی نام
و اگر متعلق نے گرد آں نیز متعلق می گردد۔ چہ نیت
معلق ایسی ہرے است نہائی غیر قار الذات و دیگر
بزبان می گویند خبری است از ان و علامتی است
بر ان نہ اگر حقیقت ایسانی جبین الفاظ دکلام است

کے تہ ہے کہ اہل مذکورہ اوزمک میں نے اس کا اتحاد سے
اور اتحاد کو اس طرح کیا (اہل اوزمک نے اس کے پاس سے میں
واقع ہوا تو زندہ کو زندہ کے ہزاروں میں کہ اس کے پاس سے میں
چھ کہ جنہی کا فصل اور میں نے اس کے پاس سے میں
ہو اور تم جانتے ہو کہ میں پر اگر جنہی کا فصل تو ہے تو
پہلے اس کے فوج کے ساتھ میرے دو سہ کا کہ اس کے
جسے کہ کہ اس کے فوج کے ساتھ میرے دو سہ کا کہ اس کے
میت کو ختم کر دینا تو وہ میری نیت ہو کہ اس کے
مقتاد ہو اس نیت ہی نہ ہو اور میری نیت ہی
پہلی نیت کا فوج ہو کہ جو کہ اس کے فوج کو مستلزم
ہے۔ یہ وہ نیت ہے کہ اس کے فوج کو مستلزم

ہوئی رہی کہ صورت تو وہ ایسا ہے نہ کہ کھٹکے سے خلق رکھی ہے جس کا ظاہر ہو کہ کھٹکے کا یہ چاروں پہلو
مَا أَهْلَ بِهِ بِتَعْلِيلِ اللَّهِ
 ہے۔ لیکن جو لوگ گہری نظر رکھتے ہیں وہ دیکھتے ہیں کہ صورت
 کی علت پہلی نسبت تھی کہ اللہ کے ذریعہ پہلے تو دوسروں کو
 متنبہ کر دیا تھا کہ جب وہ نسبت دوسری نسبت سے جلی گئی
 تو معلول اول ہی معلول ثانی سے تبدیل ہو گیا کیونکہ علت
 معلول کے ساتھ دست و گریباں ہوتی ہے تاہم خود یہ تسلیم
 کہ صورت میں حالت گدردہ تھی۔ آتی ہے تو معلول میں وجود
 میں آتا۔ چنانچہ اگر علت ناجوہ جو جاتی ہے تو معلول بھی ناجوہ
 ہو جاتا ہے اگر علت مسلسل رہتی ہے تو معلول بھی مسلسل رہتا
 ہے اور اگر علت متقطع ہو جائے تو معلول بھی متقطع ہو جاتا ہے کہ کوئی
 نسبت ایمان کا نام نہ ہو کہ نسبت امر ہے اور یہ جو ایمان سے
 منع کرنے میں تو یہ نسبت کا غیر ہے اصل نسبت کی نشان دہی یہ

حرف لازم آید کہ مومنان ہم وقت تلفظ اذکار اسلام
 مومن و مومن باشند و در باقی اوقات مجسّم
 گفتار بچنین تلفظ بایسم الله وقت ذبح خویشت
 کہ امر سوی و معنی است بآن کہ سوا اهل لفظ
 بآن امر مسمی بر کس و ناکس پند نمی برد و ماعتدا
 سلیم لفظت از بعضی عداست چنانست باخند یکی
 این قسم و حالات او را حق بر کس و ناکس نمود نیست
 دوم بر وقت و عداست خدا برین اطلاق براسما یعنی
 تکرار شدہ لفظات و نام غیر وضع کردند حق وقت
 ذبح بسم الله تکرار و اذکار و تکرار را حاکم نشانیاید
 و چون پاس یک کس بر امر اذکار یعنی آدم غالب نتوان
 شد و در جمیل هر یک که دعوی بر اقبال کند حق هر
 بود و حق ذبح نیز با آنکه پیش درست بود و در حقیقت
 و چنانکہ یک شایع و دعت بدست عداست مذکور
 بنی آدم و اذکار و در رجائیان کن رتبی باقیان
 گردانند

دوم برین موقوف و بر فعل کہ بر نیت عمل مسم
 دست سرائی بیان از کلام سابق دریافت باشد الغرض
 چنانکہ اصل مسمو حضور دل است یا از بعد موقوفت
 مسمو از قیام و قصد و کثرت و تکرار وقت و چنانکہ
 اصل حالت زمان نیت اند باشد تا هم بر دست موقوف
 نیت ذبح مسمو عداست موقوف و در هر ستمو آن
 نیت شود کہ ازین نوع مقصود است

این بر کثرت شد و بنیت ذریب خلق و و باقی ماند
 ذریب شایع و ناگه بر بنیان موقوفت این قسم نیست
 چه حال کثرت مسمو شایع و نام پاک رحیم الله تعالی

کہ بیان کثرت نیست این صفا و کلام چه در لازم آید
 کہ مسمو و کثرت اسمی کلامی کلامی کلامی کلامی کلامی
 چون در باقی اوقات میں مجسّم کلامی کلامی کلامی کلامی
 وقت بسم الله کہ در زمان کی نیت نیت کلامی کلامی کلامی
 مسمو دل کی نیت کے اظہار کیلئے اور کسی لفظ کی طرف کوئی توجہ نہ کرنا
 اگر چہ سلیم لفظت عداست بعضی حالات میں پکارت ہے لیکن اس قسم
 کی در حقیقت نیت تو بر کس و ناکس کہ حق میں مقید نہیں ہیں۔ در حقیقت
 بر وقت ذبح کی نشانیاں باطنی مسالمت و اطلاع کا باعث
 نہیں ہو سکتی۔ لہذا علامہ نے ایک نام فہم قانون وضع کیا کہ نیت
 ذبح کے وقت بسم الله کو شرط قرار دیا تاکہ دوسرا کوئی توجہ نہ کرے
 نہ کہے اور جب ایک آدم کا کلام تمام ہو تو آدم کے کہنے پر غائب
 نہ ہو سکا اور ایک کے کہنے پر غائب نہ ہو سکا اور باقی کوئی نہ کہے
 حرام ہونے کی وجہ سے ایک کی طرف توجہ نہ کرنا کہ نیت کے
 حق میں ہی اسکے باوجود کہ کسی نیت درست ہو حرام نہ تھا
 و جمیعہ کہ یہ کہنا کہ نیت کے ایک گواہ کو کلام نہیں
 آدم کے کہنا کہ نیت کو بیان بھی اس شخص کو باقی نہ تھا چنانکہ
 اس کے علاوہ ہر فعل کی موقوفت ہو کہ نیت کے کہنے
 روح کے کہ نیت میں کہ نیت ہے چنانکہ نیت کے کہنے معلوم کرنا
 جو کہ غرض ہے کہ جمیعہ کہ اصل نیت کی صورت ہے کہ نیت
 باقی ہر اکرام مسمو قیام محمود و کثرت آدم کو کہ نیت
 بزرگ اسی طرح کہ اصل و کثرت کی نیت ہر اکرام پھر
 یہ کہ نیت کے کہنے کے نام کے نام کے ساتھ ذبح کرنے کی موقوفت
 نہ تاکہ بدن آدم سمجھ کر اس نیت کی کو پیہ آئیں جو اس قسم
 سے مقصود ہیں

یہ سب کچھ کہ کلامی ذریب عمل کی بنیاد پر کیا گیا باقی را
 شایع و ناگہ ذریب تو اس کے ذریب کی بنیاد پر توجہ بات کا بھی
 موقوف نہیں کہ کلام شایع اور کلام پاک رحیم الله تعالی

مترک التیہ را عمدتاً ترکیب کرده باشد پس با دلیل
صحت واضح بر آنکه علت علت و حرمت همان نیست
است نه او شال و تلفظ تیسیمه وقت ذبح دلیل است
بر آن خبر است از این که اصل علت تکلف تلفظ است
و حق را در آن دخل نیست نظر بر این واضح است که در صورت
تجدید و تیسیمه نیز اگر تلفظ کند یا نه کند ذبیح حرام
باشد چه بنائے علت ذبیح منکر اگر چه عمدتاً ترک تیسیمه کرده
باشد تیسیمه بود که اثر تیسیمه را اقرار و بر کار او ظاهر است
بعد جهات این دلیل اکنون چه حاجت است که از تلفظ
استقرار تحقیق کند یا این علامت حال باطن چه سند مگر
چنانکه این طرف و منح و دلیل عام درباره اطلاع بانی التیسیمه
کافی شد ضرورت علامت خاص یعنی تیسیمه نیست و همچنین
بطرف مثبت نیز همین وضوح بانی التیسیمه کافی باید رسید
و از علامت خاص یعنی تیسیمه خدا نباید پرسید که اول
تسبیح تلفظ بود شهادت قرآن مسموع نمی تواند شد
چنانکه گذشت.

و در میان خبرهای واقی احوال حفظ مطابق نیت مضبوط
نشد چنانکه سیر در خارج خبر غفلت و واقی احوال تلفظ
نام خط و تکیه نیت نیز باشد باشد چگونه مضبوط باشد
مطابق و بی خبر را در خارج مصداق باشد که مطابق
و در مطابق آن میار مصداق و کتب است و بهر این
مطابقت و نام مطابقت هر دو است که نام نیز از خبر مضبوط
خبر و بهر این نام و در است که نام مصداق و در
از علم مطابقت سابق باشد و در این خبر مضبوط که در
کتبها علیهم السلام البیضا

۱۰ جو کہ حق فراموش نہ ہو۔

معرکۂ اشریہ جانور کو حلال کہنا خواہ جائے کہ رسم اللہ تک کیلی
 یا بھراں کرنا سات کی وضاحت دینا ہے کہ حلال اور حرام کی حاکمیت
 ایک نزدیک ہی نیست ہے اور ذبح کے وقت رسم اللہ کا پڑھنا
 اس کی ضرورت نہیں اور اس کے متعلق خبر ہے نہ کہ حکم کی حاکمیت
 اور اصل رسم اللہ کی ضرورت ہے اور سختی کو اس میں دخل نہیں
 ہے۔ نظر بریں و اشریہ کہ غیر اللہ کی نیت کے قتل میں منظور کی
 صورت میں رسم اشریہ نہیں پڑتا۔ میں نے یہ عرض کیا کہ اگر
 مسلمان کے ذبح کی حاکمیت کی بنیاد اگرچہ اس سے پہلے کہ رسم اللہ
 پھوڑی ہو کر ہوئی کہ تو حرام کا اثر اس کے پر کام اور قرار سے
 ظاہر ہے۔ اس دلیل کی شہادت کے بعد اب کی ضرورت ہے
 کہ غلطی کے متعلق حقیقت کی خبر معلوم کی جائے۔ اس علامت سے
 باخبر کا سالہ و چھ برس گزر گیا کہ اس طرف عام دلیل کی وضاحت
 کافی تھی کہ اگرچہ اس کے بارے میں کوئی امر اور خاص حکمت
 میں رسم اللہ کی ضرورت نہ پڑی اس کی وجہ سے اس کی وضاحت
 کی اسی وضاحت کو کافی کہ جو بنا پہلے ذکر تشریح کی شہادت کے بعد
 آتش تو رسم اللہ کی نیت کی ضرورت نہیں جاسکتی کہ یہ ایک حاکمیت
 اور رسم اللہ کے واقع کے کوئی جب غیر حاکمیت کے متعلق غلط
 خبر دی نہ ہو یہاں تک کہ اس واقع کے خلاف خبر دی نہ ہو
 کے نام کا غلط حکم نیت غیر اللہ کی ہو کہ اس طرح خبر دی نہ ہو
 علاوہ خبر کے لئے خارج میں ایک مصداق کا نام سے خبر کا
 مصداق یا یہ طریق حق صدق و کذب کا یہ سادہ اور مطابقت
 اور غیر مطابقت کا اعلان کیا جائے۔ یہ ہے کہ اگرچہ عام خبر سے
 جو خبر اس میں خبر یا خبری ہے کہ اس کے متعلق نہ ہو کہ اس کے
 علم و حاکمیت کے علم سے پہلے اور تین حاکمیت کہ رسم اللہ کی خبر
 کی خبر کے علم سے پہلے اور تین حاکمیت کہ رسم اللہ کی خبر

بکہ آفت طغیانی کے اندر ملت انسانی کے یہاں لاکھ کام
 بھی کیا ہو گا اور ہرگز ان خبر کے لئے بھی ہرگز نہیں ہے
 جو کہ نیت کیا جاوے۔ نہ ہی پہلے نیت کے قائل کا علم ہو کہ
 مطابقت اور غیر مطابقت کا معیار جو ہلنے کی نیت دلی اور
 باطنی ان میں ہر مطابقت میں سے ہے کہ اس نقطہ پہلے ان
 کی دولت کے لئے طالع بدیل میں آسکتی ہیں یا نہیں ہے کہ تم
 نے جان سائی ہو کہ قرآن و مفسر ہم شمس انقلاب کی صورت
 جو آیت کا اعتبار ہو گا کہ ان کے انہوں نے
 خلکو و تباراؤ کہ انہوں اللہ علیہ و آلہ
 حکمت ربانیت ہو مبین

کلمہ و متنا ذکر اسم اللہ علیہ و آلہ
 کلمہ قرآنیہ ہو مبین
 فریضہ و غیرہ میں شمس و غیرہ ماحول نگاہ مذہبی و
 الامری ہر وہ اند

مذاشر ایہی است کہ اگر شما را علم ہو کہ تمام خلا
 ذیہ حاصل شود و نہ دوش باطنی یا کتب یا کتب باقی حق علم
 و مدہ علم خود یا باطنی ہو کہ وہ حاصل کی شود۔ و جو سواد
 اور علم حق نظر ان کی گرفتہ ہوا میں ہم است کہ کہ یہ
 ماحول ہے کہ انہوں پر مدہ علم انہوں کے اس ماحول
 و باطنی ماحول است مثل کاج و غیرہ و علم باطن یا باطنی
 مدہ کفر و دوسری است اولیٰ اہل کفر یا باطنی و اگر علم
 دوسری نہ ہو کہ نہ از دوسری و محبت نہ پایہ و اگر
 علم باطنی نہ ہو کہ نہ از دوسری و محبت نہ پایہ و اگر
 جو ماحول خود انہوں کی کہ انہوں ماحول باشد کہ اہل کفر
 ذکر نام حاصل شدہ باشد۔ مگر مصداق ذکر مصداق
 مذہب نامی و شافعی ہمسایہ و کفری است و مفسرین کی
 انہوں انہوں کی اہل کفر است کہ ہر مدہ تر از ہمہ سادہ
 ہا ہی ان۔

بہر حال کسی کے فریضہ کا کھانا اس وقت ملاں ہو گا
 کہ خدا کے نام کے ذکر کی اطلاع حاصل ہو گئی ہو کہ نہ کلامی
 باطنی اور شافعی مذہب کے اشارے کے مطابق دینی قلبی ذکر ہے
 انہوں ذکر ہی کا ہم انہوں کے نہ یہ نقطہ انہوں کے انہوں
 کے اسباب میں سے ایک سبب ہے کہ اس اہل کفر کے سادہ انہوں
 میں سے تمام سادہ انہوں

بکہ آفت طغیانی کے اندر ملت انسانی کے یہاں لاکھ کام
 بھی کیا ہو گا اور ہرگز ان خبر کے لئے بھی ہرگز نہیں ہے
 جو کہ نیت کیا جاوے۔ نہ ہی پہلے نیت کے قائل کا علم ہو کہ
 مطابقت اور غیر مطابقت کا معیار جو ہلنے کی نیت دلی اور
 باطنی ان میں ہر مطابقت میں سے ہے کہ اس نقطہ پہلے ان
 کی دولت کے لئے طالع بدیل میں آسکتی ہیں یا نہیں ہے کہ تم
 نے جان سائی ہو کہ قرآن و مفسر ہم شمس انقلاب کی صورت
 جو آیت کا اعتبار ہو گا کہ ان کے انہوں نے
 خلکو و تباراؤ کہ انہوں اللہ علیہ و آلہ
 حکمت ربانیت ہو مبین
 کے تمام فریضہ ہو کہ شمس کے نام کے فریضہ کو کمال کیا
 ہے وہ تحقیق میں مشکل ہے کہ نہ کسی میں ہو

شدن کی مراد یہ ہے کہ اگر تمہیں دیکھے کہ خدا کا نام پڑے
 کا علم حاصل ہو جائے تو اس کے کلمے میں بدل بھی کہ اپنا ہے
 باقی علم ہو کہ انہوں کا مال پہننے خود کو یا اس کے اس طرح حاصل
 انہوں کے اور کہ انہوں کی دوسری بات یہ ہے کہ انہوں کے
 انہوں کے ہمہ کے تمام ہر وقت میں تمام ہر باطنی کلمات ہر
 کے ساتھ انہوں کی انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے
 انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے
 سادہ انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے
 یہ سادہ انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے انہوں کے

بہر حال کسی کے فریضہ کا کھانا اس وقت ملاں ہو گا
 کہ خدا کے نام کے ذکر کی اطلاع حاصل ہو گئی ہو کہ نہ کلامی
 باطنی اور شافعی مذہب کے اشارے کے مطابق دینی قلبی ذکر ہے
 انہوں ذکر ہی کا ہم انہوں کے نہ یہ نقطہ انہوں کے انہوں
 کے اسباب میں سے ایک سبب ہے کہ اس اہل کفر کے سادہ انہوں
 میں سے تمام سادہ انہوں

و مخلص ملک کے رونق و زکری کی خشک ہے کہ مگر زیادہ
تقدیم و تریا و اول افراد میں سے قسب و گزشتہ اور ایرانی ذکر حاضر
و سیر ہے۔ یاد ہے کہ محمد بن عبد البر ذکر کہ مفسر سے کہ قسب
ذکر کہ چند جیسار کہ اس کا نام مبین باقت ترجمہ اس پر گزشتہ
چند عام قلم و قلم بن کہ قسب اور فی دستانہ ترک و غیر مینہ ترک ہر
مکان میں ذکر اس کو کہ گزشتہ کہ قسب بن کہ قسب پر ولادت
ہے کہ ذکر کہ قسب سے کہ قسب کہ بہتر مفسر کہ زیادہ اس ہے
پس مگر ذکر قسب پر ذکر اس کی ولادت چوٹی ذکر یہ نام اس کی
پیشانی سے مت جائیداد اور اس وقت ذکر کہ بلوک کہ مفسر و مفسر
مَا لَمْ يَدْخُلْ لِرَأْسِهِمُ الْوَلَدُ تَبَيَّنَ
میں داخل ہو چکے مگر

مَا ذَكَرَ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ

کی قسم ہے تاکہ مثال کہنے والوں کو

كُنُوا وَهَذَا ذِكْرُكُمْ عَلَيْهِ

سے نہ کرنے کو کہاں جو باں اگر ذبح کے وقت اس کا نام لیا
تو کھانا، طلاق اور اعتقاد کے اعتبار سے کافرانہ حیثیت سے نہ
ہوتا ہے اس کے بغیر اس کو ہم دیت باجماعت میں داخل کرنا جائز ہے
تیس سو سو جو کہ اس کا جبکہ حدیث میں ہے اس کے نہیں ہیں وہ ہے
ست سو تریس ہفت سو ہے اگرچہ اس میں کتب فقہیہ میں
نہیں ہے اس وقت البتہ اگر (اس) آیت

كُلُوا مِنَّمَا ذُكِّرْتُمُ اللَّهُ

کے ظاہر پر چھپا کر کے اس قسم کے فحاشی کو کہ جو بہت سے خیر خواہوں کی
نیت سے ہوتا ہے، اس بلند خدا کا کیا نام ہو گا کہ اسے شیعہ مذہب کو
کہہ دیں جو تاہم، اگر مگر کہتے کہ اس کی جگہ شیعہ اگر اول نبی ہوتا
ہو تو مسلم کے مذہب میں امور احکام مطلقاً سرتی کی تخصیص

و در آن مشرب علی ذکر کلی مکتب است که اونی و
 انهم افراد آن ذکر کلی است و و گزیده آن بعد از آن
 است یا آنکه بعد از آن که از آن سخن اصلی که ذکر کلی
 بود و آن چیز بود که از آن سخن به یاد شما بد آن است
 عام گردانیده ذکر کلی و آن را به ما فر گرفته اند مگر
 بهر حال علت از آن ذکر بود که سالی بهر حال است
 دوست بود ذکر کلی که بنا بر آن بود که آن را برای است
 پس مگر در آن حال در آن دروغ بر آید این اسم این پیش
 موعودا به شد و احتیاج ذکر این وقت غلط خواهد بود و نمیکند
 مَا تَسْتَعِیْذُ بِکَیْسُ مِنْ شَيْءٍ عِندَهُ
 خواهد کرد و در آن وقت

مَا ذُكِّرْتُمْ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَنْتُمْ خَالِدُونَ

کاملاً را مهال دست آویزی بآیت

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

جو آری اگر تسمیه و تکیه ای الف با حروف و ط با ق حقه
در تاثیر خود و صفت نیست نبودی چنانچه باد و انده
الکرم بدایت انجم حضرت روانه می شد علیه وسلم
ثلث جلد حق جلد و قدر شصت جلد
بجس می تراود اگر چه جمیع این معنی در مقاصد گذشته
آندم البته اگر بخواهیم

كَلِمَاتٍ مِّمَّا ذَكَرْتُمْ اللَّهُ

چسپیده ای قسم ذابح را که نیت بهر غیر خدا است
و بزدان نام پاک و اوقعا چنانچه در حدیث شریف
می باشد اگر محال است گفتند بجای خود بود مگر
اول شخص نبوی صلی الله علیه و سلم امور شکرانه کرده را

آنکه جزای تن نیز حکم میدارد و ده باره غیبه و بکفر نیست و آنکه
بر کسی که باشد کافی است.

دو هم فرق قربانی و غیر قربانی و جایه و بدن و غیر انکام
که بعضی بر فرق نیست مبنی است و علی است و بعضی بر آنکه با وجود
اتحاد صورت و ذوق و ذکر و غیر این فرق از نیست خاسته و اگر
با فرض این باشد تمیز ذوق نیز بهم صفاتی نکات و عطف
و صفاتی باشد باز هم چه سود که نیست را و نکات هم تا بی
است که همه میباشند حدیث

مَنْ كَانَتْ هَجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا أُصَيْبٍهَا
أَوْ مَرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا

وحدث في ظلمة بذات الدين

مولای منی قند و لالیت دارد و منم که صد آتش است
سنت سنیه یا حزنه زنا یا قصدمت منم یا صالمه
بفرح آمد و بگین از منم که بفرح لغو یا تمییل مان
بسته شود فصل است و مجمل حدیث

فَلَا تَجِدُ صُنْعَ جَدِّ ۝

آن است که کائنات و مخلوق و غیره بایست و بی نیست بر مگر
باشد باز و موجب تمام صفت و خلق می باشد. آنکه
در محض نیست هم تفاوتی نمی دهد و فرقی پیدا نمی کند
از کسی که نبوی صلی الله علیه و سلم در ذین صفتی نمی آید و میدان
که در صورت نیست نیز الله این صفت که نیست نیست که چشم
مخلوق خود را که شود که گشت بصحت و انوار الله و جواب است که

اس طور پر کہ ان تینوں کو مذاق میں کہنا بھی حقیقت کا کلمہ کہتا ہے
چشم کے ذکاوت کے لئے کہ نسبت کے تاثر کے طور پر جو نیک بلایں لاتی ہے
دوست پر قربانی اور غیر قربانی اور بھائی اور بہن وغیرہ

احوال کا فرق ہو کہ نہ نیت کے لئے پرستی ہے اس بات پر
 روشن دلیل ہے کہ ذکر و تہجد ہم شدہ اور ذکی کی صورت کے خلاف
 کے باوجود غیر نیت سے پیدا ہوا ہے۔ اور اگر انہیں نفس باطن
 میں نیت کے وقت کا ہم الہی شمع ان اطلاق اور حقیقی کے ہم متب
 ہو جائے تو یہ کہ قائلہ کی کو نیت کو خارج نہیں بلکہ تاثیر ہے
 جس کو سب جانتے ہیں۔ حدیث

جس شخص کی حیرت دنیا کی طرف ہو کہ نہ ہا یسا
چاہتا ہے یہ امر تک یہ کہ اس سے نکال کر اپنی
شدت اس کی ہمت اس کے لئے ہے۔

اور عریض و کثیف بنات لدا رہی (نیز عریض و کثیف بنات لدا رہی)

اولی اس قدر بد دل ہو کر گئی تھی۔ وہ کہنے لگی کہ
کہ سنت سنیں یا نہ سنتے کہنے کیلئے اس صلی اللہ علیہ وسلم کا حالہ موت
کیساتھ بہت کے ارادے سے قومی میں آیا ہو جیسا کہ میں نے بیان کیا
اس لئے اسے جو حالت حاصل کر لیا یا الجناح کی غرض سے جو افضل
تھے اور اس حدیث ۔

ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ

کے معنی میں کائنات اور طلاق دینے کی نیت اور خیریت میں جس سے پہلے کون سا اصل نواح اور جان کے مشابہت کا موجب اور شکر ہو گا۔ یہ کہ نیت کی صورت میں یہ کہ کون سا فرق خود راہیں جو تا کہ یہ بات بگرنی سہل ان علیہ وسلم کے کلام میں کہ وہ غافلہ کے ذہن میں نہیں آتی ہے اور تم نہ سہتے ہو کہ خیر اللہ کی نیت کی صورت میں یہ بات نہیں ہے کہ نیت میں ہے کہ طلاق کی نیت والی

۱۷۰ جہاں اہلحدیث سے قرآن کے ساتھ جانور شیعہ کو ۱۸۰ کے مواقع میں ذبح کرتے ہیں۔ منہم

نیت عملی است کہ فرمان

کَلُمَا مِنْ التَّحِيَّاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا

و بارہ قبول آن صادر شد۔ بالجملہ تسمیہ چیز ہر ایک نیت
بطور نیت تمام نکات فعل ذبح است و فعل ذبح و ق
آن کہ عاقل است بہر آن کہ چہ ضرور خود نیز فعل
است از افعال

نظر و تیز کردہ بیکر | مگر نظر تیز کردہ بیکر تسمیہ سکوس

است۔ نیز مقلبت فعل تیز کردہ

بسم اللہ و سنتہ انما دم از مخرج معلوم از آلات آن
امام بن چنانکہ و اذنی تیز کردہ از تیز کردہ تسمیہ غایب است
و جائی از تسمیہ بالحق کہ ہما نیت تقریب یا نیت قبول
نیت است۔ و پیش خود فیصدہ باشی۔ چہ تیز کردہ از تیز
بالتواتر تسمیہ کہ نام و عتاقی است از فعل فعل کہ لورا بہ تیز
و ضرورتی وصف توان کردہ۔

تیز کردہ حیثیت | و اگر گوی تیز کردہ حیثیت از جہد کردن خون

نفس است کہ از فعل ذبح برآید۔ و مستحق

است و جہد تا ادا فرمیش از خلق توقع توان است۔

جواب | جوابش رہی است کہ اول تیز کردہ تسلیم فی کلم کہ

موصوفہ بہ ہی سنی است و لازم بود کہ مورد

الاقاب بعد کہ باشد خصوصاً و حکم از موصوفہ معلوم ہما وہ

شود۔ و نہ باب کافی شد۔ چہ اوقات دم در کتب خون

متا جا تسلیم اللہ نیست کہ بہ تسمیہ میر نہ آید۔

و از اینجا است کہ اگر تیز کردہ تسمیہ بہر فعل ذبح جانان غنیت

ہم اگر مراد از تیز کردہ ہی است تا ہم چہ زبان۔ ہی وقت

میگویم کہ علت و اہانت اکل فقط بہر تیز کردہ قوف نیست

چیزی و نہ تیز کردہ کہ تسمیہ بہرست گویا۔ اسی اثر کہ

فعلی تسمیہ توان گفت نیز ضروری است ہر بارہ تسمیہ

کہ ہما ہیہ ہما ہیہ کہ تیز کردہ تسمیہ بہر تیز کردہ تسمیہ بہر

کھاؤ تیز کردہ تیز کردہ تسمیہ بہر تیز کردہ تسمیہ بہر

اسک قبولیت کے ہاں سے میں مہار ہما اسل اسم اللہ تسمیہ بہر

چیز نہیں ہے بطور فعل ذبح کے اکت لہذا تسمیہ ہی سے ہے لہ

ذبح فعل اس کے حق میں تسمیہ بہر تسمیہ بہر تسمیہ بہر

ہم خود ہی افعال میں سے ایک فعل ہے۔

نظر کو تیز کر کے دیکھو | اور اگر نظر کو تیز کر کے دیکھو گے وقت

ہر کس نہ تیز کردہ کا فعل اللہ ہے

لہذا ضرورہ مگر تسمیہ ہما اس کے تسمیہ ہی سے ہے۔ تسمیہ بہر تسمیہ بہر

بجیہ اگر تسمیہ جان نہیں تیز کردہ تسمیہ بہر تسمیہ بہر تسمیہ بہر

ہے تسمیہ اللہ کہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

یا قبول نیت کی نیت ہے۔ ہی و نہ تسمیہ خود تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

اسکونکہ لہذا ضرورہ کے ساتھ وصف نہیں کر سکتے

تیز کردہ کیا ہے | اور اگر تسمیہ تیز کردہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

صفت نہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

جواب | اس بات کا کہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ تسمیہ

نام آں اثر نیستا است۔ هر چه خواہند صیغ غلبه تری که
گوشت یا نام دیگر بنده هر حال و گشت نام خدا عز و جل است
تا بیک است ای نام پاک گوشت مذکرت ما میگوید غلبه
مذکر ای امر یا خدا که نیست از عطا می خداوندی است
نه خدا تفریه ایم نه بد و بازی خود از غنا یا گونا گونا گونا
کشیده ایم۔ بالجلد ای کار کار بشارت است۔

باقی اندای که حفظ آن کار است تا حفظ عقل آن نیز کافی
است۔ اما چه بیشتر فصل و قوم و گشت می آید یا بد و هر حال
چون عورت نامت و از تنها تمییز می کند یا بیک شش یا گونا
داشت که اسباب طبعی صیغ پاک نگه داند، نه اول و نه
و نه خنجر و خون و دمی را پاک گردانند و شاد بگویند۔

اثر بسم الله تعالی
بسم الله تعالی
است که نقطه طبیات را تمام نه بگوید
که بعد از اوقات دم که خون از پنجاس
است نه طبیات را گوشت غلبه بدم و آغشته خون را بخند
و نه نترس و پیدا است که قبل از اوقات دم اگر صفت می و
گشت نه خونش به گشت و در دو سه بار کرد و چون غلبه
موت خون را صیغ بود و بی گوشت غلبه شد که به گشت
و بی مانند و موت جدا کرد گوشت و گشت است اگر بسم الله
صدا بگویند و تودگی نه بماند و تری که صحت نه بماند

بالجلد فعل و نه بسم الله و شروع گوشت مذکرت را چند
یک و صاف میگردد که یک قطره هم در درون نمی ماند بگویند
اگر نماند و گشت قابل آن شد که تری که بخورد و مزه و
همه که نگذارد و نه آن نماند و گشت قابل آن شد خنجر
مادیم که بعد گوشت و پوست و اوزار باز مردم تناول شده

میں منور ہے۔ ہاں اس اثر کے نام کے معنی کہ نہ کے بارے
میں نہیں، انتہا ہے، چنانچہ نام کہیں، غماہ اس کو کہیں کہیں
یا کلمہ نام کہیں، ہر حال نام خدا کا تری صیغ کو کلام
کہ بیکت ذمہ کے گشت کہ بیکت بذات یا کلمہ کہ بیکت بسم الله
اس امر کی یاد دلائے ال ہے کہ گشت خداوندی بخشش میں ہے
نہ ہم نے خود پیدا کی ہے نہ اپنے زہد یا زہد سے خدا تعالیٰ کے گودام
سبوت ہم نکال کر بسم الله، بالجلد یا کلمہ بسم الله کا کام ہے۔

باقی عورت بات کہ بسم الله کا نہ سے روانا مطلوب ہے یا مافی
عقل می کافی تری قصد ہے تفصیل کے ساتھ کہ بسم الله کہ بسم الله
مالی و غلبہ کے گشت بسم الله بسم الله سے تری کافی بیکت
کی امید نہیں کہ بسم الله کو کلام بسم الله کو کلام بسم الله
و نہ خنجر یا خان خنجر کا گوشت خون پینے کی بیکت تری خونش

بسم الله بسم الله
والا نہیں بسم الله بسم الله
بسم الله بسم الله

ہے کہ بیکت و تری خونش سے تری خونش بسم الله بسم الله
کاش خدا کل زخم زخم خداوندی بسم الله بسم الله
ہاں بسم الله بسم الله بسم الله بسم الله بسم الله بسم الله
جنب و جنب ہوا ہے، اگر صحت میں خون غلبہ ہو یا بیکت
طبعی گوشت میں لایا بیکت بسم الله بسم الله بسم الله بسم الله
بسم الله بسم الله بسم الله بسم الله بسم الله بسم الله
بسم الله بسم الله بسم الله بسم الله بسم الله بسم الله

بالجلد و نہ کامل مقررہ طور اور خنجر سے سلطان ذبح
کے ہوتے ہاں کلمہ یا کلمہ صاف کہ تری بسم الله بسم الله
بسم الله بسم الله بسم الله بسم الله بسم الله بسم الله
بسم الله بسم الله بسم الله بسم الله بسم الله بسم الله
و نہ دوسری نجات قبولیت کو مانے ہوئی نے خنجر کو کلمہ یا کلمہ

و تنگد مایه را بوج خور و ان قافعات کرده و میزد و با شند
و قشش بین تغذی خورست بود به جلد و هم قشش و آب
باشد چگونگی با و بوج منوع نه بود و یکی پیدا است که
اندرین صحت عات نه نعت قناعت غلبه و گوشت
باشد و گوشت و دیگر حیوانات غیر ماکن انهم را و بدیم
که غنای آنها اصل نعت است البته انفاق زبون دارند و بدر
از سمیت خلقی و دیگر باشد.

نظر بر بی طاعت منافعت آنها نباست قسمی گوشت
نیوزد و تا خوردند اسحاق و میمه که از خوردن گوشت آنها مثل
عروض حرامت یا بدعت بر مزایا خوانده از قدس کرم
یا بار دخواست است و تجربه معلوم البته طاعت منافعت آنها
بود مگر بر چه بمانا باو نباست ظاهر بی اصل گوشت بود
یا قوت کوهها غلات و میمه آنچه آن نیست که به سیری
جدا توان کرد بلکه اتصال باست غم مزید که در حقیقت
براز است بصورت گوشت و هم اتصال قوت تولید
ذکره بدرجه اذال اتصال باه است که بعد مدی خون
را با گوشت حاصل می شود. بی وجه قابلیت ترکیب
یا برکت یا هر چه نام نهند درین مرتبه قوی توان داشت
تا بمش الله خوانند پاک یا مباحک گردانند.

بالمجلس بمجلسه دیگری آمده اصل است و فعل ذبح عجم و
 که نذر می نمود است که نیت را اگر مطلق باشد اصل
 بر تیره باشد و تا بنا بر فعل ذبح نه بلکه مجرد فعل ذبح عنوان
 نیت مکتوبی است و می دانای که نیت بدینا داده از آن

گوشت اند که از آن یکپاخته اند تریت پالاک به بزرگ دریا
کوکنه که کفاله کی دود که در آن گاوین برود آن گاوین
خاست که در آن جوین که یکی طبع در اصل خدای برود به
کیول خست که در آن جوین که یکی طبع در اصل خدای برود به
گوشت که قاری خست که یکی طبع در اصل خدای برود به
چون گوشت طالع نبین که زهره و دیگر که آنی قضا و طالع نبین
خست که یکی طبع در آن قادی خست که یکی طبع در آن قادی
نهاد که یکی طبع در آن قادی خست که یکی طبع در آن قادی

اس علت پر نظر رکھتے ہوئے اس مالدور کی ممانعت
گوشت کی خرابی کی نسبت سے بھی ممکن ہو سکتی ہے۔ یہاں
کو ان کے گوشت کھانے کی وجہ سے شہہ کھانے والے کے گوشت پر
گرم پاشنی خور کی غذاؤں کی وجہ سے حمایت یا برداشت کا فائدہ پہنچا
متعلق ہے۔ تاہم تجربے سے معلوم ہوتا ہے کہ باقی اہل کی حالت
کی علت نہیں ہو سکتی ہو چوہہ اصل گوشت کی خطا ہی کی نسبت
ہو یا بہتے انفاق سمیٹے ہوئے کی قوت ایسی علت نہیں ہو سکتی
تجربے سے اس کو ہوا کر سکیں جو خنزیر کے گوشت کی ختمات کھانے
جو کہ گوشت کی صورت میں وہ حقیقتاً غذا ہے اور نہ کہہ تو یہ کی
قت کا اتصال اس کا اتصال سے جدا نہ ہو کہ اس کو نہ کہہ
غیر گوشت کی ساتھ خاص ہو جائے اس وجہ سے تزکیہ یا پاک
کی تعلیمات یا جو کہ ہم کہیں اس کو علیٰ ہر اس کی قوت نہیں رکھ سکتے
کہ ہم اس کو شہہ کے اس کو پاک یا پاک نہ مانیں۔

ماصل کلام یہ کہ ہم متداس باسے پر حملہ نہ لودے
کا عمل اس کا ہم نہ لے۔ اس بات پر کہ غرض ہوتی ہے کہ
اگر اس عمل پر کوئی نہ لے تو ان ہم ہوتے ہوگا وہ ہم مل دے
نیز کہ وہ نہ لے گا کہ ہم نہ لے گا کہ ہم نہ لے گا

است کہ در احوال غریب و سنگ و گڑگ و بول و برز و بناد و
اندک وقت اضطراب و نسیان و خوف و عدم ملک استعمال این
ناپاکی است اما نسبت نیت بد و نیک وقت اجابت
نیت میں دیکھ کر تیرہ قدری بریت حسی ناپاکی کہیا را
پاک گرداند فقط قسمی تہا نیت ناپاکی را کہ در ناپاکی
بمعارف ہما تہا نیت است چگونہ پاک گرداند و پیدا
است کہ در ہما اھل پہ بلکہ و ہما اھل پہ
بغیر اللہ حسی و قہر ہر باشد از نیت تقرب اللہ
و از نیت تقرب فی غیر اللہ باشد از تہا فقط قسمی خدا
و غیر خدا کہ در تصدیق اعطاء مدح و ثواب خود و دشمن
کہ در حق ہم دامن متاع شود و حاصل در کہ

آسی خلق حک کہ مری است مری و منافق از ہم جنسند
آخر پیوستہ یعنی نیت نیک و بد کہ نیز ایست است مری و
انصاف را در احوال فعل است و جو مدخل فصل و شخص و
جنس و نوع و اتصال است تا از ہر اتصال قصص و موقوف
کے پیوستہ کہ در وقت توان کہہ گر این قسم اتصال
مخالفت چنان نیست کہ سواد رجوع و تبعیلی نیت زانی خود
و بدتر بر کہ مطلق مطلق را از نیت جنس پاک و صاف گرداند
و پیدا است کہ مراد از طاعت حد احوال میں مطلق کہ
است خواہ از اول باشد یا بیچ و خرا و برہمت ہند
یا ہر اجابت تکمیل استعمال حاصل آید اندکی صورت
چنانکہ ای انصاف یک جانب خود را کہ پاک است
چنان کہ حق و بیچ میگرداند کہ اگر نیت نیک است خود
مرام و الطاف میگرد و اگر نیت بد است موجب عطف
و عذاب بچنان طرف ثانی را کہ ملوک است مری و
گرداند اگر نیت نیک است گوشت آن ملوک و مری

کہ بری نیت کی ناپاکی اس سے زیادہ ہے کہ غریب پر ہند کے اند
بجانب نیت کے گوشتوں خود بول و بناد میں رکھدی ہے کہ اضطراب
نسیان اور بول و بناد کے واسطے کہ وقت ان ناپاکیوں کا
استعمال نہایت ہے لیکن بیچ کی کسی وقت اجابت نہیں ہے پس
جس وقت سبھا شد کی نیت پاکہ فی حق ناپاکیوں کو پاک نہیں
کرد کہ تو صرف ہم اسکا تہا فقط ناپاکی نیت کو ناپاکی میں اس
سے کہتے ہی دے زیادہ ہے اس طرح پاک نہاں سکے اور ظاہر
ہے کہ ہما اھل پہ بلکہ و ہما اھل پہ لغیر اللہ جنس و
فج جو کہ مری جو تقرب نیت کی وجہ سے اور تقرب فی غیر اللہ
کی نیت کے باعث ہو کہ صوفی اللہ اور غیر اللہ کے نام کے خلاف
کہ در حق ہم دامن متاع شود و حاصل در کہ

پہ کتہاں ہی اس میں تہا نہیں کہتے ہر یک کا حال
ان حک کا خلق جو کہ یک مری و احوال فی امرت اپنے
ہم جنس سے تا تقرب نیت نیک و بد کی نیت نیک مری امر
ہے ہوا صاف کو اس میں فعل نیت کے بغیر ہے جیسا کہ فصل و شخص کا
و جنس و نوع میں خود اس کے ساتھ ایسا اتصال ہے جو کہ تہا
کے اتصال کا ہی کہ ملوک کے کہ وجہ سے اپنا کام ہمیشہ نہاں ہے
گرد اتصال و مخالفت کی تمام ایسا جنس ہے کہ نیت کی تبدیلی
اس سے ہوتا ہے کہ نیت نیک ہو اور کسی تہا سے ملوک خلق کو اس
ناپاکی سے پاک صاف کر دے اور ظاہر ہے کہ اعمال میں طاعت کا
سامان ہی طاعت کا خلق ہے۔ خواہ اول سے حاصل ہو یا بعد و
شرائع ہمیشہ طاعت حاصل ہو یا ہر اجابت کے استعمال سے
خدا اپنے حاصل ہو جائے میں صحت میں ہے کہ ریاضات اپنی
یک جانب کہ کہ کہ ہے اس میں اچھا اور برابرا ہے کہ اگر نیت
نیک ہے کہ ہر ایک ملوک و غنائوں کا خود ہو جائے کہ اگر نیت
بد ہے تو ہر اور عذاب کا مستوجب بنادیتی ہے اس میں طاعت ثانی
کو جو کہ ملوک ہے اچھا اور برابرا ہے کہ اگر نیت نیک ہے

گرود چنانکہ در قربانی باشد و اگر نیت بدست گوشت
آن را حرام سازد و این صحت همان است کہ ماہ
پہ تحقیق آن ہستیم۔

بالجہ نیت مانتا مال ملوک ممانی است و منی کہ از ان
نیت است حاس ساری میگردد و چون نگردد کاسکام و آنقدر
ذاتی اضافت بمی اصل اضافت قیام بمی شیشی حاصد۔
لاری جہت منور است کہ آنقدر نیت متعلقہ بمضاف ہر
صاحب ساری کنند زیادہ ازین اگر دین باند مسلم را لم
و گرای و قدر بطول انجامد باین جہد در سال کہ دوبارہ ترویج
و قسم نہ ام این بحث را فاش گان و ششام اگر ہوئی باشد
دعا نهای باید دید۔

و حیدر قیام عند الذبح اگر نیت نیت است
و اگر بقریات گذشتہ بقریہ مذکور

شکرانی قیام عند الذبح نہ آن است کہ مطلقاً ما اہل پہ
لغز یا لہ فہمہ اند کہ فرض ازین قیام از انان است
کہ مطلق نہبت جالہی نیت اخیر شد کہ توفیق بر خالی توبہ
کردہ باز گردیدہ باشد کہ اندر بی صحت آن جانہ بعد
ذبح طلال خواہد شد و نیت اولی اصلہ باقی خواہد ماند
ما فرض ازین قیام بیان واقع آن نادر است۔ چنانچہ
تیمود مندرج آیات مسطورہ انی

و ان کنت علی سقہ
و غیر ما نیز من استندہ جہیں قسم دارند چنانچہ بیشتر

مطابقت قول شاہ عبدالعزیز در بر تہریم فیہ
و دیگر مفسران

و جالہ کا گوشت با برکت اور مبارک چھانے کا جیسا کہ قرآن
میں ہوتا ہے اور اگر نیت بری ہے تو اس جالہ کے گوشت کو
حرام کر دیتا ہے تو یہ صحت وہی ہے کہ ہم اس کی تحقیق کہہ چکے
ہے۔

بالجہ نیت کو ملوک کہ ملی ملک رسائی حاصل ہو و صحت کہ
نیت کے طرح سے ہے اس میں ساریت کہ بات ہے اور کیوں ساریت
نہ کہ کہ اضافت کے ذاتی انشاء و احکام اصل اضافت کی مانند
دونوں جانوں میں قیام کہتے ہیں اس سبب طہری ہے کہ نیت
سے تعلق رکھنے والی نیت کے بعد دونوں جانہ ساریت کریں۔ اس سے
نیا نہ اگر اس پس سے میں تہر چلاؤں تو پھر یہ دختر طوی ہو جائے گا
اس سبب اول کہ ہا و دیم ملے تہاوی کے حلق رسائی میں جو میں
نے کھاتے اس بحث کہ صحت صحت کھدیا ہے مگر نیا نہ خواہش
ہے تو اس میں دیکھنا چاہئے۔

عند الذبح کی قیام کو جب اب وہ بات ہو کہ نیت کے قابل
ہے یہ ہے کہ گذشتہ بیانات

سے دن کی طرح یہ بات روشن ہو گئی کہ عند الذبح کی قیام کے
معنی وہ نہیں ہیں جو ما اہل پہ لفقہ اللہ کو مطلق کہنے
والہ نے کہے ہیں بلکہ اس قیام سے فرض اس بات سے استغناء
ہے کہ اول کسی جانہ کے متعلق غیر خدا کی نیت کہے خدا کی توفیق
سے توبہ کر کے واپس لوٹ گیا ہو کہ اس صحت میں وہ جانہ فرض
کے بعد طلال ہو جائیگا اور پہلی نیت کا اثر باطل ہو جائیگا۔ یا
اس قیام سے فرض اس نیت کے اثر کا بطلان ہے چنانچہ ساریت ان تہر

و ان کنت علی سقہ
ذہیرا بھی مفسر اسی قسم کی طرف اشارہ کرتے ہیں چنانچہ پہلے
تیس صلوہ پر گیا ہوگا۔

مطابقت قول شاہ عبدالعزیز
و دیگر مفسرین رحمہم اللہ علیہم

کہ در قول حضرت شاہ عبدالعزیز قدس اللہ اسرارہ و قول
مفسرین دیگر ہر کمالی نیست۔ البتہ در بلائی انظر مردمان
سادہ کہ راجعی غفلت نظری آید و سربانیہ نزاع بہم یہ سہ
و یکی با دیگر دست و گریبان میگردند و اگر بغرض انحصار
چونکہ خدا شب گزینہ صومست پیشانی بخت سخن خود پادشہ
حکم بکنند و در قصبات ساقہ و من کردہ باشند کہ

يُخْرِضُ النَّجَالَ بِطَلْعِ الْكَافِرِ وَالْجَائِلِ

بلندی تمام علم شاہ عبدالعزیز | و قدیم و تاخر زمانی ما

و غلی نیست۔ واجب است کہ اول در حکم جلال خدا انظر خداوند
و باز نصف راجع شد و ہشتہ بفرمایند کہ شاہ عبدالعزیز
قدس اللہ اسرارہ در فہم دقایق شرعیہ و اغراض خداوندی
و مقصد بنویصل شد علیہ وسلم از کلام کس کہ اندک زبان
پرستند یا بدین قدم بہ گزینہ نیست کہ شاہ صاحب تحقیق سلیف
سربہ و نجم دقایق ان کہ چندین سال موفی بوقت بدست آمد و می نام
بر کمال عقل و داد اندازہ اگر چشم بصیرت و دیدہ عقل خود
را از چو کہ حد نہ کینہ پاک کردہ خواهد دید لا رب بر قول
احقر ہر فریاد کرد۔ البتہ گسائی کہ نبی و دولت محروم اللہ یا
مینہ را بکینہ آوردہ اند ہمان سال روز را شجب
خواہند گفت۔

ذکر کرد شاہ عبدالعزیز | از مکیوم اگر علم و فہم شاہ صاحب

است یا کم تا ہم چہ ہوا کہ ہم چندین سال گفتہ اندہ

گاہ باشد کہ کو دک ناچار

بخط بر جفت اند تر سے

و ہم اقرآن مضمون شدہ کردہ اندی صمدت نما کہ
بین انھولین و مناعہ و جیح الدلیلیں می باید کرد کہ

ہاں گیا ہو کہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس اللہ اسرارہ
و دوسرے مفسرین کے قول کے در بیان بزرگ کوئی غفلت نہیں ہے
البتہ سادہ باقر میں سادہ کہ کوئی کمالی نہ خواہد
کہ سلمان بہم پہنچتہ اند ایک دوسرے کی سادہ دست و گریبان ہوتے
و سادہ اگر بغرض تنقید ہو کہ در وقت پیش تو حکم کو حکم
کیے یا نبی کی کہ جائیکہ حکم کرنا بقدر قدرت میں نہیں ہے نہ کیا ہے کہ
آوی گشتہ نہیں جلتہ میں نہ گشتہ کو سادہ ہے یا نبی کو

شاہ عبدالعزیز کی عالمی بلند خانی | اور قدیم و تاخر زمانی ما

و غلی نیست۔ واجب است کہ اول در حکم جلال خدا انظر خداوند
و باز نصف راجع شد و ہشتہ بفرمایند کہ شاہ عبدالعزیز
قدس اللہ اسرارہ در فہم دقایق شرعیہ و اغراض خداوندی
و مقصد بنویصل شد علیہ وسلم از کلام کس کہ اندک زبان
پرستند یا بدین قدم بہ گزینہ نیست کہ شاہ صاحب تحقیق سلیف
سربہ و نجم دقایق ان کہ چندین سال موفی بوقت بدست آمد و می نام
بر کمال عقل و داد اندازہ اگر چشم بصیرت و دیدہ عقل خود
را از چو کہ حد نہ کینہ پاک کردہ خواهد دید لا رب بر قول
احقر ہر فریاد کرد۔ البتہ گسائی کہ نبی و دولت محروم اللہ یا
مینہ را بکینہ آوردہ اند ہمان سال روز را شجب
خواہند گفت۔

ذکر کرد شاہ عبدالعزیز | از مکیوم اگر علم و فہم شاہ صاحب

است یا کم تا ہم چہ ہوا کہ ہم چندین سال گفتہ اندہ

گاہ باشد کہ کو دک ناچار

بخط بر جفت اند تر سے

و ہم اقرآن مضمون شدہ کردہ اندی صمدت نما کہ
بین انھولین و مناعہ و جیح الدلیلیں می باید کرد کہ

کے امتیازات سابقہ فقہائیں فرض عین کردہ ہوں

وایہ ماہم بگناہیہ ہی گویم

مَا أَهْلُ بَيْتٍ يَغْفِرُ اللَّهُ

ہاں باشد کہ وقت ذبح ہم ضرور زبان بند و تہیہ بانی
و نیست اولیٰ را دیہ باب یکی درخت نباشد مگر حاصل
بی جسد بخزینہ چہ باشد کہ بی قوم را بطور حلال و حرامی
نہند مَا أَهْلُ بَيْتٍ یَغْفِرُ اللّٰہُ بِنِیّۃِ اَہْلِ بَیْتِہٖ مَگر ازین قد
عطا نمود گفت کہ بی خیال اند و ہاں است مسائل آری
اگر حرمت نہ تفسیرد مَا أَهْلُ بَيْتٍ یَغْفِرُ اللّٰہُ بِنِیّۃِ اَہْلِ بَیْتِہٖ
عطا نمود حکم دین و شافعی ذبح بقتل شد و غیرہ
و در حدیث کہ تمام پیش نیامد و قیاس بہر حرمت
شیر باشد نقد ازین قد شد نہ ناید شد

باقی ماندہ اینکہ در باب با انسان اسباب کدام است
بقیہ ازین حقی و حقیقتی است

سیر یا بے حرمت این قسم سرایہ حرمت این قسم
جانوران ہاں نیست غیر خداست
قسم جانوران دو جہر غلطت یک در ذریعہ

از اوراق سابقہ مجوز و رد و شکی نیست و اینکہ در ذیل اسباب
حرمت آں ماذکر نہ کردہ اند کمالی آن نیست کہ بر بناء
آن تعدد دایہ کرد و غصب و سرزد و گوشت و جلا و بون جانور
نیز در ذل اسباب حرمت نہ گویند نہ از ذیل صورت
جودیکہ بجانب شاہ صاحب قدس الشاہ سرورہ عالمہ خود شد
نہیں قد عواہر بود کہ آنچہ از قسم مَا أَهْلُ بَيْتٍ یَغْفِرُ اللّٰہُ
نمود بحث مَا أَهْلُ بَيْتٍ یَغْفِرُ اللّٰہُ بِنِیّۃِ اَہْلِ بَیْتِہٖ دہ آوردند و
آنچہ ازین نظر نمود دین سک کشیدند مگر قصد باب بحث
کہ استطراداً در کلام مفصل دیرینہ و ہم دیگر مصنفان

و ایوں میں منظر کن پابند کہ باقیہ حدیث میں سے ایک میں ہی
فرض سے میں نے عرض کر دیا تھا

اور اس کو بھی مجوز دین برکت میں

مَا أَهْلُ بَيْتٍ یَغْفِرُ اللّٰہُ

مذکورہ کہ ذکر کے وقت فرشتہ کا نام زبان سے نہیں ادا کیا تا شہیر
اس پہل نیست کہ اس پس میں کوئی دین نہ ہو مگر اس سب کا تہ
اسکے سوا ایک ہے کہ اس قسم کو بخلا مَا أَهْلُ بَيْتٍ یَغْفِرُ اللّٰہُ
اصطلاح کے طریقی نہ کیا چاہئے مگر حقانیت سے مدارش کہ نہ
کیونکہ یہ خیال آزد و نہ محال ہے ان محرمیت مَا أَهْلُ بَيْتٍ
یَغْفِرُ اللّٰہُ میں منہ ہوتی تو ظاہر کہ ان کی انھیں ششک بہر
اور شیخ ست و غیرہ کے ذبیحہ گویند اس کے کھانہ کو اگر ترتر
پیش نہ آتا چوب حرمت کے اسباب بہرستہ ہوں تا نقداتی
بات سے خوش نہ ہو جائے پابند ہے

باقی رہی بات کہ یہاں ان اسباب میں سے کون سا سبب ہے
کو اہل بیت کہنے لگنے کے قابل ہے

اس قسم کے جانوروں میں کہتا ہوں کہ اس قسم کے جانور
کی حرمت کا سبب کی حرمت کا سبب غیر خداست ہے
اور اس مسئلے میں اس کی مدخلت

کی وجہ گذشتہ اوراق میں ذکر کی طرح روشن ہو چکا ہے۔ نزدیک بات
کہ حرمت کے سبب کی اہل بیت اس کا ذکر نہیں کہلے اس بات
کے قابل نہیں ہے کہ کسی بنا پر تردد کن چاہئے۔ جانور کا غصب
نور گوشت کی ہادی اور جو فہ کا جلا و زہا کی کھانہ والی ہو فہ کہ
حرمت کے اسباب کی گفتی میں نہیں ہے۔ اس صورت میں جو جرم کر
جناب شاہ صاحب قدس الشاہ سرورہ کا اور عالمہ گردہ و اہل
ہی ہوا کہ جو کہ لومعا أَهْلُ بَيْتٍ یَغْفِرُ اللّٰہُ کی قسمت نہ تھا وہ
مَا أَهْلُ بَيْتٍ یَغْفِرُ اللّٰہُ کی بحث میں وہ رائے اور مؤلف اس بحث
میں نقدہ اس مسئلہ میں جنہوں نے علی مگر سیکڑوں مباحث

ماضی طور پر پہلے غصہ ہی اور دوسرے غصہ کی کلام میں ماضی
تعلق کی وجہ سے مذکور ہوئے ہیں۔ عقلم جہاں تک قسم میں شمار کئے
جائیں گے ایکلے شاہ صاحب کو جس میں یہ کیونکہ انصاف کی بات
نہیں ہے۔ اور سب کے بارے میں وہ عقلی اسلوب میں ہر گھٹنا و مال کا قبیلہ
نہیں رہتا ہے۔ کسی وقت بھی نہ شہ ناز کو اس بارے میں چینی نظر رکھتے ہیں اور
کسی وقت نہ اس کے استقبال کرنے نظر رکھتے ہیں چنانچہ کہ ان کے
میں تہہ معلوم کر لیتے ہیں اگر شاہ صاحب نے ناز کو گزشتہ کے
خاکستے اس قسم کو کہ ہم جسکی تحقیق کے پیچھے گئے ہوئے ہیں فقط
نور ماضی کے اعتبار سے اور نہ ماضی کے لحاظ سے غلط ہے۔
اُچھل رہے بغیر اللہ شمار کیا تو یہ اول گناہ نہیں ہے کہ اس قدر
سب ہا شو چاند نظر سے اٹھ کر نہ ہو گئے۔ بات تو کہ اگر شیخ سعدی
کہہ چکے کہ آئندہ سب ہا ادا ہے چاہا تم کہہ لائی ہو گئی اگر یہ
تو اگر گھٹنا کہ تم کہہ کو تو ہمارا کسی چیز سے محبت کرتا نہیں نہ اس اور ہر
بنا رہا ہے اور بڑا دل قابل ہوتا ہے کہ اس کے کچھ نہ کھائے اور نہ قسم

بازو مناسبیت مذکور کی شوند ہمہ از قسم جہاں معدود
خواہند شد۔ تنہا شاہ صاحب را دیں جرم گرفتاری کار
انصاف نیست۔ با این جملہ تسمیہ باوصاف ہوا اعتبار
صل نمی باشد۔ گویا نہ ماضی را دیں باب خود خود
می نمایند و وقتی زمانہ استقبال را طبع نظری گردانند
چنانچہ در مقامات معلومہ دانستہ۔ پس اگر شاہ صاحب
بماخذ زمانہ گذشتہ را ہی قسم را کہ ماندہ ہے تحقیق آن ہستیم
فقط باقی ماضی غوی ولی غافلانہ انہی نمیدہ مسا
اُچھل رہے بغیر اللہ شمار نہ اول گناہ نیست کہ این قدر
شور ہے باز چار طرف بر خاستہ گرنا کہ آمد و رفت ہر یک
شعبی شد۔ این ہمہ جاے جاوے یا نمیدہ باشند اگر انصاف
مقام و گھٹنا نیست است کہ تحقیق الشیخی غفرلہ و تسمیہ
والجزئی مرفوع عندہ و اعلم اللہ اعلم۔

نوٹ :- اس مکتوب کا ترتیب ۲۸ ذی القعدہ ۱۲۸۹ مطابق ۱۶ فروری ۱۹۰۹ء بمعدہ انوار شریعت کیا گیا اور بعد ازاں
۵ ذی الحجہ ۱۲۸۹ مطابق ۳ مارچ ۱۹۰۹ء کو بوقت عشا ۸ بجے ختم ہوا۔ مترجم

خلاصہ مکتوب، مفتاح

و

تعارف مکتوب الیم مولانا احمد حسن صاحب امروہی

حضرت مولانا احمد حسن صاحب امروہی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جتہ الاسلام مولانا محمد قزوینی شاکر تھے۔ شعل و سحر، اور تقریریں، جو مولانا محبت نامہ صاحب نظر آتے تھے، اسی سے عام طور پر معاصرین ان کو مشہور قاسمی کہتے تھے۔ تذکرۃ اکرام کے مصنف نے مولانا احمد حسن صاحب کے ذیل الفاظ میں کیا ہے۔

پیدا نش اور باپ کا نام | علامہ ناس، مختار نسیان، سزاوارتہ، افضل الفضلہ، امام المحدثین، دین المصلحین، خوشرو، خوش نو، خوش خیز، صاحب وجاہت و بزرگ ہند تھے۔ شاہ جہاں آباد میں حضرت شاد دین ہرچند کے پوتے، پیر اکبر حسین کے بیٹے مشہور میں دعوت ہوئی۔

وطن امروہہ و رسالت حسینی | آپ امروہہ ضلع مراد آباد میں حسینی سادات کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے، اسی سے مولانا محمد قاسم صاحب، ان کو یہ صاحب بلکہ پکارا کرتے۔

ابتدائی تعلیم | آپ نے ابتدائی تعلیم امروہہ و فارسی کی ابتدائی اور درمیانی کتابیں اپنی وطن امروہہ کے اعلیٰ اساتذہ مولانا رفیع علی صاحب، مولانا کریم بخش صاحب، مولانا محمد حسین صاحب بھٹری سے حاصل کیں۔ اور ان کے مقابلے میں قبول کے بہت بڑے مذاکرے تھے۔ حد انہوں نے شیروں کے دین کی کتابیں بھی تھیں جن میں سے اکثر طبع ہو کر شائع ہو چکی تھیں۔ دوسرے استاد مولانا کریم بخش صاحب مولانا بی بی امروہی شاد دین علی دہلوی و شاد دین علی عبدالحق صاحب پانی پتی کے صاحبزادے تھے۔ ان اساتذہ کے علاوہ امروہہ کے نامور اور حاذق طبعہ عظیم احمد علی صاحب صاحب سے آپ نے طب کی تعلیم حاصل کی۔

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ | امروہہ سے آپ جتہ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہاں ان کی خدمت میں رہے، اور انہیں حضرت علامہ سادات قیام کرتے وہیں مولانا احمد حسن صاحب نے حضرت مفتاح قاسمی اور تعلیم قاسمی نے شاکر کو کوکین کیا اور اس شفقت اور محبت سے پڑھا جو پہلے زمانے کے اساتذہ کا دستور

میں انگریزوں کا نام دیکھ کر کنگ اور شاہی زندگی میں ہی دس دس کا کام شروع کر دیا آپ کی تعمیر کے حصول
اور تقریباً ۱۰ سال تک وہ ملک کو ممبر رہے۔ انہوں نے کچھ کر دیا، مگر وہ ملک کو زیادہ ترقی دینے سے قائل نہ ہو سکے اور
عرصے کا دھنچکا۔

بیت پہلے اپنے استاد قزم مولانا محرق رحمہ اللہ صاحب سے محبت کی اور آپ کی وفات کے بعد حاجی اداوش صاحب رحمہ اللہ
نے اسے روافی فوجیوں کے ہاتھ لے لیا۔

خانہ محنت تعلیم کے حصول کے بعد آپ نے خود جو خلق بند شہر کے لیے بہت ساری محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے
مولانا صاحب نے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہاں آپ نے
کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔

کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔
یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔

یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔
یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔
یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔

یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔
یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔
یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔

یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔
یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔
یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہاں آپ نے کچھ محنت کی، مگر ان کی محنت کی وجہ سے کچھ بھی نہیں کیا۔

کبھی ملازمت کے سلسلے میں نہیں جھگڑے آخر جو سب کا انجام ہوتا ہے وہ ان کا بھی بڑا اور ۲۹ مہینے کے بعد ۱۹۰۳ء مطابق ۱۹ رجب
 ۱۳۲۳ء کی رات میں عشا کی نماز کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا جناب مولانا حافظ محمد احمد صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز
 جنازہ پڑھائی جو ان دنوں اتفاق سے امروز کے دن ہوئے تھے اور جان سید احمد پر بدھ کے گھر کے چنبلی کو شے میں دفن کروائے گئے
 انشاء اللہ ان ایسے راجہ جوں میں یہ حالت بھاری کتاب اور قلمی جملہ اول میں پڑھے۔

مولانا احمد حسن کا تقریریں ہندوستان کے گوشے گوشے میں ہوئی ہندوستان کے خاص مقررین میں حضرت شاہ محمد اسماعیل
 صاحب شہید حضرت مولانا محمد قاسم صاحب حضرت مولانا اشرف علی صاحب حق نوری شمار ہوتے ہیں۔ انہی خاص میں مولانا
 احمد حسن صاحب بہترین مقرر تھے اور بعد ازاں حافظ دارالعلوم دیوبند میں ایک خاتم المقررین علامہ شہید احمد صاحب عثمانی
 گزشتہ میں اور پھر مولانا محمد طیب صاحب ہیں۔ مولانا حافظ لکھن صاحب بیرونی اور ان سے پہلے مولانا مظہر حسین
 شیکوٹی ایڈیٹر، دہلی و وجہ دہلی فاضل دیوبند بہترین مقرر تھے۔

مولانا احمد حسن صاحب علوم عقیدہ اور فقہ دونوں میں یدِ مولوی رکھتے تھے اور میں یہ سب ذکر پتہ زندہ کے رہی اور ان
 علم میں سے تھے۔ مولانا شہید احمد صاحب مدنی نے انکی وفات پر جو مضمون تحریر فرمایا اور جو انعام بہترین مدنی نے ان سے
 شائع ہوا لکھتے ہیں۔

”مولانا احمد حسن صاحب کی تقریر، تقریر، وفات، ہجر، اخلاق اور علوم عقیدہ اور فقہ میں کامل دستگاہ عربی نش
 تھی اور سب سے زیادہ قابل قدر اور ممتاز لکس مولانا کا یہ تھا کہ حضرت قاسم العلوم والنجرات کے دقیق اور خاص
 علوم کو ان ہی کے لب و لہجہ اور طرز ادب میں نہایت معنی اور سادگی کے ساتھ بیان فرماتے تھے۔“
 مولانا نے ۱۹۰۳ء میں موثر الانصار اور آباد کے اجلاس کی صدارت فرمائی اور ایک خطبہ صدارت بھی کیا اور ایک ندرست
 و حفظ بھی بیان فرمایا۔ اس کے بعد دنیا سے رخصت ہو گئے اور میرٹھ کی موثر الانصار کے جلسے میں جو کہ دارالعلوم دیوبند میں مولانا
 بعد ازاں مدنی کی کوشش سے قائم ہوئی تھی شرکت فرمائے گئے۔

بڑا دروں سال کیس اپنی بے فکری پر مرقی ہے
 بڑی شکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ و پیدا

آئندہ کا مکتوب حضرت مولانا محرف احمد صاحب نے انہی کے جواب میں تحریر فرمایا ہے مولانا احمد حسن صاحب نے ہندوستان
 میں مسلمانوں کو کو دینے کے واسطے میں مولانا سے اس سے دریافت کیا تھا کہ کیا ہندوستان بیک وقت مسلم انگریزوں کے زیرِ نگیں ہے تو
 کیا یہ دارالحرب ہے اور کیا دارالحرب کے ہوتے ہوئے مسلمان مسکین و مسکینوں کو جان و مال سے محفوظ رکھیں؟

خلاصہ مکتوب قاسمی

حضرت مولانا محرف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جن تئیں سے ان کے کا جواب دیا ہے یہ حقیقت میں ان کا کام تھا۔
 مکتوب میں آپ دیکھیں گے کہ مولانا نے ایک عمدہ اور عقیدہ کی حیثیت سے تلم شایا ہے اور میرے کے کسی پہلو کو شے نہیں چھوڑا۔

بلکہ اندر مجتہدین کے اجتہادات پر بھی کہیں کہیں آپ کو حاکمانہ انداز نظر آنے لگا اور بعض حالات میں کسی خاص امام کے قول کو ترجیح دینا ان کے اپنے منفردانہ رنگ کی غمازی کرتا نظر آتا ہے۔

حضرت مولانا عورتی صاحب علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ ہندوستان اگر دارالحرب ہو تو جب تک دارالحرب ہے تو دیکھ کر ناامان اسلام کی بوجہ ذکر جائیں اس وقت تک یہ سود کاروپہ حکمت میں نہیں آتا اور نہ اس کا دارالحرب میں بہتے ہوئے کسی نہایت ہی ہے۔ اسی طرح اگر کفار دارالاسلام میں سے مسلمانوں کا مال چھین کر دارالکفر میں لے جائیں تو اب ان کے قبضہ میں ہو جانے کا۔ لیکن جب تک مسلمانوں کا مال کفار کے قبضے میں دارالاسلام کے اندر موجود ہے اس کا حکم غصب کا حکم ہے نہ ان میں کو کفار سے دارالاسلام میں واپس لینے کی قوی امید کی جاسکتی ہے۔ ان فرض جس طرح دارالکفر میں رہتے ہوئے احوال لیکن کو کفار چھین لیں تو وہ کیا قبضہ نہیں بجا جاتا اسی طرح دارالحرب میں مسلمان اگر عربی سے سود لیں تو اس پر اس وقت تک کسی قبضہ نہیں ہوگا جب تک دارالاسلام کی بوجہ ذکر نہ جائیں۔

یہ کچھ کہہ کر مولانا کہتے ہیں۔ اسی طرح مالی پر حکمت ہو جانے کے بعد احوال کی پائیگی کا مسئلہ قائم ہے۔ یعنی جس میں خراب و خشن بریکوین کے ذریعہ حاصل کرنا چاہیں تو مسلمان کے لئے یہ بیع باطل ہے اسی طرح سود اور جسے اور چوری اور غصب کا ملان مسلمان کے لئے حرام ہے۔ بعد ازاں مولانا کہتے ہیں:-

اگر کوئی مسلمان امان طلب کر کے دارالحرب میں بیٹھ گیا یا حکومت دارالحرب کی ذمہ داری پر دارالحرب میں ہی مقیم ہو گیا اور کسی کاغذی دارالحرب کے کسی مسلمان سے سود یا جوئے کا معاملہ کیا تو ان سے بیع و شراکے مانند ملک انصاف کے لئے وہ سود یا مقدار کا عالم مفید نہ ہوگا اس سبب سے ضروری طور پر کفار کی ملک رہے گا کیوں کہ یہ ملک ان کا ملک ہے اور قبض کی ان کا قبض کی ہے تو جب تک مذکور مسلمان دارالحرب میں ہے تو خفیہ کے اصول کے مطابق سود اور جوئے کے مال کا مالک نہ ہوگا جو اس نے ان ذرائع سے حاصل کیا ہے ان جب دارالحرب سے سود اور جوئے کے مالوں کو باہر لے آیا اور دارالاسلام میں آگیا تو غلبہ اقتدار اور نئے قبضے کی وجہ سے اس مال کا مالک ہو گیا اور یہ قول کہ کادیلوبین انسلو والحر فی یعنی مسلمان اور عربی میں سود نہیں ہوتا ملل ہو گیا۔ لیکن جو شخص اس دیار ہندوستان کی آب و ہوا سے دل لگے ہوئے ہے (یعنی ہندوستان میں رہتا ہے) اس کی نظر میں (اگر ہندوستان) دارالحرب بھی ہو پھر بھی اس قسم کے (سود کے) مال کا طائل سمجھنا اس کی خام خیالی ہے۔ بالفرض اگر ہندوستان میں سود کے مال سے فائدہ حاصل کرنا جائز بھی ہو تو یہ جواز اس کے عدم جواز سے بدرجہا ہوگا۔

مگر چل کر مولانا عورتی صاحب علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:-

میرے عزیز کسی چیز کی اہمیت صحیحیت کے اندر جانے کو لازم نہیں آتی۔ چونکہ صاحب شریعت کا مقصد گناہ سے پرہیز اور طاعت کی طرف توجہ کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے اس لئے گناہوں سے بچنے اور احکامات کی تعمیل کی کوشش کرنی چاہئے اور اہمیت اور غیر اہمیت کو نہیں دیکھنا چاہئے۔ جواہریت لوگوں کے اصرار اور حکم کی منتہی

یہ وجہ سے جو ہیں کہ جس مسور پناہ کی بابت میں آپ نے سنا تو اس بابت کو کم جتنوں کے بارے میں خط کے غضب اور ناقابل پر مبنی کہنا چاہتے اور اس سے پتہ چلے کہ نہ کہ کوشش کرنی چاہتے۔
 اگر وہ من کرے اور اگر محرب میں سود کے بارے سے فائدہ حاصل کرتے ہیں تو اس کو ہمارے مصیبت خیال کرنا
 چاہیے۔ اس بابت کا مطلب وہی بھرت کر دینا ہے۔

پھر حضرت مولانا محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے یہ لکھتے ہیں کہ دارالسلام میں وقت مکہ دارالاعرب نہیں تھا جب تک وہ نہ موقوف ہو گیا تھا جس سے دارالسلام دارالاسلام بن گیا ہے بلکہ دارالسلام میں وقت تک رہتا ہے جب تک کہ اسلام کے علمائین سے کوئی تعلق باقی نہ رہتا ہے لیکن مرتبہ مذکورہ دارالاعرب کے اگر موقوف ہوں تو ہمیشہ کہ میں میں مسلمانوں کے حکام جانے پڑتے ہیں تو دارالسلام ہی بن جائے گا۔

حضرت مولانا صاحب نے فرمایا کہ یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ دارالاسلام جب تک دارالاسلام بن جائے وہ یہ دارالاعرب کہ دارالاسلام ہی بن جائے گا۔ فقہاء نے یہ کہ اسلام کے حکام کے وجود کے باعث کوئی ملک دارالاسلام بن سکتا ہے لیکن یہاں مذکور ہے کہ اسلام کے حکام برطانیہ کے ان میں داخل تھے اگرچہ ان کو یہ پھر زندہ وستان کی ہے اس کے متعلق مولانا صاحب نے تحریر فرمائی ہے۔

بندستان ولایت اسم کی نظروں میں لایا جاتا ہے۔

در کوه شانی که بنشیند ای کاش پناهج است. آنانکه شهبه را در
دو دجله چشم را بر سره سا کرده اند بطالع کتب گفته
زانو ادب آتد آنکه عمر دوازده بر آید اگر در چشم
مصابیح لب بچیند زیبا است که ای کار کار اوشان
است. میان ناظر را در این کار با سر خود آوردن نشاید که
به کار بهر روی تا هنوز عجز بر مسائل ضروری هم میسر نیست
تا تحقیق بنشین مسائل که درین کار درم گرفته که درم ضرورت
تفتیش آن نیست به چه رسد مگر خاطره زبان عزیز است
آنچه بصورت ظاهر منی بچاند من درین صورت میگردم مگر اون منی
چند قیل و گداز میسر شدنو.

دنیوی مہمات میں سے ایک ہم معاملہ ہے۔ میرا حق تدبیر و سازش
جسوں میں گھر کشتنی سے عاجز ہے۔ جن لوگوں نے طبیعتی قوتوں
میں چرخ کے سامنے آنکھوں کو تپایا ہے، نورِ غدی کے کٹ ہون کے
معاذ کرتے وقت نراوٹے ادب کو نہ تو گرہ دے رہا ہوگا۔
انسان جیسے مصلحت میں اب جلا نہیں توڑتا ہے۔ یہ کام انہی کا
کام ہے۔ مجھ جیسے ناکام کو "کاموں میں خود کو نکالتی نہیں
ہے کیونکہ ہر آدمی کا جدا کام ہوتا ہے۔" بھی ضروری مسائل
پر بھی عموماً سر نہیں ہے۔ کہاں جیسے مسائل کی، کہ اتنی حرکت گئی
ایک دن بھی تفتیش کی ضرورت نہیں پڑی تحقیق کہاں سے
ہوتی کہ کسی چیز کی خاطر دینی مقصود ہے اس پر جو کچھ لاشے
میرے دل پر رکھتے ہیں وہ میں انہی صفات میں کچھ چیزوں میں ہوں انہوں
جدا ہستی کا لگنا دیش میں جس لمحے۔

پہلا مقدمہ یہ کہ علت
حدوث بقا ملک قبضہ ہے
اول یہ کہ ملک کے بانی بہت کم
حدوث کی علت قبضہ ہے نہ اور
ایک کہ علت صرف یہی ایک ہے
رہائش و شادمانہ اور میر اور وصیت وراثت کو ملک کے
اسباب میں سے متنبہ نہ کی ہے کہ تیار و بھی اسی قبضہ پر ہے
کہ ان اسباب کی وجہ سے قبضہ کا امتداد میں ہوتا ہے وہی
وجہ ہے کہ قبضہ دے دے پر بھی گئی چیز سے ہو کر ان قبضہ دینا
نروزی ہو اور خریدار کو قبضہ سے پہلے ہی چیز کو چھیننا منع
ہو اور میر بھی قبضہ سے پہلے نہیں اور نہ بات کو وصیت نہ
میراث کو قبضہ سے پہلے ملک قبضہ ہوتا ہو کہ میر میری نظر کی
جہول ہے۔ نزاع اور میر میں بات اور میر کے لئے کہ قبضہ ہو

کردن سے پہلے موجود ہے اور خود بھی موجود۔ جب تک خدا اس کو حواس نہ کہے نہیں کہہا پرانے کے گنہگار اور تپا کو

کولہ چاہیہ کی کڑ ہے وہ اس یزوتسا بغراہ مستفہ ہو گئے۔

ایک نوجوان نے اپنے والدین کے قتل کے واقعے کا اظہار کیا اور
خبردار اور مجرم شخص کو مال ضبط کیا گیا، اس کے قبضے کا قیام ہوا

اینکه علت حدوث و
بقاء ملک قبض است

اول اینکه علت حدوث و بقاء
ملک قبض است زیرا که ملکی
یک باشد و آنچه میسر و شراب و
اجار و ویس و وصیت و اینها را از موقوفات کند نموده باشی
بنابر این برین است که بایں امهات متفق بقض بهر میرسد و
چون است که بر این تعلیم قبض دادن واجب در مستثنی را
یعنی قبل اقباض منوع گشت و بعد قبل اقباض ناقص ماند و آنکه
وصیت و فیماثل اقباض نفید ملک معینی زمام حقانظر
مهر ساری است نه منع و میره قبضه بالحق و واجب قبل تسلیم
موجود است و هم خود وجود تا وقتیکه خود بدو نرسد و نتوان
گفت که چیزی و دولت تا قبض و تصرف نشده

کردنیست پسندید و خود دست او را خودی نمود و جیب
کند چنانچه هر یک کتبی است و اسیر دست بعضی از سلف
بالمشافتان قبض یافت و او اسیر بقیه شتری نمود
برداشتن و تسلیم یافت و او اسیر نمود و در نزد او

و صحت نام و تنگمحدث و موسی که بر حیات بحسب وادمان این
بدن داشت و قبض پس بر سر بود و ارث و موسی را اختیار
تعرف در آن اموال نمود چون آن خود از میان برخاست جهان
همان آفری پس بر قبض او نماد که اجتمع قبض و ارث و موسی را
حسابش از مروت و عیوض و قبض و تعرف نمود و بحیاست
که کامی نیست تحقق اشاره در وصیت خود ظاهر است و آن
قصه را گریا و گشتند که در اول در باره اموال بر میت واجب بود
که وصیت تمییز جمیع بی نامانگه نماید و باز آنرا نسخ کرده
خود جنس او شان را تعیین کند خود بخود و منع می شود که در وصیت
وصیت مومنین را کرده اند نه آنکه او را از میان یکسو انگند و در حق
صوت تسلیم از طرف مروت و موسی بود احسن بر نوشتن وصیت
و از میان آن تحقق گشت که در بیت و تبر بقرآن چه آنرا اگر از میان
تبریزند که میوشینه و چنان تغییر کند که از میان خود نباشد و اینها
پس از از میان تغییر کند که هر چه میوشی نمی گذارند بحسب آباء و
زانی که در میرید و آنرا تسلیم از مروت و موسی بود و که
در نام حیات بر دست و ارث و موسی را میسر و نه پند از می
چون که چون در دست و موسی از می جهان برخاست و عالمها از
حق و غنا شک بود خود چه داشت آبی او نیز نماد که اکنون
بسیار طمأنه انگار و ارث و موسی را آن اموال را بقه بعض
آتش خود در دوزخ آریا و کمال و شان را طاعت قبض باشد که خود

اس کی جگہ پر ان دونوں بائ اور واجب کے تسلیم کے بغیر
صوت اختیار نہیں کرے گا اور میراث اور وصیت میں جب تک
کہ موت (مرنے والا) اور موصی (وصیت کرنے والا) جب تک نہ
ہو وہ اس کا قبضہ بھی بدست ہے تو وارث اور حاکم وصیت کی گئی
ہے اس کو ان احوال میں تصرف کا اختیار نہ ہوگا۔ لیکن جب موت
مرگیا اور دیاست ہی اٹھ گیا تو پھر اس کا قبضہ نہیں رہے گا وارث
اور جس کو وصیت کی گئی اسکے قبضہ کا موت اور موصی کے قبضہ
کیسے نہ اٹھا ہوتا ممکن ہوگا۔ اب وارث اور جس کیلئے وصیت
کی گئی وہ اگر موت اور وصیت کرنے والے کے شراسے کے
مطابق اپنے قبضہ اور تصرف میں سے کسی کو بدست ہے کہ ان
کے رہنے کے بعد کوئی ایسے آنے والی بات نہیں ہے۔ اٹھا کا
ثبوت وصیت میں خود ظاہر ہے۔ اور اس قطعہ کو گریہ و زاری کر
شروع، سلام میں احوال کے پاس سرسٹ میت پر واجب تھا کہ وہ
اپنے بعد میں ہونے والے وارثوں کے حصوں کے تعیین کی وصیت
کرتا اور پھر اس حکم کو خود کر کے خود جب حیات میں کے جس کو
مقرر کر دیا اس بات سے خود بخود واضح ہو جاتا ہے کہ وصیت
کی ذمہ داری اور مقتدر ہونے میں شراسے سے دیکھ کر نہ کہ
اس کو دیا ان میں سے نکال دینا ہے اس موت میں موت
اور موصی کا حق کے تسلیم کر لینا ہے اچھے۔ جیسے ثابت ہو گیا
اور اس سے گئی نہ ہو جو کہ اس کا اور مرید ہو کہ نہ ہو

[illegible]

۱۰ یعنی آن حال را که خود صفت مفقود کرده و مرتد بحدی که اصل او در گذشتگان است و این صفت مفقود شده است و این صفت مفقود شده است

تو قاضیت کے قلم حاکموں کی تبدیلی سے کئی جوہریت میں
کوئی تبدیلی نہیں پاتا ہے۔ اس سبب تک
یعنی ملکیت۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ اس طرح اپنے
مال پر جو کچھ ملکیت کے معنی میں جو کہ مالکوں کی صفت
ہے اس کے دو مرتبہ ہیں۔

مالکیت کے دو مرتبہ | ایک مطلق و عام
دوسرا مقید و خاص

اول معنی مطلق و عام ہے یعنی کسی خاص ملک یا ملکیت سے
کام کو نہ لے کر جو تبدیلی کی صورت میں نہیں دیتا ہے۔
دوسرے ملکوں کے خاص قوانین کے تحت ہوتے ہیں۔
کے بدلے سے بدل جاتا اور تبدیل ہو جاتا ہے۔
بالمثل ملک مطلق یعنی ملکیت مطلق ہے یعنی کسی خاص ملک
سے نہ ملک مقید و خاص یعنی ملکیت مقید و خاص ہے۔ نہ ملک سے تعلق
ہے نہ جو کچھ ملکیت کا معنی ہے وہی ملکیت ہے۔

کفار کی مسلمانوں کے اموال پر قبضے کی وجہ سے
قبضے سے فوراً سکودا غریب میں سے جانے سے اس کے ملک
ہو جانے میں ورودہ اموال مسلمانوں کی ملکیت سے تعلق نہیں
مسلکوں کے اموال کی پوزیشن جو کہ کفار قبضے
میں سے یا ایک ایسی ایسی اموال مسلمانوں کے قبضے
ان اموال کو چھڑا لینے کی قوی امید ہے کہ وہ بھی مسلمانوں سے
پہلے سے باہر نہیں سے گئے ہیں۔

مسلمانوں کی ملک کو کفار قبضے میں لے کر ان اموال
سے باہر نہیں لے گئے غصب کے حکم کے تحت

آپنا دینا جو۔ وہیں سبب ملک معنی ملکیت کہ از
اصناف اموال است غناسر بن خود یا شد مالک
یعنی ملکیت کہ صفت مالکان است و تہرہ وردہ۔

مالکیت یا دو مرتبہ است | ایک مطلق و عام
دوسرا مقید و خاص

اس تمام انتساب بقدر آقا یعنی ملکیت است کہ صورت
اس قابل نشود۔
دوئم انتساب مستحضرات خاصہ مالک کہ پر تہن
تہا متبذل و تفریر گردد۔

بالمثل ملک مطلق یعنی ملکیت مطلق ہے یعنی کسی خاص ملک
سے نہ ملک مقید و خاص یعنی ملکیت مقید و خاص ہے۔ نہ ملک سے تعلق
ہے نہ جو کچھ ملکیت کا معنی ہے وہی ملکیت ہے۔

ملکیت کفار قبضے است | اور ان اموال سے کہ شیعہ
یہ اموال مسلمانوں | کہ کفار قبضے پر مالک ہیں
واموال آغہا جارا غریب
مالک اس گردند و از ملک سلیبی بر آید۔

شیعہ اموال مسلمانوں کے کفار قبضے آؤند | آری تا و حیکہ
اما تنور از دار الاسلام اگر اس پر تہن
یہ ملک اس قوی است کہ باز نہ خیر مسلمانوں بروی ہر وہ

کفار قبضے آؤند | اس اندر کفار
یہ اموال اسلام پر نہ خیر کفار قبضے آؤند

دارالاسلام کے قاضیوں کی طرح سمجھنا چاہئے کہ اگر کسی ایسے شخص کے لئے
سے کہنا کہ قاضی کے لئے اس سے سزا دینی واجب ہے جو
امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ ۔

قول امام ابوحنیفہؒ | قضا، قاضی اور معاملات تمام ہو جائے

بامداد قاضی متوقع ہو جو خود قاضی دگر اور داد دینا یا لےنا
مدا کہ جزیہ ۔

باقی ماند ایک ایسے ملک اور جزیات باشندہ جزیات ایسے
غیر دیکھتے کسی فی دانہ کہ سبب فیض موجب جزیات ملک
باشند و اسباب فیض موجب طیب آبی ۔

رزق غنیمت لطیف است | و آخر غبار کثیف و لائق
طیب قرار داند و رزق سجد

عام صلی علیہ وسلم نے فرمایا ہوشیار بنو ہاشم چاہئے کہ ہماری
است کہ احمد و محمد صحت و طیب ہوں جزیہ بند ۔

سبب اجرت عبادت کہ | دیکھ اجرت عبادت منوع

منوع و حرام است | و تمام کردہ جزیہ شری

است کہ من عبادت ملک | است کہ من عبادت ملک

عبادت کہ من عبادت ملک | است کہ من عبادت ملک

منوع و حرام است | و تمام کردہ جزیہ شری

است کہ من عبادت ملک | است کہ من عبادت ملک

منوع و حرام است | و تمام کردہ جزیہ شری

دارالاسلام کے قاضیوں کی طرح سمجھنا چاہئے کہ اگر کسی ایسے شخص کے لئے
سے کہنا کہ قاضی کے لئے اس سے سزا دینی واجب ہے جو
امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ ۔

قول امام ابوحنیفہؒ | قضا، قاضی اور معاملات تمام ہو جائے

بامداد قاضی متوقع ہو جو خود قاضی دگر اور داد دینا یا لےنا
مدا کہ جزیہ ۔

باقی ماند ایک ایسے ملک اور جزیات باشندہ جزیات ایسے
غیر دیکھتے کسی فی دانہ کہ سبب فیض موجب جزیات ملک
باشند و اسباب فیض موجب طیب آبی ۔

رزق غنیمت لطیف است | و آخر غبار کثیف و لائق
طیب قرار داند و رزق سجد

عام صلی علیہ وسلم نے فرمایا ہوشیار بنو ہاشم چاہئے کہ ہماری
است کہ احمد و محمد صحت و طیب ہوں جزیہ بند ۔

سبب اجرت عبادت کہ | دیکھ اجرت عبادت منوع

منوع و حرام است | و تمام کردہ جزیہ شری

است کہ من عبادت ملک | است کہ من عبادت ملک

عبادت کہ من عبادت ملک | است کہ من عبادت ملک

منوع و حرام است | و تمام کردہ جزیہ شری

است کہ من عبادت ملک | است کہ من عبادت ملک

منوع و حرام است | و تمام کردہ جزیہ شری

یہاں سے تمہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ غرض مجاہدت کی
جہت کی محنت جو ہم ہے کیونکہ کسی کی کسی کا حق دینا اور
کسی کی ہانت کسی دوسرے کو اس کے جہت کے بغیر دینا اور ہم
معاوضہ کی قیود سے غفلت میں کو کوئی غلط فہمی نہیں کہ وہ
اس کے عوض کوئی دینا یا لینا کر سکتا، مگر جو جس کا حق خود طلب نہ کرے۔

مال غنیمت معاوضہ جہادیت | دور جہاد، فروتنی
اور خیریت کا زمانہ ہے۔ ہاں غریب کا زون کا قتل و سرقت
منظور ہوتی ہے۔ مگر غنیمت کے دو حصے کے لئے موقوف
تعب و توقیت کا مستلزم ہو رہا ہے۔ جیسا کہ واضح ہے اور
قیمت کے مال کو جہاد کا معاوضہ نہیں کر سکتے۔ بالکل غنیمت
کے حاصل کرنے کی صورت میں آخرت کے ثواب کا قہر ہاں اس
بات کی مثال ہے کہ مولیٰ کو اپنے غنیمت کو کوئی حصہ نہ دے۔
حرکت کا فرق معلوم ہوتا ہے۔

دوسری بات جو کہ دوسری قیمت | دوسری بات یہ
توجہ نہ یا غدار کا ملکیت کا موجب ہوتا ہے لیکن دوسری بات یہ
قبضہ جہاد اور قبضہ کلی | قبضہ جہاد ہے دوسرے حکم
جو مالیت کا موجب ہے۔ | قبضہ جہاد اور قبضہ کلی
قبضہ دوسرے قبضے سے اس کی نسبت رکت ہے یہ کہ اگر قبضہ
کا زون آفتاب کے فاصلے سے یا قبضہ کی نسبت لاکھ کے فاصلے سے۔

جیسا کہ یہاں میں کہنا چاہتا ہوں کہ
قبضہ کے تابع ہوتا ہے۔ | قبضہ کے تابع ہوتا ہے
حرکت سے رکت ہے۔ ہاں میں کہنا چاہتا ہوں کہ
مکمل قبضہ کے تحت ہے۔ مگر مثلاً حاکم کے حوالہ سے

ایزیدان سے رہائی کی جہت غرض مجاہدت ہم مسریم
غنت سے چاہئے کہ کسی کی کسی دوا دانی امانت
کی بدکردانی جہت و دواں ہم برحق غنیمت
ہے کہ کسی نے پسند و غرض آخر غلبہ نہ کرے۔ مگر جو
صاحب حق خود طلب نہ کرے۔

مال غنیمت معاوضہ جہادیت | دور جہاد، فروتنی
اور خیریت کا زمانہ ہے۔ ہاں غریب کا زون کا قتل و سرقت
منظور ہوتی ہے۔ مگر غنیمت کے دو حصے کے لئے موقوف
تعب و توقیت کا مستلزم ہو رہا ہے۔ جیسا کہ واضح ہے اور
قیمت کے مال کو جہاد کا معاوضہ نہیں کر سکتے۔ بالکل غنیمت
کے حاصل کرنے کی صورت میں آخرت کے ثواب کا قہر ہاں اس
بات کی مثال ہے کہ مولیٰ کو اپنے غنیمت کو کوئی حصہ نہ دے۔
حرکت کا فرق معلوم ہوتا ہے۔

مکمل قبضہ جہادیت | مکمل قبضہ جہادیت
ہاں مسلمان ہاں مسلمان
موجب ملکیت کا موجب ہے۔
قبضہ جہاد اور قبضہ کلی | قبضہ جہاد ہے دوسرے حکم
جو مالیت کا موجب ہے۔ | قبضہ جہاد اور قبضہ کلی
قبضہ دوسرے قبضے سے اس کی نسبت رکت ہے یہ کہ اگر قبضہ
کا زون آفتاب کے فاصلے سے یا قبضہ کی نسبت لاکھ کے فاصلے سے۔

جیسا کہ یہاں میں کہنا چاہتا ہوں کہ
قبضہ کے تابع ہوتا ہے۔ | قبضہ کے تابع ہوتا ہے
حرکت سے رکت ہے۔ ہاں میں کہنا چاہتا ہوں کہ
مکمل قبضہ کے تحت ہے۔ مگر مثلاً حاکم کے حوالہ سے

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا

مخلوق بہرہی آدم است تخصیص من و تو کی نیست بخلد
مسلمان عبادۃ و انقیاد باشد و چون نباشد اگر اموال و نبوی زہم
بوجود نامق افراد ہی آدم و گرفتاری و عیال تاب عبادۃ اگر کو تو دلکی

بہرہ نامق رضیع اموال نیز ظاہر عبادت باشد کہ مقصود از
نہ آدم است و این چنان است کہ دانی انسان بہر خوردن است
و ایک و دیگران و تاجر بہر مہم و آتش و دست بناد و دیگران
صنوع بہر ہنر پس چون نان بہر خوردن است پس نہ مسلمان نہ
بہر خوردن باشد مگر بہر مسخرہ و زمین بل مگر سگی و این سبب شمشکی
از سہارہ و ذوالفک و شقاقی باہر متاع بکار نباشد و از نظر ہر
رایگان باشد و ہمیں اگر عبادت انقیاد نباشد ای بسا مسلمانان
عبادت و از نظر خالق راہیگان فرساید

ندین صوت اگر علیاں را ندنند و فدیہ کہ ازین ناکجا
گیر یہ و بعد فدیہ خود آریہ بجا باشد کہ کھلک بھی است و این ظنی
مسلمان نہ کر بجا نہ خود زین سہارہ و ہمین خواہش مفت ہی شوی

قبض مال کفار بہ جہاد
عالم نیست

الغرض اگر یہ مسلم بہر و باہر
قبض کن ما بعد از شتر بر اموال
و شان دست خود بہند و شتر
نہیں گفت کہ این غیمال غلام از ہمین خبرد نہ من کہ اگر بدقت
خبریں شاد و زین بنشیند و ان دست بار نیار و بہین بپ
آورد دست بار بردہ جانش نہانی بار کا و دست نہ مراب باشد
نہ خطا

مطابق اللہ میں نے پیدا کیا نہ اس لئے جو کچھ زمین پر ہو
انسان کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اس میں میری اور تیرا ہی کوئی
تخصیص نہیں ہے تو یہ تمام اموال اور زمین کی تخلیق عبادت در
فہم برداری ہی کا سامان ہے اور کیوں تھا کہ دنیاوی مال ہم
ت وجود میں نہ آتے تو کون سی بات کی تیرا ہی ہی عبادت کی تیرا ہی نہ کرتے

و اس میں کہ پیدا کرنے سے فہم و فہم عبادت ہے و کہ
نہی آدم کہ پیدا کرنے سے مطلوب ہے و اس میں عبادت ہی ہے جو عبادت
میں کہ رہنا ہونے کے لئے ہے اور کچھ اور جو اس کو آواز دے گی
اور کچھ اور جو اس کو سوسہاں سوسہاں کے لئے ہیں پس
پیدا کرنے کے لئے ہے تو یہ سب سامان ہی آدم کے لئے ہے
پیدا کرنے کے لئے ہے اگر جھگڑا کی حیثیت اور یہ ہیں کہ بل
پیدا کرنے سے فہم ہی ہے اور یہ کہ یہ سامان کی طرف کوئی توجہ
نہ ہے تو پھر ہی غم میں سب بیکار ہو جائیں گے ان کی عبادت اور
عبادت نہ تو یہ عبادت نہ ہے نہ فہم کی نہ یہ بیکار دکانی و کچھ

میں موت میں مگر ان تمام عبادت کرنے والوں کو کچھ فہم
کہ انہوں نے وہاں سے اپنی دکانیں لے لی تھیں اور اپنے خوف میں وہاں
تو بجا ہوا کہ وہ اپنی دکانیں لے کر وہاں سے نکال دیں تو وہاں غیبت
اپنے دکانوں کے لئے لگ جائے گا اور اپنے دکانوں میں رہ جائے گا

جہاد میں کفار کے مال
پر قبضہ کرنا ظلم نہیں ہے

الغرض یہ کہ اگر مسلمان ہی قوت
بازو سے نہ کر دے تو کفار
لیں تو اس کو کچھ نہیں کہنے کی یہ نام دنیاوی عبادت نہ آتی ہے
سب کچھ نہیں کہہ کر کوئی درخت چھلنے کے لئے ہی نہیں میں لگا
دیئے وہ درخت چھلنے کے لئے وہاں سے بہت سے درخت
کھانے کو ہیں کی بار بار بہرہ بخند و درخت افادین تو یہ نہیں کہ
چہ غلط نہیں

ہو اللہ تعالیٰ خالق لکم ما فی الارض جمیعاً

بالجملہ اہل اسلام کہ کفار باک ہو اہل قبیلہ و تہذیب خود بخود
 جو رہے نہ کہ ملت و مملکت معلوم ہو و معلوم نہ ملے خود
 باز پس مانا نہ چاہیں قبیلہ کی ملت ملک ہو یا نہ شدہ عیون میں
 در خطاب او باشد کہ غرض کہ از مطلق احوال بود از دست کفار
 نیاید لکن از دار فانی از دست کفار از حق و شرف و بیانی حق
 انوں در دست آمد یعنی چوں مقصود از پیوستن ایشان بشیعیہ
 بود و در دست کفار ایمان نیست از ہر قبیلہ کفار و صاحب
 مصلحت خانی مومنان باشند تا کہ از ان کفار و اعدا اعدا اعدا یعنی
 اہل اسلام نما عیون باشند بلکہ متکلمین ہوں از دست کفار
 لازم آمد ازین خواہش کہ اگر قبیلہ و مملکت ازین قبیلہ و مملکت
 جہاد قرار نہ دین است۔

اہل اسلام بات سے شہد کہ کفار اپنے قبیلہ اور تہذیب
 سے احوال کے ہمارے ہیں جہالت میں لوگوں نے نہیں کہ ملت ہوں
 کے ساتھ کہ ملت سے اہل مملکت سے تعلق نہیں ہوتا کہ
 قبیلہ جو ملکیت کی ملت تھی یا گیا قراس کا مملکت میں اس
 کے ساتھ ساتھ رہا نہ گیا نہ ہو غرض کہ اہل کے یہ کہ
 سے حق و کفار کی خوف سے (مانا یا کی وجہ سے) پوری نہیں
 ہوتی سے لہذا اس حال کو کفار کے باہت و باطنی دین ہوں
 کے حق کی کو خودی کے لئے خودی جو مملکت ان شیاء کی
 ہر قبیلہ کا مقصد عبادت تھا اور کفار کی طرف سے اس کی
 ہر قبیلہ نہیں ایمان چاہتا کہ کفار قبیلہ کے مملکت کے حق کی
 خالق نہیں ہوتا کہ کفار کو ان کی خودی کے خلاف کا کرنے

و اہل سلمان خودی کو اپنے جہاد کے احوال کو کفار کے باقوں سے بچاؤ کا مضمون جو ہمیں سے تعلق ہے۔
 دیکھو ان کے قبیلے کو بھی جہاد کے مقاصد میں سے ایک مقصد قرار دینا تو درست ہے۔

غرض اہل نبیہ فہم کہ مقصود از جہاد نقطہ اعلیٰ کلمہ
 یعنی حق و کفار است و کفار سے غرض است و کفار
 غرضت مملکت از مملکت بود و کفار سے غرضت مملکت
 بالجمہ قبیلہ و ملک اوشان بقابل اہل اسلام قابل عقبار
 نیست کہ قبیلہ کفار بقابل اہل اسلام ہو قبیلہ جہاد باشد
 زمان و مملکت مملکت اہل اسلام تو ان خودی خود
 خود و کفار کے در کام مجوز نظام خود اوشان مملکت مملکت
 نہ دین۔

غرضت نہ سمجھا جائے کہ جہاد کا مقصد مملکت کے لئے
 کو جہاد کہ جہاد کے مقصد کو ہی کہلے ہے کہ اہل کی خودی
 بھی ایک صحیح غرض ہے اور میں سے اہل غیبت کی دوست ہوں
 سے نصیحت دوسری وجہ کہ خودی میں حق نے معلوم کئے ہو کہ جہاد
 کفار کا قبیلہ مسلمانوں کے قابل ہیں جانوروں کے قبیلے کی طرف
 ہو گا کہ مسلمانوں کی ملکیت نہ آئے سے حق اور وہ ہم نہیں کہ کفار
 جہاد نہ دین کہ کفار کے لئے جہاد ہو سمجھ نظام میں اس معنی کی
 حق خود اوشادہ فرمایا ہے۔

أُولَٰئِكَ كَانُوا لَكُمْ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ قَدْ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ
 نظر میں آئے اہل اسلام ہر جہاد اہل اوشان دست و پا
 ہو جانور و مملکت و مملکت اوشان دینہ ازین جہاد
 دقتہ اہل کہ کفار قابل ملک اہل اسلام ہر قبیلہ
 ضعیف است و جہاد اہل کہ قبیلہ از مملکت ہر قبیلہ

وہ کفار جو ان کی مملکت میں جہاد سے بھی زیادہ ضعیف
 اس قبیلے کے قبیلہ کہ کفار میں ان کی مملکت پر کفار
 یا ان کو جانور کی مملکت مسلمانوں کے مملکت اور قبیلہ
 جہاد سے تعلق ہے کہ کفار کہ کفار کی ملکیت مسلمانوں کی ملکیت
 نہ دین۔

وہ کفار جو ان کی مملکت میں جہاد سے بھی زیادہ ضعیف
 اس قبیلے کے قبیلہ کہ کفار میں ان کی مملکت پر کفار
 یا ان کو جانور کی مملکت مسلمانوں کے مملکت اور قبیلہ
 جہاد سے تعلق ہے کہ کفار کہ کفار کی ملکیت مسلمانوں کی ملکیت
 نہ دین۔

و نہ ہر با ثواب۔ اگر اہل اسلام ہزار ہا مال از دست کفار
را باندہ مستوجب ثواب باشند و بکس آن تفسیر منکر است
و نہ تفسیر ہر کس کہ رک از طیب و خبیث عام است۔
طیب بودن ہر ملک لازم و نہ نیست۔

سخن چارم بطور مقدمہ تمہید
سخن چارم تا آنکہ بقدر ضرورت
قبول بزیادہ کلمی است از اقسام ماکولین اسلام کفار نیز قدسی
ہوہند از برکات اسلام گزند و حق است کہ جان و مال
اوشان بجز جان و مال اہل اسلام معصومان و محفوظ ماند امدی
را از اہل اسلام نرسد کہ متعرض جان و مال اوشان شود و چہنیں
بقدر ضرورت و بچہنیں با کفار و قبول خدایات اوشان اہل
سلام پیش آوہد۔ غرض کہ گزند اکر احوال اوشان قابل
سماواتی بجز احوال کفار باشد چہنیں است۔ علاوہ ہینہ این
تا بیانہ شاید محرک و باعث بر تہجرت از دواوشان و تعلق
حبت از دواوشان ہم شود۔

بالحمد سلام و کفر با حق را بطور اجماعی مشکک است۔
اولیں مراتب کہ مستوجب ثواب و عذاب غنی است ہمیں قبول
بندیہ و اقامت و عذاب موجب است آری باصطلاح شرع
کفر و اسلام نام ہماں مراتب است کہ مشائخ و نجایات
باہک اہدی ان جہان باشد۔

سخن پنجم بطور مقدمہ تمہید
سخن پنجم بیکر دہا و وسعت مہاجرت
بانتہای تہذیب امتوا اذ جاء کفر المذہب
بانتہای تہذیب امتوا اذ جاء کفر المذہب

کر زور بازو است کفار کے طاقت مان ہمیں میں تو ثواب کے
مقدار ہونگے اور اس کے برعکس مانا نہیں ہے اور یہ بھی سمجھ
لیا ہوا کہ ملک طیب و دوناہک و دونوں کو عام ہے ہر ملک
کا طیب ہونا ضروری نہیں ہے۔

چوتھی بات قطعاً و قریبہ طور پر
چوتھی بات یہ ہے کہ ہم
عہدہ بیان کی وجہ سے لو کفار کا تہذیب قبول منکر و تہذیب سے ترک
مسلمانوں کے حکم کلمہ ہمارے یہ ہے کہ حکم چاہے کلمہ اہل اسلام کی
یہ کہوں سے قدسے فائدہ حاصل کر سکیں اور یہی وجہ ہے کہ
ان کے جان و مال مسلمانوں کے جان و مال کی مانند سمجھیں اور
مستغفرت ہوں میں مسلمانوں میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ
کفار کے جان و مال کا بھیڑے۔ ان کلمہ کے ساتھ عہد و پیمان
کی ذمہ داری کے باعث لو کفار کی طرف سے غارتگری کرنے کی جتنی
کے سبب مسلمان کچھ کمزور و غریب سے ٹوٹ جاتے ہیں مسلمانوں کے
اولیاء کلمہ کے دواں کی مانند اہل کفر کے قابل ہوجائیں تو کی جیسے
مزید برآں یہ تا بیانہ شاید کفار کے ملک تہجرت کر جائے اور ان سے تہجرت
کا تعلق قطع کرنے کا باعث اور ملک ہو جائے۔

الغرض اسلام اور کفر اپنے اپنے اشارات کے بغیر ہمیں
کے اعتبار سے اہل مشکک ہیں۔ مسیح پہلے درجہ کو کہنے کے
دست کے آئینہ کشیدہ کا مستوجب سچوئی جزیہ کا قبول کرنا
وہ موجب ہر قیام کرنا ہے۔ ان شرع کی اصطلاح کفر و اسلام ہمیں
مترجموں کا نام ہے کہ کفر و تہذیب کی فہم کے شرکاء مشائخ و نجایات
کی ہمیشگی طاقت ہو۔

پانچویں بات قریبہ طور پر
پانچویں بات یہ ہے کہ ہم
مسلمانوں کو واجب تہذیب سے پاس بیان و تہجرت کر دینی

مَهَابَاتٍ فَأَمْتَجُوا مَنْ أَنَّهُ أَعْلَمُ بِأَمْرِ الْبَنِي
نَبَانٍ عَلَيْهِمْ مَنْ مُؤْمِدَتِ فَتَلَا
تَرْجَعُوا مَنْ إِلَى كُفَّائِرٍ مَنْ جَلَّ
لَهُمْ وَلَا فَمُجْلِبُونَ لَهُمْ وَلَا جَنَاحَ
عَلَيْهِمْ مَنْ تَرْجَعُوا مَنْ إِذَا أَمْتَجُوا مَنْ
أَجُورَ مَنْ وَلَا مَيْكُوا بَعْضُ الْكُفَّاءِ مَنْ سَنُو
مَا أَمْتَجُوا مَنْ وَبَسَّاهُ مَا أَمْتَجُوا ذَا بَلْكَ حَكَمُ
الْهُدَى كَمْ سَمِعُوا مَنْ وَأَنَّهُ عَلَيْهِمْ حَكَمُ

ایں آیتان بشہادت حدیث بخاری و ترمذی و ابوداؤد
ابوداؤد انما بان شر انما کریم و حسن و نضر و ابی ایوب
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ بِأَهْلِي
تَلَى رَأْيَ لَيْسَ كُنْ لِلَّهِ شَيْئًا وَلَا لِيْسَ قَوْلُ
وَلَا يَزِيدُ شَيْئًا لَوِي

بیان فرمودند کہ حدیث مذکور نیست

عن عائشة قالت في بيعة بني أمية رسول
الله صلى الله عليه وسلم كان منكم من يهذو

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ بِأَهْلِي
فَمِنْ أَقْدَرَتْ يَهْذُو مِنْهُنَّ قَالِ قَدْ
بَايَعْتُكِ أَنْتِ مَقَامَ الْحَاجَةِ
وَدَعْ بَعْضَ رَوَايَاتِ يَادُورُ لَمْ نَقْطَعْ

اقرت بالحننة بجائی جبار من قوت یهذو الشرط
یا جبار ہر شرط راں روایت است کہ وہ غرض سے بایعہ قطع
تلفظ تھے اسلئے کہ انکا فرمودہ تھا کہ اگر انکا نام نہ پھر
کہہ دیں مطلق حقوق کہہ لیا ہر تین مبارکات باعث بر اعتراف
ہوئی نہیں کچھ دیکھو کہ حق حق ہیں اسلئے کہ انکا نام نہ پھر

لے سورۃ کہ کہہ دے یا نہ پھر

عورتیں آئیں تو ان کو آنکھ لگاؤ۔ ان زیادہ ہانپتے ہیں کہ میں
کو نہیں کرتی مگر ان کو ہونہات جان دو تو میں نہیں کہتی کہ طرف
مست لانا دے دو وہ تو میں نکار نکار میں لہو نہ دے گا۔ ان
مومنات کے لئے طلاق میں اور کوئی دوسرا ذریعہ ہے مگر تم
اس سے جان کر لو جب تم ان کو اس کے ہمراہ دے دو۔ اپنے قبضہ میں
کا فرماؤ تو ان کی صورتوں کو نہ رکھو اور جو تم سے پہلے کی ملک
لو اور جو انہوں نے خریدا ہے وہ ان کی ملک ہے۔ اللہ قسم ہے
جو تمہیں دیتا ہے اور اللہ جلتے والے حکمت و رحمت۔

اور یہ انہی بخاری و مسلم کی حدیث کہ ابی ہریرہ نے بیان
کی کہ ایک عورت نے اپنے شوهر کا قرضہ کر لیا تو اس نے اس سے
لے لی جسے آئینہ سے پاس میں دے دی تو اس نے اس سے بیعت
کے لئے اس کا منہ پر کر دیا اور اس کے ساتھ کسی کو نہ لیا نہ ٹھہرا کسی
اور چھوڑی نہ کر لی اور نہ اسے کر لی

بیان فرمائی ہیں۔ حدیث مذکور ہے۔

عائشہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے اللہ سے
عذر و عذر تو ان کو بیعت کرتے وقت میں تیرے حقائق کا کو بانی
لیا کرتے تھے۔ (آئینہ ہے)

اس نے جب آپ کے پاس آیا تو اس نے عورتوں سے کہنے کیلئے
آئینہ پر جس عورت نے اس میں سے اپنے شوهر کا قرضہ کر لیا
نے لیا اس نے مجھے بیعت کر لیا۔ اس بیعت کے طلاق ختم ہوا
اور بعض روایات میں ہے یا نہ پھر کہ بیاہنے

من اقرت بالحننة بالائی جبار من قوت یهذو الشرط
شرط اس روایت میں ہے اس کی جگہ کیا ہے غرض یہاں سے
کہہ اسلئے کہ انکا فرمودہ تھا کہ اگر انکا نام نہ پھر
کہہ دیں مطلق حقوق کہہ لیا ہر تین مبارکات باعث بر اعتراف
ہوئی نہیں کچھ دیکھو کہ حق حق ہیں اسلئے کہ انکا نام نہ پھر

لے سورۃ کہ کہہ دے یا نہ پھر

دری خیزد و باز قابض، یعنی مسلمان وقت نزاع از اسلام
خود نه برنگردد و کما بهیت ملک و استحقاق اصلی که از وفای
باشد و کافران با این همه مجرم و دماندگی که از اوقات قابض
اوشان از اوقات حق کما است همانسان بر کفر ابرامیده اند
چون سبب نبی است اگر نکند که کافرا اوشان نیست
بنی اید نیست ترش و از بهیت ملک و استحقاق اصل
خود سلب و رانده و چون تعلق حق کفر از اوقات اوشان
که ان است وقت نزاع که حق و از اوقات تعلق کفر و تعلق
حق در شک از تعلق تعلق بل اسلام با اوشان کفر و ما هم
موس میگوید که کفر بود تعلق مذکور و سبب اصلی که بهیت چه
کار فرموده اند از اوقات و باره اسلام بود تعلق معلوم
کی بایک که باشد و اگر که نباشد زمانیم نباشد.

اختیار کرتا ہے اور وہ جس کے حقوق کا متعلق تھا وہ اس لئے لازماً خود پر جو ذراعات کی گرفتار کے بارے میں ہیں اسلام کے بارے میں تعلق معلوم کی بنا پر یہ ذراعات

مقدمات تمام شد
بقول اینها قضات مزبور محبت

کتابخانه آستان قدس اسلامیه - روزنامه قدس - جزئی
نوشته از قلم کلی فاضل احمد نیرنگی می باشد
آدم دیوانه که این همه عقاید موجب بیست و سه دیوان
می تواند شد برادر مسلم که یک بچه خیاره داشتی و او را علی
پاشا می خواندند

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً

مصحح این خیال است و بجهت آنکه از جهل و نادانی او است
تغیر نموده و گفته اند: «پند حق را نشاید گفت و غرض نقل
تقصید از رسیدن باینکه دست بر این استیز بر او باشد
چون که در این حدیث آمده که او است که در این حدیث آمده که او است

اور وہ بھی اس وقت جبکہ فردوس گردیں اسی کے استغاثی سے
نکل گئی ہوں۔ کیونکہ زندگی کی حالت میں ابھی قبضہ اپنے حلال
پر ہے۔ گو کہ جہانستہ کی استغاثی دین کے بعد مٹ جائیگا اور
پھر تاجائیں یعنی مسلمان نزع کے وقت اپنے اسلام سے پرستہ
نہیں ہوا کہ اس کا اصلی استحقاق اولیئیت کی اہلیت سے
مٹ جائے اور کافران تمام نبویوں اور صالحہ گروں کے باوجود
نہیں ہوں۔ اس کے قبضے کے استغاثی سے نکل کر حلال
کفر پر اصول وقت میں اس سبب سے ٹھہر کر جہانستہ میں
کہ اس کا کفر ہے کی نسبت اس وقت زیادہ سخت ہوگی۔ اور
اس کے جسمی استحقاق اور ملک کی اہلیت سے ملین اور جو اپنے
چاہ کر کفار کے حقوق کا تعلق نہ کرے مگر اس کے ساتھ اس سے کم
سے وقت اگر کسی کی حاکم کے وقت اس کے اثر و رسوخ کا تعلق

ن کے ساتھ مسلمانوں کے حقوق متعلق بحث ہے
حق کو وجہ سے اور جو اسی طرح اس وجہ سے لڑا
کہ کہ بی بی چاہے اور اگر کہ نہ ہو تو نہ میں ہونی چاہئے۔

مقامات ختم ہوئے | مہربانی نہ کر دو مقامات قیود میں

مقدور سے کھڑا ہو کر ان سے کہہ دینا کہ تم لوگو قبول کرنا تو کیا
 ہرگز قبضہ کرنا کر کے کو قبضہ سے تعلق نہ رکھنا کہ کل
 قبضہ میں آیا ہے جس جہاں سے کہیں تو وہاں سے قبضہ
 نہیں سے جہاں سے قبضہ ہو سکتا ہے۔ ہر جہاں سے
 کہہ دینا کہ تم لوگو قبول کرنا تو کیا

میں زمین میں ٹھیکہ نہ بناؤں گا۔

[illegible]

مسلم دارند ویدنی که حکومت این چهار دانا ابدان است فی
است و در سبب قوت اهراف ابدان و احوال او نشان بگوید
تا قبل بد را می نیست. قلب حرمت بد است. قلب بطلب
ست و این غرض از او قای جان فرزند داده اند. چنانچه
در غایت آن در عبارت می بینیم و صراط بود پس اگر مال
خود را و قای جان کردند و انا خود بدهیم به دیگران بدهند
سوی پس اسلام بر این روش که بی قدر و کمالات
معبودت نه بدهد فی جانب اسلام و وقتان رسید. مال
من سبب جان و نشان می باشد تا قوت قدرت
نیافته و اگر این قدر طاقت هم روش نشوند بلکه با نشان
نقص جزئی و نشان نقص فی کمال شده و این او نشان
رقیبا عالم اسلام بر این اعلان است جایز به هزات
ست بطوریکه خود بد را بدهد و بدو خود بگوید مال اگر قبض
این اسلام مزاحم حال رعایا بل اسلام بود پس خود قبض
با و این قدری باشد بدنه نیست بجا بودی و در نه خود فیستی
در جاد و استقلال مومن علیه نقضی که بطور خفایه بدیم که
در آنکس نه این اسلام است حرمت و تقید نه بدی فی این اسلام
نقص جزئی بل اسلام بایه این در در اولی است اندام زید
قبض می کند و ان شاء که قبض جزئی در حرکت و سکون
توت قبض می ست و در قبض جزئی بل اسلام قابل عقیده
نمود. قابل اعتبار حال قبض می باشد.

نہیں آتا ہے لیکن وہاں دارمیں بیٹھ جاتا ہے۔ جب کہ وہاں سے جاتا ہے تو اس کے ہاتھ میں ایک گولہ ہے۔

فان باو فقيده در دارالعلم است از تشييع استعلام كفايه
عزير بگويد است - علم - مشهوره در بين وجهت از كماله جانك

کے کوئی طاقت واصل ہوگئی اس لئے چاہے کہ اپنی دشمنی
ملک نجات دہی ان کے لئے مسلہ نہیں اور آپ کو ملکہ ہے کہ
اس جہان کی حکومت کو جسوں ملک رسائی ہے اور سبب
سے ان کے انھوں اور بدین میں قدرت کی قوت پر پہنچی ہے
اور دلوں ملک رسائی نہیں ہے۔ اور انھیں وہ عقب خوب
کے ہاتھ میں ہیں اور اس وقت ملک میں کی جاتا ہے انان قزو
وہا ہے چنانچہ ان کا دل مبادت میں مگر اس واسطے سے
ہوتا ہے جس گزشتہ اور جو یہ کہ مغل قزو میں اور ان
پارسی تو اس امید میں کہ شہزادہ افغان کے حوالے سے شاہی ہے
سے اور ان کے بارے میں کے بعد ہاتھوں سے بہت زیادہ مضبوط
کے بغیر صورت اختیار نہیں کر سکتے کہ رغبت و اس کی طرف سے
کے دل میں پیدا ہوئی اس وجہ سے ان کے حال سے نہ سبب
کچھ اس لئے کہ ان کے لئے کہیں تاکہ اس میں قوت بھی رہ جائے
اور اس وقت ان وقت بھی رہتی نہ ہو کہ اس میں قوت نہ ہو
قبلہ ہمارے حال جیسے کے تحت رہے تو اس صورت میں کفار
کے اور اس وقت اسلام کے حامی وہ ہیں جس میں ان کے ہاتھ
کو بھی جائز ہے کہ اس میں کہیں نہیں یہ خود طاقت سے
نواہت سے۔ ان گزشتہ ان کا کوئی تعلق مسلمانوں کی رہا
کے حال سے نہ ہو تو ایسا کہ ان کے لئے کہ ان کے ہاتھ میں
میں تو سب تو بہت ہی طاقت بجا ہوئی۔ اور آپ خود جانتے ہیں
کہ یہ وہ دیکھنا ہوا ان کا کفار کے کہنے سے بھی کہ یہ ایسا

مسلمانوں میں سے بزرگ و فاضل کے قتل ہے مگر جب تک کہ مسلمانوں کے منافع و فائدے بابت مسلمانوں کا جرنی قبضہ نہیں آتا تب تک مسلمانوں میں ہی رہتا ہے تو اس وقت تک خدا کے جرنی قبضہ کے نیچے رہتا ہے اور مقبضین معصوم ہے کہ جرنی قبضہ حرکت و سکون میں قبضہ کر کے کھاتی ہوتا ہے اس وجہ سے مسلمانوں کا جرنی قبضہ قابل اعتبار نہ رہا۔ اعتبار کے قابل ہی قبضہ ہوتا ہے۔

فرض جب تک کہ مسلمان اور اعراب میں یہ تفرقہ کی

[illegible]

آن محول را زان مقام مسلم باشد و بعضی تا تحقیق نشود که بزرگوار
قبض غالب برش زایل بود و گمان نمیکنند که خود شود
خدا برین تا و دیگر از در عیب بروی نشود است خاص تحقیق که
تا با کمال کینه و با بعضی وقت و غایت گریه میسود و در این
که از میان کتاب باشد نه تحقیق علی گذر بود و بعضی جزین این سلام
پایه بر قبض باشد نه استقامت و نه استقامت و نه استقامت
شمرده شود چون در دران است احوال غایت نیست
چنانچه آنست و این حرف خود را که بگوید و در این که خودی است
مفرد و این که است و ترک است که است و در این که است و محبت
و این محبت آن است و در این که است و در این که است و در این که است
خود و در این که است و در این که است و در این که است و در این که است
گذشت خودی است.

[illegible]

کفاره از دفعه بیست و پنج در هر روز یکصد و بیست و پنج
است که در صورت مسکن گویند و در صورت بیمار که در مسکن
ماند از شش تا نوزده اگر فرزند بیمار که در مسکن باشد شش
نزد و اگر یک ماهی که در مسکن باشد شش و اگر یک ماهی که در مسکن باشد شش

حلقہ شان کا مسلہ نو۔ تہجین میں ملکر ہے اور کمر قیامت میں
 نہیں آگا۔ جب غضب کر لینے والے ہیں تو ان کی جگہیں ہو گا دیہ
 برآمد کر کے کر کے ہاتھ ہی نہیں نظر میں چلا کر اور لوہے ہاتھ میں
 وہ خدائے حق سے بڑی ہو گی۔ ان کے کہیں اور عقاب بعض وقتیں
 کر رہا ہے کہیں مگر حق سے نہ ملے گا۔ ہاں ہاں جو کہ کفار کے ذہن
 میں کفار کے عقیدے ہو گا۔ وہ ان کا بڑی قیامت ہی کہیں ہو
 گا۔ جو کہ یہ متفق ہیں کہ ان کے ساتھ نہ ہو کہ وہ اپنے اپنے
 دیا ہے جب کہ قیامت کا زمانہ ہو گا۔ نہ ہی کہیں نہ ہو کہ
 جیسے کہ پہلے ہی ہوا۔ اس وقت خدا کے حکم کے مطابق ہو سکی
 وجہ سے بلکہ ان کا حق ہو کہ وہ خود ہی ہتھیار تیار کر کے
 کے قتل کر دے۔ جو حق خدا کا ہے۔ نہ کہ وہ اس کے لیے ہوا
 صحبت سے نہ کہ وہ جو غیر خدا کے ہیں۔ ان کے خدا ہی کے کہان ہونے
 و تفریق کی ان کے ہاتھ میں چلا کر۔ جو تفریق ہی کے خدا کے اس عقیدے سے
 خدا ہی سے نہ ہو گی۔

باقر و احمد میں رہ گیا کہ عباد و عجمی انھیں بھول
 ہوئے و زب کے سموت میں ان کے شر و کین تو بخار و دست
 ہتک اس وقت سے کہ جس نے ہاتھ نہ پکڑا وہ سود
 میں اگر کفار نہ ہوتے تو کوفی نے ان کو گلاب بٹے تو بیشک
 ان کی بجا نیک کنیوں کے لئے ان کے دل کو پتھر جیسے ہوتا
 تھا نعمت کی حالت ہوئی تو یہ شہر ہاتھ سے دور ستی اس وقت
 کی تحقیق وہ امر ہی اندر پر و قوف پہنچتے کہ کوفی نے اپنے
 کفر و غیبت کے زبانی کوفی نے نہیں میں مگر
 یہ بات ہے عجب یہ کفار کے سنان بجا نہ کہ
 صورت میں ان کی کافری کے لئے ان کے نہیں عجب
 کہ یہ نہ لکھا ہے کہ یہ نے فراموش کیا تو سنان ان کی تکلیف

[illegible]

مقرر و بر سر شہ نہ بنند یا اگر در آخرت بر زبان این مامی و
 ترک آن ذایع خطاب قرار یابد فقط اگر مذاب کند بر ترک
 ایمان مذاب کند و اگر در بار دعوت و عدم دعوت آن
 باعث است از تعویذ آثار مقصود و در این عمل اگر کسی که
 فاطمائی یا نهی و مقابل بزرگان طرف ترسید و اگر

بگوید
 يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَهُوَ
 وَلِيُّكُمْ فَتَقُونَ مَا آتَاكُمْ مِنْهُ اِنَّ يَوْزَجِلَّ وَ
 يُفْسِدُ فَوْقَ ذٰلِكَ اُمُورَكُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰفِسُونَ
 ترجمہ: اے ایمان والو! خدا کی برکت و انعام کا روز
 است کی گویا رعایت باہمی کریمات و فیوضات اند فقط بقید
 مومنان میں دو قسم است کفہ نیز شریک میں تعمیر اند فرق
 اگر باشد چالی فرق تو اب و عقاب باشند یا قہ کیل پیوند
 خاصہ اند کی دیگر ترجمہ باشند

تفصیل اہل ایمان تفصیل اہل ایمان ایہ است کہ ملاقات
 تفصیل اہل ایمان انہیں کو فیدہ ملک بوند بر و تم است
 یک اگر و جو بر نعمت در صلب موالد

و غم اگر و بر نعمت از خصمیت بر و دشمنی خیر
 و ایک ملاقات منافقت اواز است آن موالد فیدہ ملک بوند
 نہ حق اہل اسلام و نہ حق کفار و نہ جو بر نعمت
 متعلق بین اہل ایمان بلکہ متعلق باہل ایمان موالد شہر باشد
 آن امکان است کہ ایک موالد حق اہل اسلام فیدہ ملک
 باشد و دیگر حق اہل اسلام فیدہ ملک بود مثلاً اگر اہل اسلام و
 نہ یہ اگر فیدہ ملک حق اہل اسلام نیست و ہمیشہ نیست
 کہ میں موالد اہل اسلام فیدہ ملک حق اہل اسلام نیست

لہ پادہ اللہ و کون و سورہ بقرہ

زدینکے اور اگر وہ خدا کی اذلیت میں سے کسی کے لئے کہ ملک
 تو قرب و جہان میں سے کہ نہ کہیں گے اگر کہ نعمت میں ان کی
 کی سزا اور ان کی نعمت کے کہ بر صواب دینے بعد اگر ملک میں گے
 تو ایمانی کے کہ ان کے پروردگار کے ذریعہ ان کے ملک میں
 ہونے کے لئے کہ میں سے کسی کے کہیں گے یا نہ گے یا ملک تیار
 خطاب یا فواد ملک میں اس ملک میں نہیں بنایا ہے نہ ملک میں
 فساد کے کہ وہ اس کے کہنے کے لئے کہ ملک میں انہ
 جس چیز کے کہنے کے لئے کہ ملک میں اس کے کہنے کے لئے کہ ملک میں
 میں نسبت کو کہ میں و دو ملک میں نہ گے

کو کہ میں کو کہ میں سے جو ان میں گے کہ یہ بات نہیں ہے اور
 یہ میں دور دور کہ ملک میں ہے میں ملک میں کہ ملک میں
 جو کہ ملک میں و فرقیات میں فیدہ مومنان کے متعلق کہ ملک میں
 میں و فرقیات میں کہ ملک میں میں نہ گے کہ ملک میں فرقی
 اگر ملک میں تو اب و عقاب باشند یا قہ کیل پیوند
 سے ایک دوسرے سے فیدہ میں فرقی رکھتے ہوتے

تفصیل اہل ایمان تفصیل اہل ایمان ایہ است کہ ملاقات
 تفصیل اہل ایمان انہیں کو فیدہ ملک بوند بر و تم است
 ایک یہ کہ نعمت کو و جو موالد کے فیدہ میں جو

و نہ گے کہ میں نعمت کی وجہ باہل اسلام شہر کی خصوصیت
 کی وجہ سے میں جو میں ملک ماعت کی ملک پہلی ہے تو وہ ملک
 ملک کیلئے فیدہ نہیں موالد تو ممالک کے حق میں اور نہ ملک کے
 حق میں اور میں فیدہ ملک کو جو موالد سے متعلق نہیں بلکہ
 ممالک و اہل سے متعلق کہ میں ہر دہاں میں ہے کہ ایک موالد
 اسلام کے حق میں ملک کیلئے فیدہ موالد کے ملک کے حق میں ملک
 کو فیدہ ہر ممالک اگر ملک و دشمنی کی فیدہ ممالک کے حق میں
 ملک کے لئے ممالک میں نہیں گے کہ اس کو اگر یہ نہیں ہے کہ یہ

و قمار مفید طریقت و غیر چنان عالم که تحصیل مومن است
تجسس کفر و بیگانه بداند نشیند لذت مزه اقا و درین باره
مراقب شود

اس نیکو دنیا سے رہا اور جس کا عقدِ حریت ہے میرے ہندوستان
 اور وہ جیسا تھا سرکار اس میں تمام عزم کی کھجوریں تھیں۔ کادوکی۔
 کہوٹ۔ یہ سب نیکو چلتے ہیں، مگر وہی جو کہ اس راستے میں بھی
 فکرمندان کی جانتے۔

مقدمت چند در باب کیقباد
ربو و قمار مغیره ملک بیست

چند مقدمات کر باور رکھئے
کاغذ نامہ ملک کیلئے مینہ نہیں

اینکه هر یک از اجزای او خود را بر است و منافذ در
احداث خود و عرض را از موصوف با ذات و موصوف با عرض
عده برین گاهی عرض را بغرض ویت ایصال و صفت از
موصوف با ذات تا موصوف با عرض منوروت حرکات و کثا
می افتد و گاهی بر عرض قبول اثرند و دفع حوائج از او
اثر و قبول آن می افتد مجزوفات ازین اقسام باشد الله
خارج خواهد بود و تکلیف ذاتی را خارج ازین دسته
پاشی از مقوله نکر باشد و در مجموعی صفت ذاتی از صفت
است باعتبار وجود ذاتی است نه باعتبار وجود خارجی که آن
خود موقوف بر خود موقوف معلوم است در یکسان تا منی طبیعت

۱۔ مرکب کے لئے اپنے ہر کا ہونا ضروری ہے۔ اور
اصناف کے لئے اپنے اعضاء میں صفات اور اضافات کا ہونا
اور ہر شے کے لئے مخصوص بالذات اور مخصوص بالعرض کا ہونا ضروری
ہے۔ نیز ہر شے کی عوالم کو مخصوص بالذات سے مخصوص بالعرض
مکمل ہونا چاہئے۔ یعنی ضرورت کی وجہ سے حرکات اور اوقات کی
مزاوت ہونی چاہئے۔ اور اسی طرح کسی اثر کے تو اکارت کے لئے اثر کے
وصول اور اس کے حصول کرنے سے زبان کو ہر شے کی ضرورت ہوتی
ہے۔ تو جس قسم کے تمام اوقات میں ضروریات، اضافات اور نقص
سے باز نہیں چلیں گے۔ وہ بہت کم ملتے ہوئے ماحولیات میں ضرورت
تبع سے محروم اور ہر وقت کا مطالعہ ہے۔ اور اگر ضرورت کو محروم

[illegible]

محقق شود و ثابت دینی که بعد از قیامت است زانی ۔
نظر بر این است که این امر صاف دینی است که قدر متعارف است
ما قید است و تقدیر ضرورت متعقدین ۔ و این بعد از غلبه
حالتی اندک و در حرف تنهایی که یکدیگر را ملاقات
مقدور است و نقد و تمیز نگردد و نقد و نقد و نقد
مکی در هر دو تفسیر دینی شد و نقد و نقد و نقد
نقد و نقد و نقد ۔

وقت کافی بود و زنی که مرتب است و زنی که مرتب
است و زنی که مرتب است و زنی که مرتب است
مکرر است و مرتب است و مرتب است و مرتب است
وقت کی آید و مرتب است و مرتب است و مرتب است
مکرر است و مرتب است و مرتب است و مرتب است
کینه و دین کی مرتب است و دین کی مرتب است
نفسی و دین کی مرتب است و دین کی مرتب است

مفسرین و نقد و نقد و نقد و نقد و نقد و نقد
است و مرتب است و مرتب است و مرتب است و مرتب است
آدم نیست و مرتب است و مرتب است و مرتب است و مرتب است

غالب کار زنی کی مرتب است
مرد و مرتب است و مرتب است و مرتب است
مرد و مرتب است و مرتب است و مرتب است
مرد و مرتب است و مرتب است و مرتب است
مرد و مرتب است و مرتب است و مرتب است
مرد و مرتب است و مرتب است و مرتب است
مرد و مرتب است و مرتب است و مرتب است
مرد و مرتب است و مرتب است و مرتب است

مفتاح و نقد و نقد و نقد و نقد و نقد و نقد
مفتاح و نقد و نقد و نقد و نقد و نقد و نقد
مفتاح و نقد و نقد و نقد و نقد و نقد و نقد
مفتاح و نقد و نقد و نقد و نقد و نقد و نقد
مفتاح و نقد و نقد و نقد و نقد و نقد و نقد
مفتاح و نقد و نقد و نقد و نقد و نقد و نقد
مفتاح و نقد و نقد و نقد و نقد و نقد و نقد
مفتاح و نقد و نقد و نقد و نقد و نقد و نقد

جسب است تحقیق سے کہ ان کی طرف سے کہ وہ ایک ہی
ہو گئے ہیں تو ان کی طرف سے کہ وہ ایک ہی
ان کی طرف سے کہ وہ ایک ہی
اور ان کی طرف سے کہ وہ ایک ہی
ہو گئے ہیں تو ان کی طرف سے کہ وہ ایک ہی

چوں کہ تحقیق کنان کی است و مصیبت نادر است
ایم و ان کی طرف سے کہ وہ ایک ہی
مال کی طرف سے کہ وہ ایک ہی
مگر کی طرف سے کہ وہ ایک ہی
نسبت و مصیبت ایسی نیست چر بہ جا است

میں درمیں صحت معلومہ و مجہولہ خیال باید فرمود۔

چیزیکہ بدست خود نباشد | بلا شکی مالیس
بیغ آں ممنوع است | عندک ہمیں است
و بیغ جمل اہل باطن

کہ در بیغ جمل اہل باطن بود اگر ممنوع است جم از بیغ
ست و بیغ از بیغ شاربیل بر آمدن نیز اگر باطل
است ہمیں وجہ باطل است۔

بیغ مجبورات | چوں این امثال بیغ معدومات و ادنی

کردہ از اول مجبورات نیز چیزی بایہ
گفت۔ اگر بیغ جوانی مجبورت مشقت در چند حیوانات
کثیرہ و بام باشد مگر این بھال و بد است کہ جمل بیک
و بیغ و مالیس عندک بیک نوع مقرریم کہ بد نام
موجود باشد مگر چون در معنی تعلق این اضافت نیست
در بیغ اضافت معدوم است یعنی از انہی کہ انفاذ و انقضائت
عقد است کہ از آثار است و عقدنا منزوت علیہ کہ
از محرمات است بل تعلیق علیہ کہ وقت حصول صورت
معدوم منزوت است تعلق این اضافت مقصور نیست۔
و در اینکہ تشریح دارد عقدانہ است نہ غیر
در حدیث شریف است۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمُسْجِرُ

چنانچہ حدیث مذکور در ذیل آئندہ می آید۔ و اگر
ہمکن این است کہ

و اگر گمانی کہ نہ باشد نہ است | معدوم اضافت و ادنی
کہ محرمات است نہ غیر | اضافت محرمات و ادنی

مالیس بیغ نہیں ہے تو کیا ہے نہایت۔ سطح و سطح گئی
چیزیکہ بدست خود نہیں ہے مجبورت میں ان کو نہیں کرنا چاہیے۔

وہ چیز جو اپنے قبضہ میں ہو | ہمیں اسکی بیغ نہ ہے
اس کی بیغ جائز نہیں ہے | لہذا بیغ اس پر ہے

مور و مالوم کہ جس کی بیغ ہم میں ہے کہ مالک کی بیغ میں ہے
میں میں ہوتا ہے اگر ممنوع ہے تو اسی وجہ سے ہوا و زوال
پر غفلت کے آئے ہے پہلے ہی بیغ ہمیں گمراہی ہے تو اسی وجہ
سے باطل ہے کہ یہ صحت پر کما حقہ ہو۔

ما معلوم چیزوں کی بیغ | جب ان کی بیغ معدوم چیزوں

دیا تو معلوم چیزوں کے حال کے تحقق ہی کہ نہ چاہیے کہ مجبورت
حیوان کی بیغ مقرر کرے تو اگر بہت سے حیوانات عالم میں ہیں
مگر یہ وہی وجود ہے جو عالم کے کل کے عمل اور حیوانہ ہونا سے
پس نہیں ہے اس بیغ میں تمکین کیا جاتا ہے کہ کوئی نسل انہما اور
مالیس عندک کی نوع بیکہ مجبورت کی نوع ہی اکثر دنیا میں
موجود ہے مگر چونکہ اس اضافت کے تحقق کی جگہ میں نہیں ہیں تو
اضافات کے حق میں معدوم ہیں یعنی چونکہ عقد و عقد کی صورت
کہ جس کے تشریح میں ہے۔ و عقد و علم کی ضرورت ہے چونکہ
اسکے فوائد بہت سے ہیں ہمیں کے حق میں صورت معلوم ہوتا ہے
کہ وقت ضروری ہے اس اضافت کو تحقق مقصور نہیں ہے۔
دوسرے یہ کہ عقد و عقد نہ تعالیٰ کا کام ہے نہ کسی
قاعدیت شریف میں ہے۔

یقیناً نہ تعالیٰ ہی وہ بھاد مقرر کرے خواہ
چنانچہ کہ حدیث آئندہ و ائمہ میں آتی ہے کہ جو بہتے ہو تو یہ ہے۔

گمانی کی وجہ کہ نہ چاہیے | اہل و اصناف و حالات
سے کہ بھاد مقرر کرے۔ لہذا بیغ اس پر ہے کہ کوئی

نسخ نام میں تساوی است | انہی بشر کو نشانہ نہیں

خلو و قصد باشد۔ مگر بناء تساوی یا بر احدی فرع است
و وصت چنانچہ ان دو کیفیت و ذریعہ کی یعنی
بار تساوی رغبت است چنان کہ در غیر انہا باشد
سے کسی ممکن در حقیقت بناء بار تساوی رغبت
است۔ و مختلف الافعال حال ظاہر است۔

اما در ضمن حق التوقع اگرچہ بخاطر غنا است یہی
چون بنگرہ کہ در وصیت اتحاد کسی ذوق تساوی رغبت
ظاہری است چہ متفق و رغبت و عدم اتحد مساوی شد
و صبیح بود مثل جنی بران است اینجا ذریعہ سے شود
کہ انظر بر تساوی رغبت است۔ بہر حال رغبت باشد
یا نہ رغبت تساوی این باشد یا تساوی ہی نہ
ہست از تعدی است بدست یافتہ کہ کی را
بر برد دیگر گردانیم۔ اندر میں وصیت در معادہ کہ مساوی
میں بنیاد بگوئی طرف زیادتی و معرفت نقصان باشد
بقدر زیادتی نہ از عرض باشد و از بیع بیک طرف
چہ بیع را و استی کہ ممکن منقذین است و ایک طرف
نقصان نشود۔ انعقاد بیع مستحبی است کہ ہر دو طرف
بہر شوقش ضروری است و از بیعت ہر طرف یا نہ
عقد رہا مفید ملک نیست و قدر ہر طرف ملک دینہ
آں است بلکہ گیرانہ یا نہادہ واجب و لازم۔ ممکن
انہا چہ کہ با ذقت کی و بیعی کل و وزن در کیفیت
و ذریعہ حق التوقع متفق شود و درین صورت چنانکہ
قدر زمانہ موجود است چنانکہ قدر مساوی انعقاد
صورت بہر حال آں موجود وے دانی کہ معلول
از لوازم ملت نامہ باشد۔ پس چون ماعدین و عقدہ و

نسخ اسی تساوی نام است | اس نسخہ کو نسخہ ہی برتری کا نام ہے

تراوی کی بنیاد اتزان و توازن است چنانچہ کہ یہی
مندان کی چیزوں میں ہے کہ رغبت کی تساوی پر نہیں اگر جسکے
ملاہ میں آپ کی محنت میں کام کی بنیاد رغبت
کی تساوی پر ہے۔ مختلف انواع میں حال ظاہر
ہے۔

یہی کہ مقدار انواع عوضین میں اگرچہ بعض ہر حق ہے
لیکن اگر دوست و کمین کہ کل اور ذوق کے اتحاد کی صورت میں
تساوی رغبت ضروری ہے کیونکہ رغبت کا مشق و عمل اب برابر
ہو گیا۔ اور اس کا نتیجہ ہوتا اس بات پر نہیں ہے۔ چنانچہ
و صبح ہوتا ہے کہ نظر رغبت کی تساوی پر ہے۔ بہر حال رغبت
ہو یا اس تساوی کی نوعیت ہو یا اس کی تساوی ہو یا نہ
سب اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے ہر سب اللہ تعالیٰ میں ہے
کہ جب تک کہ دوسرے کے برابر کر دیں اس صورت میں اس معاملہ
میں میں کہ سب بات میں ہو کہ یک طرف زیادتی اور ایک طرف کمی
ہو تو دنیاوی کے بعد روض سے غالی ہو گا اور بیع سے کیونکہ ہر طرف
بیع کے متعلق آپ نے بیان کیا ہے کہ وہ میں اور بیع کی محتاج
ہے ہر طرف ایک طرف انعقاد متعلق نہ ہو گا۔ بیع کا منعقد
ہونا ایک نسبت ہے کہ اس کے وجود کیلئے میں اور بیع کا
ہونا ضروری ہے و اسی وجہ سے اس بات کا اعتبار کہ وہ عقد
ہو کہ ایک ایک نہیں ہے۔ ہر دو کی مقدار ہی اسکا نتیجہ ہے
کی کہ میں ہے نہ ہر طرف کی ملکیت میں نہیں آتی واجب اور لازم
ہے۔ لیکن جب کہ ایک ہی قسم کی تو باقی باقی انہی کی چیزوں
میں میں و واجب کی کی اور زیادتی کی صورت کو کا سہا یا جاتا
ہے اور اس صورت میں یہی کہ قدر ہر طرف ہوتا ہے۔ یعنی باقی
کی مقدار میں موجود ہے حتیٰ بات کا اثر ضروری ہے کہ تساوی

و متعین بود نه العقول متعین شدنی است. بانی آن
مجموعیت یک طرف لغت و اشئی نیکه قدره را از
قدر زائد منعوم نیست. اگر قاعده است تقسیم
قدح است نه در انعقاد. چه معلوم شد که در قدر
طرف ثانی نیز معلوم شود بهر انعقاد و این جمیع قدر
است. چه مقصود باینست درین نوعیت است شریک
نقد. بکسیل منضم یا قدر را لوح باشد. این شخص است
فشخص را درین باوه گفت نیست. و هر چه مقصود باین
باشد و چه غلطی و وجود ذی نفس منونی است. فی
آن پس اگر شخص معین. این جانی را از آن تأثیر
است و وجود آنها شده به جرم ذی وقت تقسیم قدرت
آن فی القدره معین با این نقطه شده و زور و منظم
متحقق نشود. و معادل که بنادامه ایال بود بهر
علم و پدید به ظهور نه باید ازین جهت قبل تقسیم
چنین مدالها واجب شفع باشند تا باینکه ازین منبسط
رسد و بعد تقسیم بر قدر مساوی ملک میانی شود. و زائد
از آن جاری و خالی از ملک مانند دیگر زبان و میثرت
مشق است پس گفته بود چرا و معروض ملک اند بهائی
از ملک باشند. یا تو میگوید چرا و ملک این داشته
باشد باشد به ملک است اما خود به ملک غیر. و این نیز
از قسم ملک نیست است بگو شد اندامی. و تقوینش
بمال علم است و تقوینش بدی است. چه قوی و اکتساب از
مغز به گوشت است. و در سطح میانی و در مسافه خود
نه و آن که در صف ذات است که نه و اسباب باشد

اسلام میں سے ہے بلکہ اس کی زیادہ سمت
ہے کیونکہ اس کا معنی کسی اور معنوں سے زیادہ نہیں ہوتا
آپ کو معلوم ہے کہ ذاتی وصف و ہیئت ہے

[illegible]

اور اس کی وجہ وہی قلم ہے جس کی طرف سے
درمیان میں و سطحت کوئی مضائقہ نہ

یہ ہے جو کہ اس کے لئے ہے۔

راہیم ایک دیگر گرفتار با عدل ست نیز نہیں آئے ہند
 پانچ سو تھیں دار حجب زہرا بنی قریظہ کو گذشت کہ وقتی
 نہ در گرفتار آئید و دار حجب است معنی رو بہ تحقیق است
 چنانکہ گذشت از اہرہ مال خود و در محجہ معاملات جو حال
 معادیا است نہ جو چیز یا دیگر و جائزہ و کہ ایں دروہ
 در دار الاسلام نیز موجب عداوت ملک است تحصیل ملک
 کفایت نیست و ملکہ برین طور کہ موجب قید ملک
 اشخاص نخوانند مگر کہ باہم داد و ستد کنند چنانچہ
 دانستہ می فرمایند کہ ہر سہ ۔

حوالہ خزائنہ الروایات
 در حاشیہ اسراجیر فی
 دین مسئلہ

وَلَا يَلْزَمُ اسْتِقْرَافَهُمْ اَبْرَافَهُمْ ذُو بَنَاتٍ
 لَيْسَ بِدِيَانَةٍ بَلْ هُوَ فِئْتِي ذِي اَنْتَهُمْ
 اَبَاقٍ وَنَ اَسْلَدِ دِيَانَتَهُمْ تَحْرِيمُ اَبْرَافِهِمْ اَنْ
 الَّذِي اِذَا اَتَاعَ وَرَ هَمَّا بِدِيَانَتَيْنِ مِنْ ذِي
 اَخَوَسُ وَرَاقِ اَبْنِ الْقَاضِي اَوْ اَسْلَمَا اَوْ
 اَسْلَمَا اَحَدَهُمَا يَجِبُ نَقْضُهُ كَمَا سَوِ
 بِاَشْرَكَ مَسْلُكُهُ اَنْ تَحْلِي۔

روایت جاہست آنکہ در ہزارے و مشکوٰۃ و در
 کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ و ہارہ بنی مکر تفریق محاسب
 فرمودہ در مشکوٰۃ و بنی ہارہ بنی مکر تفریق محاسب
 قال قلت کا تباخیر می معاویہ کہ لا یمضی
 الا ناکب عمر بن الخطاب یعنی ششصد قبل موتہ
 یسئلون فی قواہین کلذی محرم من الجوس تقر۔

و اس مسئلہ ان کو یک دوسرے سے خود لینا مال چاہے تو یہ بھی
 مجھ میں نہیں آتا کہ کوئی دوسرا لینا مال چاہے تو یہ بھی
 نہیں آتا کہ کوئی دوسرا لینا مال چاہے تو یہ بھی
 دراز بنی ہند خود کے حق میں ہیں کہ کوئی مال ان سے
 معاملات میں اپنے مال میں کوئی مال لینا ان معاملات کی
 وجہ سے چاہے کہ یہ مال اور جائزہ و کہ یہ مال اور جائزہ
 میں بھی نسبت بہ کہ یہ مال اور جائزہ و کہ یہ مال اور جائزہ
 چاہے اور اس طرح سہولت چاہے اور اس طرح سہولت
 نہیں ہو سکتا کہ یہ مال اور جائزہ و کہ یہ مال اور جائزہ
 چاہے اور اس طرح سہولت چاہے اور اس طرح سہولت
 چاہے اور اس طرح سہولت چاہے اور اس طرح سہولت

اس مسئلہ میں
 خزائنہ الروایات و

خزائنہ الروایات میں چاہے
 ہندو کی کتاب میں ہے
 حاشیہ در حاشیہ
 لہذا ان کا خود کو مال کچھ لینا و زعم نہیں آتا کہ یہ
 بیانات سند نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو انکی بیانات میں حق ہے
 کہ ان کی اصل بیانات خود کا حرام سمجھنے میں تامل کہ
 جس شخص نے جب ایک دہم و دوسرے کے غرض میں کسی دوسرے
 کی گرفتاری کی پھر وہ دونوں معاملے کو حق صحت کی طرف
 لے گئے یا دونوں امور کو گنہگار لے گئے ان دونوں سے ایک
 مسلمان ہو گیا تو اس سے ہزارہ واجب ہے۔ ایتہا بیہا
 کہ مسلمان نہیں کی ہو تو ختم ہوا۔

و جب کہ یہ بیانات محاسب کو بخیر اور مشکوٰۃ میں
 آپ نے بھی ہزارہ بنی مکر تفریق محاسب
 کی تفریق کے بارے میں مشکوٰۃ حاشیہ میں فرمایا ہے کہ
 انھوں نے کیا ہے۔ ہزارہ بنی مکر تفریق محاسب
 کہ ہزارہ بنی مکر تفریق محاسب
 کہ ہزارہ بنی مکر تفریق محاسب

مقدمہ الفایہ و وجہ ممانعت این است کہ اصل
 نکاح منوط بر آنست ملک بغير دین وانی که
 محرم قایل این ملک و اهل این ممانعت غرض نظر بر این است
 عقد دینی گمان نیز مفید ملک نباشد آری اگر عمل قایل است
 کافران کہ اهل ملک اند و اہلیت آن دارند اگر تشریفات کان
 کند منع شود و چنین است کہ اگر توفیق لم یزنی بر دو خدا
 اسلام آنرا عداوت محمدیہ نکاح بقصد تکریم محل فایز باشد
 چنانچہ دومرد باشند یا مرد و عورت یا یا هم خرم یکدیگر
 باشند یا معاشرت یعنی نبود در جمیع صورت نکاح منع شود
 و ما کم اسلام را لازم باشد کہ ممانعت فرماید چه
 قبض گفتار اہل ذوق قبض جزئی است کہ بر مریض قبض
 کلی حکم اسلام است بر چه علانیہ کند و ظہار و
 باشد بسوء او منسوب باشد نیز کہ قبض جزئی بر تو قبض
 کلی رد و وقوع در اصل معاشره و داده و دانی کرد
 معاملات تخلف پس اہل اسلام بار و گیر این قسم انکار انگلی
 فایز است چرا دادہ ملک و فیه کہ معهود از معاملات
 است مخصوص مسلمانان نباشد اند علی بن آدم را
 عام است اگر آں قسم خصوصیات کہ در بار نمود
 خنزیر شنیہ و امیر کہ غیر بودی از اصل سوانہ ممانعت
 فی فرمودند آری اعتبار و اخلاق آن بطوری کہ بر ہر
 آنکہ اہل شافعیہ بغرض حیانت شوکت اسلام و نگاہ داشت
 ضعیفہ اصحیح کہ بی مراعات حکم از حیانت و فواحش
 اہتساب نہ اند منعت فرمودند چنانچہ از اطلاق مذہب
 مزایم و مہول و بیخ غرور و خیر و دیرہ احمد فاضل شعار
 اسلام منعت فرماید مگر از مجموع ممانعت یکی بار و گیر
 قیاس مکنند و نہ لازم آید کہ ہرچہ ممانعت باشد بیکہ تہ
 باشند و آنچه بی غرض باشد ہر یک مریض و بر دق

مقام حاجت اور ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اصل نکاح ملک
 بغير دین وانی ہے اور آپ کہ ممانعت ہے کہ اسلام
 اس ملک کے قایل اور اس ممانعت کے بی غرضہ و فواحش
 یہ عقد اخذ کتب میں بھی ملک کیلئے مفید نہیں ہوگا۔ اہل اگر عمل
 قایل ہے تو کافر ہو یا کھنکس بل بی ادب کسی بیعت نہ کرتے ہیں اگر
 اہل پرستانہ ہو یا کھنکس تو عقد کو ماننا یا نہ ماننا یہی وجہ ہے کہ اگر
 اہل تہذیب کی توفیق سے وہ اہل ایسا عقد اسلام میں تو نکاح کہ
 نہ کرتے نہ ہوتے کی عزت نہیں مگر جب علی ہی تھا نہ ہو
 اہل طہر کہ وہ دونوں مرد و عورت یا یا ہم خرم ایک
 دوسرے کے ہوں یا معاشرہ صاف ہی سے نہ ہو تو نہ خود
 نہ نکاح منع ہوگا اور ہر قسم کا لازم ہوگا کہ مرد و عورت
 دونوں کو ہونا یا کھنکس کیونکہ اگر کسی نے عقد خود یا اپنے سے
 کہ اس پر مسلمان نہ کہ قبض کلی ہے کہ ذی علانیہ کریں اور
 حکم اسلام کی اطلاق نہیں تہ جو خود یا ہم عام کی طرف منسوب
 ہوگا کہ اگر قبضہ کلی قبضہ ہر تو رد و نہ ہو اب او قبضہ
 میں خود یا بجانب خود آپ جانتے ہیں کہ معاملات میں ہر قسم
 ناشائستگیوں پر کچھ ممانعت کی سنا لینی کی خصوصیت نہیں ہے
 کیونکہ اگر غیر ذکا افادہ جو کہ معاملات کا مقدمہ ہے مسلمانوں
 کے ہی ساتھ انھیں نہیں رکھتا بلکہ تمام بن آدم کیلئے واجب
 ہے اگر آپ کی خصوصیت جو کہ تہذیب و ادب کے ہوتے ہیں آپ
 نے ہی میں ایک دوسرے سے ممتاز نہیں تو اصل معاملات کی حیثیت
 نہ ہوتی ہے اہل اسلام اور اہل تہذیب اس میں تہ کہ ممانعت
 جو صرف شوکت اسلام کی حفاظت اور ضعیف مسلمانوں کی نگاہداشت
 کیلئے ہے مگر کہ ان معاملات کے بغیر ناپاکانوں اور گناہوں سے
 بچانے کی جانتے ہیں منعت سے تہ چنانچہ اہل اسلام و انھوں نے
 اہل تہذیب اور تہذیب و ادب کے خلاف اسلام کے خلاف ہر
 کے اطلاق سے منع نہ ہوتے ہیں مگر نفی کے واسطے سے

و باریہ قید حوزہ افزہ دلی ہے معنی است۔

جواب اول | جواب یہ اختیار ہے کہ اصل میں است کہ اگر
چاہیں اس میں در فحسب و تہذیب میں سک
باشد و فکر میں قید افزہ اندوہ اگر این است
زنجبار میں است بلکہ جہاں فروگزشتہ جہاںش دیگر
است۔

جواب دوم | قابلیت ملک چیز دیگر است و قابلیت
و فعالیت اس چیز دیگر از تفکیک است
و فعالیت و فعالیت اس لازم نیاید۔ یعنی قانون خود است
مگر جو حق این قابلیت است و ضرورتی که بر فعالیت
تو و فعالیت روزانہ۔

اموال کفار مباح الاصل اند | اصل این یعنی اینست
اموال کفار از اصل کفار است که اصل کفار
میں اصل کفار و پیش پانی است کہ اموال و اشیاء
دو شش و صوبہ پانچوں اشیاء و نباتات خود و دیگر
قابل ملک ہیں سب مملکت اگر فرق است جہاں قدر
است کہ حیوانات و غیرہ از پیشتر کسی دیگر عرض کردہ
غالب خالی بدست می آید و اموال کفار مشغول ملک کفار
اند کہ اگر در امان ملک و اشیاء کفار و قبضہ نباشد۔
چنان کہ ب نشانند و دست باد آمدہ است و دست و دست
بلا حرج و آزاد و فعلی قبیح نبود۔

الاعراض استحقاق این مملکت این معنی است کہ اگر چه
بہر شان اند نہ ملک ملک و اشیاء و گشت دانی کفار
ملک و اشیاء تا آنکہ جزو ملک است غیر ملک چہ تمیزی
کفار و غیرہ کفار است و غیرہ کفار و غیرہ کفار و غیرہ کفار

کے قبضہ است و غیرہ کفار و غیرہ کفار و غیرہ کفار و غیرہ کفار
طرح سود کے مال میں بھی احتیاج کی قید نہیں ہے معنی ہے۔

جواب اول | اس شبہ کا جواب اول تو یہ ہے کہ اگر
یہی بات ہے تو غصب اور مرتعہ میں بھی
یہی حکم ہوگا۔ حالانکہ اس مسئلے کی قید بڑھائی ہے اور اگر
یہ امر اخص نہ صرف مجھ پر ہے بلکہ اس امر اخص میں سب کو
لیا ہے تو اس کا جواب دوسرا ہے۔

دوسرا جواب | قابلیت ملک دوسری چیز ہے اور اسکی
و فعالیت اور فعالیت دوسری ہے۔ قابلیت کے
حققت سے اس کی فعالیت اور فعالیت لازم نہیں آتی ہے۔ یعنی
کو قابل ہے مگر صرف اس قابلیت کے تحقق سے انتخاب کیے نہایت
نہیں ہے کہ بر سر فعالیت آئے اور فعالیت خود را جو۔

اموال کفار حاصل میں مباح ہیں | جب آپ نے یہ
آیت لکھی کہ کفار کے مال

اصل میں یہاں ہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے اموال
و اشیاء باقی رہے اور نہ وہ اور نہ اموال باقی رہے اور نہ
آپ آگے والی نباتات مسلمانوں کا ملک مسلمانوں کی ملک کے
قابل ہیں۔ فرق یہ ہے کہ اصل کفار کے مال و اشیاء و غیرہ
پہلے سے کوئی اور ملکیت میں نہیں ہے اور خالی ملک حاصل
ہو گیا ہے اور ان کے مال کفار کی ملکیت میں مشغول ہیں ان میں
کی ملکیت میں نہیں کوئی گناہ اور جو چیزیں ہیں ان کے مال و اشیاء
کیلئے پہلے کہ دست نہ لگے اور ان کا موجب قبیح حاصل نہیں ہے۔

الاعراض مسلمانوں کا استحقاق اس معنی میں ہے کہ اگر
ان کیلئے ہے نہ یہ کہ مسلمانوں کی ملکیت میں اگر آپ جانے میں
کہ ان کی ملکیت میں جب تک کہ وہ کفار ہیں تا ممکن ہے
کہ ان کے مال و اشیاء کفار کی ملکیت میں موجود ہے اس کے پیش نظر

حلال طیب بود و نه مکروه و حرام - اخذ بر صورت طلق
کشتیدن نمودن از درازایب بدو اسلام بخیر و
دشمن و بدید نمودن اسباب تحصیل تقوی خواست بود از احراز
بدو اسلام بخیر تقوی طهور و غیره و بدید و طیب فایده شد
نظر برین فرق در حجت و رد و انتفاع لازم آمد
از حدیث رد اول علیه انتفاع لازم نخواهد آمد و این
ذوق از ان قبیل باشد که نقیصه و در اخذ مال و متبایه
فرق کرده اند. صاحب متین در غنیه راجع

دخل مسلحو في الحرب بآدم حرم
لهم منه شيء منهوف أو خرج شيء منه
حراما في تصدق به بخلاف الزمير
ون اطلاقه طوعا فإنه يجوز له
أخذ أسير وقتل نفس ومن سبقه
فرج. انتهى

و شمس بقول دون استیحاۃ الفرج می نویسد
 اشد لا یباح الا بالملك
 و علامه مغایری برین قول تحریر فرمایند
 و لام لا قبل لام و از بعد از

تقصیر از جوانی اش را در حق باستانش آفریده و در حق
ست که از نور خدا مال موانعی رشت و اقرار کرد
چون عتق فرقی با مردن بگوید باید که قولی کامل باشد
و از حقان یاد و بوی حقان هم دارد و این شواهد
را که از دفتر مکتب بیست و نهمی بهر سینه با احترام ختم می

اور کہتے ہیں کہ ان کے اوصاف کے انداز سے کے مطابق ہمارے
ہونا۔ لہذا یہ سب تو حلال اور طیب ہو گا ورنہ اجودت
عدم طیب اکروہ اور حرام ہو گا۔ اس صورت میں دارالخبرہ
دارالاسلام کی طرف انہوں میں کچھ لانے کے طریقے بھی ہوں وہ
خرید و فروخت اور بیہ و طیر کی صورت میں پیشہ کے یہ حال
کرنے کے لیے واجب ہو گئے اور دارالاسلام میں اس حال کا یہ
آئینہ و سبب کئے خدایہ قبضہ کی مانند حکمت کا موجب ہو گا
میں کہ میں نے انکار دارالاسلام میں سے ہمارے کے حالت
و وضع حاصل کرنے کا فرق نام نہانہ میں نے یہ جاننے کے جس
ہونے سے بعض نفع عثمانی کی حالت میں ہوں آج کے دور
فرق اس میں کہ جو کہ فقہائے مال کے ہیں وہ فرق کی حاجت
مرفوق کیا ہے۔ ورنہ ان کے صاحب قس فیوض ہے۔

ایک مسز والا حرب میں پناہ پکڑا، اس نے ان کو کھانا کی
 کمی نہ کوینا، وہ ہے میں ان کی کچھ دوسرے سے کہنا کیا کہ
 اس طرح اس پر ایک ہو گیا تو وہ کھانا تو نہیں کھاتا
 قیاس کہ اور اگر انہی نے کھانا تو اس کو دیا تو اس
 کھانے کا نام میں دقت نہیں لایا ہے نہ کہ فرق کا
 بہت ہے۔

اور شہر میں دوں اسبہ جیتہ لفظ کی کتاب پر لکھا ہے
 کیونکہ وہ لفظ کے بغیر میرے بعد نہ ہو
 اور یہ کہ لفظ کی اس کتاب پر لکھا ہے

[illegible]

نقصه ای مهمل بنام من نهیدارند که در اولی در کوفه مهمل بنام
افراط است در خصوص ملل و بانی در شیرین قیام از روز
مستند بر نه ازین برین است که اینها حاجت حمزه دار
در سده نیست بلکه موقوفه مستند مسلمی است که بدین
برگزینی است که اینها در قیام باشند و تقسیم ازین به
برین از این متیقن و قوی است و این قوی است که
عقرب است و در سده ای بوده و حال قیامی افتاده
زنانی است که در سده ای در غضب و سرود و غیر
و غیر و سده گویند اینها است و بر دو حال تعاقب
میکویند است لهذا آنها ذکر گویند و یاد ذکر گویند

برندستان ابد ملطنت بطنیم
نزد حضرت قاسم العلوم

پاشد و بنده فتنه من را در محراب قرص داده بقیات نام
او میخیزد دست زنده می باید که رخت خود او را بر دارد و
بیکر میخیزد و بگوید ای پادشاه و نصرتی و ابله ای که
هم آورده باشد خوشی و نغمه که این و هم عیب و رشتا
و نامش نام رختش علی بن علی که آن گویید و نصرتی در
کف و راه میفتد. بگوید که دل بآب و سما می و آب است
و پاکیزه است بر چو و شتران این نوع و ساکنان شش
بنده و شتران و داخلش اگر در محراب هم باشد و این قسم
نست. و راغبی نام است طوفانها است که بر دایره
است و چون چنان مست میزند که گوئی صداه خفا از
موجب خوشی از شنیده و نه از بغیر سخن می نرود و نه
مخل شده که گاه چنان که از معانی این طوفانها خبر یافته

چونکہ وہ اصل جو ہے اس کے قصے کی تفصیل کے حوالہ
 مخصوص کیساتھ مسد خیاں ذکر کی گونگہ مذکورہ دو اکی الفاظ
 کے اہم کی تائید کرتے ہیں نہ اجمال کئے گئے خصوص کی۔ باقی سو دس
 مثنویں اسرا لکھ قید و ذکر نہ کرنا اس لئے نہیں ہے کہ یہاں
 دلائل سامع میں مذکور وجہ شریعہ کے لئے کہ مومن کو کلام
 کے بعد جو درجہ محبوب میں چندن کے لئے مومن کے حصول کی صورت
 میں گیا ہو وہ مومن کو اولیٰ کا پند و چہارہ اس جہت میں نہ صرف
 واضح ہو جاتی ہیں بلکہ ہر کوئی یہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ مومن کی جہت
 میں ہے یہ بھی مفہوم مذکور ہے کہ اگر کسی کو کوئی ہے اور نہ کوئی
 تمام اہل فطرت کو پوری کوشش و توجہ میں نہ لائے کہ ہم نے
 یہ وقت تفریق کیا گیا ہے جو سبب لہذا فقہاء نے ذکر کیا
 اور اس میں ذکر نہیں کیا۔

[illegible]

سود خوار کی کئی ہوس بڑا دہندہ دست کی دوار اور چوب خوار دیکر نام
ابو حنیفہ کی روایت کیے جانے لگے پانچ سو روپے کی پانچ سو روپے کے
پانچ سو تانہ ہندوستان سے ٹائلٹ اور کھمبہ جاکر جو کچھ اس
سے ہندوؤں میں پائیوں وہ سونوں سے سو روپے سے شوق سے کھٹ
کیونکہ اس وقت امام چاہم ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے ارشاد کے
مطابق دشمن کس منہ کے بغیر اس کا رنگ ہو گیا اور کئی پانچ
اس کی گیت میں روایا نہیں ہوئی لیکن جو شخص کہ اس کی رائے اس ہے
سے دل سے نہ لے سکتا ہے وہ دین کے پائل ان اطراف اور ان کے
رہنے والوں کے سلمان کی فوٹو پر لکھتے تھے کہ اس کی نظر میں
مگر ہندوستان اور دار الحرب بھی جو ہر بھی اس کے اس کے اہل کا
حلال سمجھنا اس کو تمام خیالی ہے۔ عینک شبہ ہے کہ اباحت اور جواز
کی روایت یہ رنگ ایسے مست ہو جاتے ہیں کہ اگر کئی انہوں نے

لایق مبالغہ شکتہ مباح

یہ غرض دو انتہائی لائق المبالغہ شکتہ داران وغیرہ ممنوع
انہیں مکتوبت و دوستی اختیار کرنا کہ جس میں اوشان لازم
خواہد آمد۔ آری اگر ایں بودی کہ بخواہ اینجی مفید ملک
نمود یا بود مضر بنده ملک انصاف نبود و بی رخصت انانہ
فک انصاف بہر سیدہ تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب
یوں بنیاد مذہب و مباحثت اسیر افتاد حاصل یں مباحثت
آید شد کہ مست یمن و مباحثت مباحثی مسلمی را کہ بدار مباحثت
بمان و استقامت رخصت باشد تعرض باموال کتار و دوست
بہ اموال اوشان میسر از اصل اند و خود می رانی کہ
ایں خبر است مضر نہ راست گردید بظاہر بقدر بنده شدہ کہ ملک
کوینہ کہ خود را نقص عہد کفار اگر ممنوع است نہ ذات خود
ممنوع است و نہ تہذیب و اخذ مال کفار ممنوع کہ ارشد
غیر است چرا و ہواست۔ بلکہ بیاد اہل یں تہذیب
قدرا از طرف مست و یا یں ہمہ مستزم تہذیب کفار از ہر مسلم
و اہل مسلم کہ بشاہد اہل انصاف و اہل مام و خاص از ہر مسلم
و اہل اسلام ہر کہ و با عرض اگر بشاہد و آثار تہذیب و
حیث تکام اسلام قدامت از حزب اسلام بدل ریختہ
باشند مہمل بعداوت و لغت گردد و در موت اند
و بر ماضی یں اندیشہ بیان نیست مہمل قطع نظر از ان کہ
یں قسم نہ اندیشہ مخالف است اسباب حاکم است کہ و توفیق
انسان بکار شدہ حق کہ غیبت ذمی را محرم و مشتہدہ یں
دلیل یں وقت و بدو نہ خود را بخواہ از ذمیاں داران اسلام
نیز بکار نہاد آمد۔ مان بہ دو جا مشہد کہ ہمد بہ دو جا
موجود۔ اگر کہ لائق مال کفار و ہر مباحثت و اصلاح
قد جائز است۔ از مہمل دار اسلام نیز جہاں
است۔ چہ اوشان اگر قرض جزئی خود زبرد تجر کی اہل

اس لئے کہ اس کو مال دہاں مباح ہے

مباح و در مکتوبت یں غیبت غیر اہلیت کہ اس لئے کہ سودا کار دہاں
بنا کر یا غیر مکتوبت یں اس سودا کہ یں مکتوبت یں اس لئے
کیا تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب
فک کہ یں غیبت یں تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب
اور دہاں مہمل ملک انصاف کو فادہ حاصل مہمل ملک
کتار دہاں کے ساتھ قرض لازم نہیں آتا۔ مہمل ملک
بنیاد مباحثت اسیر پر مہمل گئی اس لئے کہ مباحثت مباح
یہ ہوا کہ در مباحثت کوینہ یا تہذیب یں اس مہمل ملک از مہمل
مہمل ملک اور مہمل حاصل کتار دہاں مہمل ملک مہمل ملک
کے ساتھ تعرض جائز ہے کہ کوینہ کتار دہاں مہمل ملک
مہمل ملک خود جانستہ یں کہ تہذیب غیبت عہد کفار مہمل ملک
اگر تہذیب و تہذیب نہیں ہے مہمل ملک یں کتار دہاں کتار دہاں
تو زدن ہوا۔ اس سے خود کرنا کرنا جائز ہے کہ تہذیب خود زدن
نہیں ہے۔ و نہ تہذیب کتار دہاں مہمل ملک اس کو قرض کرنا
تہذیب عہدست زدن تہذیب کہ جس طرح درست ہوا کہ تہذیب
جہد کہ یں اس وقت یں تہذیب عہد کتار دہاں مہمل ملک
کتار دہاں اسلام ہر کہ تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب
تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب
جائزہ اور با عرض کہ اسلام کے مہمل ملک تہذیب و تہذیب
آپ کو تہذیب کہ اسلام کی تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب
تہذیب بدل جائیگا اور مہمل ملک سے خود یں کہ تہذیب و تہذیب
و مہمل ملک یں تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب
کے فادہ تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب
کوینہ زامہ و اروا ہے و مہمل ملک و مہمل ملک و مہمل ملک
مہمل ملک کہ تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب
تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب و تہذیب

فی نخست داد و انداخته ازین جا افتد بر شی که پیش ازین در
را از غرب حوالی پندخته ازین بر علت رفتن است چه قوی که
است ازین جا باشد و از حکم حقه ای بایست است باطل
تعریف به ازین صدق است چنانچه ازین جا دست و پا
نفتد ازین جا است

مردی است که ازین کلیه چیزها فایده نبرد
فراوانی و فایده دین را فراوانتر پس این شایسته این دار و ستود
نمی و ستود نیز چه نوبت کند پس اگر بپس تراشی است
نه گویند و می توانیم در حق می بینیم
پس و حروف نیز تصور بلذ می توانست - آن
که کس است که بر خدا و سود گویند که بگویم
بگوید و نمی خواهد و اگر از اول الی پسند تراشی
و نه نیک در میان تمام باشد همیشه آن نیز بد معلوم
است و نیز از کلام خدا می توانست

وَيَوْمَ إِذْ يَقُولُ الْمُبَشِّرُونَ
لِلْمُؤْمِنِينَ إِنَّكُمْ هَذَا يَوْمُكُمْ
يَوْمَ لَا تَمْنَعُكُمْ أَلْفٌ بِأَلْفٍ
مِنْهُمْ أَنَّكُمْ كَلِمَةٌ كَلِمَةٌ
هَذَا يَوْمُكُمْ عِظِيمٌ

مجلس پنجم

مناقب چون آغسار تجمت بر جناب صدایقه
طیبه حضرت عائشه نهساند و مومنان سادو لوح
از ایشان گرفته گشتگو که کردند خداوند کرم شهادت

مود کے دینے کی اجازت دینی بہت اویز ہیں بہت کچھ موصوم ہو گئی
چو کا کہ وہ عیب میں نہ کہ نفع کو حاصل کر سکتے ہو کہ وہ عیب پر
بہت زیادہ کیونکہ یہ نفع کو شہرہ پر ہو جس کو نقد دینے کے علم میں نہ تھا
چہ بہتہ العرض سو دنیٰ قرین سے پھر نہ دے چہ پھر بظاہر بہتہ
تندوس اخراج سے کہ وہ نہ ہو سکتے تھے۔

[illegible]

۱۰۔ چپ کرنے، اکوت اثر نہیں اور ممانت
منہ پتہ دل میں خبر و گمان کی در نہیں کیا در کیوں
نہیں کہا کہ یہ صاف بدستار ہے۔

و رجب ۱۲۰۰ قمری بمطابق ۱۸۸۵ میلادی

کیونکہ یہاں یہ دفعہ نہیں ہے کہ ہم اس بات
کی بات کرتے ہیں کہ یہ تو بڑا بہتان ہے۔

وہاں آجائے کہ ملا دو غور کی نگاہ سے دیکھ کر قیاس بیان
لیا ہو گا کہ حالت کی شدت اور شہوتِ سنان کی تفرق
کے بارے میں توازن کی صورت کیا مقدم ہے۔ اگر ایسا ہی
نہی ہو تو مفصل سنئے کہ

مراقبین نے جب جب ہدیہ منور حضرت عائشہؓ پر
جمع رکھی تو وہ لوگ مومنین نے مراقبین سے سکرار
میں آپس میں خداوند کریم نے حضرت عائشہؓ پر یہ مظهر حق فرما

کہ دارالاسلام پر جو حد ہے اس کا حکم ثابت
نہیں کیا گیا ہے کہ جس میں ایک کوئی ایسا
کا باقی نہیں رہا ہو اور اس وقت تک کہ الحرب نہیں
ہو گا جب تک کہ دارالاسلام کی نسبت اپنے فتنہ نہیں
ماتے اور وہ عرب کے بعض قسطنطنیہ کے ساتھ
دارالاسلام بن جاتا ہے اور اس کی یہ صورت ہے
کہ اس میں مسلمانوں کے لوگ ہم جتنے ہوں۔
اور کاشیہ اپنے واقعات میں ذکر کیا ہے
ان میں سے خانیہ کے باعث وہ دارالاسلام ہی
بن گیا اور جب تک ایک بھی نشان باقی ہے
وہ دارالحرب نہیں بنے گا۔

اور امام ناصر الدین نے منثور میں ذکر کیا ہے
کہ دارالاسلام دارالاسلام ہوتا ہے جس تک کہ
دارالاسلام کے حکام اس میں نہ رہیں اور جب
نہیں اسلام کے حلقہ میں سے کوئی تعلق باقی رہتا
ہے تو دارالاسلام کی بنیاد راجح ہوگی۔ اتنی۔
پس جس شخص کو اہمیت کا خوف ہے اس کو چاہئے کہ اس لیے جس کو ان کی
بات وہ ہے جو تہذیب سے پہلے میں تھے
اوکما قال

بندستان دارالاسلام ہے | بعض فقہاء کے یوں کہ مذکور
ہے | ہاں فقہاء روایت کے اعتبار سے
بندستان دارالاسلام ہے۔ یعنی اگر دارالحرب تو امام کے
امام شاہی امام احمد بن حنبلہ اور نیز امام ابو یوسف کے نزدیک وہ دار
دارالحرب میں ہی رہے اور امام احمد بن حنبلہ نے امام ابو یوسف کے
ارشاد میں بیان کیا ہے کہ وہ دولت و عزت سے بہتر ہے اور اگر
بظہر وہ ساری مصلحتوں کی علت ہے تو وہ بھی وہی ہے جبکہ
دارالاسلام میں مکرر سو دن مال کا احوال کیا ہو نہ کہ یہ ہو

اس دارالاسلام محکوم ہو گیا
دارالاسلام فیہ بقی هذا المحکوم بقاء
حاکم واحد غیر او لا تصیر دارالحرب
الا بعد زوال القرآن ودارالحرب
تصیر دارالاسلام بمنزول
بعض القرآن وھو ان تجری
فیہا احکام اھل الاسلام۔
و ذکر الامشی فی واقعاۃ
نہا صارت دارالاسلام ببقاۃ
الاعلام ثلاثۃ فلا تصیر
دارحرب ما بقی شیئ منها۔
و ذکر الامام ناصر الدین فی
المنثور ان دارالاسلام صارت
دارالاسلام باجواء احکام الاسلام
فما بقیت علقۃ من علائق الاسلام
یتبرج جانب الاسلام انھی
پس یہ کراخون آخری درگفتہ ہے بلکہ کہ اندرین باب
حدیث الاثر ما حال فی صدك
اوکما قال

بندستان دارالاسلام ہے | بعض فقہاء کے یوں کہ مذکور
ہے | ہاں فقہاء روایت کے اعتبار سے
بندستان دارالاسلام ہے۔ ہاں اگر دارالحرب است
ارشاد امام احمد بن حنبلہ اور نیز امام ابو یوسف کے نزدیک وہ دارالحرب
ہم حرم و ممنوع و اگر بالفرض موقع رش و امام ابو یوسف
معاں ہم باشند اصلہ بدر از عزت است و اگر بالفرض
علیہ ہو و لی طلبا است انہم وقتی است کہ از بار بار اسلام
کردہ باشند آن کہ در ہندوستان بنشیند و خود دو

دو نایہ و خوش بخت و نایاب نظر میں پیکر: دسینہ خلیفہ فی
 اعجازی پید نمودار شد و چرا صدق صاحب حدائق
 فی صدرک ادھما قال تو باریہ کہوید و ما
 علینا الا البلاغ

از بندہ نشان اجبورت تجرت | کارایسان آں نو کہ باہار

آرستہ ن و دہا ہر دور گرفتار و نا گرفتار و دوزخ و
 جہنم و دوزخ و دوزخ و دوزخ و دوزخ و دوزخ و دوزخ و دوزخ
 و دوزخ و دوزخ و دوزخ و دوزخ و دوزخ و دوزخ و دوزخ و دوزخ
 و دوزخ و دوزخ و دوزخ و دوزخ و دوزخ و دوزخ و دوزخ و دوزخ

مَنْ النَّاسُ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ
 فَأَذُوذِي فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةً لِلنَّاسِ
 الْعَذَابُ مُلَوَّنٌ جَاءَهُمْ نَصْرٌ
 مِنَ اللَّهِ لِيَقُولُوا إِنَّا مَعَكُمْ أَوْ لَيْسَ
 اللَّهُ بِأَعْلَمَ مَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ

اجتہاد قاسم العلوم | برائے اہل ایمان کتب کار کی کتب کار
در باب سود | با احتمال دار الحرب بودن بندہ
 خود را بوجہ اقامت میں دار

بزد گارے دزد و بہ احتمال دار الاسلام بودن بندہ
 و تکیہ بن سود زخانہ میں و آل خود خود خود را گنہگار
 می بندہ از ان سود ملال و اقامت میان کہ بہ احتمال
 مرتضیٰ و البتہ اند بہر از ان مرتبہ بہت باشد شعر
 ترسم کہ مقررہ بہ روز باز خواست
 نان حلال شیخ نہ آب حرام ما
 ہاشم سود و خیران و مقیمان بندہ خود را از غفلت کاران
 می بندہ شستہ کہ کئی امید امامیہ و دوم در طاعت خویش احتمال
 تنقیض قیامت می بود۔

میں سب و کھانے پینے اور خرچ کرتے ہیں کچھ نہیں سمجھتی کہ کئی غلامان
 اور خوش بخت و نایاب نظر میں پیکر: دسینہ خلیفہ فی
 صدرک ادھما قال تو باریہ کہوید و ما
 علینا الا البلاغ

بندہ نشان اجبورت تجرت | ایمان کہ بت تو یہ تم

کوار و باریہ کہوید و ما علینا الا البلاغ
 کہ بار سب و کھانے پینے اور خرچ کرتے ہیں کچھ نہیں سمجھتی کہ کئی غلامان
 اور خوش بخت و نایاب نظر میں پیکر: دسینہ خلیفہ فی
 صدرک ادھما قال تو باریہ کہوید و ما
 علینا الا البلاغ

مَنْ النَّاسُ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ
 فَأَذُوذِي فِي اللَّهِ جَعَلَ فِتْنَةً لِلنَّاسِ
 الْعَذَابُ مُلَوَّنٌ جَاءَهُمْ نَصْرٌ
 مِنَ اللَّهِ لِيَقُولُوا إِنَّا مَعَكُمْ أَوْ لَيْسَ
 اللَّهُ بِأَعْلَمَ مَا فِي صُدُورِ الْعَالَمِينَ

مولانا محمد قاسم صاحب | اس حق کار کا کار کہ کائنات میں
سود کے بارے میں اجتہاد | جو لوگ بندہ دست کی در طلب
 ہونے کے شاکے باعث بنے

آپ کو بہاں کہ قیام کے باعث گنہگار بنائی کہ قیام میں اور دار الاسلام
 ہونے کے شاکے بن جائیں کہ کچھ اور اس کے کچھ سے سود کی مدد کہ کئی
 بڑا چنے آپ کو گنہگار بنائے کہ قیام میں اس حلال سود لاہ میان اقامت
 کی وجہ سے بود و متضاد احتمال میں چھٹے چھٹے میں بنان تباہ تیرہ کہ کہ
 مجھے ڈر ہے کہ قیامت کے دن شیخ کی حلال
 دینی ہمارے حرام پانی کے ساتھ نہ چھٹیں۔
 کاش یہ سود خود لوگ اور بندہ دست میں مقیم ہوتے ہونے چاہئے کہ
 خط کاروں میں سے چھٹے کہ ایک قلم کاران جو کئی امید ہوتی کہ
 دوسرے پنی طاعت میں قیامت میں طاعت کی کیفیت کا احتمال ہوتا۔

ابن ابی نعیم کہہ کر ایمان کی شریک کے جام مقدس
دل اپنی سستی میں اس صاف سودا میں کے منافعی سے ناواقف
بھٹکیں ورنہ اس سے بھی کیا کم کہنے کو خطا اور جہل کریں

زین رگی ہوئی چیز
اس تہی کے خیال میں اس تک بند
میں زین کے کٹ اور صریح سود لینے
سے فائدہ اٹھانا

تھاپ و سناؤ غلو کا حال تو معلوم ہو گیا باقی رہی وہ حدیث
جو ہم پر مبنی شد عہد سے بخاری اور مشکوٰۃ میں آئی ہے۔

جو ہم پر مبنی شد عہد سے بخاری اور مشکوٰۃ میں آئی ہے۔
جو ہم پر مبنی شد عہد سے بخاری اور مشکوٰۃ میں آئی ہے۔
کی چھ پر خرچ کے عوض سواری کی جائیگی جبکہ وہ جس کھی
گئی ہو اور دودھ والے جانور کا دودھ اس کے خیرات کے
بدستور بن جائے گا جبکہ وہ جس کھی ہو اور جو سواری کتب و
دودھ پر پتا ہے اس پر جانور کا خرچ ہے۔

اگرچہ ظاہر پرستوں کی نظر میں زین کے منافع کی ولایت
کی منہ پر گروہ کو خداوند غنیمت کہتے ہیں وہ تو بدستور
اشاروں اور روایتوں سے اس رائے کے منشا اور مقصد معانی کا سفر
نہ کر اس حدیث اور ان احادیث میں تو کتب بظاہر اس حدیث کے
خلاف واقع ہوئی ہیں مگر اہل حققت پائے ہیں۔ اول تو سود کے
حرام ہونے کی حدیثیں تمام کی تمام اس حدیث کے خلاف ہیں
کیونکہ اس کے منافع موقوف ہو جائے گا اور وہ سود کی حد
تعمیل میں داخل ہیں۔ اگرچہ اس حدیث میں نہ ہو تو مشکوٰۃ میں اس
حدیث سے روایت ہے۔

ذایا جب تم میں سے کوئی کسی کو قرض سے چھ قرض
لیے والا اس کے پاس بدینہ بھیجے یا نہ۔ کی سواری
کر لے تو وہ اس پر سوار ہو جائے نہ یہ تو بولے کہ یہ
یہ سلسلہ قرض سے پہلے اس میں رہا ہو اس کو ابن ماجہ
اور بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا۔

انہوں پر عجب کہ جام نوشاں برقی ایمان درستی خود
دست ازین سود صریح و منفعت رکھ کر برخواستند ورنہ
ازین ہم چہ کم کہ خود با خطا وارد نہ اند

منفعت گرفتن از شئی مرہونہ
بزم الایمان در سود صریح و منفعت
رہی میں دیار حق فرق نہست مانع
رضاء خدا پر خود معلوم شد۔ باقی ماند
حدیثی کہ موقوفہ از ایلی تیرہ در بخاری و مشکوٰۃ آمد

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
الظہر یکب بنفقۃ اذا کان مرہوناً
ولین الدار لشریب بنفقۃ اذا کان
مرہوناً علی الذی یشرب ویشرب
النفقۃ۔

اگرچہ در لغت ظاہر پرستوں سے سود صریح منافع میں است مگر
تا کہ ہم خداوند و از بد اشارت دیگر و بیانات دیگر
از قرآن و حدیث میں مقصود و منشا اس حدیث و
پی برہ۔ دریں حدیث و آل احادیث ربطاً معارض
اس حدیث افتادہ اند تو اسی می یابند۔ اول احادیث
حرمت ربا بجا معارض اس حدیث اند۔ چہ منافع میں
بالضرر و باریا بد و قریب و قدر و با حسن اند
اگر موزر باور ندری بشنود مشکوٰۃ از اس حدیث
اند عزامت۔

قال اذا اقرض احدکم قرضاً قہدی
ایہ او حملہ علی اندابۃ فلا ینیب
ولا یقبلہ الا ان یکون جدی بینہ و
بینہ قبل ذلک رواۃ ابن ماجہ
والبیہقی فی شعب الایمان

بہر انہی اش سے روایت ہے۔ نہیں ہے صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ حضرت نے فرمایا جو کہ کسی شخص کی کو قرض دے تو اس سے کوئی چیز نہ لے سکو بعد کی نہ ہدائی میں روایت کیا۔ اسی طرح مستحق میں ہے۔

اور ابی بردہ ابن ابی موسیٰ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں دیکھ گیا تو میں جسدا اللہ بن سلام سے ملتا تو انہوں نے فرمایا تم اسی جگہ جو کہ جہاں سود کھلم کھلا ہے پس جب کہ تمہارا کسی شخص سے حق ہو اور وہ تمہیں توڑی یا جو یا گھاس کا گٹھا یا کسی قسم کے اس کا پھیرے تو اس سے روایت کیا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔

یہی نہیں حدیثیں جو ایک دوسرے کے متصل میں مشکوٰۃ میں آئے ہیں میں مذکور ہیں۔ قطعاً دلیل ہیں اس بات پر کہ اس حکم کے رہن کی آمدنی اور منافع یقیناً سود کی قسم سے ہیں اگر میں تاہم اس کے قائل ہی الفاظ پر نظر ہے کہ کچھ میں میں نے وہ منافع بخش دیئے اور حلال کہہ دیئے ہیں پر بھی اہل حق کا غلط ہے کہ منفعت کے دینے کو بے پلائی کہ منافع نہ اس کے سود میں ہے۔ اور اگر معنی کا اعتبار ہے پس جیسا کہ احادیث سے اخذ کی گئی صورتوں کو حلال نے ٹوکی قسم سے کہ یہ کہ یہ ہیں بلکہ یہ ہیں کہ منافع کو سود کی قسموں میں سے شمار کرنا چاہئے تو وہ میں معلوم ہے کہ میں نے منافع کے ٹوکی تو یہ میں باعتبار منفعت وغیرہ داخل ہونے کی وجہ سے میں ایک غلطی کی تھیں کہ جیسا کہ مشکوٰۃ میں ابن ابی ہریرہ اور احمد اور ابی ہریرہ کے روایت میں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود کے مترجم میں ان میں سے سب سے زیادہ کسان سے ہے کہ تو ہی انہی مال سے حلال کرے۔

تاسہم میں کہ منافع کو کھانے والوں اور بیسندہ مال کہنے ہوگی۔ عوامی ایک اور حدیث مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

وعنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال اذا اقرض الرجل فلان ياخذ هدية رواه البخاري في تاريخه هكذا في المتن

وعن ابی بردة ابن ابی موسیٰ قال قدمت المدينة فقلت لعبد الله بن سلام فقال انك بارض فيها الربوا فاش فاذا كان لك على رجل حق فاهدي اليك حمل ثبنا واحمل شعيرا واحبلت فلا تاخذة فانه ربو رواه البخاري

اس حدیث میں کہ متصل ایک دیگر در مشکوٰۃ در باب الربو مذکور اندہ دلیل قاطع اندہ براین کہ آمدنی و منفعت دین این دیار بالضرور از اقسام ربوا است۔ میں مگر غلطہ الفاظ دین نامہا نظر است کہ می نویسند بخشیدم و بکل کردم۔ اس جائز لفظ اہل حق است کہ بر جہیہ بودن منفعت دلالت دارد نہ بر سود بودن آل و اگر اعتبار معنی است پس چنان کہ صور ماخوذاہ احادیث نا از اقسام ربوا شمرده اند این جائز منفعت دین را از اقسام ربوا باید خمد و دے دانی کہ در صورت دخول منفعت دین در حد ربوا لغو و فیرہ و عیدہ یا مثیل آنکہ در مشکوٰۃ بروایت ابن ماجہ و احمد و ابی ہریرہ آورده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الربو يسبعون جزء اليسرها ان يملك الرجل امة۔

بہر یہ خوردگان و دیگر ننگان منافع دین خواہ بود۔ دوم مدعی دیگر در مشکوٰۃ است۔

عن سعید بن مسیب عن عمار بن عبد الله بن ماسر عن عبد الله بن مسعود عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يغلن الرهن الرهن من صاحبه الذي سره نه له غنمه وعليه غممه رواه الشافعي مرسل وروی مثله و امثل معناه لا يخالف عند عن ابی هريرة متصلا

ایں حدیث صریح معارض آں حدیث است کہ بظاہر بعض سودغولمان سودرہن لوٹ جاں میفرماید۔ چہ بلہ
لا یغلن الرهن الرهن

یعنی لا یمنع الرهن المرهون است۔ وے دانی کہ ایں ہنوی تعریج است بآنکہ معارضی مرہون را بر اہن باید داد۔ و نزد خود فرو نہاید بنہاد و دست بہ تناوٹش نہساید کشاد۔ چنانچہ جملہ اخیرہ کہ بمنزلہ تفسیر جملہ اول دست ایں معنوں را آشکارا کردہ۔

احوط ایست کہ سودگر ققن | انزل سے گویم کہ تا مقدور
سند است و د حرام | کلام خداوند سے باہم کی گھر
دہم کہ کلام نبوی صلی اللہ

علیہ وسلم توافق باید جست نہ تعارض۔ و اگر بتدبیسے تعارض مرتفع نشود آندم اگر از تقدم و تاخر تاریخ یک کلام از دیگر اطلاع یا ہم نہیا مقدم یا منسوخ و متاخر را مانع نہداریم ورنہ با حوط عقل کنیم دوری ہوا و ہوس نہ ہم لیکن سے دانی کہ ایں جا حال تاریخ معلوم نیست و احوط ہمیں است کہ حرام نہداریم کہ دوبارہ عود یا در کلام اللہ بچہ تقدم و بکدام وجہ احکام با فرستادہ اللہ ہا حال سے فرماید ۔

سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو زہن کو راہن سے (مگر وہ چھڑ لئے) روکا نہ جائے میں نے نہ سکھو میں نہ کھا۔ میں کہتے ہیں کہ منافق میں اور اسی کہنے اسکے اعتراضات ہیں۔ اسکا نام شقی ہے نہ مسلمان روایت کیا ہے اس کی مانند روایت کیا ہے یا اسی منی کی مانند کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی یہ حدیث ابوہریرہ سے متصل ہے۔

یہ صریح حدیث ۱۷ حدیث کے متضاد ہے کہ اس کے عقاب کو ایک کرسو دکھانے والے ہیں کہ سود فروش جاں کر تھیں۔ کیونکہ جملہ
لا یغلن الرهن الرهن

یعنی لا یمنع الرهن المرهون سے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ یہ صاف مخالفت ہے اس بات کہ میں نے کئی چیز کا نفع راہن کو دینا چاہئے اور بہن کو اپنے پاس میں نہ رکھنا چاہئے اور اسکے ہتھ ل کیسے ہاتھ نہ بڑھانا چاہئے۔ چنانچہ آخری جملہ نے پہلے جملے کی تفسیر کی جگہ ہے اس معنوں کو آشکارا کر دیا ہے۔

زیادہ محتاط یہ ہے کہ ہندوستان | ہ میں کہتا ہوں کہ
میں سود لینا حرام ہے | تا مقدور خدا کے حکام
میں آپس میں اور کلام

نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں موافقت تلاش کرنی چاہئے نہ تعارض۔ اور اگر کسی صورت سے تعارض نہ ملے سکے تو پھر ایک کلام کی دیگر سے تدریج کے آگے اور پیچے ہونے کی گزیر اطلاع ہو جائے تو فیہاں صورت میں پہلے کلام کو منسوخ اور بعد کے کلام کو مانع ہمیں ورنہ احوط عمل کریں اور جو پیش نفسانی کہ پیچھے نہ چلیں لیکن اگر کلام پہلے کہ بیان تدریج کا حال معلوم نہیں ہے اسلئے ہمیں زیادہ احتیاط کا تقاضا ہے کہ ہم ہندوستان میں سود کو حرام کہیں کیونکہ وہ کلام جو نے کہ ہائے میں اللہ میں کس قدر تاکید و تفسیر عذاب کی و تمکینوں کے ساتھ احکام بھیجے ہیں۔ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

ازمن بشنو کہ آن حدیث نیز مطلقاً در دارد و منشأ
آن ارشاد دیگر مگر مقدمه عرض کردنی است
احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
بر دو قسم است
مشتمل بر احکام مہم و مصلوۃ
کہ بناء اطاعت بر امتثال آن است۔
دوم مشورۃ دوستانہ و حکم مہمیانہ مشتمل
بر بکارگیری مشریت آمد

عن کعب بن مالک انه تلقاني
ابن ابي حنبله دينا كان له عليه
في المسجد فارتفعت اصواتهما
حتى سمعها رسول الله صلى الله عليه
وسلم وهو في بيتة فخرج اليهما حتى
كشف جفث حجرتك فذري يا كعب
قال لبيك يا رسول الله قال من
دينك هذا او ما ايتى اى اشطر
قال لقد فعلت يا رسول الله
قال قم فاقضه انتهي

هكذا اتى باب كلام خصوم بعضهم في بعض من
ابواب الخصومات

العرض دو کس مذکور از صوابہ یعنی اللہ عنہ کی کعب
ابن مالک دوم ابو محمد اسلمی ابو جری کہ کی مابہ دیگر
بود در مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم رو کدے کردند
ہوں در امثال این خصوصت و اقسام این منازعات
آواز مارتعسے شوند حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
شنیہ پرده از در برداشتہ بجهت کعب کہ صاحب حق
بود اشاره بابر او اسقاط نصف حق فرمودند ان معلومت

مجر سے سنئے کہ دو حدیث بھی دوسرے ہی کھتی کہ زور پانے
کاشت بھی لوبہ نہ مگر اس سے کہ ایک تقدیر نہ کہنے قابل ہے۔
احکام نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
بر دو قسم ہیں
مشتمل بر مہم و مصلوۃ کے مہم
کہ ایک اطاعت کی قبولیت کے بجائے میں ہے۔

دوسرے وہ احکام جو دوست و دشور سے اور بول
جیسے کہ میں سے میں جیسا کہ نبی شریف میں آیا ہے۔

کعب بن مالک سے ہے کہ انہوں نے ابن ابی
حنبلہ سے اپنے منے کا جو ان پر تھا مسجد میں
تفصلاً کیا۔ دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں تاکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہیں دماغاً لیکہ
آپ اپنے کمر پر تشریف فرما تھے۔ یہ ان دونوں کی
طوف کی تاکہ آپ سے کایہ میں سے چرا ہوا
پر دو کھول اور آپ سے کعب نے انہوں نے کہا
ما ضرک من ابی رسول اللہ! پوچھتا تھا راکتہ تو منہ ہے
اور نصف لینے کا آپ نے اشارہ فرمایا۔ انہوں نے یہ سنے
ابن ابی کعب کو ان اللہ غرما یا جانائے عرض کرو۔ انہی

اسی طرح ہے جھگڑوں کے ابواب میں بعض کے ساتھ بعض جھگڑا کرنے
والوں کے کام کے ہارے ہیں۔

العرض صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے دو ذکر کئے گئے ہیں ابیہ
جن میں سے ایک کعب بن مالک اور دوسرے ابو حنبلہ اسلمی
اس حق کی وجہ سے جو ایک دوسرے پر تھا مسجد نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم میں جھگڑا رہے تھے جب ان جیسے جھگڑوں میں اور ان جیسے
منازعات میں آوازیں شور کی صورت اختیار کرتی ہیں تو حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پرہیز فرمادے سے انہا کہ
حضرت کعب کی طرف جنہوں نے عرض دیا تھا تو جہو کہ نصف عرض

مجدد ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سر تسلیم و
نیسا زخم کر دو واجابت خود آج حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بنشادہ امتناش بحضرت ابو جعد
ارشاد فرمودند کہ برغیر و میمد لوان کن۔

چوں این قسم رایا در فرقی تامل کن کہ این حکم
از چه قسم است و از چه دریاختی کہ این از فساد
قسم است۔ بر آرا دنی مرتبه از عقل عنایت فرموده
ند بہم تعین خود بہ گفت کہ این حکم عاقلانہ نیست۔
مالکان مجازی نیز بہر دانیدن حقوق العباد
می کوشند اس حاکم علی الاطلاق حکم مالکین کہ دنی
دنی حقوق "عباد را ہم نمی بخشند و رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بگوئے نصف حق مسلمان بیکتاہ بداند چنانہ
اصل دین مشا بدیہی است ہر کس و ناکس ہی داند
کہ یہ مشورہ دوستانہ دایں تخم مریدانہ و این اصلاح
مصلحتانہ بود نہ جبر مالکانہ کہ این حکم در حق مالکان
مجازی و آلودگان معاصی ہم عیب است۔ تا بخواند
جل جلالہ در سون معصوم صلی اللہ علیہ وسلم چہ رسد
چوں این دو قسم تحقیق شد سے گویم کہ ارشد و

الظہر یکب بنفقته اذا کان مہونا
نیز ہمیں قسم است و طریق دریافتن این دقیقہ نیز ہماں
است کہ در قصہ است ط نصف دین بشناختی۔

تفصیل اجمال | تفسیر این اجمال این است کہ ہم
در مشکوٰۃ از ترمذی و ابو داؤد و

ابن ماجہ و دارمی بروایت انس رضی اللہ عنہ آمدہ
قال غلا السعری علی عہد النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فقالوا یا رسول
اللہ سبغ لنا فقال النبی صلی اللہ علیہ

معاف کر دینا و ترمیم کو دینے کا ارشاد فرمایا ان ایک کتہہ محفل نے
ارشاد نبوی سنئے یہی تسلیم کیا کہ اس کا ترجمہ کیا دیا۔ و حسنہ کے لفظ کو قبول
کر لیا۔ انصوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مان لینے کو دیکر حضرت
ابو جعد کو اشارہ فرمایا کہ انھوں اور ابھی ماکر دو۔

جب اس قصے کو تم نے یاد کیا تو خود کرو کہ یہ حکم کس
قسم میں داخل ہے آیا دوستانہ مشورہ جب یا حکمتہ تم نے کس چیز
سے سمجھا کہ یہ فساد قسم میں سے ہے۔ جبر کو نہ تعالیٰ نے بخود ہی ہی
عقل دی ہے۔ و تحقیق یہ کہ یہ تازیہ مالکانہ حکم نہیں ہے بلکہ دوستانہ
ہے کیونکہ مجازی حاکم ہی حقوق العباد کے دلانے کی کوشش کرتے
ہیں۔ وہ حاکم مطلق اللہ تعالیٰ جو سب مالکوں کا حاکم ہے
وہ بندوں کے معمولی حقوق کو بھی نہیں بخشا ہے تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجتہد مسلمان کا آوص حق دوہے سکتے ہیں۔

یہ کہ اس کا اصل منشا او شہ ہے اس سے ہر کس و ناکس جانتا
ہے کہ نصف قرض کی ادائیگہ کا مشورہ دوستانہ اور مریدانہ لہو
اصلاح حسنائہ عقلی نہ کہ مالکانہ جبکہ یہ حکم دنیا دیناؤں و ماکوں لہو
گناہوں سے آلودہ لوگوں کے لئے بھی عیب ہے۔ کیا یہ کہ نہ لہو
بل جلالہ اور ذیل معصوم صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کا حکم نہ کریں۔

جب حکم کی یہ دو قسم تحقیق میں آئیں تو میں کہتا ہوں کہ قصہ کا ارشاد
سواری کی پچھ پر سواری کی جائے اس کے غیب کی مصلحت

ہمیں اسی قسم سے ہے اور اس بار کی کو سمجھنے کیسے مجاہدین ہاتسے
ہو کہ نصف قرض کو ساقط کر دینے کے قصے میں تم نے چن لی ہے۔

اجمال کی تفصیل | اس اجمال کی تفصیل یہ ہے جو کہ مشکوٰۃ
میں بھی ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ

اور دارمی سے بروایت انس رضی اللہ عنہ آیا ہے۔

انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے
میں دھیر چوں کا بجاؤاؤں ہو گیا۔ لوگوں نے کہا کہ
اللہ کے رسول بجاؤ سے لئے زن محقر کر دیجئے تو نبی

بلکہ چنانکہ بعد از صلہ عمل پہنچا و نشاء وضع ملک ان دیگر
 روز سرگردانان باز در حقوق ابرو کنند این جا عامسان
 و امکان این زمانه را بجا نیت نیست که باین قسم احکام حکم
 نایب باقی ماند و چون مشورہ و اعلان شد دائم کہ این عاقلین
 مشورہ بیت و جہاں ظاہر تر است کہ در قصہ ابرو نصف
 حق چہ در صورت کرم جانوران اگر این مشورہ نہ ہند
 وقتی عظیم و ہست نہ و بہن را بر سر ساریہ حساب کا و
 نہ تا بگویند و شیر بران کہ محفوظ اند و اگر ابرو شد صاحب
 قدر و قدر کہ محفوظ ماند و اگر حرف بے چارہ زمین تا کجا
 و در سر بر نہ بنیاد گردانند و چون گردان ماند خصوصاً فیکہ
 در زمین و این بعد مشتق بود باز اگر گام کا و اندر ساند
 باشند یہ ہم بعضی وقت موجب حرج عظیم است نہ زمین
 مانی بہ و جہاں بر ذرات زمین نظر کردہ این مشورہ دواہ باشد
 و آن سعادت مقدس الی مشورہ و در تہ دل نہادہ
 باشند و این جاد زمین را می دے وانی کہ چہ وقتی نیست
 گردقت ادا باقی بر ساریہ از معلول زمین کی توان داد و
 باقی را باقی توان داشت یا در زمین موجب شد توان
 کرد کہ در زمین و مقدار ابرو در حساب و کتاب بیج وقتی
 نہ شد مستاد بر ابناء و در کار میں است کہ مقدار و یکہ
 بل حساب و کتاب نگارند اما این پیش معنی دیر تسلیل
 کہ در فادہ و نہ بہ روزہ بعزت آید و از شہ بیت
 افسہ نکا بدشتن و سب کہ در حق طلبان عظیم است
 باین روز در سر روزہ است و آن گشت یکہ
 روز ما بین یک دیگر فرق زمین و آسمان است۔

بالجملہ کہ در فہم دواہ اند این جائز مثل قصہ ابرو
 حق مشورہ دوستانہ و حکم مہیانہ و مخالفت مصلحت

کی تیس روز زمین آتی ہے کہ زمین کا دماغ اصل مصاف مشا
 کے مطابق ہے اور سب کا کول کو یہ حق نہیں پہنچا کہ حقوق ابرو
 کو مصاف کر دینے کا مالک و حکم کریں تو یہاں ہی اس زمانہ
 کے طلاق و حکام کو بھی اجازت نہیں ہے کہ اس قسم کے احکام کو
 لوگوں پر مقرب باقی رہی اس سلسلہ کے دینے کی وجہ تو میں
 جانتا ہوں کہ یہاں اس مشورہ کا تو یہ نصف حق کی مانی کی نصبت
 ایک وجہ سے نہ ہوا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جادوں کے بہن
 رکھنے کے لئے ہیں اور یہ مشورہ نہ دینے کو دروس کے پاس رہن
 رکھنے و ہر وجہ سے پس رہن رکھنے والوں کی بڑی دشواری
 پیش آتی کہ وہ کس اور نے کا حساب نہ کر سکیں گے و دروس
 کلب کا مشورہ نہیں دے و اگر زمین کے اوقاف سے حساب کر سکیں
 یا در حساب و اس وقت کہ یہاں کہ زمین و اس سر پر
 کہ زمین کے کھاد رکھتا ہے یا خاص میں پس وقت دیگر زمین اہ
 زمین میں نشین و ملک کی آمد و بھر میں اس کے کھاد و چھاننا
 بھی ہے تو یہ زمین وقت سخت کا کو بہت اس دشواری کہ زمین
 دونوں جہاں کے لئے و فو فیق کی و فو فیق کی و فو فیق کی و فو فیق کی
 و ان کے نہ زمین نہ زمین کے کھاد کی زمین کے کھاد کی و فو فیق کی
 و فو فیق کی زمین کے کھاد کی زمین کے کھاد کی و فو فیق کی
 وقت سر پر زمین کی حالت نہ سکتے ہیں اور باقی ساری کلمات
 کے طور پر کہ زمین کے کھاد کی زمین کے کھاد کی و فو فیق کی
 و فو فیق کی زمین کے کھاد کی زمین کے کھاد کی و فو فیق کی
 یہاں کہ زمین کے کھاد کی زمین کے کھاد کی و فو فیق کی
 زمین کو تو یہ روزہ کہ نہ زمین کے کھاد کی زمین کے کھاد کی
 جہاں کہ زمین کے کھاد کی زمین کے کھاد کی و فو فیق کی
 و فو فیق کی زمین کے کھاد کی زمین کے کھاد کی و فو فیق کی
 الفرض ہو کہ نہ زمین کے کھاد کی زمین کے کھاد کی و فو فیق کی
 ابراہیم کی قصہ کی طرح و نہ مشورہ امر یا نہ حکم و مصلحت

الارض ہو کہ نہ زمین کے کھاد کی زمین کے کھاد کی و فو فیق کی
 ابراہیم کی قصہ کی طرح و نہ مشورہ امر یا نہ حکم و مصلحت

کی فہم دے دانی کہ مصالحہ و اسباق بعد تحقق حقوق می
باشد۔ نظم بریں لازم آید کہ چو قدر ابرہہ کی حق ابرہہ
کنند و تحقق بود این جائز حق را پس بر زمین حق و زمین
بر را پس ثابت خواهد شد۔ مگر چون حقوق از طرفین بود
از یک طرف قیمت شیر و اجرت سواری و از یک طرف
قیمت گاو و دانه و مرغ و خدمت و باند چند کی میشتی بود
اگر بود غلبان بر روزہ و متاع قلین۔ مرنی دو جہان
حضرت سرور دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم قیمت
گاو و دانه و اجرة خدمت بقا بر شیر و اجرت گاو کی چند
مطہر و بزمی فرمودند تا وقتی بیسای ماند و فاکہرس
بسوز گراید۔ چوں پرستان کہ گاہ چشم پوشان
بخرق جفت تسلیم ہم پر خوان شد از تمام مضامین را
بیجا برده آکر چوں خود سے گردانند و منشا ارشاد
و اشاعہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم را نا فہمہ و مرام را
نفس حلال سے گیرند اللہ یهدینا و ایاہمہ نالللہ
یهدی من یشاء لی صراط مستقیم

خلاصہ مرام

در عہدہ برطانیہ ہندستان نزوق مسلم عالم
راج اینکہ دار الحرب است
بدون ہندوستان کلام چنانچہ از مصالحہ و ایالت متعلقہ
پاشی اگرچہ راج نزوق محمد ان میں باشند کہ ہندوستان
دار الحرب است۔

دوئم وہو انما خلد مسلم مستامن را از حربی و
مسلم عقیق دار حرب وہو دار الحرب اختلاف و انہم
چنان کہ تمام اتریک طرف و متباہام ابو عقیقہ و امام

خلاصہ مضمون

برطانیہ کے زمانہ میں ہندستان
نفاق مسلم کہنے دیکھتے ہیں دار الحرب
شعبہ حرم کہ خود قیامت سے تپ کر معلوم ہو گیا اگرچہ
اس ناچیز کے نزدیک مایع ہی ہے کہ ہندوستان
دار الحرب ہے۔

دوئم سے مسلمان بنیاد گزین کہ دار الحربی کہ ہونے
دائے سے اور وطن کے عقیق مسلمان سے دار الحربی ہو لینے
کے عوازم اختلاف بنیاد وہ بھی ایسا اختلاف کہ تمام است

محمد ﷺ۔ ہذا نام ابو حنیفہ اگر باخسب از حرن وغیرہ
در اندر حرب اجازت داده اند از اس اجازت اس از کتب
لازم آید کہ گزند و جان سالم آت مان کے گرد و بلکہ
لاش خفیہ وقتہ انقباض بہر تنگ برصوت احسان
چہ در اسلام چنان مشاہد کہ الی غیرہ از تسلیم اس چارہ
نیست و این طرف مقصود از اجازت اخذ بآر مسلم
در حرب ہجرہ و است زان جان و خوش جان نمودن
مال و با و قسار باین جہ کہ لغت شدہ درین جہان
و اس با غور دن کار کسان است کہ عقل را باہ و طوق
نہند و بریاء و غیرہ پشت پازندہ و چشم بندہ کہ
حرام و حلال بر چہ پیش آید بچو شیر مادر و فرزند لغو
باللہ من نزل و اخلخل و سائلہ ان یوفقنا
ایاذا و جمیع المسلمین ان یجتنب عن طروق
الہون و تنقی عن اتباع الشیطان لتسلم لروضا
اموی فانه نعمہ موی و نعمہ الرب و آخر دعوانا
ان الحمد للہ رب العلمین و الصلوٰۃ و السلام علی
رسولہ صید مرسلین و آتہ و بدیدہ جمعیہ۔

متمم

ایک طرف ہے اور تنہا امام ابو حنیفہ اور امام محمد ایک
طرف ہیں امام ابو حنیفہ شریعت و غیرت و در الحرب میں سود
چلنے کی اجازت دی ہے تو اس مجازت سے یہ کہاں لڑنا چاہیے
کہ سود لینے والا اسی وقت اس مان کا مالک بن جاتا ہے۔ بلکہ
قبضہ و فاسد اس سے منع نہ ہو کہ سود لینے کے لئے اسلام
میں ممانی ہو کہ حرام کرنے والی کچھ پرستش بد میں کر لیں ہم کو
اس کے تسلیم کرنے کی چاہ نہیں ہے اور اس طرف دلائل کچھ مسلمان
سے سود لینے کی اجازت سے مقصد یہ کہ اس سے ہجرت نہ کرنا ہے
نہ کہ سود اور مجھے کا مال شوق ہے کہ اس مال کو سود و جو زمین
کے لئے شریعت میں حرام ہے اور سود کا مال کمان و گناہم ہے جو
عقل کو بھٹکتا ہے۔ کھرتیہ میں اور شریعت کا مال نہ کہ سود و انکس
بیع کہ حرام اور حلال چاہئے آج کے مال کے سود و حرام بیع کر
جاتے ہیں ہم اس پر غرض غلطی سے انسان پر چلتے ہیں۔ اس سے
دعا کرتے ہیں کہ وہ اس اور ہم مسلمان کو تو فتنے کے کھنڈن میں نہ
دستور پڑھنے سے تیز کریں اور شہان کی پری سے بے نقاب کریں اور
مصرعی کوئی کے لئے سرخچا کی کوئی دیکھنا ہی چھائی الیک ہی چھا
رہے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین و الصلوٰۃ
و السلام علی رسولہ صید المرسلین و آتہ و بدیدہ جمعیہ۔

متمم

اس کتاب کا ترجمہ ہر صفر ۱۲۸۵ مطابق ۱۸۶۸ء
بلاز بدھ انیسویں مئی کو لاہور لکھنؤ میں شروع کیا گیا
اور بفضل خداوند متعال ۱۲۸۶ھ کو مکمل ہو گیا۔ مستطاب
۱۸۶۸ء میں ہندوستان میں پانچ مئی پر مسطاب
۱۲۸۹ھ میں لاہور لاہور کے مسطاب میں مسطاب ہو گیا۔ الحمد للہ
کتاب اس کو کہ ترجمہ میں مسطاب ہو گیا۔ الحمد للہ
و الصلوٰۃ و السلام علی رسولہ صید المرسلین و آتہ و بدیدہ جمعیہ
المرسلین و السلام علیہ و آلہ و سلم و الصلوٰۃ و السلام علیہ
و آلہ و سلم و الصلوٰۃ و السلام علیہ و آلہ و سلم۔

خلاصہ مکتوب ہشتم

تعارف مُرسِل مکتوب

صاحب ذیل مکتوب مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی کا ہے جو اہل حدیث و کتب کے خلیل القدر عالم تھے انہوں نے یہ مکتوب محدث مولانا محمد قاسم صاحب کو تحریر کیا ہے۔ مولانا محمد قاسم صاحب مولانا محمد قاسم صاحب (۱۳۲۲ھ) تاشکندہ کے صاحبزادے تھے اور خاصی شہرت کے مالک تھے۔

مولانا بٹالوی ضلع گورداسپور کے رہنے والے پوری جند و خاندان سے تعلق رکھتے تھے ان کے والد صاحب کا نام محمد علی تھا۔ لفظ الجبریت کی تعلیم کا مرکز دل دھن دہلی میں تھا اور مولوی نذیر حسین صاحب مشہور عالم جو الجبریت مکتبہ فکر کے صیغہ اعتبار بن گئے دہلی میں اپنے مدرسے میں پڑھاتے تھے مولوی محمد حسین نے انہی سے تعلیم حاصل کی۔

مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی ضلع گورداسپور کے صاحبزادے تھے اور وہ مسجد ان کے دادا والد صاحب نے تعمیر کرائی تھی جو پورا مالک نماز میں واقع تھی اور وہاں دروازہ تھا جو پوریان والا گٹ کہلاتا تھا۔ مولانا ایک اخبار بھی نکالتے تھے جس کا نام اشاعتِ امت تھا۔ ان کے دادا احمد دین صاحب بھی عالم تھے۔

مولانا کی تین لڑکیاں تھیں جن کے بڑے لڑکے کا نام عبد السلام تھا جو سیکرٹری ایٹ میں کلرک تھا۔ دوسرے لڑکے کا نام عبد اشکور تھا۔ تیسرے کا نام معلوم نہیں۔ لڑکوں کے علاوہ آپ کے تین لڑکیاں بھی تھیں۔ ایک مولوی احمد دین کو صاحبزادی تھی جو دہلی کی کتب خانہ

کے عالم تھے دوسری لڑکی مولوی عبد الجبار صاحب سکن جند و خاندان ضلع گورداسپور سے سیاسی تھی اور تیسری لڑکی کا نکاح مولوی عبد الجبار کے بھائی عبد الرحمن سے ہوا تھا۔ یہ حالات مجھے علامہ محمد رفیع مکتبہ عالم الجبریت سے معلوم ہوئے جو حکیم عبد اللہ صاحب کی لڑکی کی شادی کے موقع پر ۱۸۸۰ء۔ ہجیرہ کا مئی لاکھوردیس تشریف لائے تھے۔ اور یہ راقم الحروف بھی اس شادی میں شریک تھا۔

مولانا محمد حسین صاحب کی حضرت | مولانا محمد حسین صاحب بنالوی کی مولانا نازوقی سے ایک ملاقات کا حال حضرت
 مولانا محمد قاسم صاحب سے ملاقات | شیخ المہدی مولانا محمود حسن صاحب نے بیان کیا ہے۔ ایک دفعہ مولانا بنالوی صاحب مولانا نازوقی
 سے ملاقات کے لئے دیوبند آئے مولانا دیوبند میں اپنے شاعر شیخ المہدی کے مکان پر مقیم تھے
 مولانا بنالوی نے کہا کہ میں تنہائی میں کہہ دوں گا کہ ہاں ہاں ہاں۔ چنانچہ خط لکھ کر لیا۔ مولانا بنالوی نے حضرت نازوقی سے بعض مسلمان
 باتوں کے جوابات دریافت کئے۔ جو اب اس سے دوبہت متاثر ہوئے اور اپنے خیالات بھی انہوں نے پیش کئے۔ حضرت نازوقی کے تبر
 می سے مولانا بنالوی واپس حیرت میں پرگئے اور کہنے لگے۔

”حیرت ہے جیسا شخص ہی قتل ہے۔“

مطلب یہ تھا کہ مولانا نازوقی کا علمی مقام اجتہاد کے درجہ پر پہنچا ہوا تھا۔ یہ سبکہ مولانا نازوقی نے فرمایا

”حیرت ہے کہ آپ جیسا شخص ہی غیر مقلد ہے۔“

خلاصہ مضمون کے متوجہ | مولانا محمد حسین صاحب کے مکتوب کا خلاصہ صرف اتنا ہے کہ مجوزہ خیمہ کے تحت کا ایک نشان ہے
 ایک مدرسہ میں نے مجوزہ سے بغضات نبوت کے بارے میں جو شکوک اور شبہات پیش کئے ہیں اس کا
 کیا جواب ہے مولانا بنالوی نے ان شبہات کو پیش کیا ہے۔ نیز فیصلہ کے جوابات جو امام مازنی نے اپنی کتاب مغایب الصایہ کی
 کتاب اثبات میں دیئے ہیں ان میں سے بعض سے خود مولانا بنالوی بھی مطمئن تھے نہیں آتے۔ نیز علامہ سعد الدین تفتازانی نے جوابات
 کے ذریعہ نبوت کی تصدیق پر جو بحث کی ہے اس سے مولانا بنالوی کو قطعی تسکین حاصل ہوئی۔ کاہم مدرسہ کے اس مضمون اور ان کے
 جوابات جو امام مازنی نے دیئے ہیں اور علامہ تفتازانی نے جو کہہ کیا ہے انکی مستند مولانا بنالوی حضرت نازوقی سے مل کر تصدیق چاہتے
 ہیں۔ نیز یہ متوجہ کے بارے میں بھی دریافت کیا ہے کہ خبر متوجہ سے حسین ماسل ہونے کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔
 کیونکہ بعض اہل علم نے خبر متوجہ سے حسین کے حصول پر بھی افسوس کیا ہے۔ چنانچہ یہ آفتوں مکتوب مولانا محمد حسین صاحب
 بنالوی کا انہی دو احمد کے بارے میں ہے۔

پس کی ہذاں میں است کہ امام رازی از طرف
منکر نبوت و منکر معجزہ گفت کہ بعد تسلیم بودن معجزہ
خارق عادت و بودن آن بفعل تعالیٰ تصدیق صاحب
آن صدق صاحب آن ازال ثابت نمی شود۔

حیث قال فی الفصل العاشر من
تفسر الاول من کتاب النبوات

من المطالب العالیة

فصل العاشر فی آن تقدیر بن سبب منقول
قَالَ مَقْدِمٌ قَبْلَ مَا دَاخِلَهُ اللَّهُ تَعَالَى
عَلَى سَبِيلِ تَقْطِيعِ قَوْلِ نَبِيِّهِ مِنْ هَذَا
كُلِّ مَدْعَى صَادِقٍ قَالَ مَنكَرٌ دَلَالَةً
اَعْجَزَاتِ حَسَّ هَذَا مَعْنَى غَيْرِهِ وَاجِبٌ وَبِدَلِ
عَلَيْهِ وَجْهٌ شَبْهَةٌ دَلِيلٌ دَلَالَتُهُ دَالَّةٌ
عَنِ حَقِّهِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى مَا يَدْرِيهِ عَلَى قَائِلٍ جَمِيعٍ
اَعْمَالِ الْعِبَادِ هُوَ اللَّهُ تَعَالَى فَادَّيْتِ هَذَا وَاجِبٌ
تَقْطِيعُ بَنَ خَاقِ كُلِّ اِلَاكَ ذِي وَجْهِ وَكُلِّ اَجْهَلَاتِ
هُوَ اللَّهُ تَعَالَى وَادَّيْتِ مَعْنَى اَلْمَجْهَلِ
وَالْمُضَلَّاتِ بَعْدَ اَعْقَابِ لَا يَمْتَنِعُ مِنْهُ ذَكَرُ كَلَامِهِ
يَجِبُ وَقَوْلُهُ اَسْتَبْيَسَ اَلْمَجْهَلُ وَاشْبَهَهُ فِي
قُلُوبِ الْعِبَادِ كَانِ وَفِي زَوْنِ فَعْلٍ مَا قَدْ بَيَّنَّضِي
وَالْمَجْهَلُ لَيْسَ اَعْظَمُ مِنْ فَعْلٍ اَلْمَجْهَلُ اَبْدَانًا

التائيه لاشك في حصول الجهاد في قلوب
العباد وذا عل هذا الجهل اما ان يكون هو
الله الى ان برهن على الشك لثاني بوجوه ثم
قال فثبت ان خالق كل الجاهلات هو الله

ان شبهات میں سے ایک یہ ہے کہ امام رازی نے نبوت اور
معجزات کے انکار کو اپنے کلمات سے کیا ہے کہ جو کہنے کے خلاف دعوت
ہوتے اور اسکا صاحب معجزہ کی تصدیق کیلئے اصل خلاف ذی تسلیم کرنے
کے بعد بھی صاحب معجزہ کے خلاف ہونا اس بات سے ثابت نہیں ہوتا۔

چنانچہ امام رازی نے اپنی کتاب المطالب العالیہ
کتاب النبوات قسم اول کے سبب فصل میں کہا ہے

اوجہ دلیل ہے

دوسرا فصل اس حصوں میں ہے کہ معجزہ اس بات کے
ماں لینے کے سبب طور پر اٹھ تھا کہ کسی کی تصدیق کو دینے کے
قائم مقام ہے تو کیا اس سے وہی نبوت کا صادق چنانچہ اہم تھا
ہے و منکر یہ ہے کہ امام رازی نے اس سے اس حد تک نفی کر دیا
پر نبوت کرنا فیض دہی ہے اور اس پر کسی اجماع دلالت کرتی ہیں
پہلا شبہ یہ ہے کہ وہ دلائل جو نبیوں کے معجزات کے قول کی
صحت پر دلالت کرتے ہیں وہ اس پر بھی دلالت کرتے ہیں کہ نبیوں
نے تمام فعل کا فاس بھی اٹھ تعالیٰ ہے پس جب یہ ثابت
ہو گیا تو اس کا شکی ہو جائیگا اور جب ہو گیا کہ تمام پہلوئوں اور
تمام صورتوں پر تو اس کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے اور جب اللہ تعالیٰ
سے جہات اور اگر ان کا جہاد میں پیدا کرنا شکی نہیں ہے کہ
میں خالق ہوں اگر اس سے شکی ہے کہ یہ بدعتی اور کسی متبع نہیں ہے
جو دعوت اور جہاد اور بندہ کے دلوں میں شکی کا موجب
ہو کیونکہ یہ اصل جو جہات کی طرف انسان کو بے جملے زیادہ
جڑ نہیں ہے بہ نسبت بتائیں جہل کے فعل سے۔

دوسرا شبہ یہ ہے کہ اس میں شک نہیں کہ جہاتیں عقل
کے دلوں میں آتی ہیں تو اس جہات کا فاعل یا توجہ ہو گیا
اللہ تعالیٰ ہو گیا کیونکہ اس شکی پر کسی وجہ سے دلیل کا شکی
میں پھر یہ کہ جہاتیں ثابت ہو گیا کہ تمام جہاتوں کا خالق وہی ہے

لہٰذا یعنی اللہ تعالیٰ کو نبیوں کے دلوں میں جہاتوں کے پیدا کرنے والا ثابت کیا ہے۔ مترجم

و إذا ثبت هذا فلا يكون مجوز كون الله فاعلا
لما يوهى الجهل اولى۔

اشائت ان انواعا كثيرة من الجاهلات
حاصل للعبد فاما ان يقال انها حصلت على
وفق مرادة الله او على خلافه فعلى الاول
كان الله مريد الجهل فلا يستعمل منه هذا
تصديق الكاذب وعلى الثاني يلزم كونه
ضعيفا وكل من كان كذلك لا يستعمل
منه الكذب۔

الرابعة ان كلامه لا يان تصديق
الكاذب محال على الله مبنى على ان الكذب
قبيح وهو من الله محال الا ثابتا في هذه
انقاعدة مبنية على القول بجهل الخلق
وتقبيلهم وقد عرفت انه كلام اقلنا على
ضعيف جدا وكذا المبني عليه انهم
مقتضون غير مبني۔

پس در جواب این شبهات فصل خاص مشرف بود
و اصل الضروری حاصل بان الكذب على الله
محال لانه صفة نقص وشهادة الفطرة
دالة على ان صفة النقص محال على الله
فعمد هذا يحصل الحزم واليقين بان ظهور
المعجز يدل على التصديق انهم كلامه
قلت لعل لفظ التصديق في اخذ هذه
العبارة من سهو الناس والصحيح لفظ
الصدق اذا الكلام فيه لاقى التصديق فانه

له برهین دلیل سے ثابت۔ جو بعض عقل تسلیم کے طور پر بھی کہیں ہو میں دیکھ کر ان کی جگہ پر بہتر

ہے اور جب یہ ثابت ہو گیا تو یہی دور کافی ہو گا جو ناقص
اور میں نے تعالیٰ کے لئے جو جرم و گنہگار ہو گیا۔

تیسرا مشہور یہ ہے کہ جرم و گنہگار کی بات انہیں نبی
کو حاصل ہو کر یہ گنہگار ثابت کر دیا ہے۔ تو اگر تعالیٰ
کے روبرو سے یا خلاف اودھم حاصل ہو جاتی ہیں تو اس صورت
و اثبات کی صورت میں وہ تعالیٰ ہدایت والا اور کھڑا
ہو جائے گا تو اس صورت میں کبھی کسی تعالیٰ کی حالت
ناممکن نہیں رہتی اور وہ اس صورت و خلاف میں اس
رہا تو یہ نہیں کہ اس قدر حق و سچا اور ثابت اور
مطمئن جیسا کہ جو اس سے جوئے و سچا ہوتا ہے۔

چوتھا مشہور یہ ہے کہ کسی شخص کا یہ قول جو مجھ نے تصدیق
کے یہ محال ہے یہ اس بات پر مبنی ہے کہ کبھی یہ
ہے اور وہ اس سے محال ہے جیسے کہ یہ ہے۔ یہ ہے
یہ قائل ہے کہ تو اس وقت تو یہ نہیں ہے کہ یہ ہے
روہ اس کی کہ یہ ہے اور سخت ضعیف ہے اور یہی
کا ہی ہو گا جس پر اس بات کی بنیاد میں ہے کہ تعالیٰ کی تبدیلی
سے ساتھ حق پر طبع پان کی حالت ختم ہوئی۔

پھر ان شبہات کے جواب میں چند اصول فصل میں فرمایا۔
اور اس بات کا بدین علم حاصل ہے کہ اگر تعالیٰ سے حدوث کا
ہونا محال ہے کیونکہ اگر وہ جس کی صفت ہے وہ سلیم ذات کی شبہات
اس بات پر ثابت کرتی ہے کہ اس کی صفت اللہ کے لئے
محال ہے تو اس وقت اس بات کا جرم اور تعالیٰ میں ہو جائیگا
موجود ہے تاہم جو تاہم یہی پروا دات کرتے ہیں کہ ان کی بات قرین
میں کہتے ہیں شاید اس عبارت کے تخریر تصدیق کا لفظ
لکھنے والے کی بھول جو کہ سے لکھی گئی مگر تصدیق کا لفظ ہونا
چاہئے جو میں نے کہوں کہ کلام تو مصدق ہے بالاس میں ہے کہ

ہے برہین دلیل سے ثابت۔ جو بعض عقل تسلیم کے طور پر بھی کہیں ہو میں دیکھ کر ان کی جگہ پر بہتر

فیہ تسمیۃ کا ذبا ہو مصطلحا معشر
الاسلام و لا فاعصم پیغمہ صادق و یصد
خاتمه معجزۃ فلا یلزم عندہ اجتماع
الکذب مع الصدق حتی یلزم الاستحالة
و هکذا الکلام فی قوله و لا مامرو کثیر
من المتکلمین لان الصدق مدلول لہا

سراج ان قوله لا فاضلہ تعجید و منع
للموافق غیر مفہم لہمخالفاتہ لایسلم
وجہ الدلالة و لا دلالة شنی علی ذالک
فکیف یجوز علیہ بامسحوخ تعجیز
من افاضۃ الدلالة۔

لخامس ان قوله لا یجابہ التصویۃ فیہ
ایضا قناعۃ لہم فی الذی یؤمن بالنبی
الصادق لا یستنبی الکاذب و اما من انکر
ذالک ہمارض معجزۃ النبی بخلاف اعتنای
صلاحۃ علیہ فی هذا۔

و یہ نوہ احکامات ناشی از سوہ بیان ہو آیت
ایشان است ورنہ اصل اعتراض متعلق دلالت معجزہ پر
مسلک صاحب آں بیان کہ است کہ بائی گفتار
معجزہ ہونی حق و است ان منہبی و یا مت در مبط من
حیث الدلالة کہ اول بر صدق است و در ثانی
بر کذب صدق ہیں پیدا یا یہ نوہ۔

و یکی زائل شبہات اس است کہ امام رازی فیصل
عاری مشرا فقہ اول مذکور از منکرین نبوت نقل نمود۔

قالوا انما رأینا شئی من ہذا المعجزات

اس جملہ میں شریہ ہے کہ اس کا نام کا ذب رکھنا و دہم مسلمانوں
کی مخالفت ہے ورنہ مخالفت اس کا نام صادق رکھتے ہ (دوم)
یہیے منکر کہتے ہیں اور اسکے خالق حادث کو سمجھنا شمار کرنا تو اس کے
نزدیک صدق کا کذب کے ساتھ اجتماع لازم نہیں کہ اس کو کتبہ لازم
آئے اور اس میں کلام کیا جا سکتا ہے۔ حدیث ثانی کے میں
میں کہ انہوں نے کہا ہے اوماہ و کثیر من المتکلمین لایستدل مدلولہا
چہ تہ علامہ تفسیر فی کایہ قول لا فاضلہ الی المتجوز
تو حق کے لئے تو نہایت درست ہے لیکن نہایت کون مامرو نہیں کہ اس کا
یہ لیکن مخالفت کا مامرو نہیں کہ کون مخالفت سنا ہے جو کہ مسلم
ہی نہیں کہ اور سب کو نہایت ہی نہیں کرتی اس لئے اس کا
کہ غالبیت نہ مخالفت تعجیز یعنی افاضۃ دلالت کے
ذریعہ کیسے محبت آسکتا ہے۔

پانچویں ان کا قول لا یجابہ التصویۃ ہ میں
بھی مامرو کے لئے تو نہایت کتبہ بن سکتے ہیں کہ صدق
صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم بیان کہنا ہے کہ جو کہ نبوت میں رہیں جو
اس سے انکار کرتا ہے اور نہایت ہی نہیں کہ اس کا
تیسرا ہے کہ اور نہایت کتبہ بن سکتے ہیں۔

اور یہ ائمہ انہما کا پندہ ان صاحبان کے جوابات
کی خرابی سے پیدا ہوا ہے ورنہ اصل اعتراض معجزہ کا صاحب
معجزہ کے صدق پر دلالت کے بارے میں حرف ایک اعتراض ہے کہ
یہ کہ چہ نبی کے معجزہ اور جو کہ اس کے ساتھ ایسا طور پر نبوت خدایہ
ایمان کے لئے ان کے ساتھ ایسا میں دلالت کی اس سے کھلا ہوا امتیاز
پیدا کرنا چاہئے جس سے اول میں نبی کی نبوت کی صداقت پر
دلالت ہو اور دوسرے میں کتبہ پر دلالت ہو۔

اور انہی شبہات میں سے ایک یہ ہے کہ امام رازی نے
مذکورہ مادل کی کہ مامرو فیصل میں مامرو کہ طرف نفس کی دہم ہما
منکرین نبوت کے کہ امام نے ان معجزات متعلق کوئی چیز

نسقة یفرق عدد تو ترعدند نقصان
وحد منه ن بقیت مفیدة لیستین
وہکذو واحد قضاہرو ن نہریق
کان مفید ہو ذیل اوحد نہراشد
وانہ شیع مضبوط ہر دہل منا بطہ
حصول یقین فاتیات جقیں مہ
یکون دوتا۔

و در جواب ای پیری نیامده و بر مرد ادعا
ضرورت اکتفا نموده حیث قال بعدہ

ان المتواترات احد اقصادہ و التفرقات
فما التحدج فیہا بما ذکرہ مع انہ ظہر
الاتفاق لا یستحق الجواب
و ماری کہ خودش در عدد کتاب در معرفت مواتر
کلام نموده۔ حیث قال

ان کون منجرات و امتواترات و الحدیث
من قبیل الضروریات موعنہ یوح علی ما
فصلہ الامام فی المخلص لا شقال کل منہا
علی ملاحظہ قیاس نفی۔

و اس قیاس نفی اس ست کہ بعد سطر ی چند آن ما
ذکر نموده حیث قال

فانہ لا بد فیہ من حصول مقل متین
احدہا ان ہوا و مع کثر ظہر و مختلف احوالہم
لا یجمعہم علی الکذب جامع

فانہ اگر تو نموز و عبادتی دیک تو نہ و اہمہ دیک تو نہ کر
طبق و یکی تو نہ کا نہ ذیل کیا جات تو ان میں سے ایک کہ چوبیس
کی صورت میں کہ و یقین کے لئے مفید ہر کتاب (اور اس میں ایک
ایک کئی ایک) فاعدا و انک ہی مفید نہیں بہتہ اوقات ہر
سب کر تہ و حدیث یقین کا فائدہ دیا اور اگر کسی کہ چوبیس پر
یقین کا فائدہ نہیں بخشتا تو معلوم ہو کہ یقین یقین کی اعداد
تھا جو کہ چوبیس پر کسی مفید نہیں ہو و حدیثی و یقینی و یہ
یہ کہ تو نہ دانی نہ نہ نہیں کر اس کا نہ ایضاً حصول یقینی سہم
یہ یقین اس کے ذیل ثابت نہ نہ وہی ہے۔ (جو قال ہے)

اس کے جواب میں ہر ایک کچھ ترش نہیں کیا اور
نہ وہ یہ ہونے کے واسطے کہ اس کی بہت چھوٹا کہ نہ کیا۔
اس طرح میں یہ بیانات کی قسم میں سے کیا میں نے
ان پر نہ کورہ اعتراض کیا کہ میں کہنا ہوا کہ اس سے
نفی حاصل کرنا ظاہر ہے جواب کا اعتبار نہیں۔

او حالاً کہنے پہ کہ جبکہ غرض تو تم کہ یہی چوبیس کے
پاسے میں کہ کیا ہے اور یہاں کہ ہے۔

چوبیس بات متواترات و حدیثات کا نہ ایک کے نہیں سے ہون
ایک کثرت کا مقام ہے جس پر کہ امام لای نہ خاص میں لکھی ہے کہ
کیا ہے کہ ان میں سے ایک کیا میں نے لکھا خط بر شاہ ہے۔

اور وہ قیاس نفی وہی ہے جس کو چند سطروں کے
بعد ذکر کیا ہے اور اس طرح فرمایا ہے۔

ابا ت یہ کہ تو تہ میں بھی و مقلہ کی ہوا نہ وہی ہے
اس میں سے کسی کہ وہ ایک غرض ہے کہ نہ نہ خلاف احوال کے
ان سے میں میں کوئی جہاں اور ان کو محو پر تہ نہیں کر سکتا۔

لے در سطر کی اصل میں تو گفت الی علی نفسہ میں۔ میں ایک چہ کا دود و ثبوت خود اپنا اور ثبوت چہاں میں تو ترے اور
تو ترے محو پر ثبوت چہاں۔ چہاں اصل میں مقلہ میں پر ثبوت چہاں ہی اصل میں ہے۔ ترجم

خلاصہ مکتوب ہنم

بنام مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی

حضرت مولانا محمد حسین صاحب نے اس کتاب کے "پیش لفظ" کثرت سے لکھا ہے جس میں قسم کی علمی بحثیں، پیغمبر پر عجیب دیکھیں ہیں کیوں کہ یہ متوبات علمی سلسلہ و سرگینے والوں کے لئے شجرہٴ ثنویہ سے نہیں، جو یہی ہے کہ کج صحبت کی غلط و شکستہ سٹے جس وہ خود میل، اعتبار عالم تھے، نہ اس مکتوب میں امکان، استغناء، غفلت، استغناء و تنہا و تنہا اور شکستہ یا غرض کی باتوں کو اب علم کی قرب و خدمت کے واسطے کرتے ہیں۔ اس کتاب کا خلاصہ اپنی استطاعت کے مطابق پیش کر رہے ہیں۔

خلاصہ مکتوب | مولانا رشید فرہانی کی کہ انصاف کے سادہ ہونے کا حلق طبیعت سے ہے جیسی طبائع ہونگی ویسے ہی انصاف انصاف نہیں ہیں ایسی ہے چنانچہ فرہانی کی کہ طبیعتوں کے تقاضوں کا نام عادات و اخلاق ہے۔ یہ اسلئے اور انطوائیوں کے عادت اکثر عمومی عادت کے باعث ظہور میں آتے ہیں کہ عادت حیران کن نہیں ہوتے بلکہ مذکر اور مؤنث کے عادت سے عورت نسل کا ظہور ہوتا ہے بلکہ کبھی صرف عادت سے کسی شے کے پیدا ہو جانا یا نگرش و ذوق، جو تاہم بلکہ لوگ حیران ہو جاتے ہیں۔ حیران کہ حیرانی کی کوئی بات ہے۔ عمومی عادات سے جو، و زمرہ انصاف ظہور میں آتے ہیں وہ عادت عام ہے اور خصوصی عادت میں مدقوں میں اگر کسی خصوصی عادت سے کسی عادت ظہور میں آتا ہے تو وہ عادت انصاف کے عادت ہوتا ہے۔ مثلاً حیران عادت کسی نئی شے کے لگنے پر کوئی سبزہ ظاہر کرتے ہیں تو عوام اگر اس کو اللہ تعالیٰ کی عادت کے خلاف سمجھ کر اس سے روکتے ہیں اس کو اس وقت اللہ کے خلاف سمجھ لیتے ہیں تو یہ ان کی فلاح نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عادت نہیں بدلتی۔ ان سمجھنے کو عادت خاصہ نہیں لگے خلاف عادت نہیں۔ خاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عادات جس قدر ہیں، اس کے خاص، پر پیارے بلکہ خاص ہیں اگر کم ایک عادت ہے اور بعض اور کافریندوں پر غضب کرتا دوسری عادت ہے۔ دونوں پر عاداتوں کا مطلق ہوگا، اسی طرح عام بندوں کے ساتھ عام معاملہ کرنا اللہ تعالیٰ کی ایک عادت ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ کے ساتھ عدا کا اثر و انبیاؤں، چاند کے ٹوٹنے کر دینا، کنکریوں کا بول، غنا، مردوں کا زندہ کر دینا، آگ کو ٹھنڈا کر دینا دوسری عادت ہے۔ غرض کہ سب اللہ تعالیٰ کی عادت سے باہر نہیں۔ لہذا خلاف عادت کہنا نالی ہے۔

یہ فرما کر مولانا نے تحقیق عام پرانہ اور نئی سہارا فرمایا ہے کہ عالم میں وحی کا جو درجہ ہے اور جو عادتیں وہ ہیں اس کو حسن چاہا ہے۔ مثلاً اگر خوبصورت انسان کو دیکھا جائے تو اس کا سی گیسو، زینار، خال، لب و دندان کے مجموعہ پر نظر ہے۔

یہیں اگر گناہ کے قائل کو ملے کہ کبھی گئے تو سن خاک میں مل جاتے گا۔ تو مجبور و مشر سے من کا غلبہ ہوتا ہے یہی حال علم و ہمت و مراقبہ و کذب کا ہے کہ حیات اور کذب پسند اپنی جہی سے ہیں۔ لیکن مطلقاً شرعاً اپنی جگہ بیچ ہے۔ عیساکر طہارہ کے بعد اسے تل کو دکھایا جائے۔ اسی طرح صدق و کذب میں صرف کذب کو اختیار کرنا بدیہی ہے اور صدق ایک جہ صدق اور کذب کا مرکب صدق اور کذب محبوب اور کاذب مفوض ہوتا ہے۔ نبیاء علیہم السلام اللہ کے محبوب اور سچے بندے ہوتے ہیں۔ لہذا صدقیت کی چیزات کے ذریعہ اور کائنات کے مین میں رہتے ہیں اور جو مین عادت ہے۔ لیکن اگر اس کے مین برعکس جھوٹ کی حمایت کی جائے تو یہ دلائل کے خلاف ہے۔ کیونکہ جھوٹ کی قول و افعال سے تصدیق کرنا تصدیق کرنے والے کے جھوٹ کا مستلزم ہے۔ یہ بات امام ہارزی نے بھی بت دی ہے کہ مجبور و تصدیق کر کے تمام شہادت کے جواب میں کافی ہے۔ کیونکہ جھوٹ افس اور عیب ہے۔ اور نہ تعادل عیب سے پاک ہے۔ بلکہ عیب کی جھوٹی تصدیق اس کی طرف سے عیب ہے۔ پس چونکہ کاذب نبوت پرناشی ہے۔ امام ہارزی کے اس استدلال میں دو باتیں ملاحظہ کی جائیں۔ اول یہ کہ جواب میں آئیہ ہے کہ دجال اور ابن میاویہ کی باتیں جھوٹی بھی ہوتی تھیں۔

اب رہا مولوی محمد حسین کا یہ شبہ کہ تو کہتے ہیں کہ یہ غیر یقینی ہوں بھی بجا ہے۔ جیسا کہ مین نے کہا کہ ابن عباس کو اس وقت تک یہ سب سنا تھا کہ ابھی یہ مسئلہ جو دو نصاریٰ وغیرہ کی کئی باتیں تواتر کے ساتھ چلی آتی ہیں اور خود امام ہارزی نے ہاں فرما کر اور خدا ہوں کے ایسے دس جھوٹ لکھے ہیں جن میں تو تریبہ لہذا مجبور ہے کہ یہ ثبوت کہ وہ تواتر سے ثابت ہونے کے باعث یقین کا ذمہ دیتے ہیں کسی طرح دست ہونا۔ وہاں لیکر خود امام ہارزی نے جو دو نصاریٰ کی تواتر و یقین میں فرما دیا ہے۔

اس کے جواب میں حضرت مولانا محقق صاحب نے فرمایا ہے کہ السنن حضرت صحیح فیہ بیان کرنے پر پیدا ہوئی ہے اور بعض کی کتب میں غلط بیانی کی رہا بھی یقین کی بر فطرت کے خلاف ہے۔ لہذا جو تواتر نہ اندر قدی کا لحاظ رکھ کر غلبہ میں آئے وہ اعتبار کے قابل ہے۔ جو قصص و حاشیہ حیات سے پیدا ہو دو قدی ملتا نہیں۔ امام ہارزی اور نقضانی کی تواتر و یقین کی تحقیق کا موقع نہیں۔ اور اگر ان کے جوتے تو ان میں تواتر سے تواتر کے تواتر و یقین کی روایت ایک ایک اور دو پر ختم ہو گئی ہے۔ کجرت پر مشتمل نہیں ہوتی اور نہ تواتر ہے۔ کیونکہ وہاں سے جو دو کا قول ہے کہ جب بخت نصیر نے فی سر میں اور یہ دو دلائل پر عمل کیا اور تواتر معدوم ہو گئی تو پھر بکت زماں کے بعد کھٹکھٹ سفارشی بارے میں کسی ایسی حرت اصل تبدیل بھی دیکھیں۔ یہ سب جگہ قول معائنہ نصاریٰ میں ملے تھے جو وہ ہیں اور تریبہ کہنے والا ایک تواتر ہے نہ کہ بہت سے۔ لہذا تواتر و یقین کے قول پر زلزلے میں متواتر نہیں رہتے۔ اس کے برعکس ثبوت قدی کے دھوکے اور مجوزات اور ختم نبوت کے دھوکے پر زلزلے میں تواتر کے ساتھ جاری ہیں۔ مین میں یقین کی کھلی موجود ہے۔ لہذا غیر متواتر یقین کا موجب ہے۔

شکریہ و سوال مسئلہ کیفیت زمین و آسمان پیشتر لکھا گیا تھا
 رسیدہ بناوہ۔ و اول تقریر جو پیش نظر بطلستہا چند مناسب
 و دوم۔ آنروز کہ نامہ گرامری میرزا انجم شدہ باین کا و طبع
 بجا بکشت۔ فی غلط غلط آنروز مولوی رفیع الدین صاحب اند
 دیوبند رسیدہ بودند جدارت شال فرصت توجہ بکار دینگر
 میسر نیب۔ روز دوم کو ششم جواب خط رسیدہ غافل
 بو ششم در روز خود سترہ بودم کہ قسم کچھم و نیالت کنونہ
 ما بعرض عرض بکشم نامہ گرامریا باعث نا توانیا بود۔ بہا ز
 بیکاری دیدہ و پہلو بہ سترہ دم صبح را بشام رسانیدم ماموزہ
 محمد اوفہ زکاردی مدحش است نہ آنزدی دل پریش خدیاں
 اشتغال باز نہ شدہ و کوکشان بعد عرض بیانی آورد۔ آتا
 علی نادستانی۔ دوم ہر روز سترہ ہی قسم کہ طلب رسم و رفت
 پریشان کنم بگرزاں جا کہ المصاحف معذ و ہر صبح دل
 دہم دیدی خود سے کہ فارم اگر دست آمد اناں طرف است
 و روز فارسانی و سپودہ سانی خود۔ خود پیش نقد دارم۔ بالحد
 ادل بنام طبع الہ گنداش است کہ

مصفوعان جواب مکتوب
 مولانا محمد حسین بنانوی
 اقسام متنوع
 متنوع را دو قسم است
 یکی متنوع لغات۔ و آن نمونہ احسن متنوع انقیضین است

زمین و آسمان کی کیفیت سے متعلق تیرہ سوالت پیشتر لکھی گئی تھیں
 سے پہلے لکھا تھا۔ چند مسئلوں کی بنا پر پہلے اس کا جواب لکھنا
 میں نے۔ مناسب سمجھا جس دن آپ کا گرامری نامہ میرے لئے فر
 کا باعث ہوا تو اس نے بہا طبع سے درگندہ نہیں میں نے
 غلط کیا۔ اسی روز مولوی رفیع الدین صاحب دیوبند سے فزین
 لائے تھے کہ ان حضرات میں شمولیت کے باعث کسی دوسرے
 کام کے لئے قسمت نہ مل سکے۔ سب سے روز میں بینا اور غفلت
 صاحب کے خط کا جواب لکھا۔ اس میں نے یاد کیا تھا کہ قسم
 سنبھالوں اور فی حق کوشش کروں گا۔ لکھنے سے پہلے ہی حاصل
 کا باعث ہو گیا۔ اس سے زیادہ کا سامان کہ کہ سترہ روز۔ ہو
 گیا اور میرے سامان کر دی گئی تھا کہ شکرینہ نہ دلی کام
 ہی پیش نظر ہے۔ نہ دلی کو کف ہی دلی کا کافی وقت دینے کیلئے
 کا خیال ہے۔ تاہم بجا اپنے جواب میں کہیں کہیں ایک تقریر کی
 پہنچ تھی۔ میں یہ خیال کر رہا تھا کہ میرا وقت بہت بندھ گیا ہے کہ کچھ
 بات نہ کر سکوں۔ تو انھوں نے آپ کو پریشان کر دیا۔ لیکن ہاؤنڈ دہم سے
 اس لئے کہ جو دہم ہے جو دہم ہے کچھ دہم ہے کچھ دہم ہے کچھ دہم ہے
 تو دہم تھا کہ دہم ہے کچھ دہم ہے کچھ دہم ہے کچھ دہم ہے کچھ دہم ہے
 الیٰ علیٰ خداوند ہم کہ جس سے یہ تعداد کرنا ہو کہ

مولانا محمد حسین بنانوی
 کے خط کا جواب متنوع
 اقسام متنوع
 متنوع کی دو قسمیں ہیں
 ایک متنوع لغات اور دوسرا متنوع انقیضین

۱۔ متنوع لغات۔ و آن نمونہ احسن متنوع انقیضین است
 ۲۔ متنوع انقیضین۔ و آن نمونہ احسن متنوع انقیضین است
 ۳۔ متنوع انقیضین۔ و آن نمونہ احسن متنوع انقیضین است
 ۴۔ متنوع انقیضین۔ و آن نمونہ احسن متنوع انقیضین است
 ۵۔ متنوع انقیضین۔ و آن نمونہ احسن متنوع انقیضین است
 ۶۔ متنوع انقیضین۔ و آن نمونہ احسن متنوع انقیضین است
 ۷۔ متنوع انقیضین۔ و آن نمونہ احسن متنوع انقیضین است
 ۸۔ متنوع انقیضین۔ و آن نمونہ احسن متنوع انقیضین است
 ۹۔ متنوع انقیضین۔ و آن نمونہ احسن متنوع انقیضین است
 ۱۰۔ متنوع انقیضین۔ و آن نمونہ احسن متنوع انقیضین است

خود گویند در ارتقا قیضین. زیرا که اجتماع مستلزم
ارتقا است و ارتقا مستلزم اجتماع یعنی اصل همین
است که کسی باشد آن نباشد و اگر آن باشد این نباشد
و عین این گمان نباشد آن باشد و اگر آن نباشد این باشد
اندر این صورت اگر ارتقا است اجتماع با ناکس آید و اگر اجتماع
ست با ارتقا متقلب شود. چنانچه بدیهی است. لکن اگر ارتقا
زایع اجتماع قیضین گویند بیاض است چرا بطریق نقل چنان که
در قیضیه بود. محسوس ارتباط در حق به دوست با جملة تنوع
با لذات محسوسه این است و در حق نیست که اجتماع از مقام
مذوره مست و ضده است. انکیان ثابت بر نه محسوس طاف
آن چنانچه محسوسه اند که در حق قیض باشد و آنچه در حق
و هیبت است که چه کیفیت نسبت به غیر آن. مگر صورت یا
انجانی است یا پس. او با گوی در اصل و تمام باشد نیز باینکه
موضوع و محمول بمر و جود مر و جود باشند مثل زید و زید
و گاهی در حق و محمول گاهی که محمول جنس یا فصل و نوع بود
مثل **الانسان حیوان** و بوجه مثال انسان بر حیوان ذات
قیضه **الانسان حیوان** را **الحیوان حیوان** را در حق
و گاهی در ملزوم و لازم ذات. و مثل **الفرقة من زوج**
این جا نیز وجه همان استمال کی بر دیگری است که خبره از
عینیه بمن مراتب و در حق لازم ذات صادر و ماضی از ذات
بود اندر نیز در نه اتفاق آن چه دشوار بود. چه اگر کسی از
غیر دوی حد بخش آن خبر بودی و ملزوم فقط معروض
و قابل بودی و غایب است که

قابل در برابر ذات و معروض در مرتبه حقیقت خود معبر
از مقبول و نه از عوارض بود. اندر این صورت عوارض آن ملای

خود ارتقاغ نقیضین میں غصہ رکھیں کہ اگر جہاں نقیضین ارتقاغ
نقیضین کا موجب ہے وہ ارتقاغ اجتماع کو مستلزم یعنی نقیضین
کی بنیاد پر ہے کہ اگر نقیضین ہوگی تو دوسری نہ ہوگی اور اگر
دوسری ہوگی تو یہی ہوگی اور اس طرح اگر یہی نہ ہوگی تو وہی نہ ہوگی
اور اگر وہ نہ پائی جائیگی تو یہ پائی جائیگی اس صورت میں اگر ارتقاغ
نقیضین ہے تو اجتماع منکسر ہو کر ایک دو رنگ اجتماع ہے ورنہ اجتماع
میں پلٹ جایگا چنانچہ بات یہی ہے بلکہ ارتقاغ کوئی اجتماع
نقیضین کہیں تو درست ہے کیونکہ تمام افعال میں نقیضین
میں ہوتا ہے وہی رابطہ دونوں نقیضین کے اندر ہوتا ہے جو تباہی
باجلہ ہو چہ ذاتی طور پر یا ممکن ہو وہ اس میں غصہ ہے وہ اس کے
یہ ہے ارتقاغ ضرورت کی تقاضا میں ہے نہ ضرورت نسبت
کی کیفیت میں سے ہوتی ہے نہ ارتقاغ اس کے اثر میں سے ہوتی ہے
سبب جانتے ہیں کہ ضروریہ ایک نتیجہ ہے تباہی اور وہ میں جو تباہی ہے
اور تباہی نسبت نسبت کی بغیر ہوتی ہے نہ اس کے سوا اور کچھ
محفوظ ہے یا جانی داشتہ ہے ہوتی ہے یا سبب ذاتی ضرورت یا کچھ
عمل ان تمام میں ہوتی ہے یعنی جہاں کہ ضروریہ کوئی سبب ہو وہ
ضروریہ میں سے زید زید (زید نہ دیکھ سکتا) کوئی عمل ان نقیض
میں ہوتی ہے یعنی جہاں کہ ضروریہ کوئی نفس یا فعل ہو جیسے انسان
حیوان انسان کے جو ان مشق ہو کہ وہ جسے خود نفس یا انسان
حیوان کی ذات کو انھیں حیوان ہونا لازم آئے کہ کبھی لازم وہ
اس کے لازم ذات میں پائی جاتی ہے جیسے اولاد کے ذریعہ پیدا ہونا
یہاں پر کچھ وجوہ ذات ہی ایک (کہنے میں مشق میں تباہی جو بعض مرتب
کی حیثیت کی خبر دیتا ہے) لازم ذات ذات سے جدا اور ناشی ہوتا
ہے نہ کہ غیر ہے ورنہ اس کا انکار ایجاد ہوتا کہ اس کے کوئی مرکز یا
غیر ہوتا کہ اس کا صدور کی وجہ از طریقہ وقت موقوف احوال ہوتا

[illegible]

اور ظاہر ہے کہ قابل ذات کے مرتبہ میں اور بعض حقیقت کے نتیجے میں
مقبول سے قوی اور بعض سے جہ ہوتا تو اس صفت میں اس کا اس پر
عارض ہوتا، ایسے اسکے حادث ہونے کی وجہ سے ہوگا اور حادث کہنے
اول اس کا پتہ نکل میں صدم ہونا چاہتا ہے اور ظاہر ہے کہ صدم سابق
اور صدم حق سب اکتب میں باہر ہیں۔ ممکن اور متعلق کا فقدان
میں نہیں۔ اس کے نتیجے میں کہ اس کا اول ممکن ہے اور اس وقت اس کا لازم وجود
میں اگر نہ لگے اس کے امکان کی گمشدہ ہو تو جبکہ وہ اس کی قیاس نہیں ہوتا
چاہے اس میں سے لازم وجود کے لئے اس کا خلاف دوم ہوگا نیز کہ لازم
و اس کا لازم ہوتا ہے اور وہ اس کا لازم ہے جو ممکن کی نسبت پیدا ہوتا ہے
اور یہ بھی ضرورت ہوگا باخبر لازم ذات کی کہ ذات میں شام ہو۔ اس
زبان کی ہوتی ہے اور دونوں میں یعنی لازم ذات اور لازم اس کے
درمیان تشکیک فرق ہے کہ حقیقی ثابت۔

خرص جیسا کہ اصل اول ان تفسیر میں ترکیب ہوتی ہے یہاں
تشکیک ہوتی ہے اور ظاہر ہے کہ اشتقاقی لفظ صدم و غیرہ سب اس
سے زیادہ ہے جو کہ ایک میں اجزاء کی نسبت ہوتا ہے۔ بالکل ان
قسم مقام کا حاصل صدم ہی ملے اور جو کہ اس کے خلاف
المن موقوف و ممکن کے درمیان نسبت کا یہی کہ نسبت ایک ہے
اس کے خلاف کی طرف سے ایک کو اعلیٰ کے ماتحت لاکر دوسری
کی نسبت یہی کہ اس کے تحت تمام کریں تو یقیناً نہ صرف سلبی یہاں
میں آہائیں کہ اس صورت میں ایک دوست ان تفسیر ہوگی خواہ
وہ جس طرح کہ تفسیر ہو سبب کہ اصل اول تمام میں لگا ہوا ہے اور اس پر
جیسا کہ وہ باقی تفسیر میں ہوگا مثلاً تفسیر نقدی زید کے اگر مضمون یا
محل کو قطع لاکے نیچے اس میں صدم ہے کہ اس میں نیز اس کے چھوڑیں تو
اس وقت ضرورت لگائی ضرورت ہے کہ اس میں جیسا کہ نقدی زید
بالضرورت کہتے تھے وہاں نقدی لیس بلا زید بالضرورت

بجہ و ش آں وہاں باشد و ہر حادث را اول صدم آں در محل آں
مکان و پیدا است کہ صدم سابق و صدم لاحق ہر دو در اکتب برابر
اند۔ مستحق مکان و اکتب میں آں ہی تو اس آمد تا گویند
کہ اول ممکن است و شانی متعلق۔ آری در لازم وجود اگر ممکن
انفکاک۔ گنگناش باشد بجا است کہ آں جابجہ ذاتی
باشد۔ و نیز بہت صفت لازم لازم وجود دوم باشد۔
نہ کہ مستقل لازم لازم ذات و آہم لازمی کہ ناشی از ذات
لازم باشد مفاد لازم ضرورت ہوو۔ باجملہ کہ لازم ذات
مندان در ذات باشد و مندان در اس و ما بین امتزاج مستحق
تشکیک سے نہ تباہی متعلق۔

غرض چنان کہ در محصل ناقص ترکیب باشد اور یہ تشکیک
باشد و حق ہر اس کہ اس کی بسط و تنبیہ زیادہ از اس
ست کہ در ترکیب نسبت اجزاء ہوو۔ بالکل حاصل اس میں
اقسام چار محصل اولی است و چون تاہیں اس قسم اطراف
نسبت ضرورت یہی کہ میان آمد اگر کسی از اس قسم احاطہ
زیادہ کشیدہ ہو کہ ربطیت اس میں نہ چند بالیقین ضرورت
سلبی یہاں آید۔ جہ اندر یہ صورت کی تفسیر و دیگر باشد
خواہ بعد از حق تفسیر ہو چنان کہ محصل اولی تام ہوو۔ خواہ
بالضرورت چنان کہ در دوم باقی باشد۔ مثلاً از تفسیر زید
نقدی اگر مضمون یا محمول را قطع لاکے زید و دیگر۔
بجہ کہ زید اس وقت ضرورت یہی کہ بعد از ضرورت سلبی
شود چنان کہ زید زید یا بالضرورت کہ نقدی چنان کہ زید
کیست بلا ضرورت یا بالضرورت صفت لازم آید۔

و اور و این فن از شکسته به تن کبود و گل انگبین است
 زیرا که در هر صورت که در مضمون و محمول باطل اقتضا
 یکی باشد دیگر بود و نسبت متن و متن در میسر نیستند
 و در بعضی باشد طایفه است که اطلاق باشد زیرا که
 تحقیق است میان مصلی و ذریه و باب و سبب و چون
 مضمون و باب نام اقتضا و در صورت که نام متن
 برآورد و در مصلی آن نیز است که پس از این
 چنان باشد اگر چه باشد چون زیر قلمی که از دست
 دست داد من و دیگر است که گفت.

تولید و حقیقت ممنوع الغیر

مهر و خورشید است ای نازنی این رشیده بهشت عالی است ر
بیت ساقی زود از در جوارش قنار رخسار دانه فدا
آفتاب است میروست - ست آورد - با هم به دست
با بذات آینه رفت رنگ سخنان از روی خود بکشت
اشد.

و چه این کلمات است در زبان محض از موسیقی است
نگارینا است آب که در حقیقت گرم نیست اگر گرم شود باید
که حیات از آتش و آب بگریزد که نبات خود گرم است
و چون متعین باشد در اجسام نقیضین انحراف یافت
است و اتفاق همین است که راه وجود آتش نیز

[illegible]

ممنوع با غیر که نیست تعریف

میں نے اپنے دوستوں کو بھی سزا دی ہے۔ لیکن یہ سزا وہ تو سزا کے تحت نہیں
میں نے جو اہلکار مارے ہیں۔ ان کے لئے عارضی جہانِ جہنم ہے۔
میں نے ان کے لئے سزا سنائی ہے کہ ان کو ہفت روزہ تک پانی
کو پینا نہ دیا جائے گا۔ لیکن میں نے ان کے لئے سزا سنائی ہے کہ
ان کو کھانا نہ دیا جائے گا۔

[illegible]

۱۔ زید نیس بلا زید بلا زید ۲۔ انسان نیس بلا حیوان بلا زید ۳۔ لاریجہ زوت بلا ضرورۃ۔ دوسری صورت میں کہ
۴۔ زید نیس بلا زید بلا زید ۵۔ انسان نیس بلا حیوان بلا زید ۶۔ لاریجہ زوت بلا ضرورۃ۔ دوسری صورت میں کہ

باشد مگر واجب متعلق متوال مشد نظر بر این انحصار متعلق بالغیر
در ممکن خاص مشدور است و لیکن چون امکان داشتن را نظریه
قدست و اختیار ماس قدری طلق است که قدس با است
قدرت و تبار و مبداء قدست باشد لازم مذکر بر قطع نظر از غیر
و غیر متعلق قدست است اگر بویست طریقتی از پیران غیر
متعلقه و متعلق از صفات مشد و مذکی یا نحو متعلقه و متعلقه
بود و نه لازم آید که فی خدا را بر خدا استیاد بود و انحصار تعلقه
مثل یفعل الله ما یشاء و یفعل الله ما یشاء
و لا یأثم بقیه و انشمال این را در دلی حقیقہ بنیض
استبانت بعد اعلان کردند کسی می دانند که وجود و غیالت وجود
نکات از علم و اراده و قدرت همه با هم منتهی اند به انانت یعنی
مصل اولی نام باشد یا ناقص بیان قدم و انبیا و مراد
امکان مبداء بغیر وقت شدی و این مطلب ضرورت رنگ
مذوره که حق و چون انانت نیست بعد با هم باشد و پیشتر
من کرده شد که بر اقصای عرضی و سابقه اقصای ذاتی
ضرورت است این که در باره وجود و غیالت و وجود این چنین
باشد یعنی اقصای او با تبار ذاتی باشد با اقصای الله امیکوم
مگر اندر این صورت او معصوم بر هر دو صفت وجودی خواهد بود
و نه محل و معروض پس از این صورت باز غیالت از این
کلمات در مرتبه ذات و انکساب آن از غیر لازم خواهد بود
و پیدا است که این خیال معارض تسلیم اقصای ذاتی است
و چون این چنین است معارضه ازاده غیر ازاده او تعلق
معلوم چه بر از انقضیات و آثار این اراده است
معارض چون توان شد و سوانت ممکنات و معلوم
از دست او توانی بگرد و تعدد و جب
نه تنها فرد بل اسلام متعلق است و اما اینم بر فرض و
چه عام چه خاص و چه غیر او شایع بر هر یک

کمال نه و این واجب متعلق نہیں ہو سکتا اس بناء پر متعلق بالغیر کا
انحصار ممکن خاص میں نہ پوری ہو سکتا لیکن چون ممکنات و انانت
کی نظر سے قدری طلق کے اقتدار و قدرت پہنچا کر اس کی قدرت تمام
قدت و اولوں کی قدرت و اس سے انبیا و مراد
فی سے قطع نظر کر کے اس قدر کی قدرت متعلق کہنے کے
بے کرد و غیر کے ان ہونے کی وجہ سے نہیں ہو سکتا و نہ غیر
مست خداوندی کی کسی صفت کا متعلق یا خود ذات خداوندی
کا متعلق ہوگا و نہ لازم آتا ہے کہ غیر خدا کو خدا پر اختیار
خاص ہو و انصاف تعلقہ کی تعلقہ ماس یشاء و یفعل
الله ما یشاء و لا یأثم بقیه و انشمال این را در دلی حقیقہ بنیض
استبانت بعد اعلان کردند کسی می دانند که وجود و غیالت وجود
نکات از علم و اراده و قدرت همه با هم منتهی اند به انانت یعنی
مصل اولی نام باشد یا ناقص بیان قدم و انبیا و مراد
امکان مبداء بغیر وقت شدی و این مطلب ضرورت رنگ
مذوره که حق و چون انانت نیست بعد با هم باشد و پیشتر
من کرده شد که بر اقصای عرضی و سابقه اقصای ذاتی
ضرورت است این که در باره وجود و غیالت و وجود این چنین
باشد یعنی اقصای او با تبار ذاتی باشد با اقصای الله امیکوم
مگر اندر این صورت او معصوم بر هر دو صفت وجودی خواهد بود
و نه محل و معروض پس از این صورت باز غیالت از این
کلمات در مرتبه ذات و انکساب آن از غیر لازم خواهد بود
و پیدا است که این خیال معارض تسلیم اقصای ذاتی است
و چون این چنین است معارضه ازاده غیر ازاده او تعلق
معلوم چه بر از انقضیات و آثار این اراده است
معارض چون توان شد و سوانت ممکنات و معلوم
از دست او توانی بگرد و تعدد و جب
نه تنها فرد بل اسلام متعلق است و اما اینم بر فرض و
چه عام چه خاص و چه غیر او شایع بر هر یک

کلام رہے۔ انھیں اس مانع کو سرمایہ اقتناع ممکنات
 باشد اگر مستہم در ذات و صفات او تعالیٰ مست -
 اندر میں صورت حاصل اقتناع بالیقین باشد کہ اگر ارادہ
 خداوندی بعتلان ممکن متعلق شود عدم خداوندی صفت یا فرض
 نمودہ اجزاء و لوازم آن لازم نماید آخر اگر از پیشہ مسلم است
 کہ وجود صفات وجودی بطوریکہ اگر بندہ یقین گویند یا قریب یقین
 و لا غیر بہر اوقالی ضروری است۔ انکوں در صورت تعلق
 ارادہ ممکن احمی بموجود میگردند از قبیل جہت و تفضیل مست
 عدم آن صفت لازم آمد پس جہاں اجتماع تفضیل بہم
 رسیدہ مثلاً عدم ممکنات و اوقات وجود آنها ممکن است
 چونکہ خاص از بہرہ جانب سلب العزوت باشد۔ لہذا
 صورت پروردگار است کہ جانب عدم ممکنات موجودہ ہم اوقات
 وجودہا متعلق ممکن بود و چنانکہ واجب نیست متعلق بہم بنشد
 لیکن چون سلب است کہ علم خداوندی تعلق بوجود آنہا درین
 وقت گرفت۔ انکوں اگر این وقت ارادہ خداوندی عدم
 آنها متعلق شود غلطی حاصل میشود۔ عدم انکشاف استیلاء
 کما فی عدم کاشفیت تا مدور وقت اسلوب لازم آید
 پر اول کاشفیت تمام کہ بہر جناب علیہ تسلیم آن ضروری است
 مستلزم آنست کہ بعد احوال میرشد و اغراض آنها تکشف
 شود۔ اگر بالفرض یک فرض ہم تکشف نشود عدم صفت عدم
 لازم آید زیرا کہ علم موجود است و عالم را قوت
 کاشفہمین لازم کہ آفتاب اشاعہ و میں است
 مانع از تکشف استیلاء و اگر گویند کہ تحقق معلوم ہم
 ضرور است با انکشاف او صورت مست دور از قبیل
 وجود انکشاف آن لازم آید

کہ اس خدا تعالیٰ کا سہارا لے کر کہ واجب خدا کا کئی ہزار مرتب
 مسلمانوں کے عقیدے میں نامکمل ہے کہ تمام دنیا کے مسلمانوں میں
 کیا عام ایک خاصہ ہو کہ ان کے پاس اس خدا کے کاشفیت کے پیشہ ایک
 ہی خیال تک نہیں بغیر یہ کہ وہ مانع ہو ممکنات کے انکشاف کا سرمایہ
 ہے مگر کہ تو اس خدا تعالیٰ کی ذات و صفات میں ہے سرمایہ مست
 اقتناع بالیقین حاصل یہ ہو کہ اگر خداوندی ارادہ خداوندی کے ساتھ
 متعلق ہو جائے تو خداوندی صفت عدم ہوا کہ اس فرض کرنا کہ اس نے
 اجزاء و لوازم کا عدم لازم آئے مگر پہلے سے یہ بات سلب کہ نہ ذات
 وجودیہ کا وجود میں ہے ہی بنیاد یقین کہ یہاں قریب یقین ہو یا قریب
 اس خدا تعالیٰ کیلئے ضروری ہے کہ کسی ممکن میں اپنے خود کو کشف اور
 کہ تعلق کی صورت میں ہو کہ جہاں تفضیل کی تفسیر سے نہیں ہے سرمایہ
 عدم لازم آئے۔ لہذا وہی اجتماع یقین محاسن ہو گیا۔ انکشاف ممکنات
 عدم ان کے وجود کے اوقات میں ممکن ہے کہ اگر کہ ممکنات نہ تو از قبیل
 سے مستلزم نیست وقت ہوتا ہے۔ مست صورت میرشد ہوتی سے کہ وہ دور
 ممکنات کی جانب عدم میں ان کے وجود کے اوقات میں ممکن ہے۔ لہذا میں
 کہ واجب نہیں ہے متعلق ہوگی ممکنات کہ مسلم ہے خداوندی کے
 ان کے وجود کی تعلق اختیار کر کے چاہے کہ اس وقت خداوندی
 ارادہ ان کے عدم کے ساتھ متعلق ہو جائے تو اس ممکن میں ممکن لازم
 آتی ہے کہ انکشاف کے مستلزم یہی کہ وہ انکشاف نہ ہوا خداوندی صفت
 شدہ ہو کہ کاشفیت نہ ہو کہ کہ باقی فرض ہے کہ کاشفیت نہ ہو کہ
 تمام ممکنات کے ہم کی بنیاد تسلیم نہ کرنا سرمایہ مست لازم
 ہے کہ وہ ایک صورت میں ان کے وجود میں نہ ہو جائے کہ یہاں ممکن
 ہی تکشف نہ ہو کہ مستلزم عدم ہوا کہ تا جب کہ خداوندی ارادہ
 قوت کاشفیت میں جو انہا میں نہ ہو کہ کہ انکشاف نہ ہو کہ
 سرمایہ مست تمام اس سرمایہ مست و اگر کہیں سرمایہ مست
 ضروری ہے تاکہ اس کاشفیت ہوا سرمایہ مست انکشاف سرمایہ مست
 وجہ سے پہلے اس کاشفیت سرمایہ مست آتا ہے۔

مذوری است. و پس از انکشاف مصالح متحرکه
یا غضب مذوری.

شرح این اجمال | شرح این اجمال
 شرح این اجمال | شرح این اجمال

و تصور تمام آن موجب گنجی که کار و غرض آن جلب منفعت باشد یا دفع ضرر است باز از منفعت و ضرر خویش باشد یا نفع و ضرر دیگران و چون نسبت خداوند تعالی باشد آنست که تعالی همان است و چنانچه تعلیل من و متعلق و غرض و تعالی متحد و منفعت و زیان یا مضرت و نوازش باشد و پدید است کار که یک نفر منافع دیگر کرده شود و نفع باشد و کار که یک نفر مضرت دیگران کرده شود و غصب بود مگر چون غرض در دفع نفع خویش را گویند این سه را جمعند و این معنی ضرر آورده که فعل خداوندی حاصل باشد مثل نباشند زیرا که نفع خود آن خواهد که بذات خود نقصان داشته باشد و دفع مضرت از خود از آن تصور است که در محل ورود اعمال و تاثیرات دیگران بود و تقاضاست که این حصول و زوال که نفع و مضرت را ضرر است خبری است از آن که در این حاصل و زیان در برابر تعالی نبود این پس منکر است با بعضی را موصوفی با مذات باید استیعاب هر دو یکی دیگران لازم خواهد آمد و حتما تمام آنست که هر دو را جامع او باشند

بالمجلس وجود كمالات وجود حجة در دانش اله تعالى .

عمر کا اعلیٰ دور ان اشیاء کے مصالح کا انکشاف تمام کام کا مآبہ ہو جاتا ہے۔

اس جبال کی تفصیل

[illegible][illegible]

اودان ذاتیہ باشند ازین تقریر طویل بہت مزاج انجاسید
 کہ فیصل تفسیری کہ از خداوند تعالی شایع بظہور آید از
 تحریرات رحمت یا غضب باشد بیکو غضب مابہم سبب
 از آنکہ سابقاً رحمتی علی غضبی از توابع رحمت
 انکاشیتہ برادر از تحریرات اولیہ رحمت باید دیدہ و در حق
 مدفوع عنہ رحمت انکاشیتہ بہ نسبت مدفوع ثانیہ و ابرہ
 حسب یہ غمیدہ کہ چون قسمہ این چنینی است جانب سلب
 کائنات بہ نسبت بہ عدم مقتضایانہ ہو کہ لایق نظر
 از موزون عدم علم و ازل بود لزوم اعدام صفات دیگر از
 رحمت و غضب و دیگر مبادی و سابق و توابع و لواحق
 آن نیز مقتضایانہ باشند چنانکہ تسلیہ این صفات در حق آن پاک
 نسبت مبادی است چہ این ہمہ صفات وجودی است
 و محالہ نہات وجودی در حق او تعالی لازم ذات و
 وصف ذاتیہ باشند نہ در ہم عدم سابق است نہ اندیشہ
 عدم بہ حق برقت یہ وقوع جانب سلب کائنات ہماں
 تہا و تفسیقین معنی وجود علم و رحمت و غضب و غیرہ با اعدام
 از نہ آمد و بوجہ وصف یہ بتفاوت تفسیقین کہ استوار
 آن بود کہ آن سلب شدہ محال تہا در کاسہ شدہ یعنی
 معنی و سبب و در حقیقت باقیہ در خارج برابر آمد و نہ سبب سبب
 و مقتضایانہ موجب تہا نہ علم شدہ کہ چنانکہ وجہ تہا
 بن قسم نہات معنی نسبت مقتضایانہ رحمت و غضب بود این قسم
 افعال و نہ گویند بہ حادثہ یہی اقتضایانہ سلب
 باوینہ نہات خداوندی معنی بانہ نہا شدہ
 و نہ ہماں کہ محال معنی بودن خداوند تعالی مشاہدہ کہ
 نہ ہماں نہات ہماں صفات و نہات او تعالی و
 احتیاج او تعالی بہ ہماں کہ نہات او تعالی لازم آید نظر
 بر صحیحہ آہ رحمت و غضب معنی یہیہ ایدانہ موجب

خداوند تعالی کی جانب میں سے ذاتی اوصاف میں سے ہونگے اس
 طویل تقریر سے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ نسبتی فعل ہو کہ خداوند
 تعالی شانہ نے خود میں لئے خدا کی رحمت یا غضب کی تحریر کیے
 ہوگا۔ بیکو غضب کو سبب شایع یہی وقت نسبت آئے ہو گئے
 رحمت کے خلاف میں سے یہاں کہ تمام افعال کو رحمت کی اولین
 تحریرات میں سے سمجھنا چاہئے و نہ دفع عنہ کے حق میں رحمت
 نہیں اس کے دفع کی بہ نسبت اس کے نسبت میں نہ ہوا با عرض غضب
 سمجھنا چاہئے کہ جب تفسیرات نہ تو کائنات کی جانب سلب
 ہمیں عدم وجود نہ صرف خدا کے علم عدم لازم آئے کہ وجہ سے
 مقتضایانہ نہیں بلکہ اس میں عدم علم کے لزوم سے قطع نظر دوسری
 صفات یعنی رحمت غضب لا ان کے دوسرے صفات توابع اور
 لواحق کے عدم لازم ہجانے کہ بہ نسبت یہی مقتضایانہ ہو کہ جو کہ نہ کی
 اس پاک ذات کے تہا یہاں صفات کا مبادی نہ ہوتا ہے کیوں کہ
 یہ تمام صفات وجودی ہیں و وجودی صفات تمام ممکنات میں ہر
 شایع کے حق میں لازم ذات اور اوصاف ذاتیہ ہوتے ہیں نہ مہاں
 کا وجہت اور نہ عدم ذات کا کائنات کے جانب سلب کے واقع
 ہوتے کہ تفسیر یہیہ جب تہا تفسیقین یعنی علم اور رحمت و غضب
 و غیرہ کا وجود و نہ ہماں مبادی و نہات ہماں تہا ہماں
 تفسیقین کے واقع ہونے و نہات تہا تہا تہا تہا تہا
 ہو گئے وہی تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا
 بالفیر کہ طلبہ پر جو یہاں در مکات و نہات ذاتیہ صرف علم
 امتیاز کا ہاں و نہات ہماں تہا تہا تہا تہا تہا تہا
 رحمت و غضب تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا
 کہیں گے کہ جو کہ فی فعلیہ و قول کے مقتضایانہ رحمت تہا تہا تہا
 نہات کہیں گے کہ تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا
 تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا
 تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا
 تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا تہا

تبدل و تغیر کی بدگیری اگر باشد از زیر او باشد۔
یعنی میں تغیر و تبدل منتسب لعلی نامی نشود۔ بلکہ انتساب
آں بعلتہ قابل باید ہو۔

تغیر کرنا محل وقت اصل رحمت دیدہ آں را بخواہند
در سر کما مور و غنایب غیبیہ اندر نظر نہ خند
نہ بریں با شیکہ این ممکن است آخرا امواں نبود و با شیکہ
آں امکان دارد و این را کلمہ نمود۔

مثال و این بیان ماند کہ نفسی مکانی ساخته و از ہر
باب ملحق آں طرف والین و دیوانہ

آں نصب کرد و یک ثابت و پائیدہ و بیچہ منہ اندر ملایقہ نصب کرد
و باز نظر کرد کہ در غور بی کارست و آں شائستہ
آں الطوار پس چنان کہ یک حکم ملحق تغیر و وضع ممکن نیست
مگر آنکہ بدیش بر گردد یا کبری و جابری و بجز آن نہ چینی
وضع متغیر نہ دانی یا تغیری نباشد و غور و طہر است
کہ نہ واقع طلب انسانیت متاویذی تصور است و نہ کماہ کسی
برو ممکن۔ و نہ جہاں فساد کہ موقوف شد لزوم آید۔ الحلی
سویات از بیان آں کلمہ جہاں و متغیر یا موقوف و قوی
آں ملاحظہ و وضع نامست۔ و نہ کہ تغیر نظر از فساد
مقتضی و ثابت نہ ممکن و اگر دائرہ بر دوش و
دو طرفہ حاکم و نشستہ و بر خیزد است و تغیر و فساد
یا خاندانان۔

اکوی وقت است کہ ترتیب این طواری کہ انتساب را لایق
می نماید کا نام۔

محدود ہوں۔ مکان چہ در جہاں مکان ہوں مگر

کہ متاع جو کہ مستلزم ہے از بہر تاجی اس بنا پر رحمت را منتسب کردی
باری اندون پر یا نہ کہ از بار ہوں و منتسب منتسب رحمت بدینے
کا موجب اگر ہوگا تو اس کے نیچے کی جانب لایق حقوق است و با کمالی یا تغیر
اور تبدل نامی ملحق ملحق کہ طرف متغیر ہوگی بلکہ م تغیر و تبدل را منتسب
علت تقابلی کی طرف مجرب نہ ہوتے۔

ملاحظہ فرمائیے کہ آں کو اللہ تعالیٰ سے رحمت کے قابل اور اس کا ملحق
دیکھا اس کو فواید و تاج کی طرف توجہ لایق ہونے کے ہر ممکن ہوئے
نہ تغیر کر دیا یا تغیر کر دیا ہو جائے کہ نہ کر دیا ہو نہ کیا ہو یا نہیں اور
جس جگہ منتسب مکان ہے وہاں رحمت کا کلمہ نہیں ہوتا۔

مثال اور یہ کسی ملحق ہے کہ ایک شخص نے کہا میں بنیاد
ہر حرفت ایک یا خاندان انتسابی نہ ہوں گی کہ

طرف دلائل اور دلائل کریم کی اور ایک طرف یا خاندانہ مراد چہ نہ لایق
تغیر و دیکھا کہ لایق نہ دلائل کی جگہ لایق ہو اور وہ یا خاندانہ یا جگہ
حق طواری کہ اس میں جہاں کہ نسبت کے حکم کے حاکم اس زیادہ و غیر
ملحق نہیں ہے اور اس حلیت ہی میں چلنے یا کوئی ہو کر نہ دانی
اندہ ہر دستہ جس سے بدو سے انور ہو ہی ہوتے۔ شیکہ اس جہاں
تغیر کی معقول کی کوئی نہایت نہ کوئی تبدل نہیں ہوتی و خاندانہ ہے کہ
نہ تو خاندانہ ہو نہ تو بدو سے انور ہو نہ کوئی نہایت نہ کوئی
ہے وہ کوئی خاندانہ یا غرض یہ یا نام نہ ہے۔ اس میں
میں ہی و واقعہ یا نہ کہ آں مکان میں جہاں نہ ہو
بناد است کہ خاندانہ یا نہ کہ آں مکان میں جہاں نہ ہو
نہ یا نہ کہ آں مکان میں جہاں نہ ہو۔ اس میں کہ آں مکان میں جہاں نہ ہو
مجبور کر کے تیس تیس لایق نہ دانی میں دلائل یا خاندانہ یا غرض
اب وہ وقت آتے ہیں کہ اس طواری صفوں نے تھمت
کہ ان کی غیر مفید معلوم ہوتے ہیں کہ اس طواری صفوں نے تھمت

میرے خاندانہ یا غرض یہ یا نام نہ ہے۔ اس میں کہ آں مکان میں جہاں نہ ہو

بہشت میں ہے۔ اور جو ہم غش نہ ہو وہ نہ دیکھ کر کہ غش
کی عاقبت میں نہ آئے اور وہی غش چل داریں را
یہ کہ عاقبت غش نہ ہو غش عاقبت میں نہ آئے
آر جہاں میں غش نہ ہو غش عاقبت میں نہ آئے
غش نہ ہو۔ جہاں غش نہ ہو غش عاقبت میں نہ آئے
تو غش نہ ہو غش عاقبت میں نہ آئے
وہی کہ غش نہ ہو غش عاقبت میں نہ آئے
تم در غش نہ ہو غش عاقبت میں نہ آئے
کہیں داخل و خارج قدرت است۔ و ان خصایص
انزل۔

تفصیل اجمال داخل در احاطہ قدرت و خارج از قدرت
یہ کہ غش نہ ہو غش عاقبت میں نہ آئے
یہ کہ غش نہ ہو غش عاقبت میں نہ آئے

یعنی ایک روح میں غش نہ ہو غش عاقبت میں نہ آئے
غلبہ و سبقت پر حکم ضرورت وقت و شوکت
آں زان برہی و در جاہ قدرت خود جہاں غش نہ ہو
وجود ارادہ و عدم آں پر لازم می آید و نہ در جہاں
تفصیل میں تفصیل نہ ہو۔ اگر فرض کنند کہ آں لا حد
ارادہ بہر دو تفصیل حقیقی سے توان شد و لیکن آں موجب
عدم ارادہ نیست پس بر تسلیم این قضیہ ہم فردی آورد
مگر چون متعارف ارادہ و عدم آں حال است اجتناب
صفت مگر کہ ارادہ و عدم آں چگونہ بفہم خود ہے۔
فان چون غش نہ ہو غش عاقبت میں نہ آئے
پس آں میں غش نہ ہو غش عاقبت میں نہ آئے

یہ کہ غش نہ ہو غش عاقبت میں نہ آئے
وہی کہ غش نہ ہو غش عاقبت میں نہ آئے

زمانہ تک بل زمانہ میں غش نہ ہو غش عاقبت میں نہ آئے
کے بافت نہیں کہیں متعارف نہ ہو غش عاقبت میں نہ آئے
ہے لیکن جو غش عاقبت میں نہ آئے
عاقبت میں غش نہ ہو غش عاقبت میں نہ آئے
میں سے۔ بل غش نہ ہو غش عاقبت میں نہ آئے
عاقبت میں غش نہ ہو غش عاقبت میں نہ آئے
کرنے کے متعلق کہیں چاہئے کہ غش عاقبت میں نہ آئے
کہیں چاہئے کہ غش عاقبت میں نہ آئے
اجتماع غش عاقبت میں نہ آئے
اگر فرق ہے تو یہی ہے کہ غش عاقبت میں نہ آئے
اس اجمال کی تفصیل
سے خارج ہونے کے اجمال کی تفصیل

یہ کہ غش نہ ہو غش عاقبت میں نہ آئے
مگر غش عاقبت میں نہ آئے
ضروری ہے اور حکم کی وقت اور شوکت حکم کی نسبت و متعلق ہے
اور یہاں اجتماع غش عاقبت میں نہ آئے
دونوں و زم کہتے در جہاں غش عاقبت میں نہ آئے
اگر فرض کریں کہ ایک میں دونوں غش عاقبت میں نہ آئے
ہو سکتا تھا اور اس کا جہاں عدم ارادہ کا موجب نہیں ہے کہ غش عاقبت میں نہ آئے
اس قضیہ کو ماتہ کے لئے تسلیم فرمادیا مگر چونکہ ارادہ و عدم ارادہ
ہر دو کا متعلق تھا تو ارادہ و عدم ارادہ کا متعلق نہ ہو
وہاں کہ عدم کا جہاں غش عاقبت میں نہ آئے
تسلیم نہ کریں تو ارادہ و عدم ارادہ جیسے ہر دو کا متعلق ہے
انہما میں کہتا۔

انہما میں کہتا۔
کرنے کی وقت غش عاقبت میں نہ آئے

ست اینانی دیگر است و آن که دیگر. این کتاب دیگر و متن
تجرب و دیگر. این مابین قیاس کردن و اول را میامیر
پایه دیگر دانسته است و محبوب و محبوب را بهایه فیدون
چنانچه با محبوب و دوست عادی دیگر است و با محبوب
و دشمن عادی دیگر. این نیست که نادت و ده است.
نفر رسانی مثلاً یا نذر رسانی عادت آل کردن از عادت
خود بر داشتن است. بهیچ وجه که نیکو را نیز از بزم محمودیت
نهاد و دیگران را نیز بسوی او خوانند عادی دیگر است
و با کسی که ماده او شان را باقیالب کفر رفته شکل ازانی
آبسته نذر عادی دیگر مادت نفع جرات و کفر بدو
قبیل تر است و نذر عادت اولی را اگر چه بخواهیم هر رنگ
عادت نامیده نذر قبیل گفتن بدو بهیچ عامل مذکور.

تفصیل اجمال

[illegible]

کرنے کے وقت زاد و کھوہ سے یہ دوسرے غلے ۱۰۰۰ روپے حاصل
ہوئے۔ اس قابل میں اور زوردار قابل ملک کو سبقت دے کر ۱۰۰۰
روپے خالص کے برابر کھیتے کی حالت میں درمجبور دستبردار چلنا
پڑا۔ چنانچہ درمجبور دوست ایک توتلہ قحط کی دوسری حالت میں
لازمہ ضرورتیں کیا تو دوسری حالت میں نہیں رہے کہ حالت ایک
جی ہے۔ مثلاً نفع رسائی یا اس کے خلاف ضرر رسائی جی حالت
سے لوٹنا ہے۔ اس طرح جو کہ کہ حالت کی زمین پر جنگ کی کامر
رکہ کہ دوسری کو بھی خد کی طرف توجہ دوسری حالت میں ہے اور
ان کو کوئی سادہ کے لئے کوئی سہانچے میں اس کی کرتا ذاتی
نہ ہے۔ میرے نیا کر کوئی دوسری حالت پر حیات کو کوئی پیدائش کی
حالت کو تبدیل کر رہیں کہ کہتے دوسری حالت کے خد کو اپنے نام میں
دوسری حالت کی مانند دکن کی دوسری قصبہ کشا۔ قحط کے زمانہ دوسری ہے

تفصیل جمال | اس جمال کی تفصیل یہ ہے کہ متعدد
فصلوں کو بھی چاہئے کہ کار فرما

[illegible]

کا موجب اور غلبہ اس کے غرض سے ہے اگر کسی صفت کی تصویر
 بنا کر کیجیے اور اس کو ایک وقت و مکان کو چھوڑ کر دیکھنا وہ
 تصویر اس کے لئے گرا جائے گی اس لئے اگر تصویر کا وہ وقت
 اور جگہ کی تصویر کیجئے تو وہ تصویر ہوگا۔ یہ
 متفق کرنے پائیں کہ اگر حقیقت کے تصور کے لئے ایک تصویر
 تو اس تصویر کو نقش بنانا ہے اور اس کو موجب بنانا کہ جانتے
 لیکن یہ ہم کو دیکھنا کہ تصویر بنانے کے لئے ایک تصویر بنانی
 خوبصورتی پیدا ہو کر رہ جائیگی۔

اب مسما چاہئے کہ دنیا میں اور دنیا والوں کے دلوں میں
 بہت سے لوگ ہیں جن کی صفات سے یہاں پر مجموعہ عالم کے حسن پر
 نظریہ کے علوم عقلی اور علوم انسانی کے احاطہ میں آ رہے ہیں
 اگر عقل کے حلقہ میں چلیں تو جسد

قَدِّبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ نَحْوِ الْبَقِيَّتِ

پر نظر ڈالنا چاہئے اور عقل کی غرض یہ ہے کہ اس جسد کے
 عام مفہوم کو مانتے ہوئے جسد میں غرض سے مانتے ہوئے
 ہونے کی صفت احصیت بھی اس قدر مانتے ہوئے کی دوسری صفت
 کی مانند ثابت اور قیاس ہے اس کے پیش نظر یہ تحقیق یہ مذکورہ
 صفت کو عقلی ذیل ہے مگر وہ مانتے ہوئے جسد میں
 اور آپ جو کہ مانتے ہوئے جسد میں مانتے ہوئے جسد میں
 ان مانتے ہوئے جسد میں مانتے ہوئے جسد میں مانتے ہوئے جسد میں
 میں کہ جو کہ مانتے ہوئے جسد میں مانتے ہوئے جسد میں مانتے ہوئے جسد میں
 اور مانتے ہوئے جسد میں مانتے ہوئے جسد میں مانتے ہوئے جسد میں
 اور جن عقل کے نزدیک مجموعی صفت مانتے ہوئے جسد میں
 اگر مطلوب ہوئے جسد میں مانتے ہوئے جسد میں مانتے ہوئے جسد میں
 ایک بہتر دیکھ لی جی عقل نظر آئے

کئی بار اسے لائی ہوئی دلوں کے مرکب میں مطلوب
 ہوتا ہے کہ یہ دلوں کا کچھ مانتے ہوئے جسد میں مانتے ہوئے جسد میں

راہ گزراں ہاں عقلیں اس تصویر از درجہ حسن سا قدر گزراں نہیں
 اگر تصویر اس وقت و شہر و ملک کی کشندی باید کہ وہم بر سر
 و نشان بر سر نقش باید بست و اگر تفاسیر این قسم
 اعداد و رنگہ در آن تصویر را نفسانیہ فیصد و موجب
 باید پنداشت لیکن ہمیں وہم و نشان اگر بر سر نقش
 و در معروض تصویر کشند حسن صفت اور ہم ہوتا

انور می پدید کشد کہ خلق جہات و کفر و عالم و قلوب
 عالم صفت عقلی است اس جانتے ہوئے جسد میں مانتے ہوئے جسد میں
 کائنات نفسیہ و ہم اشاعت عقلیہ بر آن شاہد
 است اگر از عقل پر بند بر جسد

قَدِّبَارَكَ اللهُ أَحْسَنُ نَحْوِ الْبَقِيَّتِ

نظر یا مانتے جسد و از خصوص صفات عقلیہ مانتے ہوئے جسد میں
 جسد را دوست نہاید و غرض این صفت احصیت جہات
 و احوال نیز جو کہ مانتے جسد میں مانتے جسد میں مانتے جسد میں
 نظر میں در صفت احصیت مذکورہ مانتے جسد میں مانتے جسد میں
 مجموعہ مانتے جسد میں مانتے جسد میں مانتے جسد میں
 مجموعی مانتے جسد میں مانتے جسد میں مانتے جسد میں
 کہ صفت مجموعی مانتے جسد میں مانتے جسد میں مانتے جسد میں
 او باشد عقلیہ اکبر و مانتے جسد میں مانتے جسد میں مانتے جسد میں
 عقلیہ مانتے جسد میں مانتے جسد میں مانتے جسد میں مانتے جسد میں
 عقلیہ مانتے جسد میں مانتے جسد میں مانتے جسد میں مانتے جسد میں
 جسد مانتے جسد میں مانتے جسد میں مانتے جسد میں

و اور مانتے جسد میں مانتے جسد میں مانتے جسد میں مانتے جسد میں
 و اور مانتے جسد میں مانتے جسد میں مانتے جسد میں مانتے جسد میں

و که فرزند جمال بکمال آید و از حسن با حسن گراید و
بجای مصدق و کذب و علم و جهل تقابل پیدا نماید
آید و باقر بنی و شرف و ذلت و مز و خبی و اوز یک به هزار
افزاید لیکن اگر خود این صفات ذمیه را اختیار
نمایند محروم و ظلم شوند و این تمیید و تمیز
او تعالیٰ حق با معیت محمد و پاکیزگی از جمله ناموس مسلم
به اوست قدس شانۀ هم یک گفت فلان گردد و بفرمان
است که تصدیق کاذب و دعویٰ صدق او نیز یکی از کاذب
و افراد و کذب است مثلاً فرض کن که زید بنی غلام
گفت اگر عمر و تصدیق او بر خاست و گفت که زید
راست دهم و این سخن او صحیح و درست است هر که
باده عقل داشت باشد از راستیقت و راستی آگاه است
چنانچه او خواهد گفت که عمر و دونه می گوید چه این قول
نیز که فلان کس راست می گوید یا دونه قضیه
ایست بچو قضایا احتیاج صدق و کذب بحال دارد
که دیگر افراد قضیه و قیاس را همچنان بصدق و کذب
وصف توان کرد و تا آنکه دیگر اقوال را از این تفریب
و امن شده باشد تصدیق کاذب بقول یا شهادت یا عقل
مستزم کتب مصدق است چه به چه دلالت بر حقی
قضیه کن چنان را قضیه گویند تفصیل الفاظ چیست

امام رازی در باب معجزه | و ازین جا است آن که
امام رازی ماخذی ختم
باب جواب بر شبهات کافی فیصد.

الفرق لكونه تصديق مقولي بجملة ما وكذا
نفيه وكذا بغيره فقامت لزوم تبيين
مقارن شده تصديق مقولي بجملة ما تصديق

مردانیت میں جیسا کہ غور و فکر سے اور مومنوں اور افراد کے لئے ہر
جاننے سے جو ہر ایک کمال کو پہنچاتی ہے اور اس کے ہر کام پر
میں زیادہ اچھے کی طرف رغبت برحق ہے اور صدق و کتب الہیہ و قبل
کے ہر جو جاننے سے بہت خوبصورت نقش و نگار میں آفتاب، آفتاب و
شرع و فتنہ و فتنہ کے لئے ہے اس کی کوئی غلطی ایک ہزار سال پہلے
ہے لیکن اگر لوگ ان بڑی نصیحت کو غور و فکر کریں تو قدرت کا کمال
کا کمال دیکھیں ہمارے لئے اس خداوندی کی حمد اور اس پر عرض
میں غیوروں کی جامعیت اور تمام چیزوں سے پاکیزگی اس کی ہے
ہے تاہم کسی نہ کسی وقت غور و فکر کی ضرورت ہے کہ کافروں
کی تصدیق اور اس کی کلمہ بھی کتب کی تصدیق اور اس کی
میں ہے ایک کتب کے لئے ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ غور و فکر
ہی اور ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ
کہا اور ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ
حقیقت حال سے گام بہ گام اور ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ
ہے کہ اگر کوئی اس کی طرف غور و فکر کرتا ہے یا غور و فکر کرتا ہے
غیر ہے جو کہ کتب کے لئے کہ ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ
جیسا کہ غور و فکر کے لئے کہ ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ
تصدیق کرتے ہیں جیسا کہ ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ
فان بریں ہو کہ جو کہ ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ
کہ ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ
ہے اسی کو غور و فکر کے لئے کہ ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ ان کے لئے کہ

معجزے کے باعث میں امام ازمی کا معاملہ

یہ ہماری سب سے بڑی بات ہے کہ ہندو کا شہریت کے جوہر کا کئی حصہ
انگریزوں کے ہاتھوں میں ہے۔ انگریزوں کے ہاتھوں میں ہے۔ انگریزوں کے ہاتھوں میں ہے۔
انگریزوں کے ہاتھوں میں ہے۔ انگریزوں کے ہاتھوں میں ہے۔ انگریزوں کے ہاتھوں میں ہے۔
انگریزوں کے ہاتھوں میں ہے۔ انگریزوں کے ہاتھوں میں ہے۔ انگریزوں کے ہاتھوں میں ہے۔

فصل علی سہویہ است اگر تامل کنی نقش زریہ یا تازیہ
 بدید لاش زریہ یا تازیہ بدی صفت ہمارا نقش
 است یا بوجہ خوش فاش یا بدی صفت قبول اس نام
 پس وچہ نقیض بد شغرا خوش پیکر تو اس گفت و اگر
 خوش پیکر است بد منظر نخواہد گردید ہا نقیض این امر
 کہ کلام صفت ازل اس طرف باین طرف سے رسد و کلام
 صفت ازل این است و کلام ازل ال بوجہ قلت
 نسبت حق تو اتم اما تقریب عرض مثالی اشعار ہا
 کردہ سے دوم۔

مثال : آفتاب با آنکه در این جمله مدی
چرخ گردد پس خود موجب حیثیت خود
نار می گردد - اما مرتبه حیثیت ذاتی و لازم آن
از جاذبه خود متمم نمی گردد - و این حرف اگرچه نوساز
آفتاب بسید اما تزیین و تثبیت و غیره نقصیاتی که
بمقتضای اشکال من غایب و منافی نور بر روی این نور
و انفعالی ذاتی خود می باشد حرف است - آفتاب
کوتاهی نور است - نیز گونا گونی بر تراست گویم
از نور نشانیش بظهور آید - لیکن چنان که اقصاف
مغضوبی مستقیم اقصاف فاعلی نیست آنی نظای تقدیر
سرایه من او باشد در صورتی که اقصاف مغضوبی
که من باشد که صفتی فی مدد ذاتی قیاس موجب من می شود
شود چنان اقصاف فاعلی صفتی که قیاس بود موجب ذم
و کم و نعل شود - و هر چنانچه در این صفت یعنی قیاس صفت
مغضوب و منسلک باز بکتاب موصوف و منقول فاعلی ترکیب
نیست تا اتمال در فعلت و صفت قیاس در حسن نیست اجتناب
باشد - محض آنکه فاعلی هم گرفت در سزا فصل خود
باشد -

عام طور پر تصرف فی مال کو مستعمل نہیں ہے اگر کوئی شخص
اس پر اعتراض کرے تو یہ بانی یا نائبین کی شخص کی صفت
ہوگی یا فروش نہی اور بانی کی وجہ سے اخذ کی صفت ہوگی لیکن
اس وجہ سے صفت فاعش کو خوبصورت نہیں کر سکتے اسی طرح
تقاضی خوبصورت ہے تو بے شخص ہو جسے بدصورت نہیں ہو
یا نہ بانی اس امر کی فریق کر کہ اس صفت سے اس طرح کو کوئی
صفت پہنچتی ہے اور کوئی صفت اس کی اپنی ہے اور کوئی اس کی
جاننا ہے۔ وقت فرست کی وجہ سے نہیں بنا سکتے لیکن اس کے قریب
کے کے ساتھ کہ مال کے فروغ میں طرف شاہ کی کو دانہ سارا ہو۔

روشن آفتاب گزین کو خود کرنے کیسے نکھرتا
مثال ۱۰۰ اسے آسمان پر بھرتا تو نور میں حیثیت
سے کہ وہ قوس ہے اس طرف تیرگی۔ لیکن تصاف ذاتی خدا سے
خدا اس کے نور اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرے گا اور زمین کی طرف
اگرچہ نور قوت پختہ ہو لیکن مرتب اور مثلث وغیرہ قدرہ شدہ
شکلیں جو کہ نور کے شعروں کی مشکوٰۃ اور اس نور قوت مضی کے اوپر
نور کے منافذ کے تحت کی بنا پر لاحق ہوتی ہیں یہ شبہ لیں
اسی زمین کی طرف سے ہیں۔ آفتاب جو کہ تصویر کا فاعل ہے
اس کو تا کوئی سے جہ سے اگرچہ یہ شبہ لیں مگر کی طرف اشارہ ہے
ظہور میں آتی ہیں لیکن جیساکہ تصاف مغربی تصاف ذاتی کو مستزیم
نہیں ہے اس اس قدر ہے نہ نظر رکھتے جہت اس کی مع کا سب سے بڑا
خصوصاً اس وقت جبکہ تصاف مغربی کسی اچھی صفت کی ساتھ ہو تو وہ
صفت فی حد ذاتہ حق میں یا قیاسی مجسمہ کے شے کا سبب ہوتا ہے
اسی طرح تصاف فاعلی اس صفت کی ساتھ جو حق برہ علی کی خدمت
اور ملاقات کا سبب ہوگا اس کی جو طرف ہے یعنی حق کی طرف اشارہ
مستند صفت کا سبب جزو صفت یعنی فاعل کی جانب سے ہے تاکہ
حیثیت اجتماعی کے میں میں جیسے وصف کا باعث تھاں ہو سکے۔ مثلاً
اس کے ساتھ حق میں بھی فعل کی طرف اشارہ ہو جائے گا کہ اس کا ہوگا۔

باقی از این چنانست که در این کتاب قیامت است - - -
 و سوال که در این کتاب است در حدیث است که
 سید بن طاووس در کتاب خود در حدیث است که
 در حدیث است که در حدیث است که در حدیث است

[illegible][illegible]

فانی اندر آنکه در کتب قبلی بیست و پنجین مرتبه
 ذکر آن فرموده است که فاضل قزوینی در این
 و دیگر کتب خود بیست و پنج مرتبه ذکر فرموده است
 خاصه مایه فرستادیم.

بودن صدق و کتب اهل علم | ابراهیم شاه سین پیر
نستند اند راست دانستند اند صدق صدق کلام
چه خبر از صفتی بودی امانی صفت عمل است و در
کتاب مفسران بکلام شعر حدیث است و آن حدیثی
مسل و رود و کسان آن چه ای بر مسکت و دوری از کلام
فیات و پروردی ما به و مکرودیت اند و بسیار است که لازم
فیات عام از فیات باشد و در نقد و عمل بهر کس
مصل لازم نیست چه لازم است مصل فیات و فیات
است که قود و عمل هم متبع است و کلام و در آن یکی به کلامی
و دیگر نیز مصل اولی از آن است که اجتماع امتحان فی کلام
و احد یعنی بیست و ذی مصل فی مصل و احد
و اجتماع مصل فی شخص واحد یا اجتماع امتحان فی
فصل واحد و مصل اولی

و تا آنکه به دست که بخت معلول زلفت آید برافزاید
 ای که به دست خودم خود بخوندم و این طریقت
 بود و دست خودم خودم طریقت خود است و همین
 است که به دست خودم خودم طریقت خود است و همین
 ذوق میرساند و این طریقت با عرض و خودم خودم
 با عرض و خودم خودم طریقت خود است و همین
 خودم خودم طریقت خود است و همین
 به اسم خودم خودم طریقت خود است و همین
 خودم خودم طریقت خود است و همین
 خودم خودم طریقت خود است و همین

این در ذات یاری حق تعالی هم مسلم است و از قبیل بیان شده.
بر این نیز نگاشته و در نهان حاصل کدام آن باشد که
مبدأ انشای نیست و چون آن نیست خود وجود هم
نیاست چه عدم معلول و لازم ذات. بر عدم علت
و لزوم و دلائلی دارد که منکرش بیهیلم نیست. این است
حال صدق و کذب منفی.

صدق و کذب مقالی اخباری | دوم صدق و کذب مقالی اخباری

نظاره بر این جا حرج نیست - چه عدم صفی و نه نفی میدهد - بلکه در
صوت و ذکر این چنین کتب از و تعالی شاهان حضرت برانجام
کتاب نیز بگو حضرت برانجام صدق ثبات نماید شده - لیکن
چون نظر را قوی گردانند و عقل حق شناس را پرده اش
نشانند و باز بنگرند ان شاء الله این جایزه بماند تا شما
نظر آید که که کتب فی العلم بود -

تفصیل اجمال | تفصیل میں اجمال ایک کذب قوی
بغیر ہر وقت اور ہر جگہ

و جودی است ستم حضرت و گمان است و بهین وجه قبح
عارض حال او شد. در قطع نظر از این حقیقت آن اهل نظر
نیز کیفیت ولادت آنها بر معانی همانسان است که در افاضه
انبار سلو ق باشد. و اینها است آنکه در معانی کمالی
حضرت شفقت بدنبال آید این فی جسد بل بحسن
سے گردد. چنانچه بر این کلام الله و حدیث پوشیده نخواهد
بود. بالبعد نمی کشد قولی که کمالی کذب علی است بلکه

اور موعظینِ عربیہ مسلمہ، اور پھر کوئی قلابِ دنیویاں میں نہیں آئے، مگر
ان سب قوموں کے باوجود کشتِ ہرگز نہ ہوئی تھی۔ یہ تو خود ان مسلمانوں کا
کہ میدانِ کشت نہیں ہے اور جب وہ زمین بہت تو خود و جو بھی
نہ ہوگا کیوں کہ لازمِ ذات اور موعظین کا عدمِ علت اور
عدم کے عدم پر دلالت رکھتا ہے کہ اس کا منکرِ نیات کوئی
نہیں ہے۔ یہ ہے حالِ صادق و کذب کا۔

مقالی اور اخباری صدق و کذب | دوسرا صدق و کذب

سب کا ظاہر بیان کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ اس صفت کا صدق
و کذب تعالیٰ و انبیاء میں عدم لازم نہیں آتا ہے بلکہ اس تعالیٰ
شأن سے جسے کذب کے واقع ہونے کی صورت میں کذب کہہ کر جانیے
پر قدرت بھی اخبار صدق پر قدرت کی مانند ثابت ہوگی۔ لیکن
اگر نظر کو تیز کر دیں اور حق شناس عقل کو بھی اس کے پرستیں بشاویں
لے دیں تو کہیں تو انشاء اللہ یہاں بھی وہی حاشا نظر نہیں آئے گا
جو کہ کذب فی العلم میں تھا۔

تفصیل اجمال | اس اجمال کو تفصیل یہ ہے کہ کتب

امیرِ مہمکن و دوسروں کی عزت کو تسلیم ہے۔ وہ کسی وجہ سے خیر سے کسی حالت کو عارض ہونا کہتا۔ وہ اس حقیقت سے قطع نظر وہ الفاظِ قدس میں مضامین کا یہی کفایت اسکا شمع ہے جو کائناتِ سعادت کے منظر میں برقی ہے۔ وہ کسی سے معلوم ہے کہ کہیں موقوف میں حضرت کی مگر جو کچھ کہیے حضرت کی ہے تو یہ حق میں ہوں ہے۔ چہ۔ چنانچہ قرآن شریف اور حدیث کے باب میں تسلیم و تہنیک کا یہ اصل مذہب کی کاتجہ کتبِ علمی کی مانند نہیں ہے۔ بلکہ کتبِ علمی میں ذاتی قصہ ہے

کیونکہ یہ لہجہ صفت علم کی نشانی گوشتِ فہم ہے اور گنہ گری کا
نہی معنی ہے کہ جو دو دو کی حضرت گدازیدگی کی وجہ سے علم
کی خدمت کا وہ نہ دین چاہتا ہے اب دیکھنا چاہئے کہ اگر گنہ
گار تیرہ مغضوف ہے تو ہر گز صلیب میں کس کی اچھائی نہیں
ہے اور اگر ایک وجہ تو صفت اور ایک وجہ سے حضرت سفید
صفت پیدا ہوتی ہے تو مولا زکریا چاہتا ہے کہ اگر تیرہ گنہ گار
تو اس قسم کے افراد میں سے شمار کی جائے۔

قاعده موازنه عقلی و فطری | موازنه کافیه عقلی و فطری

و سنت سے غلو کر کے ذاتِ حق مآسنِ ضلالت ہو کر اپنے اور
 بیتِ فیض سے انحراف کر کے مآلِ فتنہ لڑنے کے لئے ائمہ اربعہ کے
 نفعِ عام کا اعلان کرنا چاہئے اور اگر قاد و عقل کا سونے کی تختی
 مزاج نہ ہو تو اس سے کبھی کسی کے تخریب کا وعدہ و پٹی نہ کرے بلکہ پیش
 پا بسندِ فاضل بنے اور راحت پر غائب بنے کہ اس میں جو غریب و فقیر
 ایذا رسانی میں حصہ نہیں لو کرے وہ باغات ہے اور کبھی نہ کہ اس میں حق
 جو تاس جنت کے انوار کے فیض و صفات کی امید ہے اور اس سے
 کسی پر فاضل و عالم کے نزدیک مسلمان نہ سمجھتا صورتِ فقیر
 نہیں کرتا ہے۔

اور یہ کہ دنیا میں کفر و جہل و فساد کے پیدائش کے لئے
وہم دل میں آتا ہے کہ اگر جواب کا تقاضا میں خود کرنے سے واضح
ہو گا کہ میں کفر و جہل میں مبتلا ہوں اور میں خود کو دیکھتا ہوں۔

سنا چاہئے کہ کفر کذب و جہل کا دنیا میں بدکارانہ فتنہ
خود ایسا نہیں ہے بلکہ نام کا ایسا کہ مستوجب ہر کتاب و شعر نفس
اگر دنیا ہی تھی کہ اس سے مزاد ہو کر وہ کہانی نہیں ہو سکتی
وہ اس سے وابستہ ہے۔ یعنی اس قصص کے ساتھ کہ وہ اس سے
ایسی کہ جس سے کہیں اور نہ ہو تو اس کے ساتھ کہ وہ
شہادہ ہے کہ اس کے ساتھ کہ وہ اس سے

در کتب اصلی قیاسی ذاتی است. چه این کتب مستلزم عدم
صفه جسم است و قیاس کتب قولی عرضی است و چه اکثر
معنات دیگران موردی باشد. لکن اقامه آنرا باید بود
اگرچه کتب معنوی عرضی است و بیگونه حسن نصیب گونا باشد
اگر حضرت من وجه و منفعت من وجه از او را بداند
می باید کرد. هر چه گران تر باشد از افراد همان قسم
شمرده شود.

قاعده موازنه عقل و نقل

[illegible]

و اما که از خلق گفته و چهل و نهم در عالم و نهم دیگر بدلی یافته
جوابش از قدر همین تقدیر واضح است. و اگر هنوز بخیر فضا و
باشد من خود عرض کنم.

می باشد شنید که خلق کفر و کذب و جبین در عالم بذات محمد
این نیست آری انجم کام کاسته و جب ایذا باشد باز چو
نخس فتنه که اگر کسی بر تر از آن نباشد و بسته با مان پوست
این نفع معارض آن نقصان و آن ایذا چنان شده که نفع
موجب را دوری از مزه و نفع و شکست مرق و غیره بایز این
خیزد با مجلس بیاد و تر شکستن معلوم شود و در بذات

مصول شنی است که به راحت بار آفرینش دوست
لیکن اولش ایضا است و آخرش به راحت آفرینش
و همچنین مقصود باغات از غلظت و درخت و غیره و لیکن طالع
فصل آخر به تقییر کمال است. اما اولش همین است و
افایش من و جمال. باین برهه قبل از غلظت که صیقل و
تقییر را در حوصه بود نبوده. به استحقاق قیامت
این و آن برهم رسیدن و کج نشین و هم نشین و غلبه از قیام
بدلی بود از ششخص که به معنی نیست نبوغ به عالم
یا که چنانچه دیگرین است به معنی نبوغ و غیره مقصود باغات
باشد و اجزای آن مقصود باغ یعنی در علم باری وجود
سابق از اجزاست. چه آن ملة فانی است. و اعلاء
علت باری و علت فانی را اگر چه در وجود خارجی اند
علت اوی تا ندر باشد مگر در علم تقدیمی است. باین
گونه ایضا شکس است که اهل اسطر گردید و چنان
این نیز است قبیل تحقق اجزاء در علم آن نیست نبوغی را
و باقی استحقاق اجزاء بهم رسیدن معین استحقاق
عقلی است. و میدم معروض شد که حسن صورت در مرتبه
این. حسن صورت ملک. جز او زشت و نازیب که بخت
تقلید بکار باشند در حوصه حسن صورت همچنان و حوصله
دارند که اجزاء. ایضا. و این به مقام است که مکرر و بیان
به دیگر ملکات و حوصله انسانی از زور و مهارت و استیلا
مابیت شغفیه مومن و کافر اندر چنانچه مابیت مکرر ملکات
و فیاوت و حسن خلق و به خلق و خواست و بخل و شرافت
و جهن و علم و فضل و میرا و ثروت و غیره و سلاط
و قوی و استلاق و نامی و بر آب این ملکات حسن مقصود

[illegible][illegible]

نہ کہ جس میں ہمیں ذات حق اور معرفت مان کر کفر نہیں
 نفس جیسے جو زندہ رہے۔ اور یہاں پہلے
وَعْدِي لَكُمْ ثَبَاتٍ وَآيَاتٍ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الضَّالِّينَ
 نیز لازم ذاتی مرتبہ بالقوة ایمان و کفر و غیرہ باشد و لایق اور
 فرض چنانکہ ہر اوصاف را از انہا ثابت و انگریز است
 انہیں بغایت را مرتبہ بالقوة و بعد پس از انہا قوت و
 صاحبہ ذاتی است غیراوردہ ہر اوصاف و ضرورت
 و ثابت است۔ انہیں کہ ہر حالت آتش و خارجی و خند
 و معدن و دیگر نظریہ و کفر و یقین تصانیف ذاتی کہ یقین
 غائب و مسلم شدہ این جائز ہر ملک کفر و ایمان و دیگر و کثرت
 ماضی و معدن و دیگر نظریہ و کفر و یقین قرار و صفت
 ذاتی بودن این با ضرورت اقتاد۔

ہوئی چنانکہ ہر فروتن آتش و مزدی را مقرر ساخته
 اند چنانہیں ہر فروتن قد ایمان و کفر طرح چارہ انبیاء
 طیبہ و سادہ و سادہ شیطانی و انسانی انداختہ اند۔
 اندرین صورت خلق ایمان و کفر و مسلم و جہل و صدق
 و کذب ابتداء ذاتی در مرتبہ ملک نہ خلق جدا کا بصورت
 بستہ بلکہ ہر ان خلق ذاتی و ان میں ملک استوجہ
 نمودن این برصفت ذاتی و ذات شدہ و باز این ملک
 بتصفیات اسباب محرکہ کہ این جا بمرتبہ و مزدی ہر آتش
 باشد۔ مصداق آثار و غفلت ایمان و کفر شدہ۔
 اندرون اندرون ہی است۔ گاہی ہر آتش و ذات و ملک
 است و چنانہا است کہ ہر آتش و آتش خود است و خلق

نہ کہ جس میں ہمیں ذات حق و معرفت مان کر کفر نہیں
 و کثرت میں ملک کی مرتبہ و کثرت میں ملک کی مرتبہ
وَعْدِي لَكُمْ ثَبَاتٍ وَآيَاتٍ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الضَّالِّينَ
 نیز لازم ذاتی مرتبہ بالقوة ایمان و کفر و غیرہ باشد و لایق اور
 فرض چنانکہ ہر اوصاف را از انہا ثابت و انگریز است
 انہیں بغایت را مرتبہ بالقوة و بعد پس از انہا قوت و
 صاحبہ ذاتی است غیراوردہ ہر اوصاف و ضرورت
 و ثابت است۔ انہیں کہ ہر حالت آتش و خارجی و خند
 و معدن و دیگر نظریہ و کفر و یقین تصانیف ذاتی کہ یقین
 غائب و مسلم شدہ این جائز ہر ملک کفر و ایمان و دیگر و کثرت
 ماضی و معدن و دیگر نظریہ و کفر و یقین قرار و صفت
 ذاتی بودن این با ضرورت اقتاد۔

ہاں جیسا کہ آگ جلنے کیلئے چھوٹے پتھر کو مقرر کیا ہے
 اسی طرح ایمان کے نور و کفر کی آگ کو پتھر کے پتھر کے پتھر (حلی تریب)
 انبیاء علیہم السلام کی ہدایت کی بنیاد و شیطانی اور انسانی و کثرت
 کی بنیاد و کثرت ہے۔ اس صورت میں ایمان و کفر و علم و جہل
 صدق و کذب کا پیدا کرنا۔ ہر اوصاف میں ملک و کثرت میں ملک
 مرتبہ ملک میں ہر ملک نہ مستحق کہ ملک و کثرت میں ملک کی ذات
 کا وہی حق ان ذات میں ان تمام ذاتی ملک کے طور کا مستوجب ہوا
 اور ہر ملک اسباب محرکہ کے متعلقہ ہر ملک میں ہر ملک
 بنیاد و کثرت کے مشابہ ہے۔ یہاں و کثرت و غفلت کی و کثرت
 میں معدن و کثرت میں ملک۔ ہر ملک و کثرت میں ملک و کثرت
 ہر ملک کی ذات و کثرت کے بعد ہر ملک و کثرت میں ملک و کثرت

انوار اوست بلکہ منہ کی نغمہ نغمہ رسائیدہ شود خوش گشت
دقی نیز از اقسام اوست۔

عرض دینی اسم پاک و ذات بریلہ رحمت نامہ
تسلیم این عرض احتقر تالی بدلی پیدا شود بلکہ این ضرورتی
نیز از تحریکات رحمت بے پایاں اوست و بریں قدم
شود نقل گوہ اند و ہم دل نقل و ذات داند و در سبب
والحمد للہ اور دن جن پس اس اسم ذات مشیر پاں
است کہ رحمت اقدم صفات اوست۔ باز اشد
سُبْحَتِ رَحْمَتِہِ عَلٰی غَفْوٰہِ

ابن اشارہ رافضی فرمود۔ و بر تقدم ادا خاص بر صفت
غضب کہ اسم مبارک از پیشکاران اوست و ذات خود و
خا بر است کہ درین موطن این تقدم و تاخیر نہ
بہ تشدد و تاخیر نہ ذاتی ماست کی آید نہ بر تقدم
و تاخیر مکی چنانچہ خا بر است۔ و چنان تقدم و
تاخیر با شرف مایہ درین جا صانع نیست کہ این قسم فرق
موجب در اختیار و ترک و رد و قبول بکار آید۔ یعنی ہر دینا
از خواستگارین و دینی مشد اقدم با شرف و نہ اندازا جو کوی
گرفتند و بر کما کہ از ان جہت نہ اندازا جلب دادند و ظاہر
است کہ باری رد و قبول درین جا متقدم نیست کہ صفات او
تعالی بر مقبول و برگزیدہ اند۔ کی ہم ترک و مردود نیست
آری اگر تقدم و تاخیر ذاتی گیرند چنان کہ در دیگر صفات
مثل علم و مشیت و ارادہ مثلاً باید استہ نظر کی آید۔
ابتدا بر صفت کبری کی نشانیہ بیکسانہ برین صورت تقدم
و غلت و حاکم و نور و نقل از اسم است و قدر ترکیب خود
مردار کی شایعہ بر استماع رحمت و غلبہ بر است

تو کلام مطلق نہ رہے کہ نہ صرف خاص بر بلکہ و نہ بلکہ کی
صحت میں بھی اس سے ان کی امید نہ پاس کے قرار سے نہ بلکہ وہ
مزمہ اور کو نقل کی عرض سے چنانچہ اب جیسے اچھے کا پڑش میں ہی
کے تمام میں سے ہے۔

عرض سبک نامہ میں بلکہ پر ذات نہیں کرتا بلکہ
کی اس عرض کے مان لینے میں دل میں کوئی تالی پیدا نہ ہو بلکہ نہ
پہنچا تا جی اس کی نہ تہا رت کی حرکات میں سے ہے و تالی
بات و نقل کے گواہی ہو جو میں و عقل کا دل جان ذات کے ہیں
اور ہر انداز اور الحمد للہ میں سم ذات یعنی ذات کے بعد کمال کار نامہ کی
طرف مشیر ہے کہ رحمت اس سبب زیادہ تقدم صفات میں سے ہے
پھر اشد و میری رحمت میرے غضب پر رحمت یعنی میں
اس اشاعت کی تفسیر فرمادی اور اس کے صفت غلبہ تقدم
ہوئے پر کہ قدر کا اسم اس کے پیشکاروں میں سے ہے۔ پڑھائی کر
وہ اور ذاتی بر است کہ ان واقع میں یہ تقدم اور تاخیر نہ تقدم و
تاخیر ذاتی پر صحت ہے نہ تقدم و تاخیر مکی پر۔

چنانچہ ظاہر ہے اور اچھ شرف کی وجہ سے تقدم و تاخیر کے
سے مجھ پر ان کی پیش نہیں ہے کہ اس قسم کا فرق بہتر اختیار اور ترک
اور رد و قبول میں کام آیا کہ اسے بلکہ اس کی کو کوی کے حد تک
میں سے غلبہ کے اعتبار سے نہ وہ تقدم و تاخیر
کو کوی میں لے لیا اور جس کو اس سے متبرک اسکو اندازہ بردہ
اور خا بر ہے کہ باری رد و رد قبول تصور نہیں۔ بلکہ کہ اللہ
تعالی کی ذات غلبہ مقبول اور پسندیدہ ہیں۔ ایک ہی جہت نیست
اور رد کرنے کے کمال نہیں ہے اس اگر صفات نہ دینی کی
تقدم آگے ہوتا اور خدائی پچھے ہوتا، میں جیسا کہ دوسری
صفات مثلاً علم و مشیت اور ارادہ میں یہی طور پر نظر ثابت نہ
یقیناً یہ صفت اور کبریہ نہ ایک دیگر صفات سے بلکہ اس صورت میں
تقدم کو نور کی حاکم اور اس کا کہ نہ مذکور ہے نہ مذکور

فرمود که دو مومنین است دشوار است - بهر دفعه می شود
 ایام و زمانه توبه و توبه توبه و دیگر می باید کرد
 هر چه می باشد چه و او در این غضب پر است
 است که در بر نیداشت و اگر از عقل نفس پریم تقریر
 و ایشان این است که

و نیز از آنکه اندکی بپای خود برگشت است شروع نقصان
راست پس بدو که متدین رستنی نیست چه فزاید او تعالی
مبین وجود و کمالات وجود و آثار او است که باقیقی از
صفات او تعالی باشند و میدست که در آن خزانه مجیب
و نقصانی باشد اول اصناف و تعالی باو اعظم آید
پس اگر از آن خزانه بریند و چنانسان زنی دارند که آفتاب
از نور خود بزمین خود که در رحمت باشد چه وادان خیر و بر
آر رحمت بجا شد باز چه باشد یعنی رحمت همین است
که حاجتمندان را بیداد و پیش بخوازند یا نوافتن خواهند
و غایب است که غلوئی هر قدر محتاج اند و بهر یکی فقیر از هر
پهلوی حدیقی او شان اقتضای مانیان است. اندر رحمت
و این حرکت که از او و غلو و آید یعنی او ای غلیک که در
شده همین آید و اعطاء وجود و قربان است و سبب
و نزد مشهور است پس از اسطوره نقصان است از روی فکر
در خانه و گرد و زواری نکش است از این کمالات بدست
نی آید نشانند نه و صلیب پس اعطاء و برنگش بود و یک
پس قصد این چنین است رحمت را منشای جزو ذات بر همت
و در این با اعتبار فرمی تواند شد چه قبل و بعد از تکلیف
و کمالات وجود است نه غیر از آنها را از شرکاء ذات
و بر این است از خود ذات این صفت و حکم که بنام
آن نوشته آید که اگر بر رحمت تقدم است. علم و تقدم
است. و ای مسلم تعلیق نکش است و تقدم است. اندر

[illegible]

صدرت منت فی علی بحمت وقت بخت باشد و دعوت
وقت بی تر همه مات آن و صلح ترک امانی و مسلم
فی اشیاء و علم بحمت گیرن همه سلطان از اول
تا آخر بیک حال و یک نوال باشند و تنزل زوایا نیست
تا تو قی باشد و بی و صلح وقت بی انیر و کینه نظری
سبب واقعه اگر باشد از انکار رحمت و کجی است او
باشد نه از زوایا است پرورد.

با محمد صلت تمامه از منقول خود نقل نمود و
معلول از صلت خود عطف و منتفع نشود. نظر بر این
خلیفت رحمت و در هر دو مورد است. آری کای دینا پناه
تغداد پاشه و کایان در تبرات دور اول غنیمت پاشه
سرایه ترکیه پاشه. و در شانی مزیه قابلیت مزج آید.
مشتاق بود و تعداد شگفتان دق مستعدی میسار و تیار در
و طیب یاران گفتار همه را در وقت بر میسار میسار است.
اما دل و سمه باقی در باره قبول است. متضاد اند اگر دل را نگاه
در همه همه بر منقل فارسی شود. و در همه و در شستن
نی پنده شگفتان نه در است.

دوست منی که قفسه کتاب دشتین دانی خنجر و دیو تیش
است منی که زلف قفسه بر یکم تیر افشا و دانه افشا است
شیرین تیش خنجر افشا باد و دانه دشتین دانی دیر
مجان دیر و دانه دانه

غرض گوئی رحمت بر شرف موجب غضب بردم
تو در آستان شرف و شرفی که باشد که
غرضی در پیش نیست و در آستان کجاست

کرمی، بڑی مگر ہمت، دولت سے تو ہم کو دولت حاصل ہو لیکن
 کمزورتی کی وجہ سے اپنے وقت پر ہمیں چلنا پڑتا ہے۔ ہمت کی
 قلت خاص نوعی دولت ہوگی اور سبکی طبعی قابل سنی معلومات
 پر مبنی دیگر یکیشی نہ ہو۔ ہر دور میں ہمت والا اور ہمت
 کی کمی کا مصداق رہا ہے۔ ہر ایک کی حالت اور اپنی عقلی و
 روحی حالت کے ان دونوں کے امتزاج سے ہر ایک کی نوعیت اور
 تعلیم کی توقع میں اس حد تک فرق ہے کہ جس کے لئے غریب کی تعلیم کے لئے
 وہ تو اس کی تحریکات و حرکت کے انداز میں سے ہو گا۔ نہ وہ
 کے ذریعہ معلومات ملے۔

[illegible]

اور دوسری یعنی مقبولہ - میرے لئے دیکھنے کے لئے آداب
اور تامل اور خفا و خجائی کی ہے یعنی آداب کے حرف سے
تمام شے ایک ہی دے میں وہ ہوشیار صاحب پریندہ
ڈالنا ہے میں تامل شے کے قابلیت سے کوہ ہذا کے خلاف
ڈالنا اور دوسرے غرضیں شے کے خلاف ڈالنا ہے۔

فرمان گوی مشرف پندت کرتا در دین پرغنیب و توبیبه
 من بجا توبه و شرف انفس و بر شخص دیگر کجاست توبه
 توبه است یعنی توبه ای که در دست توئی و در دست دیگران نیست

اشرف ہو سکتی۔ اس بات کی بھی روحانی ذمہ داری ہے کہ ہم اپنا جہان نفسی
کے خلاف بہت سارے اس صورت میں اس ذمہ داری کو بھیج دیتے ہیں۔ یعنی
حافیت کو یا اولاد کو اور یا مال کو اور وہ روحانی نفسی شہادت دیتا ہے
اور وہ حالت بننے کے لئے کہ خداوند تعالیٰ میں اس کی جتنی تمام ملکیت
خداوند جل جلالہ سے نسبت داند کہ اس کی فرق امتداد اور جس
یکساں ہی اولاد کی بنی گئی اور دوسروں کو اس کی معلوم رکھا۔

الحاصل جو ضرر کہ اس فرق خلق کی طرف سے بندوں کو
پہنچتا ہے اور وہ غضب جو اس درگاہ رحمت سے اس طرف کو پیش
میں آتا ہے سب اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اثر میں سے جھکتے ہیں۔ اس
صورت میں خاص ضرر جس کے اثر میں کوئی فائدہ مرتب نہ ہو اس
رحمن سے خیال میں ہی نہیں آسکتا ہے۔ انسانی میں کذب کا حال جو کہ
یقیناً خاص ضرر ہے اللہ تعالیٰ کی نسبت ایک خیال عمالی ہے اور
اگر کہ اس کو اس رحمت سے کہ دین میں کذب اور شہادت میں تبیس خاص
ضرر ہے اس سے نفی کا کوئی وعدہ وابستہ نہیں ہے۔ تردد جو اس کو
جواب یہ ہے۔

روحانی مفاد و نفع جہانی باشد۔ اندرین صورت آن نفع را
بگیرند مثلاً عاقبت دنیا و دوا و یا مال و آسایش و عافیت
مثلاً مقامات و طوارق رفیعہ و آبادی و کرامت فرایند و ہمیں
طور ممکن است جسے با خداوند جل جلالہ نسبت واحد
دارند اما مشرق قنایت یکی نبی و ولی گردید۔ دیگران
را بچسبان محروم داشتند۔

بالمثل نزدیک ازان ممکن طلاق پر بندگان سے رسد
و غضبیکہ ازان مرگ و رحمت باین طرفد کوشش می آید جس
از آثار رحمت او تعالیٰ باشد اندرین صورت ضرر مضی کہ
بیشتر نفع پیدا جنت او نسبتہ باشند ازان و جن تعدد نیست
پس حال مذکور در دین کہ با ہمیں ضرر مضی است نسبت
او تعالیٰ خیال نیست حال و اگر کسی را دینی دعویٰ کہ کذب
در دین و تکبیر در شرع ضرر مضی است و مشائخ
نفع با مرتبہ نیست تردد باشد جو ایش این است بشنو۔

جواب بعد کذب خداوندی در دین ظاہر است کہ
وایت را حق و اصل ممکن نیست۔ چه دین
نام رضایت فی است و مبدی است کہ رضیات و غیر رضیات
باین ہے اخبار۔ بالمشافہہ جمیعہ یعنی تواضع رسیدہ به رضیات و
غیر رضیات او تعالیٰ پر رسد پس چوں خود خداوند کریم
رضی و غیر رضی نام نیت و غیر رضی یا عقب رضی و
حقیقہ اصطلاح آن یقین صد و در شد۔ باز اگر مواضع
فرمودند ضرر مضی بودن خدا و این گشت۔ و اگر چه نہ پر رسیدند
در حق نبی و غیر رضی غلط برآمد۔ چه باین فرق لازم است کہ موجب
فوق مذکور۔ این خداوند تعالیٰ دینندگان و باشد و
کہ زعم از مرتبہ۔ پس فرق رحمت از موقوف رضی رضی
شود و بر حق لطف تا خوش گردید و مکرر است کہ در آن است

جواب دین کے بارے میں خود بائند خدا کے کذب کے بعد
حاجر ہے کہ راہ حق کی ولایت قطعاً ناممکن ہے کہ نہ کہ
دین تو اللہ کی مرضیات کا نام ہے اور واضح ہے کہ ہماری چندین
اور غریب سنیہ و چہرہ بھی ہمارے فہم کہنے کہ بغیر منہ نہ ہو پیش
پیش سکتی ہیں تو اس قدر تھا و کی مرضیوں اور تاہم نہیں بلکہ رسائی
کیا جہت کہ ہے پس جب اللہ تعالیٰ نے فی مرضی کا نام غیر رضی رکھ دیا
اور غیر رضی کو مرضی کا لقب دیدی تو اسکی اصطلاح طریقہ یقیناً مسدود
ہو گیا بعد اگر کوئی ذکر کریں تو نہ کہ خاص ہونا خود واضح ہو گیا اور
اگر کوئی موصوفہ نہ کیا تو مرضی اور نہ مرضی کا فرق قطعاً نکلا کہ کہ
یہ فرق کو کہ خود خدا تعالیٰ اور اس کے ول کے مابین فرق کا موجب
ستہ لازم ہے۔ و اس فرق کے درجوں میں سے ہم کہہ دے یہ ہے کہ
نہ چہ مرضی کے دینی کو اس سے مرضی ہو جائے کہ خداوند تعالیٰ

ہو اس سے خوش ہوں۔ مگر ظاہر ہے کہ صاحب اختیار کی خوشی جو کہ
 زمانے کی گردش کا کوئی اندیشہ نہیں رکھتی اور افسوس کا وہم اس کا نہیں
 بلکہ اس کی تسکین ہے کہ میرا یہ کام جو میرے لیے اسی میں ایسے بادشاہوں
 کے بادشاہوں کی خوشی جو نہ کسی کا فرمان کرتی ہے نہ کسی سے سبکو
 خوف ہے وہ کس قدر سخت دماغ اور بے غریبوں کا سامنا ہے نہ ادا ہے
 خیال کی بندہ کی عبادت اور افعال میں سے کئی فعل اور کئی حال
 نہ تو مرضی کے موافق ہے نہ اس کی رضا مندی کے خلاف کہ اس کی عبادت
 اور بے غریبی تک تو بے غریبی اس بات سے پیدا ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ
 کو ہر حال اور کام کا عبادت دار، جنت میں اور نہ اس کو صاحب
 اختیار قدرت والا ہے۔

اگر قدیم اور عادت کے تعلق کو معلوم کریں تو خود بخود
 ہو جائے گا کہ اس کا علم تمام علوم سے پہلے ہے اور اس کی قدرت
 تمام قدرتوں سے زیادہ ہے۔ ہر مہر سب کی قدرتیں اور علوم، اللہ
 تعالیٰ کی قدرت اور ہر مہر سے کم ہیں اور ہر مہر سے تمام
 کمالات اللہ تعالیٰ کی کمالات سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ نور کا کہ
 جو کہ آفتاب کو محیط ہے یعنی خارج ہونے والی کرۂ زمین کو جو کہ اس
 کرۂ زمین کے نور کے ساتھ جیسا کہ یہ زمین کا نور آفتاب کی نور سے
 اور وہ آفتاب اس زمین کے نور کے کاشی ہے، اسی طرح کائنات
 اللہ تعالیٰ کی کمالات سے تعلق ہے اور حق تعالیٰ کی کمالات ہمارے کمالات
 کا منشاء ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ بھی غائب ہے کہ انسان کی صفت رکھنے
 والی شکلیں اور اس کے اور شکلیں وغیرہ شکلوں کے فرق کی وجہ سے
 کی قدرت کے واسطے سے ہر مہر ہر شکلوں اور مہر کے تعلقات کے علم سے
 اس فرق کو اس طرح بھی مہر کی ہے اور ہر مہر کی کسی اور مہر کو
 ان کمالات کے بعد اس طرح کے تعلق ہونا ہر مہر سے اور ہر مہر
 قدرت میں ہر مہر کو قدرت کے تعلق کے بعد اس طرح کے تعلق ہونا
 کی قدرت کے تعلق کے بعد اس طرح کے تعلق ہونا اور ہر مہر کی
 اور ہر مہر کے تعلق کے بعد اس طرح کے تعلق ہونا اور ہر مہر کی

انتہی ہے کہ اندیشہ اور گردش روزگار نہ دارد و وہم افسوس
 جانش بلب نیسار و چہ قدر موجب کامیابی است و جنس
 ناخوشی این چنین بادشاہ بادشاہان کہ نہ پاس کسی
 دارد و نہ ہراس انکس چہ بلا سر یاہ رنگ ویتانی با دست
 و این خیال کہ از افعال و احوال بندگان فعلی و حالی
 نہ موافق مرضی است و نہ مخالف و مناسبت او تا لوبت
 باین کامیابی و بے تابی رسد ناشی از ان است کہ خدا
 تعالیٰ را نہ عظیم ہر حال و ہر کارست و دانش و نہ قدیر
 صاحب اختیار۔

ربط قدیم و حادثہ اگر دیکھیں خود بخود آید کہ انشاء
 ہو علم اور ہر علم پیش از قدرت اور از ہر
 قدرت پیش از علم و قدر تہیہ ہر مہر از کمالات
 علم و قدرت او تعالیٰ اند و ہر کمالات با کمالات
 او تعالیٰ ملحق دارند کہ نور را کہ جو کہ آفتاب است
 یعنی ماحصل اجتماع انشاء خدا را ان شاء نور از ان چنان کہ
 ان ناشی از ان است و ان منشاء انشاء این چنان
 کمالات ان ناشی از ان ہستند و او منشاء انشاء کمالات
 ما و این ہم پیدا است کہ من ہر مہر کی ممکنہ ہر فرق
 دائرہ و شکتی وغیرہ اشکال از نور ذات آید میاں
 است با کمالات ہر مہر کی ممکنہ و قطعیات امکانہ کمالات
 ان فرق نیز نور و است و مقام است کہ پسند آمدن من پس
 از کمالات و نامستند ان چیز از مہر و است و چون
 قصد ان جنس است قدرت تمام چہ کار خواہ شد است
 ہر مہر و کار خود کردہ علت تمام حرکت و تمام اجزاء موجود
 ہستند و ہر مہر آمدن و نامستند ان ہر مہر کی با نور و پیدا
 نہ قدرت خواہ حرکت۔

آرام پہنچانا ہے مگر باغرض اللہ پر اس قسم میں اس طرف
دروغ سے رہ گئی تو یہ تمام آسائشیں جلد مانگی
۷۰۔ اگر باغرض یہ بات تصدقات کے ساتھ کوئی فن پہنچا تو کیا پہنچا
ایک لاکھ پانچ سو اس کے بعد میں اگر ایک کوئی دست بھی دی
تو کیا یہ لوگ اس فن کو جہنم کے آرزو کے مقابلہ میں کہیں تو یہ
بہت ایک طرف ہندی نہ تھے وہ لوگ اور دوسری بہت
قت اللہ کی کوئی چیز نہ تھی۔ لہذا ایک کوئی کے مقابلہ میں کہنے
کے بعد کہ اس شخص کو روکا جائیگا۔ اصل پہنچا اور جہاں
اور قدرت کے جوہر کے خلاف ہوئے کو تسمیہ کرنے کے بعد خدا
کی مشیت کا ان میں نفوذ نہ ہونے کا خیال اپنی لوگوں کو کرتا ہے
جو عقل سے بہرہ ور نہیں ہیں یہ ہے نہ تو اس کی طرف نہ ہونے
کے لفظ کا معنی اس کذبیت و عیبت میں تو کیا عجب کہ یہ خاص معنی
مجموعہ میں سے عام کے معنی میں خدا کی طرف سے دینے کے ہیں۔

جواب ۱۰۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تنہا ہی موقوف و موقوف
سبب تو ایک نہیں بلکہ اس کے قلم میں آکر اور یہی جیسے
کا مقصد بالذات ذات کے قبضہ میں ہیں اور بہت خود کوئی
چھٹی اپنے اندر نہیں رکھتے مگر کوئی حسن کہنے کے لیے کہ بالذات بہت
توسیع یا عرض جو کہ نہ کہ بالذات لیکن وہ غیر صورت خود مند میں
موجود ہوا کہ جوئی شکل ہوئی۔ اس کا اصل یہ ہے کہ وہ انوار اور
نور کا ذات اور تو قوں کی کیا ہے اصل میں۔ اس کے بعد اگر کوئی
فہمیت نہیں ہے بلکہ تو تمام اس کے انتہا سے ہوئی نہ اس کے خلاف
سے بڑا کچھ ہے بلکہ اس کی قوت میں ہے اور قیام نہ اس کے غایت
کیں۔ لہذا ان قوتوں کو تو کہ مرید عبادت اور عبادت میں بہت لیکن
ان کے انکار میں دیکھنے سے کہ جو ان میں سے شمار کرنا اہل حقان کے
ہاں نہیں ہے بلکہ بھی کہہ دیتا ہے۔

جب آئندہ ذکر ہو گا یہ حال ہے کہ جز کو خواہ کن دست

بازار شود۔ و اگر باغرض نفسی بہرہ کا یہ حضرت سبے
پہلے رسیدہ ہے رسیدہ یک لاکھ روپیہ گرخص اگر خرچہ
وہ کر دے کہ وہ نہ وہ باز آن نفسی باقی باقی بازار
دارا ہوا نہ ہند۔ اس نسبت یک طرف باوجود بلند واز
یک طرف بعضی فیض پست خواہد رسید
پہرہ از رخ خرم و جسمہ از رخ ہاشد
پہلے بعد تسلیم انکشاف حسن و قبح و وجود قدرت
عدم نفوذ مشیت بخیر یا شرمان آید کہ از عقل
بہرہ نہ مند۔ بہت حال قبح و ضرر کذب نہادہ می
بہ نسبت افراد نوع بشر آدم باقی ماند و ہم دیگر آن ایک
اگر نفس افراد بشر آدم باقی کذب گرہ خوردہ باری ہے
عجب کہ بعضی در حق شمع اس کبر و رویت نہادہ
پاشند۔

جو بیش نیست کہ در حق قدرت موقوف و موقوف ہے۔ یک
نہر اندر نہادہ و آندہ و مشیت ان کا قیام بالذات نہادہ
ذات خود حسن و در بر نہادہ اگر حسن غزوہ دی آہنیا
است جسمہ بالذات باشد نہ بالذات مگر آن غیر صورت
مفرد نہادہ میں مجموعی شخص کہ پاشدہ حال او نیست
کہ وہ بیک و انواع و قوی و ملکات آہنیا تکمیل یافت۔
پس نہ اس اگر نصیحت تقویٰ آید جسمہ از شر آں ہاشد
نہ آہنیا۔ آہنیا مشدہ چشم و گوش و غیرہ قوی و مشارا
غایت کر۔ بہت قوت نہادہ قوی از جسمہ آہنیا است۔
لہذا آہنیا آہنیا دیندار و استوار نہادہ از اجزاء شریعت
فارغ و منہاس نیست۔ غیر از یہ خبری سے دور۔

چون حال آہنیا نہادہ ای است کہ اطلاق از جسمہ

باشند. پس بی ظلم راست تمام صادره ما فتنه فیه
حق کذب باری تعالی نسبت مخلوقات نمی تواند کرد
صفت جناب باری است نه جزایا و صفت مخلوقات
پس است که صفت میانش نیز می باشد و منفصل بود مگر
در میان مخلوقات و حاکمان کائنات نمی نیست. نظر
برین در تبار کذب او تعالی نیز نسبت مخلوقات
چگونه باشد. بانی ماند اگر کذب او تعالی در مخلوقات
آن همه شر است نه خیر چه منافق دینی باشند
یا دنیوی اگر موقوف بر معانیهای باطنی است همه
محتاج ماستبازی باشند گفتار دروغ همه منافق
اگر بهم نزنند. و آنچه گفتار دروغ حضرت خداوند
عالم که باز صلاح آن بطوری ممکن نیست پس از
خدا اعتقاد است بر کسایت و امید رسانی فی جهم از
کدام. اگر خدا خواسته خود خداوند تعالی دروغ اختیار
نفرماید موثق مصرع مشهور و سن یسلم اعططار
ما افسد الله به بی طوری دروغ نزنه این دروغ توان
شده و قبح اظهار از اولیت و بدیهیات است. و
جائیکه اضطرار پندیده اند تفسیر بذلت او نپسندیده
اند بلکه با تمسک آثار او پندیده اند این تفسیر بر
مناهی که بالعرض آنانی را ناپسندیده اند چون اشهر
امثال این متفقین در دقایق گذشت مره مره روشن شد
ماجت حکم نیست

افتنه حق انصرافی است و چه زیاده و چه کم است
 محمد صفت و چنان است - یعنی همت و بصورت
 توفیق کذب یا یکی تعالی اعز از نوع انسانی تا یکی که گنبد او

[illegible]

تقسیم فی ذاتی امر ہے بلکہ کیوں نہ ہو علم و حکمت
وہاں جنہاں کہ کمال و اعلا میں ہے وہاں علم و حکمت
کہ انہاں میں فی حدیث خود کہ انہاں میں علم و حکمت

ہوں تو یہ صورتیں میں کیا مشابہ ہے۔

فوق ایک نوع کے تھوڑے فاسد و خراب اور قسماً میں تو نوعی کی
توح کہاں سے ہوگی۔ مادہ بھی فاسد ہو گیا اور صورت بھی خراب ہوئی۔
ماترے کا حال خود معلوم ہے کہ اس کے تمام اجزاء و اعضاء
میں اس شکل و صورت کا حال یہ ہے کہ اعلیٰ مرتبہ کی اسرار
کی امید نہیں۔ یہ ہے بذات خود نوع کا حال۔ باقی نفس اکبر
کی بات رہ گئی تو وہ بھی عقلاً کے نزدیک ظاہر ہے۔ کیونکہ
انواع شش نفس اکبر کے اعضاء کی جگہ میں جب ایک عضو اپنے
تمام اجزاء میں سے فاسد ہو جائے تو سب اجزاء ناقص ہو گئے
آکھ اور کان اور لہ پائوں کا خراب ہو جانا تمام ممبر کو فاسد بنا
دیتا ہے۔ یہاں تک کہ نوع انسانی کا تمام انوار ختم ہوتا ہے نفس
بذات ناقص ہم کے نزدیک خود معلوم مفید ہوں یا عقیدہ عام کے بھیجے
پیشہ وادے میں مسلم ہے۔ غرض نوع انسانی کا فساد دلی اور
دماغی فساد کی مانند ہے جو کہ عباد کے عقائد کے حاکم ہے اور اپنا
ہے۔ ان نوع انسانی کی اجتماعی حیثیت کا مٹنا اور تمام
عالم کی اجتماعی حیثیت کا مٹنا دو فساد یعنی کفر و اسلام کے مٹنے
سے مسلم ہے لیکن تقابلاً کفر و ایمان یا ایمان کے ایک فرد اور
کفر کے ایک فرد کو اپنے ہم جنس فرد کے ساتھ ملانے سے جن جن
نہیں ہوگا۔ خاص طور پر راحت کہ اسکی خوبی اس کے اعضاء کے
ملانے سے ایسی صورت اختیار کرے گی جیسا کہ پانی کے ذرات کی خوبی
مٹھاس و ترش کے ساتھ ملکر اگرچہ صیانت صرف ایک ایمان
کو درست یا ان کے ساتھ ملانے سے تصور ہوتا ہے یہ ممکن
نہیں ہے۔ حقیقت میں انفرادی صفاتی پر غلبہ ہوگا۔ بدست ورس
جگہ دلی سے ہیں۔ نوعی پر غلبہ ہو جاتا ہے اور کوئی بھی
اور صورت کو ترک کرے جس میں وجود میں نہیں آتا۔ انفرادی کے
انفرادی میں ملکر جن صورت کے ماحول میں نہ ملے گا۔ مہذب اور
نہ مہذب کسی نوع کو قہراً خود مادہ کی خوبی یا برکت سے

بالجملہ مگر یہ افراد ایک نوع خراب و فاسد باشند
تو نوعی نہ کھاتا مادہ ہم فاسد شدہ صورت ہم خراب۔
ماترے مادہ خود معلوم ہے کہ جب اجزاء فاسد ہوں و
حال شکل و صورت یشک: ترکیب معلوم امید اصلیت
نہیں۔ اس حال نوع بذات خود باقی ماندہ نسبت نفس اکبر
آلینہ نزد اہل عقل نظام: ہے۔ انواع بمنزلہ اعضاء
شخص اکبر اندہ چار ایک عضو جمیع اجزاء فاسد شدہ ممبر
بعض گشت فساد چشم و گوش و دست و پا یا سہ را
فاسد کر داند۔ ازان جا کہ افضلیت اس نوع انسانی پر
ہمہ انواع نزد ہمہ عالم خواہ قابسان فاسد اند یا
بیروان عقل مسلم است۔ فساد اس نوع مجموعہ فسادوں و
دماغ باشد کہ جسم را از پایاں بقیاد ساقط کر داند۔ بالکل
حسن میت اجتماعی نوع انسانی و حیثیت اجتماعی جملہ
عالم یا نظام اعداد و احیائی کفر و اسلام مسلم اما یہ تنہا
تنہا کفر و ایمان یا باقران فردی: ایمان و کفر یہ ہم جنس
نوع تصور نہایت۔ بالخصوص راحت کہ اس خوبی یا قرآن
این و آن چنان صورت بند کہ نوعی ذائقہ آب باقران
شیرینی و ترشی اگرچہ صباحت فقط باقران ایمانی یا ایمانی
دگر تصور باشد کہ اس باقی نظر پر صفاتی است کہ لیبط
باشد و آنجا نظر پر نوعی است کہ ملت باقران اعضاء اور
و ترکیب صورت نہ بند۔ انعقد باقران افراد کفر یا بدگزشت
میت تصور حسن صورت است۔ نوعی حسن یعنی کہ اس خود
بوجہ فساد یہی البطلان است۔ انفرادی صورت انفرادی
کذب تر ہو جائے نہ خیر یا فساد تا کہ باقی اعتبار اس خیر یعنی
رحمت خیر آرد و یہ وہ نظر پر کتب بآب باری تعالیٰ
محض از فساد باشد و معارض صفت رحمت پر اگر نوعی باشد

مطلوبہ ہونے کے قابل ہے۔ اس صورت میں (عذابی) کذب ہزار
کسی غیر کا بھی تو زندہ نہ ہو گا کہ کہیں کر کے اعتبار سے رحمت
سے ملے ہوئی نہ ہو اسکی حرکت ہوگئی۔ اس کے پیش نظر جناب باری تعالیٰ
کا کذب فرض یا یوں میں ہے بڑا اور رحمت کے اخلافت خلاف ہوگا۔
اس کے بعد ضرور ثابت ہوگا کہ جناب باری تعالیٰ کو تجویز کریں گے تو رحمت
کی نفی کا قرار اس انداز میں ضروری ہے اور یہ (رحمت دہی

صفت ہے کہ کتاب عالم کے و قول کا مطالعہ کرنے والے حضرات کو اس (صفت و رحمت) کے اقرار کے
بغیر پیار نہیں ہند گئے کہ اس رحمت کا حاصل بھی بخشش کرنا ہے جو کہ ممکنات کے حارصی وجود اور اس

حارصی وجود پر ایمان کی عارضی صفت سے یہ سب سے اول چیزیں اور یہاں سے

قصہ مختصر یہ کہ دوسرے لوگوں میں کفر کا پید کرنا دوسری
چیز ہے اور کفر خود دوسری چیز ہے اور جہالت اور کذب کا یہ طعن
میں پیدا کرتا اور مری چیز ہے اور مجموع اور جہالت خود اور چیزیں
ہیں۔ اس ضد (یعنی کفر و ایمان) اور کذب و جعل کے خلق کے
سے ضرورت موجود ہے اور یہاں درمخلوق کفر و ایمان اور
مخلوق کذب و جعل میں ضرورت منقود ہے۔ البتہ سوال اور کفر و جعل
و کذب تمام موجود ہیں اور یہاں ایمان سے وہاں کفر کا
زمین و آسمان کا فرق ہے غرض ایک جگہ میں کسی چیز کے ممکن ہونے
سے دوسری جگہ میں ممکن نہ رہتا ہے اور ایک جگہ میں کسی
چیز کے آنا سے دوسری جگہ میں نہ آتا ہے۔ البتہ تحقیق انہیں
ہو کہ نہ۔ یہ بات ایک وقت و جگہ کے ساتھ ہو کہ کتب

باقی رہی یہ بات کہ اگر ہم یہی کہیں کہ کذب
اور کذب کی تصدیق کو اس طرف سے تسلیم کریں کہ
اس تو یہ قصہ اگر مفید ہوگا تو صرف ان ایمان کو مفید ہوگا اور
اگر اس فرق کے سمجھنے کے یہاں کسی کو حاصل ہو سکتا ہے تو اس
فرق کا سمجھنا خاص بل ہو کر سہل دکھائی دے۔ یہ علم عوام کو
اس سے کیا فائدہ۔

جواب : اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں فرق کی سمجھ

تجوز کذب باری تعالیٰ کہ ہم امتداد مدد رحمت نیز
دین پر پیرا ضرور است و این جہاں صفت است کہ
مطالعہ کتاب اور قیاس خود عالم را از استمرار آن
ناگزیر است۔ چه حاصل آن جہاں اعطاء باشد کہ نہ
وجود صفت ممکنات و صفات عینیہ ایمان بران اند
در بیانات و لیات است۔

صفت ہے کہ کتاب عالم کے و قول کا مطالعہ کرنے والے حضرات کو اس (صفت و رحمت) کے اقرار کے
بغیر پیار نہیں ہند گئے کہ اس رحمت کا حاصل بھی بخشش کرنا ہے جو کہ ممکنات کے حارصی وجود اور اس
حارصی وجود پر ایمان کی عارضی صفت سے یہ سب سے اول چیزیں اور یہاں سے
قصہ مختصر یہ کہ دوسرے لوگوں میں کفر کا پید کرنا دوسری
چیز ہے اور کفر خود دوسری چیز ہے اور جہالت اور کذب کا یہ طعن
میں پیدا کرتا اور مری چیز ہے اور مجموع اور جہالت خود اور چیزیں
ہیں۔ اس ضد (یعنی کفر و ایمان) اور کذب و جعل کے خلق کے
سے ضرورت موجود ہے اور یہاں درمخلوق کفر و ایمان اور
مخلوق کذب و جعل میں ضرورت منقود ہے۔ البتہ سوال اور کفر و جعل
و کذب تمام موجود ہیں اور یہاں ایمان سے وہاں کفر کا
زمین و آسمان کا فرق ہے غرض ایک جگہ میں کسی چیز کے ممکن ہونے
سے دوسری جگہ میں ممکن نہ رہتا ہے اور ایک جگہ میں کسی
چیز کے آنا سے دوسری جگہ میں نہ آتا ہے۔ البتہ تحقیق انہیں
ہو کہ نہ۔ یہ بات ایک وقت و جگہ کے ساتھ ہو کہ کتب

باقی رہی یہ بات کہ اگر ہم یہی کہیں کہ کذب
اور کذب کی تصدیق کو اس طرف سے تسلیم کریں کہ
اس تو یہ قصہ اگر مفید ہوگا تو صرف ان ایمان کو مفید ہوگا اور
اگر اس فرق کے سمجھنے کے یہاں کسی کو حاصل ہو سکتا ہے تو اس
فرق کا سمجھنا خاص بل ہو کر سہل دکھائی دے۔ یہ علم عوام کو
اس سے کیا فائدہ۔

جواب : اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں فرق کی سمجھ

باریک اگر، افتد، قوی افتد کہ مابیت جہل و کذب
اوں کہ در دل بندگان مخلوق فرمودہ اند و مابیت ایں جہل
و کذب کہ آسمانی کاذب تصور است وقت سادہ ادراک
فرق آفتاب ہر اہم نظر آید

و این ازالہ نعمت قبل از عین نظری اعتراض را جمل
رسانی نباشد میں است کہ کسی دین نکلان افتادہ
باشد پس ہر کہ چنین نظرداد ایں قسم ہم مایہ ادراک
دارد کہ پس از بیان فرق یکے را از دیگر متاثر جند و
آنانکہ از یہ قسم فہم ہے بداند۔ ایں قسم ہم خبر ندارد۔
بجو مشاہدہ غارتی از مدعی صدق معاصر دلی دل شان
مطمئن میگردد و پیدا است کہ حقیقت یقین میں الیمان
است۔ مگر شاید در حقیقت الیمان بنور غلبان باشد
بہر وقع ایں غلبان عرض سے کنم کہ۔

وقع غلبان | آہن نسبتی تنہا بدین آید و گاہی تصفیض نیز
بجہ او بود۔ اندر صورت نیز و احتمال
است۔ ہر دو برابر باشند تا غلبہ ایں را باشد یا آن را۔

اول | الیمان است
دوم | شک
سوم | ظن
چہارم | دہم
پنجم | بسیاری از معلومات عوام را می بینم کہ
نظری است و یقینی۔

الغرض ترتیب بر مقامات دور و دراز ازت ادراک
نباشد مطلق نوادہ پستان را می کند و بچہ کاٹو میں را
مگر در دنیا کشند بی سابقہ تعلیم و سنت و پاد آہن زند

کہ ضرورت پڑتی ہے تو اس وقت پڑتی ہے کہ جہات اور کذب
کی حقیقت اول جو کہ بندوں کے دل میں پیدا کہہ کہ حدس جہل اور
کذب کی مابیت جو کہ کاذب تصدیق سے تصور ہے فرق سے کہے اکتا
کہ وقت نظریں برابر کماں دیتی ہے۔

اول یہ بات میں نے اس وجہ سے کہی ہے کہ اس نظریہ پہلے یہ
اعتراض دین میں پیدا نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی کی کلمہ
الیمان میں پڑا ہوگا۔ لہذا جو شخص اس قسم کی نظردکھتا ہے
تو وہ سمجھے کہ اتنی استعداد رکھتا ہے کہ وہ ہمارے فرق کے
بیان کرنے کے بعد ایک کو دوسرے سے جدا دیکھ سکے اور جو
کلمہ اس قسم کی سمجھ سے بے نصیب میں ہو اس معاملہ سے متعلق
ہیں۔ وہ تو مدعی غلط عادت امور کو دیکھ کر اس کے معاملہ کے
صدق سے مطمئن ہوتا نہیں اور ظاہر ہے کہ یقین کی حقیقت میں الیمان
ہے مگر شاید الیمان کی حقیقت میں بھی نکلان یا قندہ جائے اسلئے
اس نکلان کو دور کرنے کے لئے میں عرض کرتا ہوں کہ۔

خارجان کا ازالہ | آہن کو دل میں تباہ کر دینا نہایت آسان ہے
تو کہ جس کے اندر خیر بھی ہے اس کے خیر بھی
۱۶ ہوتی ہیں بھی دو احتمال ہیں تو دونوں برابر ہو گئے یا احتمال
دوسرے پر غالب ہوگا اور یا نہ۔

اول (کلمہ) | الیمان ہے
دوسرا | شک (کہلاتا ہے)
تیسرا | ظن (کہلاتا ہے)
چہرہ | دہم (کہلاتا ہے) دہم
ان سب کے ہر دو عوام کے بہت سے علامات کو دیکھتا
ہوں کہ وہ نظری و یقینی ہوتے ہیں۔

الغرض دور و دراز کے مقامات پر دلائل کا دینا الیمان
کو خراب نہیں کرتا۔ لہذا پیدا ہوا جو پستان چار ستارہ میں
کلمہ کہ کچھ تیرہ کی تعلیم دیکھ کر دیکھیں نہ دین تو دیکھا

پیدا شد چنانچہ وضع اصل خبر بہر بیان واقع است
 و انسان قبول بر اجمال نفع بینی لغو خود کریم از مسلمان
 و مہمبی بیان واقع است۔ در اکثر دین ہر مہمبی طور مطلق
 بر ہذا و اشتہار مہمبی نوع خود است کہ مفسد مسلمان
 تا نیز باشد و وجہش میں محبت برادرانہ است
 کہ اتحاد نوعی ملت اوست با جملہ صدق گفتار
 مقتضای اصل فطرت است۔ قطع نظر از عرض و عرض
 و ہجوم حوائق دفع را و مہمبی نباشد۔ لال اگر مہمبی کسی از
 ہادہ مستقیم محبت نوعی غرت شود و مہمبی غرضی فاسد
 شود یا سہمی کہ اسباب فساد کاری رہز بر خیالات علیہ
 شود یا شد کہ عداوت دفع گوید یا بخلطہ فساد پدید مگر
 چنانہ خانی چنانہ خلق خود را مگر ناگوں آفریدہ۔ اگر یکے فی
 ست دیگر کی زنی و اگر یکے سادہ کار است دیگر کی پرکار
 و ہوشیار و بصورت تو اثر اخبار و اتفاق ابنہ مذکور
 احتمال فساد کاری خود متعلق گردد و لہذا ایک غرض
 فاسد ہم باعث این گفتار نشدہ چنان سال بدل حقیقت
 حقیقت شناسان غلیبہ ماند کہ وہ چہ غلیبہ ہو۔ بر اکثر
 از دین ہر مہمبی سر مشہود است۔ نظر بر این اتفاق گروہ
 و خلق بر غرض فاسد چنان سال بیان است کہ اتفاق
 ہم غلیبہ بر غرض صیح و ہر غلیبہ مہمبی اتفاق جماعات
 زہا یا یا سار غدا بہت قد و بلکہ کافی است۔ غرض شرکت
 غرض از جماعات کشیدہ ممکن است و ہر بی سبب کذب
 عہد ممکن کہ کذب مہمبی بہر یک غرضی فاسد متصور
 نیست۔ اگر غلط کاری بی اختیار از جماعات کشیدہ
 ہر مذکور متوقع نیست چہ سبب اعلم غلط کارن نقصان
 قوت علیہ باشد یا قلت تدبیر و ظاہر است کہ بصورت
 اتفاق جماعت کشیدہ ادراک ذکی صیح علم غلیبہ باشد۔

گیا۔ اس طرح اصل خبر کی وضع کسی واقعہ کے بیان کیلئے ہے۔
 اور انسان کی فطرت میں انسان کو نفع پہنچانا کہ کدیا گیا ہو پانچ
 نفس رسانی کی ایک صورت کسی واقعہ کا بیان کرنا بھی ہے۔ کہ
 اوقات اور نیز ان لوگوں کے لئے جنہیں دوسرے انسان کے مزے سے
 نہ بچ سکیں یا جس کی فطرت یہ ہے کہ وہ کسی نفس رسانی کی کڑواہٹ
 میں سے ایک ہے۔ اور نفع رسانی کی یہ بھی صورت ہے کہ محبت ہے
 کہ اسکی علت نہایت کی نوعیت میں باہر شرکت ہے۔ الخاصل
 صدق گفتار فطرت کا اصل تقاضہ ہے۔ بعض حوائض اور موافق
 و ہجوم و روش کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ لہذا اگر کسی کی طبیعت
 بنی نوع کی محبت کی سیدھی یا سہجہ بدل جائے تو کسی فرد
 غرض کی مہمبی جو بھلے یا غلط کاریوں کے سلسلہ میں سے کوئی
 سبب علمی نہایت پروردگار کے لئے تو ممکن ہے کہ وہ بصورت بول چلے
 یا غلط راستہ پر غلط طور پر دوڑے مگر چونکہ ہر شخص خالق غرضی
 خلق کو بجات بجات کا بنیاد ہے یہی اگر ایک کدو فساد ہے کہ
 دوسرا زمین۔ ایک سادہ کار ہے سادہ دوسرا چالاک اور ہوشیار
 تو خبروں کے تو اثر و زمانہ والوں کا کسی چیز پر غرض ہونے کی
 صورت میں غلط کام کرنا امکان جاتا ہے لیکن یہ بات کہ کوئی
 فاسد غرض بھی تو اس کے منکر باعث نہیں کہ اسکی حقیقت
 شناسوں کے دل میں چھپی رہی ہو کہ کوئی کوئی نفس غلیبہ
 ایک آدمیوں پر سر کی آکھوں کے ذریعہ کیا گیا ہے۔ اس کے پیش
 آنکہ ایک بہت بڑے روہ کی فاسد غرض پر غرض ہر جماعت میں
 ممکن ہے جیسے کہ ایک بڑے سارے ہجوم کا کسی صیح غرض لینے
 متفق ہو جائے اور اس اتفاق کی نظیر لینے ہے انتہا حاصل کا
 حق اور باطل وغیرہ اور اتفاق رائے ہر نا فائدہ غرض غرض
 کی شرکت کو بہت سی جماعتوں سے ممکن ہے۔ وہ اس سبب سے جان کر
 جھوٹ بول نہیں ہے کہ وہ عداوت غرضی فاسد غرض کے بیان
 میں بھی نہیں آسکتا۔ ان اختیار کے بغیر غلط کام کرنا ہی باطل

۱۰ لازم و احتیاط مستلزم جابر غفلت طبیعی مفسدان
شود۔

سے مذکورہ وجہ کی بنا پر امید نہیں کیا جاسکتی کہ یہ غلط فہمی کا
نیا انجیم سبب تیار کیے گا جو ناپید یا غفلت تیار کیا گیا ہو۔
بڑا جانتا تھا کہ اس وقت میں ہی وہی کی کہیں کے غلط فہمی کو
سکتی ہے لیکن اس کے باوجود اس کی بجائے اس کی غفلت کی
مکانات کا باعث ہو سکتی ہے۔

مقدمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر اصل غفلت کے حکم کے
ہے تو جابر غفلت ہونے کا احتمال نہیں ہے۔ باغی میلاد نہیں ہے۔
گرچہ یہ ایک غلط فہمی کے اتفاق کی صورت میں مٹ جائے گا۔ مگر یہ بات
اور کوسا نہ ثابت جائے کہ سب غلط فہمیاں ہی نہیں یہ نہیں
کہا جاسکتا کہ تمام زمانہ و لوگوں میں کسی ایک زمانے کے تمام
لوگوں میں ایسے وقت ہیں اور اگر غفلت اصل غفلت سے
نہیں ہے بلکہ اس کا سبب کوئی خاصہ غرض ہے تو لوگوں کے اتفاق
سے اس غلط فہمی کی تصحیح کیے گئے ہیں کہ بہت سے لوگوں کی طبیعت
کا یہ خاصہ ہے کہ پہلے اول کے بعد جو دیکھیں ہے بلکہ دیکھنا
ہے بعد میں سے کہ یہ دونوں باتیں مبنی پہلی صورت میں غلط بات ہے
اتفاق نہ ہو تا دوسری صورت میں غلط فہمی پر اتفاق ہونے
کا امکان ہو کہ اس کے نزدیک سبب ہے بلکہ ہرگز و ناگزیر
غفلت کی کہ وہی میں ایسے طور پر ثابت رکھ دیا ہے جیسا کہ اس کے
غفلت میں پاکستان جوئے کا علم اور نہ پیدا ہونے والے بچے کے
طریق اس طرح سے کہ تیار اور پانی میں تیرنے کیلئے باقی رہنے
کا جانا ہو جس میں سے بچے کے دل میں یہ کربنات پانے کا نتیجہ کیا
ہے۔ میں شخص کو دیکھتا ہوں کہ اس نے یہ تردد کے وقت ہی
رائے لوگوں کی رائے کے غلطی کی طرف جھک جاتا ہے۔ اب غرض
کی گواہی کو قبول نہیں کرتا لیکن جیسا کہ پہلے کا سبب اور
استنباط کا باعث ہو جب خدا تعالیٰ کا ماننا ہو تو یہی

نظامہ میں اس کے کلام اگر اسی از اصل غفلت است
احتمال تعدد کتب نیست۔ آری عدم غلطی باشد مگر
وہم در صورت اتفاق ہم غیر خود مسئلہ پیش شود۔ و چون
نشود وجہ انگشتان ہر بر بنائش نہ توان گفت کہ در
دورہ از اول و آخر نہیاء و غفلت زائید۔ و اگر ناشی
از اصل غفلت نیست بلکہ بیش غرضی است فاسد
بالاتفاق تصحیح آن توان کرد۔ چہ امر جابر غفلت افراد
کثیرہ از ادوات حسنہ ممکن۔ بلکہ شہود و ازان با کہ ایسی
بر دوام یعنی عدم اتفاق در صورت اول بر غلط و امکان
اتفاق بر تعدد کتب در ثانی نزد ہر کس و ناگزیر مسلم است
بلکہ در جہز غفلت ہر کس و ناگزیر چنان و دلالت نہادہ
اند کہ علم یکدن پاکستان و تفریق آن در کتب غلط نورادہ
علم دست و پا زدن پریشاوری آب و تہجرت اس در دل بچہ
کاؤ میجر۔ ہر کس مایہ میں کہ وقت تردد در امری بجانب
غلبہ آواز اہل رائے مایہ می شود و گویا بن غرض را
قبول نمی دارد۔ لیکن چنان کہ باعث قوی بر صدق و عمدہ
موجب راستہ بازی با خدا تعالیٰ می باشد چنان غرضی
فاسد تر از حسب مذہب و پاس و حمت دینی نمی بینم
میں ان را چہ بسیار۔ احوال انہائے روزگار وہم
کہ شمشگان را دیدہ و شنیدہ ہم۔

۱۱ اگر غفلت غلط فہمی ہے تو سبب غلط فہمی کی کوئی وجہ نہ ہو جو بہتر ہو سکتے ہیں

ہاں شد نہ جماعت۔ اندین صورت اقوال تورات و
انجیل درم دور و از مقامات غنا۔

منسوخ نشدن تورات و انجیل و خوب منسوخ نخواہد
شد قوی است از قول تورات و انجیل کہ این دو تورات

امشاق۔ با این ہمہ معنی از حق است کہ میں بارہ مرتبہ
اوشان است با قہار اوقات طاقت و ساقی قرینہ سر
گیرند فقط این قسم است کہ انبار میں جہہ واقع شدنی
است نہ اگر احکام آورده ان منسوخ نخواہد شد۔

غرض این چنین گفت کہ میں و اسماں از جہات خود
برود۔ اما حق من از جہات خود نمود دلات بر مردم منوینت
تورات و انجیل می کند۔ آری مقتضا اہمیت است تصعب
مذہب۔ این کلمات را ہاں میں گن وادہ اند۔ بہتای آواز
وین میسوی اول یہ دیار این دتیرہ آغاز نبیاد۔ کہ
باستماع غنقلہ ظہور۔ تمام انہیں مسلی اذی علیہ وسلم
نصاریان چکہ بودیان یہیں تدبیر حفاظت گشت خود
خودند۔

مذہب امام رازی و مسجد الدین اگرچہ میں بہم فراموش
وہ تو انرا اقوالہ و دو نصاری کے
و قول قاسم العلوم و مبارک ایشان
تقریباً ہوا کہ مسجد الدین

نصاری نشد۔ نظر لغتہ اقوالہ و دو نصاری از تورات
قبیلہ نہ۔ اگر دین زمانہ میں رنگانی بود کہ کتب حفاظت
اور بود و نصاری کہ علمائے میں زمانہ بعد قرین یہیں
فراموش کردہ اند با غرض اوشان می نہادیم۔

ظاہر ہے کہ ترجمہ کردہ الامکامی ہو سکتہ مذکور است۔ یہ صورت
میں نصرت اور انجیل کے قولہ میں مانع نہیں ہے۔

توہیت اور انجیل کے منسوخ نہ ہونے کا دعویٰ اور وہ جو کہتے ہیں

منسوخ نہ ہوئی تو ہے تربتہ اور انجیل کے اقوال میں تہیکہ قول
سہ اور ای میں کے دو مرتبہ تورات کا اصل ہے۔ کہ باوجود
ان غلطوں کے کہ ان کے ہاں ہے کہ ان کے منسوخ نہ ہوئے۔ عاقل
اور قرینہ کے لحاظ سے ان کے تو صرف تفسیر کر دینے کی توہیت کی بنا پر
تہادان۔ دیکھتے ہیں میں نہ کی تہیہ توہیت کے اس کے ہوتے
احکام منسوخ نہ ہوئے۔

غرض اس قسم کی گفت گو نہ میں و اسماں میں ہرگز
نہیں جلتے کہ میں میری بات اپنے عقائد میں میں کی توہیت اور انجیل کے
منسوخ نہ ہونے پر دلات نہیں کرتی۔ تاہم اس کی حقیقت اور مذہب
کے تصعب کے قائلین سے یہ توہیت اور انجیل کے منسوخ نہ ہونے کا ان
الفاظ میں دعویٰ کیا ہے۔ یہاں میں مذہب کی شہرت میں تہیہ اول
یہودیوں کی یہی عریضہ شروع کیا کہ پھر تمام انہیں مسلی اذی علیہ وسلم کے
نبی ہونے کا عقیدہ کہ پھر انہوں نے یہودیوں کی طرح اس طرح
سے اپنی ملت کی حفاظت کی تہیکہ۔

امام رازی اور محمد الدین قضا زانی لیکن چونکہ میں فراموش
رازی و مولانا محمد الدین
حسنہ مولانا محمد قاسم کا قول
نصاری کی کتابوں

کے حالات کی چہانت میں ہاں تہیہ میں میں یہودی و
نصاری کے قائلہ و قولہ تھا کہ ہوتے ہیں کہ تو تہیہ یہاں۔ مگر
اس مسئلہ میں یہ بزرگ ہوتے کہ یہودی و نصاری کے اقوال سے
متعلق کہ ان کو کہ ان کے علمائے تہیہ میں تہیہ میں
ان کے سامنے رکھتے۔

قصہ فقیر کے یہود اور نصاریٰ کے لئے کا تھا تو د اول قرین
قرین میں متواتر نہیں ہے، پھر ظاہر بات کے پاس اور غایت کا گمان
کو بہت سے واقعات کو وہ بھی قمارت پہنچا دین محمدی صلی اللہ علیہ
وعلیہ وسلم کی حقیقت کے اعتراف سے متفق یہود و نصاریٰ کے علماء کی
طرف سے گماہ ہیں۔

نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر تو اس ان تمام اقسام کے
ہا کر وہ گمان حقیق اور حقیقت کے کس میں یا غائب ہو گیا۔
ہاں نبوت محمدی کے دعوے کو تو اس قدر اجرات اور ختم نبوت
کا دعویٰ اس طریق پر کر کسی دوسرے معنی کا احتمال ہی نہ رہا
ان تمام برائیوں سے پاک ہے۔

اول تو قراترین اپنی شرطوں کے قریب میں موجود ہے اور
پھر خاصہ فہم کا گمان نبوت مذہبی پر تقاضا کا منشا بھی معلوم
نہیں ہوتا اور اس طرف تحقیق کے بعد کو کوئی توجہ اس نبوت
محمدی کے قراتر کے مقابل میں نہیں کھڑی ہو سکتی اور نہ اس قراتر کے خلاف
کوئی عقلی یا نقلی دلیل ملے گی، اس لئے اس اصول کے پیش نظر
یہ نبوت محمدی کی خبر یقین کیلئے فیصد ہے اور اگر یہ بھی یقین کا فائدہ
نہیں دیتی تو یقین کا حصول یعنی اطمینان قلبی کا ناسخ فی الید
اس طرح نہ ہوتا بلکہ یقین کی ضرورت اور اس کی نہایت ہی ہمیں
خبر دینے کی کہ قدامت کی تلاش نہیں ہے اور اگر باغض میں مطلق
یقین کا فائدہ نہیں دیتا تاہم تلبیہ نماز سے کیا کم ہے اور ہم
دیکھتے ہیں کہ بعض نے غلے کے نشانے خاجی حکام کے چوب باندھنے پر غلے
نقل و نقلیات میں جو بیکر عقل محمدی کو دیکھتے ہیں وہ نقل و نقلیات
کا حال خود غماہ ہے۔ آیت (ذیل)

اگر تم بائیں کوئی بیکر نہ لائے تو یقین کرنا

کہ وہاں ہو کسی قوم کو یقین اور یقین کی معیت میں

بھی اس آیت کی حالت میں اور اگر غلے نہ لائے گا کہ نہیں

القصہ میں اتفاق کے یہود و نصاریٰ اول در
بقاں متواتر نیست۔ باز غلے پاس گنت غلے و باہر تقاضا
کشیدہ کہ آہم ہوتا رہ سیدہ با متراف حقیقت دین محمدی
صلی اللہ علیہ وسلم از علماء یہود و نصاریٰ شاہد۔

تو اس دعویٰ نبوت محمدی البتہ اس بعد تصدات کی
یہ کی آں معنی ہے کہ
تحقیق و حقیقت نمایان شد۔ اسی تو اس دعویٰ نبوت محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و اظہار مجربات و اداء
ختم نبوت بعد کیا اعتالی معنی دیگر سندین جسمہ
اواش پاک است

اول تو اس بشرط خود در ہر قرین موجود و باز غلے
غرض و فائدہ منشاء میں اتفاق فی نماید و اس طرف
پس از تحقیق قراتر دیگر معارض میں تو اس قدر برآمد۔ وہ
دلیل عقلی یا نقلی مزاجم آست۔ نظر میں اس خبر منقولہ
مغید یقین باشد و اگر میں ان دو یقین کنک حصول یقین
فی اطمینان قلبی اس طرح بطوری بودی۔ حالانکہ
در مزیت یقین و فعلیت آں در بعض اخبار احمدی
را گنبد نش کہ مذہبیت و اگر با فرض ان شاء یقین معلوم
فی نماید باری از غلے وطن چر کم و اما یقین کہ یہ وجوب
حکم مقتضای تلبیہ نہیں ہے تلبیہ نقل و نقلیات شاہد است
عقل آہ نہیں فتویٰ سے یہ حال نقل و غلے است۔

آیت

وَإِنْ جَاءَكَ فَاسِقٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ فَهَدِهِمْ

فَعَلَيْهِمْ وَأَنْتَ أَتَاهُمْ (قرآن کریم)

ہم ہیں امر دلت دار و دائر آئندہ غیر فاسق نیست مساوی

حکایت ساجی اعتماد ہے تو پھر اس حقیق کی بدولت نہیں ہے لہذا جب
معاہدہ حقیق کا نہ ہو تو اس طرف اشارہ ہے کہ اب اعتبار کی گئی
حالت حقیق طلب نہیں ہے۔ جو کہ قدم نے جان لیا اس کے مطابق
عمل کر دے۔ پھر جملہ علماء کا اتفاق ہے کہ اگر کسی کو قیامت پر حرج
میں صحت کی تمام شرفیں موجود ہوں تو صدقہ کا تائید کرتا ہے کہ اگر
انبار آسمان کے ذریعہ اصل علمی یقین حاصل ہو سکے تو اگر بعد از ایک
احتمال نہیں ہے تاہم خطا کا احتمال کسی طعن موجود ہے مگر چونکہ
یہ احتمال بہت ہی کم واقع ہوتا ہے اس لئے چندان قابل اعتبار
نہیں۔ صدق کا احتمال ہو کہ قدم کا اصل موضوع نسبت اور غفلت
تفاسخ کے موافق ہے۔ لہذا نام نہاد کرے گا۔

الغرض یہ علم کا غلبہ تفاسخ علم کے مطابق ارادے کے
غلبہ کا موجب ہوگا۔ اور غلبہ پر ہے کہ قیامت کی نفس کی دونوں
جانبوں میں سے ایک کا غلبہ دوسری جانب پر ترجیح کا موجب
ہوگا۔ اور اس طرف غلبہ ہے کہ فعل کا سربراہ نہیں ہے۔ اس فعل کا
ارادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس کے عدم کی علت عدم ارادہ ہوتا
ہے اور ترک فعل کی علت اس فعل کے عدم کا ارادہ ہوتا ہے
ترجیح نہ کر دے کہ وقت دو ارادے ایسے ایک دوسرے متضاد
میں آج جاگتے ہیں جیسا کہ شک کے وقت دو علم ایک دوسرے
کے متضاد ہوجاتے ہیں اگر ارادہ غلبہ آگیا تو فعل کا واقع ہونا
ضروری ہوجاتا ہے کیونکہ ارادے کے لئے کوئی نہ ہونے کی
شرط کے ساتھ فعل لازم ہے۔ اور غلبہ کی صورت میں قدم غلبہ
ارادہ موجود ہے۔ ہاں بعد از اس ایسا ہوگا جیسا کہ حقائق نہیں
ہو۔ اسی تقریر سے غلبہ ظہن پر عقل جو غلبہ ہے۔ اگر غلبہ ہے کہ
ظہن کے غلبہ کے خلاف کی صورت میں بھی غلبہ وہی ہوگا کہ عقل کا
واقع ہونا۔ صورت میں برابر ہے خواہ من کا ارادہ ہوا یا ظہن کا
ارادہ فرق اگر ہوگا تو علم اور اس کے نتائج علی غلبہ عقل میں ہوگا
لیکن جو لوگ حق میں آنکھ نہ دیکھ سکتے ہیں ان کے لئے یہ خود جہالت

است حاجت این نہیں نیست و چون امر یہ نہیں نباشد
شمارہ آں باشد کہ اکنون حالت متعارف حقیق طلب
مانند۔ و چون دستہ موافق آن عمل نماید باز اتفاق
جملہ علماء بر قبول خبر و استدلالی باشد شرط شاهد
و ما است۔ و چون اخبار از یقین معلوم حاصل شود
شد۔ اگر احتمال کذب نیست باقی احتمال خطا
بہمان سان موجود مگر چون این احتمال میں تفصیل
اوقوت است چندان اعتبار را ندارد۔ احتمال
صدق کہ حاصل موضوع از کلام است و موافق مقتضی
فطرۃ کا خود بخود ہے کہ۔

آخر میں غلبہ علم موجب غلبہ ارادہ و مقتضائے علم
خواہد شد۔ و غلبہ پرست کہ غلبہ ارادہ کی از دو جانب فعل
تعیاری موجب ترجیح آں پر جانب دیگر باشد۔ و این
طرف جوید۔ دست کہ سربراہ فعل میں ارادہ آں فعل
باشد۔ چنان کہ علت آں عدم ارادہ و علت ترک فعل
ارادہ آں فعل باشد مگر چون وقت تردد دو ارادہ
چنان متعارض باشند کہ وقت شک دو علم اگر ارادہ
غلبہ آمد وقوع فعل لازم آید۔ یہ ارادہ و بشرط عدم
موافق فعل لازم و در صورت غلبہ بقدر غلبہ ارادہ موجود
آری بقدر تقاضا میں ہوجاے تمام ارض کان نہ لیکن شد
و از میں تقریر جو غلبہ ظہن بر عقل۔ مگر غلبہ
است کہ در صورت ان ارادہ غلبہ ظہن نیز مغلب
جہاں بر عقل۔ چہ وقوع عمل در صورت برابر است۔
ان ارادہ ظہن باشد یا عقل وہ یقیناً منہ ہی مراد باشد
و علم و فطرت آں از تکلیف و تفصیل باشد۔ مگر آں کہ
دیدہ حقیقت میں عقل حق شناس نہ خود غلبہ
باشد کہ اندر صورت ایسا نام ہمیں تسلیم بقدر

غلبہ ظن باشد۔ چنانکہ اگر چه مسبب علم بالا و غیر متواتر منقوض کلیت زیادہ ازین نہ مقتضای درست است نہ لغتاً پس با وجود غیر متواتر ترک تسلیم است در مذکور ناشی از شویبسا و شوق چشیبسا باشد و تیسر است اگر در شد مسلم بالصواب۔

خبر متواتر موجب یقین یا بعد خبر متواتر با یقین موجب اطمینان تسلی است بزرگس را متقاعد باید کرد که چنانکه در مشاهدات متلوب اوشان مطمئن است چنانچه باستماع از جم غفیر کہ بغیرت نہ گفته باشند اطمینان حاصل است لغاتی طبیعت بر سکون در برد و صورت موجود اندرین صورت یقین غلبه گفتن و آئین گفتن بجز حکم نیست و آنکه در باره افساد یقین متواتر خبر میزان ایاں خود شیش می آید کہ چون در هر خبر واحد احتمال کتبہ موجود و دیگر وہم یقین احتمال باشد۔ جو انشای اہل نظر بایک را از وجہ دلالت خبر متواتر بر صدق و قطع شدہ باشد۔ لہذا چون اجمالی تفصیل نمی رسد قدر سے تفصیل سے گفت۔

احکام افراد بدوگانہ اجماع افراد بدوگانہ باشد درین مقید یعنی فرمودہ ماخوذ است۔ منسوب باشند مشدّد لفظ زید بجانب انسانیّت او نہ در دو۔ خود است۔

و تیسر احکام مخصوصہ کہ بمع ہونے تشکیک باشند مشدّد کیفیات آواز زید و عمرو و غیرہ از خوبی و زشتی و بلند و پستی کہ در افراد مختلفہ متخالف باشند یا سیدان قلعہ و کوتاہی مساحت و قی دوری و زریں

ہونے کہ اس مدت میں یاں بعد ظہر ظن تسلیم کہنے کا نام ہے کہ کتب تمام علم کے لیے خبر متواتر نہ بالا منقوض ہیں۔ اس سے زیادہ کلیت نہ نقلی طور پر درست ہے نہ نقلی طور پر خبر متواتر کے باوجود بقدر مذکور تسلیم نہ کرنا شونیوں اور شوق پیشوں کی پیداوار ہے اور یہی کفر ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

موجب یقین خبر متواتر احوال خبر متواتر یقیناً اطمینان یقینی کا موجب ہے ہزاروں آدمیوں کو دیکھنا چاہئے کہ جیسا کہ تکسوس سے دیکھی ہوئی چیزوں میں ان کے دل مطمئن ہو جائے ہیں اس طرح جم غفیر سے سنت کر انہوں نے بغیر کسی غرض کے کہ ہو اطمینان حاصل ہے کہ دونوں صورتوں میں طبیعت کیلئے تسکین موجود ہے اس صورت میں اس کو زید کہنا اور اس کو زید نہ کہنے و حاشا کہ اس کو اویکا ہے نہ متواتر خبر یقین کا فائدہ دینے میں سلی نظر رکھنے والوں کے لئے یہ نہ چھوڑیں کہ جب ہر خبر واحد میں کذب کا احتمال موجود ہے نہ مجموعہ میں بھی یہی احتمال ہوگا۔ اس کا جواب بایک فقرہ کہنے والوں یہ خبر متواتر صدق پر دلالت کی وجہ واضح ہو گیا ہوگا۔ مگر چونکہ جہاں تفصیل کے لیے کہ نہیں بہت جگہ سے لئے گفتہ تفصیل کہتے ہیں۔

افراد کے دو قسم کے احکام افراد کے احکام دو قسم کے ہیں۔ ایک تو عام مطلق جو

اس مطلق کی طرف کہ اس قیود میں فرد میں ماخوذ ہے منسوب ہوا۔ مشدّد لفظ زید اس کی انسانیّت کا جانب میں کہ اس میں ماخوذ ہے۔

دوسرے احکام خاصہ جو کہ تشکیک کی طرف لگتے ہیں مشدّد زید اور عمرو کی آوازوں کی کیفیات بھی درہمی درست اور بہت ہو کہ مختلف افراد میں مختلف ہوتی ہیں یا قعر سے کا بہاؤ اور اسکی جہاں کوتاہی اور اسکی وزن کی

که اول از احکام مطلقه است و ثانی از احکام مشخصه
چون این فتوه معلوم شد معلوم باید که که احکام
مطلقه و صورت اجتماع افراد همان سال باشند
که بودند و احکام مشخصه تغییر کردند چه مجموع مشخصه
شد مگر چون این مانع کردیم احتمال کذب را از
احکام مشخصه باقیم و احتمال صدق را از احکام
مطلقه و جهش خود ظاهر است و من برگشته آمده ام
که اصل و من کلام بهر اخبار واقع و اخبار حرام
است و باز بحث نومی باعث این اخبار و اخبار
و احتمال کذب نباشی از احتمال غلطی است یا از
احتمال غرضی فاسد اگر از طرف غرض فاسد این
کلی بهم رسد باجماع آراء و اتفاق کلمات بطوریکه گفتیم
احتمال کذب زایل شد آری جمیع احتمال صدق
باقی ماند و پیما است که یقین جمیع بقاء احتمال واحد
و زوال احتمال ثانی است و این بدان ماند که یک
رشته چندین مستحکم و محکم نباشد اما اگر رشته های
چند بهم آید آن ضعیف مرتبه شخصی زنی شود و آن
وقت از احکام مطابق است چه رشته و موضوع به
تعلیق باشد بدستور مانده

فمن نجر صدق خبر دیگر است و بهر پوسته و محتال
صدق شد ناشیافت بود پندیده این جانان را اصول و عقاید
به تزلزله اغیار و التماس معسر م شد و با شده
والله اعلم و علم اتم و اکرم

کہی کہ اول احکام مطلقہ سے ہے اور دوسری احکام مشخصہ
 سے۔ جب اتنی بات معلوم ہو گئی تو یہ بھی معلوم کرنا چاہئے
 کہ احکام مطلقہ اجماع افراد کی صحت میں کس طرح جیسے کہ
 تھے اور احکام مشخصہ بدل جلتے ہیں کیونکہ شخص کا مجرمہ دوسرے
 ہو گیا۔ مگر جب ہم نویں بیان دیکھا تو کتب کے اہتمام کی طرف سے
 احکام مشخصہ میں سے پایا۔ اور صحت کے احوال کہ احکام مطلقہ
 میں سے پایا۔ اس کی وجہ خود خدا ہوتے اور میری وہ وہ یہ
 بیان کر کے آیا ہوں کہ کلام کی اصل وضع (تجلیات) امر واقعہ
 کی خبر دینے اور ولی مقصد کے اظہار کے لئے ہے اور میری غفلت
 کی محنت اس اعتبار اور اخبار کا باعث ہے۔ وہ مجھ کو کہ احکام
 غلطی کے احوال سے پیدا ہونے والا ہے یا کہ اس سے غلطی کے
 احوال کی وجہ سے اگر فرض فاسد کی طرف سے گئی۔ حجتان میں
 ہو جائے تو ایسے کے اجماع اور احوال فاسد کے خلاف تہت حجتاً
 ہوتے کہ کتب کا احوال اس ہو گیا۔ ان وہی مدعیان احوال ہوں
 گیا۔ وہاں ہر ایک یقین کیلئے تھا کہ باقی وہاں وہاں ہوتے تھے
 کا ان ہو جاتے۔ اور یہ بھی ہے کہ ان کے ان کے ان کے ان کے
 پختہ نہیں ہوتا کیونکہ چند جہات سے یہ حجتیں ہوتی تھیں
 وضع و احوال ہو جائے گا۔ اور وہ وقت ہو گا کہ ان کے
 سے ہے۔ کیونکہ احکام کی تہذیب کے لئے ان کے لئے کیے
 جاتے۔ وہ وقت ہائے ہائے۔

عزم بر خود و سر بر آید بکار قیامت و احاطه و
 آتش آید بر لب زبانه که قیامت بر آید
 و آید و آید و آید و آید و آید و آید و آید و آید
 و آید و آید و آید و آید و آید و آید و آید و آید

[illegible]

مکتوب دہم

شرح حدیث ابن رزیں

قال قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم اين كان
 "ابن رزیں نے کہا کہ میں نے پوچھا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جہاننا رب اپنی تخلیق
 رہنا قبل ان يخلق خلقه قال كان في عمام ما تحته
 کے پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا۔ فرمایا کہ وہ بادل میں تھا کہ اس کے نیچے جو اسی اور اس کے
 هواء وما فوقه هواء وتخلق عرشه على الهاء کہ
 اوپر بھی جو اسی اور اس نے اپنے عرش کو پانی پر بنایا یہ
 در مشکوٰۃ از ترمذی مروی است۔
 حدیث مشکوٰۃ میں ترمذی سے مروی ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ سے ہیں جو
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
 سلام رسول کے ساتھ جو پورا ان کی تہاں وہ صاحب پر ہے۔
 حمد و ثناء کے بعد تاج پر ہے تاکہ ان کا محمد قاسم اللہ اسکے
 گناہوں کو بخشے اور اسکے پیروں کو چھپائے خدمت میں
 سراپا کریم مولوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جو عید و ہمارے بنائے
 سلام مسنون کے بعد دعا کہ ہے کہ وہ مرتبہ مفتی
 حسین احمد صاحب مہندت بزرگ، پیغام انی نہایت اہل حدیث
 کی شرح کے کہنے کے بارے میں (جو یہ ہے کہ)
 انہوں نے کہا کہ میں نے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق کو

الحمد لله رب العالمين الرحمن الرحيم
 مالك يوم الدين والصلاة والسلام على
 سيد المرسلين محمد وآله واصحابه اجمعين۔
 اما بعد ہوا کہ بلکہ تاکہ وہ محمد قاسم غفر اللہ ذنوبہ
 وستر عیوبہ بخیرت سرا کہ مرت عظیم مولوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 خاں جملہ اللہ کا بادشاہ۔
 پس از سلام مسنونہ دعا شکر است کہ دو بار پیغام
 جناب تقدس آقا مفتی حسین احمد صاحب دربارہ تحریر
 شرح حدیث ابن رزیں۔
 قال قلت يا رسول الله اين كان ربينا قبل

ان بخلق خلقه قال لان في عمام ما تحته
 عمام و ما فوقه عمام وخلق عمر مشه
 عی سماء کہ در مشکوٰۃ شریف از ترمذی آورده بدید
 اندک و نه گزشتیم سید و سرایان عز و افتخارم گردید مگر
 چون این کوچه نا بلند بودم اول باز گزشتیم چاره ندیدم
 چس مگر بانقار جناب مفتی صاحب سلمہ اللہ و دوام اللہ
 بکاتہ اشارہ کردہ سر فحالت بزانو بروم و چون بودم چہ
 کزہ مگر بزم چہ نویدم و اگر پسو لزم این رشتہ نیاز
 نہ نیسو نہ بزم زخم مگر چون تمام ما از اطاعت خود ماں
 چارہ نیست و دیو سوس عالم التییب و الشہادہ کردہ
 مسلم بیست اگر فہم و ہشام آن خداوند مغیض الخیر و الجود
 نقیض بندی خیراتی کہ انما طرف بہلم برزند دین اوراق
 آغاز نہادم۔ گر بطریق ایسا حضرت عارف باللہ مولانا
 ہانی قدس اللہ سرہ العزیز و حضرت راح فی العلم جناب
 شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ اقتدای نصیب و نہ خود
 سے دوام کہ دین نارسا و من کجا و اشارات مانی مقامات
 این دو عالم متکلم کیا۔

بہ ہر گز مت کہ ان معنی میں دور و دراز دور
 خوشنویس یاں این خوشنویس ماہ باشند اندلی موت

پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا فرمایا اگر عمام و اباں میں تھا
 کہ اس کو چھپی ہو اچھی بند اوپر بھی ہو اچھی اور عرش کو پانی
 پر پیدا کیا کہ مشکوٰۃ شریف میں ترمذی سے نقل کی ہے۔
 خط کے ذریعہ مسلمان مسکند بچا اور میری عزت اور افتخار کا بیان
 بنا۔ مگر جو کر میں اس کو پتہ سے نا بلند ہوں اس سے پہلے تو عرش
 کے سوا کوئی چارہ نہ دیکھا لیکن جب دوسری مرتبہ جناب مفتی صاحب
 سلمہ اللہ دوام اللہ کا کہنے کے اعتبار کی طرف اشارہ کیا تو شرم
 سے نہ اسے جھک گیا و میں نہ نہ رہ گیا کہ کیا کردوں اگر مکتوں
 تو کیا مکتوں اور اگر ہمتی کروں تو تعلقات تو کس طرف توڑ دوں
 مگر جو کھانڈوں کو کھانڈوں کی اطاعت کے بغیر چارہ نہیں ہے تو
 حضور اور غضب کے باعث اپنے خدا کی طرف توجہ کے قلم اٹھایا
 پڑا اور اس جھلنی اور بخشش کے خدا کرے وائے کے نام کیا تھا
 ان خیالات کو اس طرح سے میرے دل میں ڈالے۔ اچھا ہادی
 میں کھانا شروع کر دیا افسانہ یاد شوق تاج محمد از مین جامی
 قدس اللہ سرہ العزیز اور علامہ راج جناب شاہ عبد العزیز
 رحمۃ اللہ علیہ کے اشارے کے مطابق میری یہ تقریر اوراق ہو جانے
 تو کیا ہی خوش قسمتی سے ورنہ میں خود جانتا ہوں کہ کیا حقیقت
 تک پہنچنے والہ آدمی کہاں وہاں وہ جہنم حاکم کے اشارے کہاں
 بظاہر آری معلوم ہو سکتا ہے کہ دور دور کے حضرات
 اس پہلو خوش کے خیال کی آغوش میں نہ سکیں گے اس صورت

نہ جس سے وہ شہید نہ وہ عوام صاحب علم و دین کو دین میں سترہ سال تک پرانہ ہوا وہ ہر جہان دیکھتے تھے کہ
 دور دور پہ رخصت مسہرہ ہاں اس دل کشف ہوتا تھا سترہ۔

ع۔ مولانا محمد رحیم جامی کہ بہت دیر پہلے ہاشمونی اور عالم و شرف ماہ دانشوری و صنعتی کے مصنف ہیں پختہ کے نہ ہاں مولانا
 ہاشمونی ہاشمونی۔ انہوں نے ایک وقت حضرت کے حسن انصاری اور ساقی شاہ کے مکتب میں جہاں حجاز کوئی مکتب نہ تھا پہلے مکتب میں اپنے مکتب
 شاہ محمد رحیم رحمۃ اللہ علیہ شاہ عبداللہ کے کفر کا کہو کہ تصریحات ما اہل بدہ فقیر اللہ کی حقیر اللہ کے کتب کے پیشہ کے کھانچوں
 شاہ صاحب نے بھی فریق حضرت شاہ صاحب نے مکتب میں حکام و غلامی الدین صاحب نے اپنے مکتب

بجز انی گذارش کہ چاک فرایند و ای در ماند و دراز
رفتادہ بدعاہ ہدایت و اختتام بر ایساں
در گیرند و دیگر گذارش کنند۔

چون ای قسم مضامین را بنی فرید قیادت
از اشکال بوجوت آوردن منت حلق است۔

منو اہم کہ متعدد چند پیش از عرض مطلوب عرض کنم۔

سین اولیں انی کہ در غور گذارش است انی

است کہ در آیت متشابہات و اختلاف

متشابہت چو مانا مانا را نباید کہ سختی گفتہ فارغ نشینم

ای المینان خاطر وقتی باید کہ ذہن را رسادہ با کال

راتا آن مقامات و مواضع فرید بود ای وقت کہ

اکشاف حقائق را سامانی ندادہ اند اگر می رسد۔ آری

پہرہیات و مسلمات فن حقائق را بر طور ملحوظ داشتن

ضروری است پس ہر احتمال را راست آید و مخالف

پہرہیات و مسلمات ایسا فن نباشد۔ اگر بہ اعتقاد

و جزم و المینان خاطر کافی نیست باری بہ ہدافتہ

طاعتان بکار آمدنی است۔

میں اس گذارش کے سے کہ میری تحریر کو غلط نہ کہے
اس ہدایت کی راہت و در جانیہ ہمت کہ ہدایت و ہدایت
پر غلطی کے دعوت و دعوت اور میری اور کیا گذارش کروں۔

میں کہ اس قسم کے مضامین کو قیادت کے بغیر
مختلست استانی کی طرف دانا و شواہد سببیں

چاہتا ہوں کہ چند قیادت میں اس قسم کے ہمت کرنے سے پہلے عرض

پہلے بات پہلے بات جو ہر قسم کے قابل چاہیے

کہ آیات متشابہات اور احادیث متشابہات

میں ہم جیسے نادانوں کا ہمت نامہ نہیں کہ ایک آحاد ہمت کہ

فارغ ہو نہیں۔ یہ المینان دس وقت ہونا چاہیے ہدایت

کہ حقیقت تک نہ پہنچنے والے ذہن کو ہمت مقامات تک

ہو۔ اس وقت کہ حقیقتوں کے ظاہر ہونے کیلئے کوئی سلامتی نہ رہا

ہے کہ کوئی بات ہو سکتی ہے تو شک و گمان اور تجزیہ ہی ہو سکتا

ہے۔ ان حقائق کو اسرار کے ہمت کی۔ ہمت ہمت اور ہمت اور

کو ہر حال پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ ہمت ہمت ہمت ہمت

نکالت ہے۔ ہمت ہمت کے ہمت ہمت اور ہمت ہمت ہمت

نہو اگر دل کے المینان اور حقیقت اور اعتقاد کے ہمت ہمت

ہے تو نہ ہمت آہ ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت

ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت

ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت

ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت

ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت

ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت

ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت

ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت

ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت

ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت

ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت

ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت

ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت

ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت

ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت

ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت

ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت

ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت ہمت

مُتَشَابِهَاتُ مُتَشَابِهَاتٍ مُفْتَنٍ جِہَا | و سرائیں میں ایسی است
کہ متشابہات متشابہات متشابہات

انکار گشتہ اند کہ حق مشبہ باطل و احتمال تصور مشتبہ اند
مقصود سے گردو با اگر آتی را بآیت درو حدیث را بعد شد
و اگر تفسیر و تائید کردہ اند۔ و فکر بریں با ہم و اگر متشابہ
و متماثل باشند۔ اگر اول است مثالیں

يَسُبُّ اللَّهَ فَوْقَ أَيُّدِيهِمْ آيَاتِ

الَّذِينَ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى آيَاتِ

و ہم حدیث مشار الیہا است۔ چہ این ہرہ خصوص بر
مشابہت ذات و صفات و تمایلات خداوند کی بذات و
بجوارح بنی آدم و دیگر حیوانات دلالت داند و بیانات
لَیْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (قرآن کریم)
و ہم بشبہات دلائل حلیہ از مسلمات است
کہ درین جہیں امور بجز مشابہت ہی اشتباہی درگزیرست
و اگر ثانی است مثالیں آیت
إِذْ قَالَ رَبِّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِدُكُمُ
الْأَرْضَ خَلِيفَةً (قرآن کریم)

و آیت
وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ
يَا آدَمَ

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا
أَتَيْتُكُم بِبَيِّنَاتٍ وَجَعَلْتُ لَكُمْ
رُسُلًا مُصَدِّقِينَ لِمَا قَعَدْتُ لَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ

مُتَشَابِهَاتُ مُتَشَابِهَاتٍ كَيْفَ كَيْفَ | اور اس بات کا مجید یہ
ہے کہ متشابہات کر

متشابہات اس کے کہ ہے کہ حق باطل کیساتھ مشتبہ ہو جاتا ہے
اور اس مقصد پر غرض مقصد کا مشتبہ ہو جاتا ہے۔ تا آنکہ بشبہ
دور ہو جائے جبکہ ایک آیت کی دوسری آیت سے اور ایک حدیث
کی دوسری حدیث سے تفسیر و تائید کی ہو۔ اس بات پر غور کرتے ہوئے
ایکے سرے کے متشابہات ہی میں مگر فرقہ اپنی تائید کے لئے نکال رہا ہے
"انہ کا اہم تہا ان کے اھول کے اہر ہے"

یا

"رحمن نے عرش پر بجلی فرمائی"

اور مذکورہ بالا حدیث ابن ندیم بھی متشابہ ہے کیونکہ سب سے پہلے
خدا کی تعلیمات اور صفات ذات کی آدمیوں کے لغو و اسقاط
اور ذات کے ساتھ مشابہت پر دلالت کرتی ہیں اور
"اس الشکل مانند کوئی چیز نہیں ہے اور وہ منہ کیسے لایا ہے
کی دلالت اور ان حلیہ کی شبہات کے مطابق یہانی ہوئی
ہوئی ہے۔ اور اگر دوسری جگہ کی مشابہت ہو تو اسکی مثال آیت
جَعَدْتُكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ
خلیفہ بنائے والا ہوں۔"

و آیت (اصب قول)

"و جبکہ فرشتوں سے کہا کہ تم کو پیغمبر کرو
یَا آدَمَ (آتش)

"و جبکہ مشتبہات میں مباہلہ کرینے پر تین
کتاب اور ایک دینی پیر پر تیسے پاس کوئی
رسول تھا ہر ساتھ والی کتاب کی تعلیم کرنے والا

لے خصوص تمہارا ہے۔ صاحب تمہارے ہی آتش۔ صواعک۔ نور۔ و انفس میں نقل شئی۔ جہاں انتہا۔ لائن من الکلام
یہ کلام میری زبان پر لکھا ہے نہ میری

بِهِ وَلَتَنْصُرَنَّهٗ

آیت

وَمَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ جَبَلِكُمْ
وَلَكِن تَرَسُولَ اللَّهِ وَخَلَقَهُمُ الْبَيْتِیْنِ

است۔

آیت اولیٰ (اذا قال ربك تعذیر آیت ثانی (واذا قلنا للعلیقة) وثانی فی جملة مقتضیات اول و مودعات است یعنی چون دین محمد احتمال مجبودیت حضرت آدم علیہ السلام نیز موجب تردد و محال بود بآیت اولیٰ رفع این دویم فرمودند و اشاره به نیابت و مجودیت بالعرض کہ همانا مفاد قبله باشد نمودند بالجمله خلافت مقتضی آن است کہ همه شیون منیب و مستحلف مسبب یاقوت در خلیفه در آیند۔ و این مجودیت مودع آن است و مجودیت باعتبار نفس مفهوم محام بود مجودیت ذاتی باشد یا عرضی۔ خلافت کمال بالعرض فرو آورد و همچنین اخذ میثاق انبیاء و مشیران است کہ انبیاء علیہم السلام را بحضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم وی رسانند یا باید آورد۔ مگر چون معلوم نبود مصفون خاتم النبیین آتما موجود اند و مصفون خاتم النبیین نظر لک ابر الفاظ در حدیث ضعف بود۔

مفاد آیت۔

اِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الْبَنِيَيْنِ (آیت ثانی)

احتمال مخالفت مقتضو را از میان برداشت۔ مگر هر چه با دایا و آیات متشابهاست و احادیث متشابهه منقطع حرم و منزلت الاقدام باشند توان گفت کہ مثال

آست تو اس پر ایمان لانا ادا اسکی مدد کر۔

اور آیت (آئندہ) ہے۔ (یعنی)

اور نہیں ہیں محمد اسل اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ لیکن (وہ تو) اللہ کے رسول اور نبیوں کی مہر ہیں۔

پہلی آیت (اذا قال ربك) دوسری آیت (واذا قلنا للعلیقة) کی تفسیر ہے اور دوسری آیت پہلی آیت کی تائید کہنے والی اور بخبر اس کے مقتضیات میں سے ہے یعنی ہر کس اس حمد میں حضرت آدم علیہ السلام کی مجودیت کا احتمال توحید پرستوں کے تردد کا سبب تھا اس سے پہلی آیت (اذا قال ربك للعلیقة) اس میں وہ کم و کور کر دیا اور بالاسطہ نائب ہمنے خود کو ہمنے کی طرف اشارہ کر دیا۔ کیوں کہ یہی اصل ہمنے کا مطلب ہے۔ بہر حال خلافت اس بات کا قائل نہ کرتی ہے کہ اللہ کی تمام شائیں محب نیات خلیفہ دینی تو ہیں و تہائیں اور یہ خود ہونا اسکی نسبت کرتا ہے لکن مفہوم کے اعتبار سے مجودیت عام ہے خود مجودیت ذاتی ہو یا عرضی لیکن خلافت نے اسکو عرضی پر محمول کر دیا اسکی طاعت انبیاء سے جدا کیا اس طرف اشارہ کہ ایسے کہ انبیاء علیہم السلام کا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کی طرف نیاز مندی سے مدد نہ کرنا چاہتے لیکن اسکی وجہ معلوم ہے یعنی خاتم النبیین کے مصفون نے اس کی وجہ بیان کر دی اور ظاہر الفاظ پر نظر رکھتے ہوئے خاتم النبیین کے مصفون کو شہید تھا۔ چنانچہ آیت

اور جبکہ آیا اللہ نے نبیوں سے عہد

کے معنی نے قصہ کے فوائد احسن کردی میان سے ہٹا دیا مگر کچھ بھی جو متشابہات و احادیث توام و غلطی اور قدم کے دلگاہ جانے کا سبب ہیں نہیں کہا جاسکتا کہ ہم عیسائی

سے خلافت آدم ہے۔ ظاہر کیونکہ کہ اللہ کہہ کر چاہتا ہے واسطہ صابراہ راست نہ تھا کیونکہ براہ راست اللہ تعالیٰ مجود ہے۔

مانا جائے، حقیقت اسلام و مقصود شارع رسیدیم
 و گوهر کون معانی را بکلو: گاه تفسیر کشیدیم
 کہیں منصب و زنجیرات و احادیث جز انبیاء کرام
 طیبہ السلام را بخان فی السلم ذاتیاب اوشان
 کلمات نفرموده اند آری
 گاه باشد کہ کوکب مدائن
 بغلط برداشت زند تیری

باین سبب تفسیر عروم کہ بحر انبیاء کرام طیبہ السلام
 یا اسخان فی السلم صبر عوام اند، و خور اعتقاد یا جویم
 و اطمینان تسلیم نباشد
 تا پس از کہ مسلمات عقائد و بیسیات این فن
 را ملحوظ داشته باشند، دفع اولیام طاعت و وسوسه
 بجفتہ بہ زیر قلم احوال تصور است
 سخن دوم: این دویم آنست کہ عالم غیب و شہادت را
 با چمنان متعلق یک دیگر پیوسته داشت
 کہ روح و بدن، مثل حق یک دیگر بنییم، یعنی یکما یک
 رتوت با و و سامعہ بر چشم و گوش تباری قیاس
 نقول کرد یک نفس سبب تفاوت خاک و صاب
 پاک است کہ جسم و روح و دو چوینہ است عالم
 غیب یکسان عالم شہادت تبیہ پیور و در اشتراک
 این تصور بسیار فرمود: باینست

غیب را ایست و قبلہ دیگر است
 آسمان و قناب، آگراست

حقیقت و اقصد در شارح طیلہ اسلام کے مقصد کو پہنچ گئے
 و پرورشید مدنی کو تفسیر کی جلوہ گاہ میں آئے
 کہ یہ مرتبہ اس جیسی تشابہ احادیث اور آیتوں کی تفسیر کے
 پلٹیں نبیاء کرام طیبہ السلام اور یا علم یہ کونہ طلاء و بنیائے تہیں
 ہیں ان کے کونہات کن کو نہیں جانتا ہے۔ بایں
 کبھی ہوتا ہے کہ نادانانچہ
 قائل سے نشانہ پر تیرا تیرے

اس سبب سے عام لوگوں کی تفسیر اور انبیاء طیبہ السلام یا
 علم میں پختہ علماء کے سوا سب کے سب عروم میں پختہ اعتقاد اور
 احادیث، چمنان کے ذوق نہیں ہوئی۔

پس اگر اس کے بعد کہ ماننے کوئے عقائد اور اس فن کی بہی
 باتوں کو بر علم و ملحوظ رکھتے ہوں، طعن فیض مال و گوں کے و نام
 اور ناقابل بیان و وسوسوں کا ذکر کرتا ہوں کہ کوالی سے تصور ہے۔

دوسری بات

دوسری بات یہ ہے کہ عالم غیب اور
 عالم شہادت کو جس طرح ایک دوسرے
 کے معانی ہیں کہ چاہتے جیسا کہ روح و بدن کو یکساں
 کہ جسم و روح یکے کے ہیں جیسا کہ دو کساہ و کساہ غیب میں ہوتی
 دیکھنے اور سننے کی طاقت ہے، اس میں فرق نہ ہو، غیب و شہادت
 جو سب وہ کساہ عالی سوت میں یکہ و تالی سے ہوتی
 عام شہادت میں بخوشی تالی، مگر جیسا کہ دیکھنے والی و سننے
 و اذیت کو تالی، سمعہ و ہوش میں تالی، مگر جیسا کہ
 تالی عالم پاک آفرینہ جسم و روح میں تالی، غیب کی دنیا
 کے کساہ کو تالی کے کساہ و ہوش میں تالی، غیب کی دنیا
 و نام کی طاقت کے کساہ کو تالی، مگر جیسا کہ دیکھنے والی و سننے
 غیب و ابدل اور پانی اور پانی کہ ہے
 کساہ و تالی و تالی میں تالی ہے۔

مگر ای فخری من! کرمش آن آید خرمی به باشد
چون که وقت تو گمان آنانی بهای او نیست
ما حاضر - متواین - غصه بهیستی را بهیچ عذر و نهی
تو که کماست بخار با شمع و بستر نام بهیچ
همچو آن در کمال است تا بهیچ عذر و نهی
موقوف آن عرق است و نهی بهیچ عذر و نهی
سعی ای علق بازی و عرق است نهی است که
نیفت بهیچ است که بهیچ عذر و نهی است
آن حرف نیاز چنان که در خیر بهیچ عذر و نهی
باگزین باشد.

[illegible][illegible][illegible][illegible]

کے احاطہ میں آئے۔ قاعدہ اس کے برخلاف ہے کہ مکمل احاطہ
چیز اس وقت سے بڑی ہوتی ہے۔

احاطہ جسمانی اور احاطہ
تجلیات میں فرق

کے مکان میں ہوگا تو اس کو چھوڑ دیا اور اپنے نظریں کی طرف متوجہ رہا
اور تجلیات کے احاطہ میں نہ گئے بلکہ ان کا حرکت کرتا رہا۔ یہ
لورڈائی مقام سے تھوڑی دُور ہے۔

اور احاطہ متبادرہ میں گھیرتے وقت اندازاً وہ کام
کرتے والا نہیں ہو سکتا اور حقیقت کے احاطہ میں نہیں رہتا
کہ ایک اعتبار سے تجلی کرنے والا ہونا پڑے۔ اپنے
بیانات میں ورنہ وہ احاطہ کرنے والی ہو جاتی ہے۔
کوچہ نیز سے گزرتے ہیں یعنی اپنے گھر سے گزرتے ہیں
ہاتھ کے وسط میں رکھیں تو اس مکان کی چھک چھک
اس کعبہ میں جلوہ گر ہوگی اور اس کعبہ کو احاطہ میں لے کر
میں سے اٹھ کر آیا ہے اس مکان کا احاطہ نہیں کر سکتا۔
ہو جو اس مکان کا اصل لورڈس کعبہ اصل کو گھر ہے۔
احاطہ الی نظر آتا ہے کہ مکان اور لورڈس کعبہ محاذ
محاذ حالت متبادرہ میں محاذ محیط کے اندر محیط میں گھر
پر قرار پائے ہوگا۔ لیکن اس کے پچھلے نہیں کر سکتے۔ اور نہ
میکر قلعہ نہ دل کہ پوچھ کر دیکھ کر کعبہ اس بات پر اتفاق
لیکن تجلی کے احاطہ میں آکر آکر اور لورڈس کعبہ
محاذ ہو جاتا ہے لیکن یہ اصل محاذ ہے۔ اور یہ اصل محاذ
جلوہ کا لورڈس کعبہ۔ نیز لورڈس کعبہ میں آکر لورڈس
سے لیکن تجلی کو چھوڑ کر کعبہ میں آکر لورڈس کعبہ

فرق درمیان احاطہ جسمانی
و احاطہ تجلیات

بودن یا نہ بود و رو بطرف خود و دور در احاطہ تجلیات
تحرک تجلی از چیز اصلی و مکان ذاتی خود ضرور نیست۔

در احاطہ متبادرہ وقت احاطہ موقوف مجید موقوف
نہیں شد۔ و در احاطہ تجلیات ممکن است کہ جیکو
متجلی ذاتی محیط جلوہ گاہ و نظیر خود ہم بود۔ نہ چینی کر اگر
مکعبی از شمش آئینہ ساخت در وسط مکانی گذرند
جہات سے آتی مکان خود اس کعبہ جلوہ خواہد نمود و
آں کعبہ را بطریقیکہ اشارہ کردہ ام محیط آن خوانیم
گفت مگر باین ہمہ اصل مکان و آں کعبہ را
اگر ہمیں معادل بالکس است۔ مکان محیط است
و کعبہ مذکور محاط۔ چینی در احاطہ متبادرہ متقرر
محاذی محیط یا اصلی جزو من محیط باشد۔ بالکس
نہیں منت۔ از دیوانہ حرفتہ تا فاشاں باید رسید۔
ہمہ را درین قضیہ اتفاق است۔ اما در احاطہ
تجلی نشان کہ احاطہ از زمین باعتبار این ظہن
مکان است۔ پس تجلی و غلاب اگر محیط جلوہ گاہ و
نظیر ہوا ہو۔ محاذات باشد۔ ناچار متبادرہ تجلی
ہو۔ است قدر بطریقیکہ و نظیر جلوہ گاہ و نظیر بود۔
پس کعبہ وسطی را پیش نظر خیال گذار۔ پس کو

است نہ برعکس۔ اگر نہشتی دیکھتے ہو تو دل بوجی اس
قصہ میں ٹکس و مشغوبہ گریہی۔ اندر میں صورت اگر
وجود و لازم و وصف و وجودیہ را لازم ذات و غیرہ
بجا باشد۔ مگر اگر مقل یا ایک ہی باشد یا اشتہ باشد خود
پندار شدہ باشد کہ وصف نہ اور نہ ہم تحصیل موصوف
مطلوب است فی الجاہل بعد و خود پر یہی مستدر
ولایت وار و موصوف معدن اوصاف است
اندر میں صورت موصوف در یک نفس خود متجان و مثل
ذاتیہ و لازم ذات خود نہشتی۔ آری وصف و
و لازم ذات و تحقیق خود و متعلق موصوف باشند۔

نظر ہی مگر موصوف ایک ہی ذات و توحید زیر نظر
کشد ہر دو مرتبہ ذات اثبات ضروری است۔ اگر
بیشیت تخیل و وصف کہ در مرتبہ و صفیت پر دو
کچھ سلب۔ انہ تہ ذات لازم۔

شرح معانی | شہنا این مما استدعی بطنے خودہ۔ در
ہیست خطہ مرتبہ۔ فاعل و متوسط
ہیست۔ و عدم باشند۔

۱۔ ایک عدم فوق فی
۲۔ عدم عدم استانی
عدم تحتانی اور غیر نفس است و عدم فوق فی از وہاں
مک شدہ نور میں کہ کتب از آفتاب بود و در وقت
ما آفتاب و صوب گویند و عدم دارو۔

ثابت ہونے میں موصوف کے وجود کی متعلق ہے نہ یکس کہ خود
حالت و وقت چہ ہر اگر کوئی وصف سب پہلے آتی تو یہ قندہ
ہی نفس اور برعکس ہوتا۔ اس صورت میں اگر وجود کو لازم و عدم
میں نہشتی والی صفات کو اس کی ذات کے لئے لازم نہیں تو درست
ہوگا لیکن جو شخص کہ ایک چیز پر دیکھنے و مقل کتا ہوگا اس
نہ خود کہہ رہا ہوگا کہ سالار ہوں و ان وصف موصوف کی تکمیل
کے لئے صاحب نہیں ہے نہیں بلکہ سالار اول و سالار ثانیات
پر وہاں یہ کہتے کہ موصوف و سالار کی گاہ ہے۔ اس صورت میں
موصوف اپنے کی ذات و ان و انہ ذات نہشتی و لازم
و لازم نہشتی و موصوف و ذات و لازم ہوں یہ اپنی
انہ کے لئے موصوف کی ذات ہوگا۔

اس بات پر نظر رکھتے ہوئے اگر موصوف کو مطلق و مجرد دیکھنے
کی نہشتی نہ ہوگی۔ میں تو سب ذات کے مقل میں ثابت کرنا
ہے وہ اگر کہتے کہ خود کی نہشتی ہے کہ موصوف کے بت میں ہے ہم
دیکھتے تو اس صفت کا ذات کے بت میں نہشتی کرتے نہشتی ہے۔

میں کی شرح | اس چہستان کی شہنا کہ تفہیم کی مقل پر کہات
ہیست کہ یہ کہ یہ شہنا کہ یہ خود میان کہتے
دو نہشتی کے در میان ہوتے ہیں۔

۱۔ ایک عدم فوق فی یعنی وجود پہلے کا عدم
۲۔ عدم تحتانی یعنی وجود کا عدم
بچنے کے درجہ میں عدم نفس کے آئینہ میں نہشتی اور نور
کے درجہ میں عدم کمال کے دامن میں ہے۔ مثلاً میں کہ نور
جو کہتے ہیں اس پر کہتے کہ ہر وقت میں کہ وہ صوب کہتے ہیں
و عدم رکھتے ہیں۔

۱۔ اگر مقل وہاں کہ کہ ہے جو اپنے زوہ صفت کی شدت اور مقل کے اعتبار سے مختلف ہو رہا
۲۔ اگر ایک ایسا مقل ہے کہ وہاں کہ کہ ہے جہاں وہ نہشتی ہے نہشتی۔ وہاں یہ نہشتی اور بعد وہاں پر کہ کہ
۳۔ یہ نہشتی و مقل کہتے ہیں کہ نہشتی ہے نہشتی کہ نہشتی ہے نہشتی۔

ایک وقتانی جو کہ زمین کی ذات میں ہے کیونکہ زمین کی سطح
کے زمین والی اٹھ ہیہ نور کو گنتی ہے۔

دوسرے دم وقتانی جو کہ نور کے بلند تات میں ہے مری
م ہو ہے وہی شعاع نور و نور جو آفتاب میں پکڑا ہوا ہے
ان کا جاتا ضروری ہے۔

سب جات میں جو کہ جوپ کاں توں پہر ان کا جات ہے
پس جیسا کہ چنے کہ جیتہ کا دم زمین کے نقص پندہ کہ کتب
و طبع اور یہ کہ دم شعاع کاں نور تات میں ہے شہد
نور کے کک کاں پر کھد ہے جگہ میں ت جات و نور تات میں ایما
جہاں کہ علم و قدرت و غیرہ صفات کا اطلاق ہونی توں ممکنہ نہ
ہے کہ جو صدور کے۔ ائمہ معروفوں میں نور اس کی وجہ ہے
کہ یہ نام ہونی توں کیلئے تجویز کے لئے میں ان اسرار کا ان کا
وقتانی آیت میں ہونا جس میں نیا نہیں ہے سیاہی کتبانی راہ میں۔
غرض جیسا کہ جوپ و شعاع کا ایک مرتبہ میں ہے جو کہ نور
لی نیچے کے جہوں سے لیٹھہ ہے۔ جس کی نہ تو مراتب عالیہ
پہر اس کا اس قدر درست ہے اور نیچے کے مراتب میں سی طرح
صفات معلومہ کو تصور کرنا ہے مگر جیسا کہ نورانیت جو کہ جوپ
اور شعاع و کمال اور اسل میں مراتب عالیہ میں نیچے درست
نہیں وجود ہے۔ اس کی وجود اور تعلق جو دران صفات کی میں
ہے۔ انچہ ان کا صفات وجودی ہونا اتنی بات پر کرات
تزیہ سال میں ان کے توں میں سے کہ وہی ذات کا مرتبہ ہے
اکل نور اتم نور پر ہوگا۔

میں کا میں نے چوٹ
اور وہ دم کو ذات کے مرتبہ کے نتیجہ ہے

جیسا کہ نور کو ذات زمین است۔ چہ نور انست
کہ زمین و نور کو ذات ہی نور و نور۔

دوئم وقتانی جو کہ مراتب عالیہ نورانی شعاع
مستطیلہ و ان نورانی شعاع کو کہ جرم آفتاب ہو اقرار
کے ضروری است

نور و نور کہ اتم نور جوپ کاں مراتب عالیہ
پہر ان کے دم میں تات میں نورانی شعاع و نورانی شعاع
نور وقتانی پر کہ شعاع و نور طبعی آفتاب شہد
است۔ نور میں نیچے و اتمہ باشد کہ اطلاق معلومہ
اور نہ غیرہ صفات کا جہاں مراتب ہوا است کہ نورانی
اصد و شہد و جوپ میں تات و نورانی اتمہ و نورانی
مراتب است۔ طبعات ان و مراتب وقتانی پر جوپ کاں
منور باشد کہ نور مراتب تحتانی غرض پیش کی کہ جوپ
و شعاع و مرتبہ است معین میان ان و مراتب عالیہ و
ماخوذ ہی کہ اس کا تعلق بہ مراتب عالیہ درست است
نہ نہ مراتب سائنہ و جہاں صفات معلومہ تصور
پایہ کر۔ مگر چنانچہ کہ نورانیت کہ جہاں و جوپ
شہد است و مراتب عالیہ پر نیچے قائم وجود است
چنانچہ وجود و تعلق کمال میں صفات است۔ چنانچہ
ذات وجودی ہونا انہا نورانی اتمہ شہد است
و مرتبہ عالیہ از مراتب انہا کہ جہاں مراتب ذات
باشد ہر جہاں کمال و اتم باشد۔

تقریباً ہر مشکل میں
انہی بانوٹوں کا مستطیلہ باید دید
و جیسا کہ صحت اقرار مرتبہ و نور

از مرتبه ذات لازم می رسد یعنی بخیریه و او نام محرم
اینکه می گویند که اگر مرتبه صفات هر چه بخواهد
خلو ذات از صفات گمان لازم خواهد آمد از دل مندرج
این می رسد چه عدم صفات فوت فی صورت انفس
نیست. این وجهی است از آن است که عدم فوت فی
را بهر عدم صفات فی قبس کرده اند

انتم ہر مرتبہ صد از کمالات وقت ثابت بکے اگر ایسے
مہربان ہر وقت ثابت کنندہ زمین پر ملیا اور فرو
قہ رہا شفعہ

غرض میں ان کو مراتب ساقطہ از صفات بحساب
آپنا معاملہ اپنے طور پر شروع و پختہ کرتے ہیں
اور ان مرتبہ ذات منجملہ انہیں بایہ فیضہ و بایہ
نیاید لغت کہ مرتبہ صفات بجز تکیل مرتبہ ذات و غیر
تقصان سے مطلوب است کہ ان سے ملوث نہ ہو

اصل از دفع خودی را میزد و میزدانی که سال ذات
بازتر از سال صفات است. و حاصل کمال صفات
ذاتی از آن. البته هر چه صدر اگر مغرب است
بهر کمال و کمال کائنات یعنی ممکنات شطرب است
و چون نباشد خود حق و وجود ممکنات مستعار و
بمعنی است تا بعضی صفات تنبیه بر صدر. هر چه
صدر و بی آن بود و ممکنات صورت و کمال
بدان و صفات معرفت هر چه بد و در
ذات از طرز دم است.

اگر تا حال مطلوب است قصه عدوین نور بر زمین ز
آفتاب و قیامت و موصی حیدرت بر لب درخش چرخین
و در آتش و مهر و خضات بدر در گردن و موصی و

دوسرے مرتبہ یعنی مرتبہ صفات امکان لینے کی صورت میں
 لازم آتا تھا میں خواہ گدہ و خیال میں وہ بات کو چھوڑ دوں مگر
 صفات کا مرتبہ جو تجویز کیا جائے تو اس کی صفات سے صفات
 خالی ہونا لازم آئے گا، اس سے خیال میں دو مرتبہ چھوڑنا چاہیے
 فرقان صفات کا نہ پایا جاتا انھیں کاموں میں نہ کر رہے ہیں
 پیدا ہونے والے ملکین نے عدم فوقانی کو مہر توفیق سے پہنچا ہے
 قصہ تصریح کر مہر تصدیق و ثابت کی کلمات میں
 ہے بلکہ اس میں چھ کلمات پر بات کریں گے تو اس کے یہ معنی
 کہ کوئی بندہ میرے بیچ نہ آئے۔

[illegible]

مگر مثال در کار ہے تو زمین پر آفتاب کے نور ماضی
ہوئے اور اس کا کہ عمارت پانی پر ماضی ہوئے کہ کیفیت اور اس
طرح دوسری خاموشی سے نکالی اور زمین پر ماضی ہوئے اور اس

مزال طرف بطریق از مسدود و گنج اوصاف است و
نظریه را اگر این وجود را که میسائل ممکنات را با سراسر
فرا گرفت. صلوات اول با وجود منتهی خوانیم بحکم
باشد میسائل پس خیال که اطلاق و عموم وجود یک
وجود است. ولی الاطلاق. و اطلاق دیگر صفات
استانی نه علی الاطلاق. چنان که انشاء الله میسدم
روش می شود. و اقرار دو امر ضروری است.

یہی ہے کہ اس صفت و حمد از دیگر صفات اکبر و اعظم
است۔

انوار وجودی ہے کیف ہے رنگ
انوار دیگر صفات کیف و ملون

باشند. و انواع دیگر صفات کیف و طبعی.

شرح معانی | شرح این کتاب و تفصیل این اجزاء آنکه
سوا وجود و صفاتی را که بر نه بالای آن
مالی باشد. دیگر گفته اند همین وجود بود. مگر وجود را
باید دید که نه صفتی ماضی از خود سر نیز از غم گرفته
خود بدی است که بالاد وجود در مرتبه ثبوت و تحقق
واقع حقیقی نیست که ماضی است اعتبار معتبر بود و نه
دست نگار متزاج متزوع. و اینک مفهوم ما ماضی و ماضی
تر از وجود ماضی می باشد از حق آن اعتباری دانسته اند. و این

کتاب چاہئے کہ دو دو کا اس طرف سے صادر ہوتا ہے۔ دوسرا خاصا
کے صدور ہونے سے پہلے ہر آپ کو اس میں نظر رکھنے کے لئے کہ اس
دو دو کو کہ کائنات کے تعاقب کو کہ ہر دو دو کو کہ ہر دو دو کو
ہے۔ صادر ہوا اس کہ ہم دو دو کو کہ ہیں تو ہر دو دو کو کہ ہیں
اس خیال سے کہ دو دو کا اطلاق کو ہم تمام دو دو سے ہے
اور اطلاق کو ہر دو دو کو کہ کائنات اس کا اطلاق کو ہر دو دو کو
نہیں ہے۔ یہی کہ اگر دو دو کو کہ ہی اطلاق کو ہر دو دو کو کہ ہے۔
تو یہ کہ اس کی طرف سے ہے۔

ایک تو یہ کہ منت و بجز و دوسری صفات اکبر
و اعظم ہے۔

انوار وجودی ہے کیونکہ رنگ نام
دوسری صفات کے انوار کیف اور ملون

اور دوسری صفات کے اندر کیفیت طائے اربعہ نگاہ ہو سکتی ہے۔

اشکال کی شہادت

اس شکل کی تشریح جو اس مختصر کتاب کی
تفصیل سے چند جہوں کے ساتھ صحت کے لیے
ہیں کیے ہوئے ہیں اور مسند کے نو ذریعہ
وجود ہو گا لیکن جو کہ دیکھنا چاہتے کسی صفت کے لیے وہ
سے زیادہ عام ہوتے ہیں سریناز غم نہیں کرتا ہے بات خود
صاف ہے کہ وجود سے اور پر شکوک کے مرتبہ اور واقعی حقیقت میں
کئی حقیقت کے لیے نہیں ہے کہ کسی مرتبہ کے اعتبار سے صفت کے اور کسی
مشترک کا شہادت کے دست محمد ہادی بات کے نام کو کہنا اور

لے صدر اول خداوند تعالیٰ کو ذات صمد بیباک پر $\frac{1}{2}$ ذکر بخند۔ اس کے بعد اول کو تھام کر صمد میں وہ دھنستہ کہ گیات ۷۲ م

[illegible][illegible]

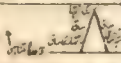
ہاں شد و افرو آن معروفات آن افراد مستندہ ماحدی
و پائی نیست بلاتناہی ای جانب پی می بریم و ہم وجه
شبه صفات خاصہ اند و جودہ اندری دریایم۔ چه
وہ زاویہ نہ زمین طور باشد کہ گنہائش افزائش و لاتناہی
فقط بیک جانب امنی جانب واقع باشد نہ درجہ
و دیگر۔ و پیدا است کہ سوای زاویہ شکل از اشال در نور
افزائش و لاتناہی در پتہ جانب بنا شد۔

انقسمہ و جودین الوجہ دلی العموم دلی الاطلاق
عام است و صفات دیگر اگر بیک جهت عام اند بہت
و دیگر خاص نیز باشند۔ نظر برین دو بر فرض مابا الاقباغ
باید کہ از دیگر شریکات آنرا قیود و پیدا است کہ مینویس
از اقسام کیف باشند۔ و بیش از شکی تخصیص بی تعلق
از مین صحت نہ بند و پس از تقطین و حسن تقطین
ہمون صورت حاصل باشد کہ از افتراق وجود و صفت
و عدم آن چنان پیدا آید کہ باقران شی اندر و نہ
و عدم آن امنی سطح برونی شکل دائرہ پدید آید۔

باقی اندازہ شدہ سطح برونی و سطح اندونی و دیگر
باشد قابل آن نیست کہ حاصل تامل فرمایید کہ نمی دانند

کہ صرف نظر بیکہ ہوت کہ کسی کلی می کہ کوئی وصف اوصاف میں
ستہ بودہ غایب کمان افراد متقدمہ کے ان خصوصیات کے ہذا کوئی
حد ہو۔ اتنا نہیں ہے۔ ان جانب کے فیوضات و لہذا نہ سراسر
لگے ہیں۔ ان نیز جو دے صفات خاصہ کی و بیش بہا و یہ
میں باقیست کہ گذارہ یوں بھی اس حققت کہ لاتناہی
افزائش کی گنہائش فقط بیک جانب یعنی کہ قاعدہ کی جانب ہوتی ہے
نہ کہ دوسری جہات میں۔ و لہذا ہر پتہ کہ زاویہ کہ سو۔ اشکال
کوئی شکل کسی جانب میں افزائش نور لاتناہی کے لائن نیل ہے۔

منقسمہ کہ جود و تمام عقایدات و عام طور پر
- طلق طور پر عام ہے اند دوسری صفات اگر بیک جهت
عام میں تو دوسرہ عقایدات خاص بھی ہیں۔ سادات نہ
رہتہ ہوتے بر خاص میں۔ قیہ۔ پاجتہ بودہ سراسر
چیز و صفت۔ اس کو خاص کہند۔ و ہر بہت زمین کی
اوقام میں ہوتی۔ اس کو قیہ بہت کہ زمین کی
تفہیم میں تو کل پتہ زمین پر ہوتی ہے۔ و ہر تفہیم کا حاصل
و بی صورت۔ مسخر ہوگی کہ جو ایک۔ جھٹوں میں صحت کے اور
دوسرے تفہیم میں صحت کے عدم کے شانت میں ہر دور
ہو جاتی ہے جیس کہ واقعہ کی اندونی سطح اس اندونی سطح و عدم
میں نہ دلی سطح و دونوں کے ملنے سے دائرہ کی شکل پیدا ہوتی ہے۔
باقی رہی۔ بات۔ باز کہ سطح میں اندہ کی سطح کا عدم و
اندہ کی سطح میں ہر کہ سطح کا عدم ملحوظ ہے۔ ان قابل نہیں ہے



سطح گزشتہ شکل میں قاعدہ مستقیم و منحنی و کلاہ برکتیہ شدہ
انہ محدود و قاعدہ کی طرف۔ انہ مستقیم و منحنی و کلاہ برکتیہ شدہ
سطح اندونی و اوپر کی سطح نہ کہ دائرہ۔ کہند۔ شدہ و سطح اندونی و کلاہ
کہند۔ سطح نہ کہ دائرہ و کلاہ برکتیہ شدہ۔ کہند۔ سطح اندونی و کلاہ
کہند۔ سطح نہ کہ دائرہ و کلاہ برکتیہ شدہ۔ کہند۔ سطح اندونی و کلاہ

بالجہد انور و دوہ کی عیت ہاں ہند و انوار دیگر
صفات پاکست، لیکن آں جا کہ در عالم غیب
و عالم شہادت ہماں تفتابی و تھا کس است
کہ در عالم انوار و عالم اجسام ہر گور و روح گوت
پاسرہ نہاںد جسم را بعیت ابد اش چشم دادند و درین
تفتاب میں مناسب حال تعاقب لحاظ و محلی ماندہ کیفیات
انوار را با کیفیات اجسام تعاقب و تطابق باشد۔ و چون
نباشد خود عالم اجسام آں نور تفتاب باشد
یا نور دیوان با وجود مذکور کشف تعاقب تطابق و
توافق دارد۔ اگر فرق است ہمیں است کہ از فور نام
اجسام کیفیات اجسام شکست نہ شوند و از وجود
مذکور کیفیات تعاقب علیہ خداوندی از صفات عدم
بقصور وجود مشرف نہ شوند۔ نقل یہ کیفیات این
عالم با نیز با کیفیات آں عالم تطابق و توافق
می باید و بخواہ ہمیں توافق و تعاقب در مرتبہ تجلی کر
ہمانا بحساب غالب رویا و خواب است انکشاف
آں بہ تہیہ مناسب و مطابق خواهد بود و حسب
تطابق سرخ و سبز و زرد و بنفشہ خواهد نمود۔ یہی
چنان کہ از روی عالم اجسام رنگ سیاہ را قرنی
خاص است بر بی کیفی چہ اشارہ بظلمت کند کہ ہمہ
کیفیات در آنجا فرو ہفتا ہندہ می باید کہ انور وجود
در پیرایہ سیاہ ہمیشہ طالب ظهور کنند۔ یہی تعاقب بر ہند
بعضی ابر سیاہ بودن آں زیادہ تر چہاں ہند و
ہمہ اشارہ بر حقیقت الامر حاصل و اباحت و
منطبق شد۔

نتیجہ یہ ہے کہ وجود کے غار کی کوئی کیفیت نہیں ہوگی
انور و دوسری صفات کے انوار ایک ہونگے لیکن چون کہ
عالم غیب اور عالم شہادت میں اسی طرح کا تقابل ہو سکے
و مناسب جیسا کہ عالم ابدان اور عالم اجسام میں اپنا چہی ہو
روح میں دیکھنے والی قوت مکملی تو ہم کہ اس کے مقابل میں
آنکھ بخشدی اور اس کا مقابلہ حال کے نہاں بلکہ کلمہ نور میں گہا۔
انور کی کیفیتوں کا جسموں کی کیفیتوں کے ساتھ مقابل اور تطابق
ہو کہ یہ اصولی نہ ہو عالم اجسام (دنیا) کا نور خود وہ آفتاب
کا نور ہو۔ آفتاب کے علاوہ دوسروں کا نور (جیسے ستاروں کا،
مذکورہ وجود کے ساتھ تطابق کے واضح کرنے میں کچھ نہاں ہے کہ
مطابقت اور موافقت کہتے ہیں اگر کچھ فرق ہے تو اسات کا عالم
اجسام کے نور سے اجسام کی کیفیتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ اور مذکورہ
وجود کے انوار سے خداوندی علمی حقیقتیں کہ کیفیات عدم کے
ہوتے ہیں وجود کے درخشن حاصل کر لیں۔ اس عالم کی کیفیت
کیسے ہمیں اس عالم کی کیفیات کیساتھ تطابق و موافقت
چاہئے اور اسی موافقت و مطابقت کے لحاظ سے تجلی ہے۔ یہی
کہ قوی طالع کے لحاظ سے رویا اور خواب ہے۔ اس کا انکشاف نہاں
وہ مطابق طریقے میں ہوگا اور مطابقت کے توافق سرخ، سبز، زرد
و بنفشہ ہوگا لیکن جیسا کہ عالم اجسام کے رنگوں میں سیاہ و رنگ
کو بی کیفی کے ساتھ ایک خاص نزدیک ہے کیونکہ وہ یکجہی اندیشہ
کی وجہ اشارہ کرتا ہے کہ رنگوں پر کچھ کیفیتیں نہاں ہو جاتی ہیں
اس سے ضروری ہے کہ انور وجود کو سیاہی میں غائب کی
نگاہ میں ظاہر کریں۔ اس مان لینے پر حکمہ کا سیاہ بادل کے نیچے
میں ہوتا زیادہ تر موزوں نواز اور شاعرانہ خیالیں ہوتی ہیں
جو کہ حدیث باہ میں فرمائی تھیں کہ ایک شخص ہوتی۔

تین لکھی بزرگ قوم سلیم دارا یسند در غوغائی خواہ
 بزرگ کچن ای کہ غور نہایت خط و بنوس با دان
 است کہ جب تا جزو ابرار شدہ فیضی بطور محبت تاج
 نظیر قد و زن کرد مرثیہ بجز روضی خود مستور و مستند
 خط و مودت بجز بنی وجود از نہر تبت خود با شہ
 ویدہ است کہ جو دین از منزل حصہ وجود با شہ
 غرض از یہ کہ کہیند الطریق مراد بنی از سیدہ
 بر خود و منہ خط بجز غبار صحت و درشت است۔

بقی ماند اینکه حقیقت در کدام جانب است
است تحقیق فیہ غوامی طرف تحقیق دانند
تفاوت این حقیقت و اوست حقیقت را
از طرف مسلم جازند و مجاز برای طرف گنجد و در
اسماء در هر دو جنب حقیقت بنماید

و این را اندک آنکه اگر شکر و پانها را و غیره
مخلوط با زرد آفتاب را است تا به سفید باشد
خود را در صحن طریق نبوت از هر پاپ و قدس بکن
تر باشد اگر که دست بپوشد با کعبه یک گفت. مشه
زاده و بعد از آنکه از این کعبه به سال سال می
بگذرد باشد که این ورت را در هر پارتی تزیین
مسی با دست.

این نمون مطلق و ناممیزد برین رسم تحقیق است
و هم بر آن و در این کتاب و در این کتاب و در این کتاب
و در این کتاب و در این کتاب و در این کتاب

اس کے بعد جو شخص پہنچا وہ سب ایک ہی بات سے خود
بے ہوش ہو گیا کہ میں نے نہایت کاظیور دانش کے ہوش پر وقتوں پہ کہ
دانش بادل کا بن جزوقتی ہے سو کھنڈہ غنائی کی عملی حقیقتوں
کا کھنڈہ جو یہ حقیقتیں کہ پوشیدگیوں کے مرتب میں پہنچا جو چاہئے
ہوئے تھیں مگر غیور مردوں اور جاہلستہ تو وہ بود کہ اپنے اساطیر
سے بچنے کرتے تھے اور افسانہ کہ خود آتشوں کے بعد وجود پر
کا کہ جس سے وہ اپنے غرض میں پہنچے خود انھیں غلو کا اطلاق
یہ بادل کھنڈہ نہیں اور نہ خود بے ہوشی کا شک و شبہ کہ صانع
ظہور میں غلو درست ہے

با تو هر چه هست از اطلاق مذهب بایده نام
 بمبادات است که من بپای یک نمک انار سب نام برگ
 از من طاف من مد شهنش من نیست و من حرف مجاز است
 من در بر حقیقت خود گویم و نیز من حقیقت گو حرف
 من را در هر یک از اینها من و تو و من حرف
 من و تو و من که اینها من و تو و من حرف
 من و تو و من که اینها من و تو و من حرف

[illegible]

اس نیا مستندہ ہاں کا لکھنا اس دنیا کے ہاں
پہلے کی تہہ ہاں اور دوسرے کی تہہ ہاں
ہاں ہی ہاں کہ جو کہ دوسرے کی تہہ ہاں

[illegible]

چون در اطلاق قرآن بود اگر غلط است همین
برین غلط است چه اگر بسیار است و گراید به یک
مفهوم همانرا بجهت سجع و تشبیه و تکرار باشد
جمله بیان این فرق با یک سگ در ششم
پیشتر می باید رفت و از دیگر مطالب عبور کرد
ای گفت:

و لازم وقت نظیر وقت باشند و وقت را در
لوازم خود بجهت و تکمیل بود.

[illegible][illegible]

ذاتی و ازہم، ذات کا منہ ہو میری وردانہ ہے
جسے نور میں ظہور ہو گاتے اور شمع کی سی ہے۔

[illegible]

تسلیم و از راه و صلح عین مس سواد محبت و دوست
و امارت و هدایت و ایست و نشوون و نیز و صفات
که بعد از خودی و از راه و با شهنشاهی دیگر محسوس می شود
و پیش و دیگر تعلق و امارک و و حسان را با به امید

اشته ذات جسم را جداگانه از بی اوصاف و معانی
آدرک نیناشد چون ذات او همچنین است ذات
دیگران بدرجه اولی همچنین باشند

[illegible]

کے ذریعے ہی چنانچہ ستم مارا، انکی حالت دیکھ کر ہرگز دست
کش و ہتھیاری نہ دے گا۔ مگر وہ ستم جو اس کے ہوازم
اور عوام پر ہوتا ہے، کوئی وجہ محض نہ ہو سکتا۔ اور
اسی طرح مصلحت و سود کے لئے نقصان دہ کام چاہئے۔
مقام پر ہے۔ جب کی دولت ان کے ہاتھوں میں ہے
جد ہو کر سود کے نہیں دے گا۔ جب ہم کی دولت اس کے ہاتھوں
میں ہے تو وہ اس کی دولت کو ہم پر ہی دے گا۔

[illegible]

آنکه در وقت حجاب نورانیه تیره میگردد ظاهر است
که در وقت نورانی حجاب مثل حادث شکل آن
حجاب در بین آن نورانی است. و در وقت حجاب
تاریکی حجاب نورانی همیشه باشد و آن حجاب
مفهوم به یک آنکه ظاهر حجاب دارد خودی و اندک
تیره ای شکل در باطن نور و وقتی تصور است که مفصل
بر از نور واقع نبود. چه اندکی صورت یا به نور به
تیره است یک شش حس فضا به گردید. و ضعف در
آقای مفصل و متلاشی خواهد شد.

میشال اول: مثال اول از مخطوب است و در
پیرایه در یک مکان بهم خورد. مگر
که برود خود بهم پیوسته یک نور گردید.

مثال ثانیه | و مثال دومی اگر مطلوب است نور انتخاب
و نور که کب. را که در مرکز بهم باشند
پیش نظر باید آورد و باید دید که چه سان نور که کب
در نور افتد منصف و متساوی باشد.

فرق در میان مثال اول و ثانی | همانی مگر منقذ
مطلوب است نهی است که نور دو چراغ به هم
پیوسته نور شدیدتر گردد و نور کوکب و قمر آفتاب
به هم شده شدیدی می شود.

و چه ای است که نور به جهان نوری است مستقر
از یک دگر متغی و نور کوکب نور مستقر نیست
بدر بنام نور آفتاب است که وقت نغمه آفتاب

قالے کی عقل کے سامنے اس طرح غور نہ کر جو جانی میں ہے یہ کہ
 کاغذ کے نوک پر کندہ کیا ہوئے کہ داشتہ ہوئے کہ غور و تامل
 نہ کیا ہو جائے کہ آج کے زمانے کے وہ بہرہ روبرو نہیں کہ انسان
 جو شیخ غفر نے جن امور کی شکل و نمود پر جان کر نوک کے اندر
 غور و تامل اور جست و خیز میں مطلق کامیابی سے پہنچتا
 کہ دشمن کرنا ہے اور وہ اجسام غفلت میں نہ لکھیں جن کو کہتے
 نظر رکھنا ہے وہ خود پر آشوب ہے کہ ان کی پرورش و پرورش کے اندر
 اس وقت تک جو سب کا غفلت ہے تو ان کی تسمیہ و تفریق نہ ہو کہیں کہ
 اس صورت میں یا تو دونوں صورتیں میں ایک ایک شکل میں جو جائز
 یا یا کہ زیادہ و کم قوت پر جو صورتیں زیادہ ہو جائیں۔

پہلی مرتبہ ان اشعار میں جانا اگر مطلوب ہے تو یہ ہے کہ وہ چار اشعار کا بیان میں لکھ کر دیکھیں کہ ان میں کون کون سے اشعار ہیں۔

دوسری مثال اگر دوسرے ایسی مخلوق تاجہ پہن
کی شان مطلوب ہے تو یہ کہ کوئی
کے نور اور شمس کے نور کو دین میں باہم آگھنا ہوتا ہے اسکو
میں غم نہ تاجہ پہنے اور دیکھنا ہے کہ کہ تاروں کی روشنی
سخت کی روشنی میں اور تاجہ کو روکنی ہے۔

پہلی اور دوسری مثال میں فرق پہلی مثال میں اگر
فرق مطلوب ہے تو یہ کہہ کر پانچوں کو روشنی پسند
کی گزیر روشنی بوجھاؤ ہے اور ستاروں اور سورج کی روشنی
تیس سال کی گزر چکی ہوتی۔

و جب یہ سہ کرب چار شاخ کا فریفتہ متعلق ہو ہے۔ ایک
دوسرے سے حاصل نہیں کیا گیا ہے اور سترہ دن و فرستقل
فرشتوں ہند کہ وہی سواری کا فرشتہ جو کہ اس سے ہے

جانتے کے وقت موسیٰ کو تپ لیکن ظاہریت کو ذات اور
اس کے ساتھ نام پہنچا جس میں وہی نسبت ہے جو کہ آفتاب
کے دریا پر اور مسلمان کے فوجیں جگہ سے بھی زیادہ
اس بات پر نظر رکھتے ہیں کہ لازماً ذات سے ذات کے تکلف
ہونے کی سبب سے گونا گونا گونی ہے اور اگر مثال کے ذریعہ
ظہن کا نظریہ مقصود ہے تو یہ وجہ یا وجوہ اس کی پہنچی ہو
ہے نہ پہنچے پہلی ہی باتیں ہیں کہ دشمنی کے لئے اس کے متصل
ہے اس کو تپ تکلف ہے جو اس سے نقل ہوتا ہے نیز اس طلب
ہے کہ بھی شوائب میں غلبہ کرتا ہے اس سبب سے کہ اس کی
کا ذریعہ سے گونا گونا گونی ہے۔ لیکن کا وہ پہنچے ہوتا ہے
لیکن اگر اس پر اس کو کیا چھوڑی اس امر میں رکھو کہ اس کے
مرد و عورت لیکن وقت کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے
اور اس کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے
جو تپ کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے
ہے کہ اس کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے
اور دیکھا ہو جائیگا اس صورت میں سید کے لئے کے لئے کے لئے
باقی رہی کہ بات کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے
تہ جس کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے
فک کہ یہ غلویت کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے
وہ اس کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے

وہم کا جواب اس جہد کا جواب یہ ہے کہ اس غلو
اس کے اس موضوع پر واقع ہونے سے کہ وہی
چیز وہ کہ ہوئی ہے تو وہ موضوع کی شکل کا ادراک ہوگا نہ کہ
اس کی حقیقت کا حقیقت کا ادراک اگر تصور کیا جاسکا ہے
ان کے لئے کہ اس کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے
جب اس قدر مان لیا گیا تو عالم امکان (ظہن دنیا)
کی ذات کا ادراک بھی صفت ہے کہ اس کے لئے کے لئے کے لئے

جانتے کے وقت موسیٰ کو تپ لیکن ظاہریت کو ذات اور
اس کے ساتھ نام پہنچا جس میں وہی نسبت ہے جو کہ آفتاب
کے دریا پر اور مسلمان کے فوجیں جگہ سے بھی زیادہ
اس بات پر نظر رکھتے ہیں کہ لازماً ذات سے ذات کے تکلف
ہونے کی سبب سے گونا گونا گونی ہے اور اگر مثال کے ذریعہ
ظہن کا نظریہ مقصود ہے تو یہ وجہ یا وجوہ اس کی پہنچی ہو
ہے نہ پہنچے پہلی ہی باتیں ہیں کہ دشمنی کے لئے اس کے متصل
ہے اس کو تپ تکلف ہے جو اس سے نقل ہوتا ہے نیز اس طلب
ہے کہ بھی شوائب میں غلبہ کرتا ہے اس سبب سے کہ اس کی
کا ذریعہ سے گونا گونا گونی ہے۔ لیکن کا وہ پہنچے ہوتا ہے
لیکن اگر اس پر اس کو کیا چھوڑی اس امر میں رکھو کہ اس کے
مرد و عورت لیکن وقت کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے
جو تپ کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے
ہے کہ اس کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے
اور دیکھا ہو جائیگا اس صورت میں سید کے لئے کے لئے کے لئے
باقی رہی کہ بات کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے
تہ جس کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے
فک کہ یہ غلویت کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے
وہ اس کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے

باقی اندر تک تو ظہن کا در باطن ہر وہ چیز
تہ ہر غلویت اس غلویت تو باشد یا غلویت
متم و قیاسی و مسلحہ ہر وہ غلویت است نہ وہی
تہ وہی

جواب وہم جواب اس وہم یہ ہے کہ اس غلو
جواب اس وہم یہ ہے کہ اس غلو
سے کہ نہ حقیقت اس ادراک حقیقت اگر وہم ہر
ہر وہی اس میں مقصود است نہ ہر وہی اس میں

چنانچہ کہ اس کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے
ہم از صفت مسلم کہ اس کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے کے لئے

ہے ممکن نہیں ہوگا۔ تو عالم و جہید باگاہ خواندہ کی ان کوتاہی
تک کہ رسائی ہو سکتی ہے اس صورت میں ایک سرگرم ذات کو
صفت میں ملکہ لگوانا ضروری نہیں کہ اس صفت کو اس کا اپنے
موجود گاہ اور جہد میں کوئی اور امکان نہیں ہو سکتا۔

اس انحصار کی وجہ سے کہ نفس ذات کا جتنا شکست
میں سے ہو گیا لیکن ذات کے لئے اس صفت کو ذاتی ہونا وہ
مقتضی ہوتا ضروری ہے اس سبب ذاتی صفت کے اندر
شکل کے سبب سے اس کا سبب مقدار ذات پر لازم ہوگا ورنہ
شکل تک اس کے رسائی ہے جیسا کہ وہی کی گئی اگر اس صورت
ذات کے خلاف پر باطن صفت کا تعلق ہونا چاہئے
جیسا کہ سبب سے رسائی کے لئے کہ چکر میں انصاف ہوتا ہے
اور ذات پر کہ انصاف کی وجہ سے ذات کی شکل صفت
کے خلاف عکس ہو سکتی ہے وہ سے زیادہ و اضافہ ہوگا
ذات پر باطن ہے وہ شکل پر باطن ہے نہ اس لئے نہ
ایک دوسرے سے عکس ہوگا چنانچہ انصاف کے لئے دو جہد
پر متصور کہ شہد کرنا چاہئے کہ انصاف میں نہ ایک کچھ نہیں
اور ہم اسے احاطہ تک کہ تمام کچھ پر لازم ہے یہ جان
ہے کہ جب کہ شہد کہ شہد کی جگہ کے وقت آئینہ میں رہا تو
کے ساتھ آئینہ کے رنگ کے عکس اور اس کے ساتھ ہی
ہند اس صورت صفات کے رنگ اس عکس ہونے والا
شکل میں رنگ کا رنگ ہونا ضروری ہے جیسا کہ رہا ہے۔

دوسری بات جب ان تمام باتوں سے ثابت ہوئی تو
ایک اور بات بھی کہ ذاتی ہونا اپنے لئے
وہ ہے کہ اشکوار کا جہد ہے ان میں سے ایک ہے کہ جس
اسی طرح ہونے ان میں سے ایک ہے۔ دونوں باتوں میں نفس
جہد وہی شکل ایک ہے وہ سب سے ثابت ہو سکتا ہے کہ
صفت کے لئے شکل پر ذات کر سکتے ہیں وہ ان باتوں سے

نیامدہ تا بذات عالم و جہد چہرہ اندیشہ صحت
بجز انکس ذات مادہ صفت قبل و ظاہر پندارند
و صفت را ظہر و جہد گاہ در آقا آن خوانند
تجلی و اگر نیامدہ۔

تو چہ این انحصار میں است کہ احاطہ نفس ذات
از صفات شدہ تا اگر ذات صفات را اشتغال
والقباس ضروری است و بدین سبب مد و مش
شکل در باطن صفت ذاتیہ ہر مقدار ذات لازم
ہو و تہیں شکل و رنگ را رسائی است چنانچہ
خود کہ وہ شہد مگر وہی صفت انصاف باطن
صفات پر باطن ذات چھٹاں باشد کہ رنگ و قاب
و تلخوب ہو و پیدا است کہ رنگ انصاف کی شکل
ذات کتبہا در باطن صفات خلق خود ذاتیہ باطن
شکل کہ باطن پر باطن ہوتا ہے و شکل کہ باطن
در باطن صفات در باطن یک رنگ باشند مگر انہا
کہ در انصاف جہد یا انصاف یا شہد باید کرد
در انصاف جہد یا انصاف ہوتا ہے و وہیں انصاف
را تہیں گوئیم و انہا جہد کہ جن رنگ ذات قسم
ذات و رنگ و رنگ و رنگ و رنگ و رنگ
ذات ضروری است چھٹاں حق رنگ صفات
آپان شکل منطق ضروری باشد چنانچہ یہ ہے۔

سنتی دیگر جسے ہمہ فراغت دست داد
سنتی دیگر بایا گفت انصاف و اشکال
چنان کہ در مرانہ اندیشہ چھٹاں و مرانہ اندیشہ
شکل منطق در دو صورت ہوتا ہے۔ ذاتیہ باطن
کہ در ذات بر شکل ذی صورت ہوتا ہے دیگر انہ
ما بسبب تعفوت تعافیر مرانہ مقدار ضرورت

مطلب: آیت شریفه پدید آید: «وَأَمَّا مَنِاسِرٌ بِأَرْضِ
مِصْرَ» این آیه شریفه در این آیه مناسیر و در آیه
نفسه

ظن بر این که قبل از او و بعد از او وجود داشته باشد
از تعلیلات و اسباب در صفات دیگر که تحقق آنها باین
دلیل که تحقق تجل در صادر اوست در است دارد -
مفروضی تسلیم است اعظم و اکبر بود و از همه تعلیلات
سبق و قدم چون صفیات و ذاتی همین صفات خاصه
که در این اشکالات ظهور دارند و وجود فاضل از
این است که آنکه اصلی و شریف بود و بیار و
صفات در محصل صفات بود و چون آن که پیش از آن
شماره کرده اند در شواهد وجودی و موصوفات بهر ثبوت محسوس
شده شاید است بهر آن در حقیقت افزاینده جمله
صفات تا آن افزاینده وجود بود و افزاینده وجود تا این
نقشه دیگر صفات نبود - فکر برین وجود ذاتی افزاینده
بود که با ذات فاضل دیگر نیست مگر پس از بویست
و ذاتی همین افزاینده و اعظم باشد آن چنان مگر
فاضل و بویست خلق از مستحق نقیب با و اگر رب
نوشده بجا و درست بود و بالا تر ازین معنی در مرتبه
ذات این وصف را بمولودین میخواند است که
در مرتبه ذات آفتاب یا چرخ همین قدر تجویز کنند که
در مرتبه شعاع بود

فان من مرقه ذات غبار و صفت هم بار دارد و در
قد ظاهرت که منظر آفتاب در بر مده است منقوش و در

کرمیہ میں لیگرو کی فتنہ میں رہنے والے تھے۔ وہ اپنے
وجہ سے کرمیہ میں رہنے والے تھے۔ وہ اپنے
درا کے متعلق ہیں۔ وہ اپنے
فخر سے ہیں اور اسے اپنے میں رکھتے ہیں۔

[illegible]

یہ بھی باقی ہے جس کی وجہ سے وہ بھی باقی اس دنیا اور اس دنیا
کا خلیق کے ہم جنس ہے اور جنس نہ ہونے کا یہ بھی
بچاؤ ہے کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود
یہ کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود
یہ کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود
یہ کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود
یہ کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود
یہ کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود
یہ کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود

اس چیز پر غور کرتے ہوئے ایک بات یہ بھی یاد رکھنی
چاہیے کہ اس کے وجود میں سے کوئی خاص صفت
میں سے ہر صفت کے دو مرتبہ ہوتے ہیں۔

۱۔ ایک بالقدور

۲۔ دوسرے بالقدور

مگر بعض مواقع میں ان صفات کی غنیمت کی تینوں خصوصیات
اور مستوفیہ کے ساتھ ان کا حق ہوتا ہے جو کہ تین
خاص شرائط کا بھی اہلیت ہے۔ پہلی وہ ہے جو کہ
اس صفات کے کارکن یا کوخلیق ہے کہ وقت مقرر کرے
یہ صفت اس کے ہر اپنے مقام میں نمود دیتے ہیں۔ اور اس
وجہ سے ان کی شرائط کو ضرورت نہیں پڑتی۔

مثلاً اگر آپ آفتاب سے تیار ہو کر آسمان میں
آفتاب سے تیار ہو کر آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر
آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر
آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر
آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر
آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر
آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر
آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر

اور یہ ان کی شرائط کو ضرورت نہیں پڑتی۔

مگر وہ بھی باقی ہے جس کی وجہ سے وہ بھی باقی اس دنیا اور اس دنیا
کا خلیق کے ہم جنس ہے اور جنس نہ ہونے کا یہ بھی
بچاؤ ہے کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود
یہ کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود
یہ کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود
یہ کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود
یہ کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود
یہ کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود
یہ کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود

نقد یہ بھی ہے کہ اس کے وجود میں سے کوئی خاص صفت
میں سے ہر صفت کے دو مرتبہ ہوتے ہیں۔

۱۔ ایک بالقدور

۲۔ دوسرے بالقدور

مگر وہ بھی باقی ہے جس کی وجہ سے وہ بھی باقی اس دنیا اور اس دنیا
کا خلیق کے ہم جنس ہے اور جنس نہ ہونے کا یہ بھی
بچاؤ ہے کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود
یہ کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود
یہ کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود
یہ کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود
یہ کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود
یہ کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود
یہ کہ نہ تو اس کا وجود ہے نہ اس کا وجود

مثلاً اگر آپ آفتاب سے تیار ہو کر آسمان میں
آفتاب سے تیار ہو کر آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر
آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر
آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر
آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر
آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر
آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر
آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر آسمان میں آفتاب سے تیار ہو کر

اور یہ ان کی شرائط کو ضرورت نہیں پڑتی۔

بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله الذي هدانا لهذا
الذي كنا لنهتدي لہ
انما نؤيد من قبل الله
البر والحق والعدل
انما نؤيد من قبل الله
البر والحق والعدل

و پدید است از خود این باقی بقیعتی تعزلی مرتبه
نیست. و چه پیش از این نفوذ نور است که اندک و
مدام که می افزایند است که کند و دمام خود در خود تویر
نیامده بلکه خود درش منوط و متوقف بناصر نور است
ساز در صفات باری عز و مه خیال پایدیر مود
از در صورت محضت علم آنرا شفت تعاقب باشد
باقیاء جسمانی باشد تعزلی و بدیهی است که آن
آن چند که در مرتبه ذات باشد از مرتبه تعزلی
گفت. کز آنکه ذات از ذات با لذت از ذل
تکلیفش تامل مانند چه جسم سازان فعلیت موجود اند
کاشف موجود آنکه متکشف شود آن موجود باز در حجاب
است از غیبت تا ضرورت شرائط خارجی از خود و
حقان از خود جدا بلی. توجه بر سه بغرض خود و
رفیق. بطلب باشد که هر سه مان بخت هم
خود آید. از ذات تا ذات فاصله بعد بود تا هم
میگردد و گران افتد. باین جسم آن وقت غیر را
نمی است نه شانی پس و هم غیبت و بیگانه است و
قیاس به منو دارد.

عده برین مکتوب که بهمانا اود فرستاد است
بدیسی که مرضی کرده شد در اول موجود این طرف
آنچه در نحو توجیه باشد حاضر فرمای است
مشتاق تا است از تسبیح به کبر باشد و غلبه
صرف توجیه یا نه و عدم اشتقاق این طرف شود

ماں کے ایک نیک سبب حصول اہل تہذیب و شہرہ ہو کر
موجود ہیں۔ پانی جو ہزاروں لوگوں کو حقے شاد و دہیہ بہتہ کہ
نشدہ ہر طرح نشہ شدہ ذہن نشین ہو کر ہوگا۔

[illegible]

اس کے علاوہ توجہ کا شکر ہے کہ فاس میں روڈ کی بنیاد
 ہے۔ اس دلیل کی خاطر یہ کہ عارض کی گفتگو میں جو حد سے
 اور اس طریقہ اختلاف کی بنیاد میں روڈ کی توجہ کے خلاف
 ہے جو ہے۔ خبر کا نام نشان کتب نہیں ہے کہ اس کے
 کہ ساتھ توجہ کا استعمال ہی ہو اور اس کی عزت تو یہ ضرور کرنے

پہلے اس کا موقع مل گیا اور اطراف کے وسط کو ایک طرف اور
دوسری جانب کو دوسری طرف قرار دے ڈالا

غرض آستانہائی اور ذاتی صرفات سے جس کے معنی میں
لا تعین نہ ہونے کے میں اعتباری دوئی پیدا ہوئی۔ مگر یہ
بے نہایتی ذات کے بلوں کے درجوں میں اس حقیقت کی نشانی
کے ساتھ کہ اس پر بیان رکھنا اس ایمان سلسلہ اعداد یعنی
قاعدہ کے مہدے کے بے نہایتی کی مانند گسار کے قبضہ سے ہوئی
چہ کہ اس کا مکمل اعداد کے سلسلے میں ہوتا ہے۔ نیز اس اعداد
میں نصف چوتھی سے برابر اور دواں اور تیسری میں
رہے گا ماضی نصف کے ماضی سے برابر ہوتا ہے

بالجملہ جیسا کہ یہ بے نہایتی اعداد و وحدہ کی ذاتی
وحدت سے تصادم نہیں کرتی۔ اس طرح ذات ہر ذات کے
مرتبے کے بے نہایتی اسکی سبب وحدت کے خلاف نہیں۔ بلکہ
مذکورہ کیا اور مرتبہ ظہور کی کثرت کا پہلے صدقہ اس مرتبہ
بلوں کی کثرت کی وجہ سے ہے اور مرتبہ کثرت کے علم و کثرت
بلوں کی سلسلے سے متعلق ہوتا ہے اس سے زیادہ اشد و اشد
کسی دوسرے مقام پر کہا جائیگا۔ یہاں تو خلا و کھلیا ہے
کہ مذکورہ بے نہایتی اگرچہ تو اسی نسبت ہے کہ معرفت
بے نہایتی کی قسم ہے

اب دوسری بات سنو چاہت ہو کہ مرطوب سے یہ نہایت
ہو تو ایک وسط کو اپنے اطراف کی طرف سے اس کی نسبت
دیکھ کر ہمیشہ کثرت سے طرف کی نسبت نہایتی اور اس
کے ساتھ تسلائی نسبت اس نسبت پر ماضی کے سلسلے

غرض از آستانہائی و صرفات ذاتی کہ عبارت از ہمیں
عدم تعین و تعین است اثباتی است آستانہائی پہلے
شد مگر اس آستانہائی و مرتبہ بلوں ذات باطن وحدت
حقیقی کہ ایمان ہر اس سلسلہ ایمان است۔ مگر آستانہائی
میں سلسلہ اعداد یعنی واحد با اعتبار کو۔ باشد کہ
مکمل اس و سلسلہ اعداد باشد یعنی پنج نصف از
پنج اعظم است و آستانہائی ماضی از ماضی نصف
اعظم ہوتا ہے

بالجملہ آستانہائی آستانہائی معادوم وحدت ذاتی
عدد واحد باشد آستانہائی مرتبہ ذات باری معارض
وحدت مسمی اور خود۔ بلکہ وحدت مذکورہ مصدر کثرت
مرتبہ بلوں باشد و علم مرتبہ کثرت مذکورہ میں کثرت بلوں
متحقق شود۔ زیادہ تر اگر خواستہ خدا است بقای درگہ
نفت خود شد۔ این جا این قد یاد آید داشت کہ آستانہائی
مذکور اگر نسبت از این قسم است۔ نہ از قسم آستانہائی
معروف۔

آذین سخن دیگر یہاں بشیہ۔ آستانہائی ہر طرف غیر متناہی
باشد وحدہ و با باریت نسبت تسلائی باشد۔ ورنہ
تجلی کی نسبت آستانہائی ہر طرف لازم آید و این تسلائی
نسبت با ارفاق شاہد بر اس نسبت کہ غیر متناہی و راقبہ

بہر طرف نسبت نہایتی ہو تو ایک وسط کو اپنے اطراف کی نسبت

وحدت سے اس کی نسبت نہایتی اور اس کے ساتھ تسلائی نسبت



مگر ہر مورد میں وقت ہم مرکز و ہم اطراف اور چیرہ
ازمانت فردود آمدہ پس نام تقدیر قریب تر گشت
چو در تقدیر دھین ہمیں اجتماع باشد و اطلاق درست
نہی شود۔ ایسی سبب از ان صفات کہ بود متغیر فرمود
و از شدت مجبور کہ موجب انحلال و تخریبات و مشیت
یعنی صفات و مان حصول حدوث بود باخطاط آمدہ در حد
نظارہ و دیدار شد۔

اکنون می باید شنید کہ مرکز چو دیگر دوائر و کرات
صغار کہ از مرکز گرفته تا محیط تجزئ و متوہم توان شد
بر صورت محیط باشد۔ زیرا کہ صغیر ترین کرہ و دائرہ کہ بر
مرکز متوہم می توان شد آنست کہ ملاحظ و محسوس مرکز
باشد و عظامت کہ اندرین صورت جوف آن صغیر ترین
دائرہ یا کرہ نبی مرکز باشد دین۔ نظر برین این دائرہ
کہ بر بلاد مرکز توہم توان کرد بر شکل محیط باشد۔ باین
نظاظر اگر گوئیم کہ نقطہ حاتم انصب کہ حرکت اطراف
در ذات بسیط غیر متساوی پیدا شدہ صورت ذات
است و نقطہ نمود۔

چو این تجسس کہ دانستی مشلوم میرودت یعنی انتقال
من حال الی حال است و سے ذاتی کہ صورت از ہمیں
میرودت مشتق است و اطلاق حدوث جائی کہ باشد
باستبار بین میرودت۔ آنرا این تقدیر مسلم کہ این قید و
و میرودت ذاتی است نہ ذاتی۔ تقدیر و تاخر ذاتی مسلم
این اطلاق است نہ تقدیر و تاخر ذاتی۔

غرض چنان این صورت اولین صورت است و ذات
و این صورت توسط تحقیق دیگر موجب انتساب نیست
این صورت در صورت نش اگر گوئیم بر جای است۔ این چنان

مگر۔ حال اس وقت بھی مرکز اور اس کے طرف صرافت سے
کچھ نیچے اگر کہہ تم تقدیر نہ زیادہ قریب ہوگت کیونکہ تقدیر دور
سین میں یہی الجہان ہوتا ہے۔ و اطلاق اور بساعت و ہم
ہر کہ ہو جتہ می۔ اس سبب سے اس طرافت سے جو کہ قریب
فریاد اور اس محقق سے ظاہر ہوتے تے جو دوسری ظاہر ہوتے ہی
در بدشتی حاصل کرنے والی بین صفات کے انحلال کا سبب اور
حصول صورت سے ان تمام خطاطی میں اگر نظارہ اور دیدار کے
لائق ہو گتہ۔

اب سننا چاہئے کہ مرکز ہر سہادہ چھوٹے کدوں کی طرح
جو کہ مرکز سے کہ محیط تک تحلیل اور توہم ہو سکتے ہیں صورت پر محیط
ہوتے ہیں کیونکہ سب سے چھوٹا کرہ اور دائرہ جو کہ مرکز پر توہم
ہو سکتا ہے وہ ہے جو کہ مرکز تک متصل اور ط ہوتا ہے اور
ظاہر ہے کہ اس صورت میں اس سب سے چھوٹے دائرہ یا کرہ
جوف بھی مرکز ہوتا ہے۔ لہذا۔ اس پر نظر کرتے ہوتے نہ دائرہ
جو کہ مرکز کے اوپر توہم ہو لایا جا سکتا ہے۔ محیط کی شکل پر توہم
اس لفظ سے اگر چہ کہیں کہ تمام نسبتوں کو چھین کر نہان نقطہ جو کہ
اطراف کی حرکت کی و بہت بے انتہا ذات بسیط میں پیدا ہوتا
وہ ذات کی صورت چنان نقطہ ہوگا۔

کیونکہ یہ حق چیز جو کہ تہیں معلوم ہوئی میرودت یعنی ایک حال
سے دوسرے حال کی حرکت مشکل ہوتے کا موجب ہے اور چہانتے
جو کہ صورت اسی میرودت سے نکلتے اور صورت کا اطلاق میں
جائز ہے۔ اس میرودت کے اعتبار سے ہے۔ ان اس قدر مسلم ہے
کہ یہ تقدیر اور میرودت ذاتی ہے نہ ذاتی۔ ذاتی تقدیر و تاخر
اس اطلاق کی قیص کرنے والا ہے نہ تقدیر و تاخر ذاتی

غرض یہ کہ جبکہ صورت صورت کی یہ سبب ہے اور
ہے۔ و ذات اور اس صورت کے دین بیان کسی دوسری کیفیت
کا توسط انتساب کی وجہ نہیں ہے۔ اس سے اس صورت کے گتہ

خَلَقَ اللَّهُ أَوَّلَهُ عَلَى صُورَتِهِ

یہ وقت اور یہ کیفیت خلقِ علم خداوندی کے
خود خود و جہات باشند یا ممکنات ہی تو اس رسید
یعنی ممکنات را بر قابل صورت و صفات خود ساخت
و ازین است که ممکنات علم ممکن است و دیگر
نعمان و دیگر این چنانکه عکس آفتاب در عکس آفتاب
آفتاب باشد آفتاب عکس آفتاب بر وقت و جهت و زمان
نوری باشد و این جا است که اجسام مختلف
منور شوند، جسم نور ملوک صورت و صفات مغیر
کائنات باشند که در اصل است بری و جدا
آوده و ذی صورت در لازم آوده و ذی صورت و حدت
منوری است که غرض از آوده و ذی جان فاعل جسم ذی
صفت است بر چه باشد از اجزا و جہاتی و وجه
این ظهور کمالات و آن تفاوت لازم آوده
و اس این است که کثیر بد قسم است۔

۱۔ یکی کثر انقشای

۲۔ دوم کثر انقشای

مراد از کثر انقشای چیست؟ جای که این است

آن است بر خود شرح این مقوله و از غلو است
می بایستند که مراد از کثر انقشای این است که
بعد از هر دو و در کردن حلق میگردیم بر اصل منش
بود درست باشد مثلاً آب یا اگر قطره قطره گردد
باز هم اطلاق آب بر اساسان درست است که بود
و غرض از عدم تشریح این است که اگر اصل و شکلند
باز اطلاق اسم اول تواند شد مثلاً شعله شعله و مرئی

صفت کثیر است و دست چه بین منتهی است که در این صفت پیدا
کے حق دریافت کرنا چاہیں وہیں سے ہم ملحد وادی کے
پہنچے ہوں۔ کہ اس تو خود ہے۔ یا ممکنات کے خلق کی
کی کیفیت کو پہنچنے میں خدا ممکنات کے کثرت کو حق و ذات
و صفات کی صورتوں کے قابل و فعالیت اور یہ ہے کہ بہت
بہت کثرت میں یہ کثرت و غریبہ اور دوسرا ممکن نامرے
خداوندان میں آفتاب کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت
بہت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت
بہت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت
اجسام روشن بہت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت
کی صورت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت
ہیں۔ انوار اور صاحب صورت کثرت کثرت کثرت کثرت
کے لازم و در صاحب صورت میں فرق ضروری ہے کہ میری غرض
نامرے یہاں صورت ہی صورت ہے جب کہ میری پہنچ کثرت کثرت
ازاد انوار کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت
اصل میں فرق نہ ہو کہ یہ ہے کہ کثرت و قسم کا ہوتا ہے۔

۱۔ ایک تو کثر انقشای

۲۔ دوسرے کثر انقشای

کثر انقشای سے کیا مراد ہے؟ جس طرح کثرت انقشای

ہیں۔ انوار کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت
و کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت
کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت
نامرے ان پر بولنا کہ جو کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت
جو کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت
اس طرح اس پر دست کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت
کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت کثرت

نہ ہو بلکہ جتنے شملت امر علی اور خاتمہ وانی کے ہیں یعنی
 اس صورتوں کو پا کر ہر اندہ کی سوسے سے غفر کر توڑا میں اور
 ٹھٹھے جھٹک کر ڈالیں تو وہاں پہلے تھوں کا ہر جانہ نہ دست نہ
 ہو چنانچہ خا ہر ہے کہ اگر اندہ کی ہر خط کو جو کہ خط شانی
 ہو جائے تو ڈالیں تو بقیہ خط کو توں لکھن کہیں نہ دیکھو
 اور ہی طرح تین پاچا ہست ہست خطوط کو جس شکل بنائے اور
 مہر ہست کر توڑا میں تو نہ شملت باقی ہست گا اور نہ نہ
 لکھنے کو یہ تہ قہر و جلتہ کو اور پا خورو ہست لکھ

تاکہ انطباع کیا ہے۔ دریں مشابہت میں انسانی سے
مختلف و مختلف نوعاً و جنسہ قدیم نے خواہر ہم جنسہ
مختلف و اگرچہ یا مرئی زمین میں فکر سو کہتے است۔ ان مختلف طو
ر و ایک شکار کا قش بن سکتے کہ انسانی کا شکل جو کہ وہ
برقی ہوئی بہ مجرد و یک سید و خدا کے رسد و ان میں ہے
مگر زمین کو شکل میں یہ سہ و اکثریت و اول میں ہے ان
ان تفرقت میں کے وقت میں نشہ و انعامی نہیں ہوتا ہے فقط
کثر انسانی میں ہے یعنی واحد اسے کو تو شکار و زمین پر
ہی وقت میں نہیں ہا کہتے ہیں چنانچہ تو بہت زمانہ
سے انسانی و دیگر شکل میں ہو کر انسانی کی شکل ہوئی وہ
نہیں ہے ہم جو بہت تفریق میں کہ بعد از ہم کہ حیات درخت
سے انسانی ہم و ان صورت اکثر شکار و شکار و انسانی و بہت
بڑا ہو رہا ہے نہ انسانی ہوئی ہے ہم سے انسانی کے لازم کی
طبی رہنے میں انسانی کی صورت کا انسانی کے نام رکھ نہ ہو
فوق ہے کیونکہ کثرت میں کہ انسانی کے نام رکھ نہیں
ہوئی ہے کیونکہ انسانی میں ہر طرف انسانی کے نام سے
ہر طرف انسانی کے نام سے ہے۔ انسانی ذات کے انسانی
سے انسانی کے نام سے کہ انسانی میں سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی

دائرة و غیره یعنی این نیست که قطع فلان سطح را
و دورانی اگر بشکنند یا در پاره کنند بعد از این
دست نبرد و چنانچه راست آوردند یعنی خط مستقیم
را که فضای آن سطح باشد بشکنند این را قوس گویند و در
نقطه نقطه نظر داشته باشند از بعد از آنکه قوس را شکستند و در
است از بشکنند مثلث از آن در هر یک یک زاویه یا
قطر آن را

[illegible]

در ذات صورت بودی در تصویر و صورت صاحب
تصویر بر آن محض بودی و تغایر بخت و بایں
وجہ انطباق که مدار ذرات بر آن است
یک لذت مفقودی شد۔ بالجمله این جانکثر
در ذات کلی نباشد در مرایا و مظاہر باشد
و این کوتاہی و کوتاهی و صفرو کبر در مرایا و مظاہر
بود نہ در غایب و مرنی مگر مظاہر و مرایا با وجود تعدد
و تباہی بوجہ وحدت صورت متجانس یک دیگر باشند۔
و در کلی طبیعت قابلیت باشد و صورت کلی بینی۔ آن
قابل انطباق نیست که لازم آن بالعزود در همراه
باشد۔

چون این باشد معلوم شد که صورت ذاتی
انقسام نیست از صفرو کبر و کوتاهی و کوتاهی بیکه از
سبزی و سبزی و غیره و انان هم منزه باشد۔ این همه
از عین مادی باشد که در بادی انفرادی و صفات
و لازم صورت معلوم شوند۔ پس علت واجب
و حقایق ممکن و کبریا و واجب و صفو ممکن مانع
از اول نبود و نہ تخلف و لازم واجب و ظهور لازم
امکان دلیل عدم انطباق و اتحاد و متجانس بود۔
اندر این صورت صورت آدم غلبه اسلام محال
صورت اشعد و و لازم نفس صحت جان تری و لازم
و واجب از قدم و غنم و ذاتیت و غیره و مختلف گردان
و لازم امکان از حد و زمان و مکان همه
کلی باشد۔ اگر چه از پس از این همه
کلیه۔

صورت ذات کی صورت پر رہنمائی کرنے میں کوئی کمی نہیں
کرتی۔ اگر صورت کی ذات میں تعدد ہوتا تو تصویر اور صورت
کی صورت میں اختلاف نفس اور صرف تغایر ہوتا۔ ورنہ یہ
سے مطابقت جس پر دلالت کا انحصار ہے۔ یہ ہے
مفقود ہو جاتی۔ یا بسمہ بیان ذات کلی میں کثرت نہیں ہے کہ
وہی جاننے والی چیزوں اور مظاہر میں کثرت ہے۔ اور یہ چیزوں کی
جڑانی اور کچھ گئی چیزوں اور مظاہر میں ہوتا ہے نہ کہ ظاہر اور
مرئی ہیں۔ مگر مظاہر اور مرایا تعدد و تباہی کے باوجود صورت
کے ایک ہونے کے باعث ایک دوسرے کے ہم جنس ہیں۔ یہ ہے
اور کلی طبیعت میں اپنی کثرت ہونے کی قابلیت اس کی ذات میں ہوتی
ہے اس صورت میں مادہ کلی طبیعت کو صورت کلی بینی و کثرت نسبت
کے لئے قابل نہیں ہے کہ اس کے لازم اس کے ساتھ دیگر ایک ہی
کے لئے قابل ہے۔ اس شے اس کے لازم ضروری طور پر ہے۔

بہب اس اشارے سے معلوم ہو گیا کہ صورت حقیقہ
ہونے کے قابل نہیں ہے تو چھوٹی و بڑی کوتاہی و کوتاہی
بیکہ سبزی و سبزی و غیرہ و انان ہم منزه ہے۔ یہ سب
چیزیں مادے کے حوالے میں سے ہوتی ہیں اگر چہ ظاہر و غیور
وصاف اور صورت کے لازم میں سے معلوم ہوتی ہیں۔ یہ سب
کی عظمت و امکان ان مقامات اور واجب کی بڑی اور ممکن نہیں
نزدول کوئی نہیں ہے۔ ورنہ وہی کے درمیان کچھ دوسرا ہے۔
بیکہ کے لازم کا ظہور ہونا دو صورتوں کے۔ ایک طبیعتی
اور عدم اتد کی دلیل ہوگی۔ اس صورت میں آدم طبیعت کی صحت
وہی نہ کہ صورت ہوگی و انصاف نہ کہ صورت ہوگی۔
اس مذہب کے لازم میں قدم ہونا و نفس ہونا اور ان کے
ہاں نہ ہونا امکان اور مشاہدہ و شہادہ و زمانہ و مکان
یہ ہونے کے سب قاضی ہو گئے۔ اس کے نتیجے میں
ہیں۔ و عرض کرتے ہیں۔

یہ تعین کہ اس صورت کے ثبوت میں کام آیا یہ سبب
 پہلے تعین ہے پس اگر اس تعین کو ایک حالت سے دوسرے
 حالت کی طرف منتقل ہونے کے اعتبار سے فرض کریں جو صورت
 ہوگی جیسا کہ ہم عرض کرتے ہیں اور اگر وہاں میں وہاں صورت
 و نامی صورت کے اعتبار سے اس تعین کی فرض
 کریں تو یہ تعین علم کے حصول کا موجب ہوگا کیونکہ علم کا کشف
 کا سوا یہ ہی ایک دوسرے سے ممتاز ہونا اس کا اس سے
 متاثر ہونا ہے یا قوت و درجہ میں جو صورت حاصل ہونے کی وجہ
 سے کشف کا موجب ہوا دیکھنا کہ اس کا موجب ہو گیا ہے اور ظاہر
 ہے کہ برکتوں والی ذات (خداوند) اس کی حالت میں کسی حد تک
 راجح ہے اس پر نظر رکھتے ہوئے اس تعین کو اگر عملی تعین اور تعین
 اول کہیں تو پہلے اس کا وہاں سے کہ اس تعین اور تعین کے
 ظاہر ہوئے اس کا موجب ذات پر ذات کا متوجہ ہونا ہوتا ہے
 تو اگر اس تعین کو تعین ہی کہیں تو وہاں سے کہ یہ نہایت اور
 حقیقہ میں کسی صاحب ادراک کا متوجہ ہونا دوسرے ہوتا ہے
 اور اگر عمل پر محبت اور حقیقت کے مقام ہونے کا ہم اقرار کریں تو عقل
 سے دور نہ ہوگا کیونکہ حیات و تکمیل کرنے اور اس کی حقیقت
 کو صرف کشف کے بعد اس کا کشف اور وہاں سے کہ یہ وہاں
 صاحب ادراک کی محبت حقیقہ اقبال اور دوسروں پر تو جو کہ
 حاصل ہے اور کہ چیز میں ملتی ہے لیکن یہی ظاہر ہے کہ یہ
 اعتقاد تعین ہی کے بغیر سے پہلے یہ دوسرے تعین کے مقبول اور
 کسی دوسری صورت کے تحقق کا موجب نہیں ہوتی تاکہ ہم کہیں کہ
 تعین بدائینہ حیاتیات اس میں سے قدر ہے کہ تعین علم کا لفظ
 حیاتیات اور سبب کا لفظ کہہ چکا ہے تو وہاں اقبال کی نسبت
 صاحب ادراک کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور اس صورت
 میں نسبت صرف اشارہ کا کشف کی حیثیت کی جانب ہوا کہ
 صورت نہ ہونے کے ظاہر ہونے کی وجہ سے اسکی صفت کا اثر

ایہ تعین کہ درحقیقہ ایسا صورت بکار آمد اولین
 تعین است پس اگر باعتبار انتقال من حال الی
 حال گیرند صورت باشد چنانکہ عرض کردہ ام و
 اگر باعتبار تیز و تہین اشیاء داخل صورت و خارجا
 آن گیرند ہمیں تعین موجب حصول علم بود۔ چه سرمایہ
 علم و کشفات ہمیں تیز کے از دیگری و انفعالی
 آن انان است کہ حصول صورت در وقت در آن کہ اشیاء
 مادہ مدد کا کشف منورہ باشد و پیدا است کہ ذات
 بابتکات در آن کمال چه حد کمال دارد و نظریہ
 این تعین را اگر تعین علمی و تعین اولی گویند یا است
 و از آن جا کہ موجب ظهور این تعین و تعین اقبال
 ذات بر ذات آمدہ اگر ہمیں تعین را تعین ہی گویند
 زیرا است۔ چه در حب و عشق جمیع اقبال و توجہ
 ذی ادراک بردگیان باشد۔ و بتقدم حب و محبت
 و حیات پر علم اگر قرار کنیم دور از عقل نباشد نیز کہ
 پس از تحلیل حیوانہ و تخیل حقیقت کو زیادہ از این اعتقاد
 و خواہش کہ متناظر حب و عشق و اقبال و توجہ
 ذی ادراک بردگیان باشد چیزی نمی بر آید۔ لیکن
 اینہم ظاہر است کہ این اعتقاد قبل ظهور تعین
 علمی موجب ظهور تعین دیگر و تحقق صورتی دیگر نگریہ
 یا گوئیم کہ تعین بنی یا تعین حیوانی ازین تعین مقدم
 است۔ چنانچہ میں علمی در حیوانہ و حیوانہ ذات
 چنانکہ از وقت توجہ و اقبال بجاہ ذی ادراک خود
 سیر ہاں است۔ اندر صورت اشارہ صفت علم
 فطریہ بہ نسبت کشف باشد کہ بوجہ ظهور صورت
 ضرورتاً تعین آن ضروری است و مستعد شایع
 حیوانہ و طبیعت ہی مستعد از انہام کشف و خواہش

خود باشد آری در حیات و حسب فرقی باریک است
که اشاره بآن ضروری نیست.

مضروبی ہے اور حیات اور وہی کے اشارے کا عمل ہے کہ کیفیت
ہمکنہ خواہش مذکور اور کشف کے غنے سے حاصل ہوئی ہو
حیات اور حسیہ کی کیفیت فرق ہے کہ ان کا اشارہ کہ مضروبی
سمتوں میں۔

آن رنگ گاهی وصف اضافی حاصل بکند
 مرصع گیرند و از طرف دیگر متعین شمارند اندکی صحت
 آن وصف از ادوات لازم میسر طرف باشد و گاهی
 بیک متصل گیرند اما لحاظ انفصال و اتصال طرف
 ثانی بیخ مخلوط نباشد. آنوقت این وصف از ادوات
 مقدریه این حرف بود. مثلاً منوریت بصیغه فاعل و
 مفعول از ادوات لازم موصوف خود باشد بجز
 نور از یک جانب بجانب دیگر منتقل نشود چنانکه
 نور از فاعل مفعول رود منوریت بصیغه فاعل
 مفعول و منوریت بصیغه مفعول بفاعل صریح نکند.

وہ اشیا ہیں کہ کسی وصف یا نشانہ کے طرف سے
کسی ایک کی طرف متصل ہوں لیکن وہ دوسری طرف سے منقطع
خیال کی قسم اس صفت میں وہ صفت کی طرف سے قطعاً
لاؤ جس سے ہوگا کہ کسی ایک کے ساتھ متصل ہونے پر دیگر کسی
طرف انفصال اور اتصال کا کوئی لحاظ غور نہ ہو گا۔ اسی وقت
یہ صفت اس طرف کے متعلق اوصاف میں سے ہوگا مثلاً
مختصیوت بعینہ فاعل (والکے نزدیک ساتھ) و مفعول (واؤ)
کے نزدیک ساتھ اپنے مفعول کے ساتھ ان کے ساتھ ہوتی ہے
اور اورد کی مانند ایک جانب سے دوسری جانب متصل نہیں ہوتی
جیسے کہ خودی فعل مفعول کی طرف جاتا ہے مختصیوت فاعل کے ساتھ
کیسا کہ مفعول کی طرف اور خودیت فاعل کے ساتھ کہ فاعل کی
طرف ملامت نہیں کرتی۔

چون این قدم معلوم شد معلوم باید کرد که وقت
زاده حیوة قطع تعلق کشف و اقتضاء معلوم لغرض
ثبوتی لحوظ دارند. وقت زاده حب قطع نکرد لمحض
و تا غرض نبود. بدین باب حیوة لازم و مند و حب
و اقتضاء قطع گردد. بدین باب حیوة را تقریب
میست. هر یک از حقیقه اعمد رفته تقریب
نداشته باشد که حیوة مرتبه اصمت ترکیب جسم و
اود پیش از تعلق بدین اجزاء شایسته است. کرب
از بیضه متاخر باشد. تا چه یکی از اعضا طبعی
والده باقی این اشتباه تا غرض علم از حیوة و تا غرض
تا غرض اود و تا غرض از زاده شان منتهی از این است که از

جب اتنی بات معلوم ہو گئی تو یہ سب معلوم کرنا چاہیے کہ
 حیات کے واسطے وقت کتنے اور کتنے سے معلوم ہونے
 کا قائل تعلق ہے۔ لیکن یہ میں ملحوظ رکھتی ہوں کہ حیات کے واسطے
 کے وقت کے فرقوں میں علویہ و فاضلہ میں ہوتا ہے۔ اس پر حیات
 معلوم ہو چکی ہے۔ جب تو یہ حقیقت معلوم ہو گئی ہے کہ حیات کو
 نظر ملے تب ہی اس کی طرف توجہ دے کر وقت معلوم کرنا ہو گا۔ تب
 کہ اس کا ہونا ہے۔ اس بات پر اندازہ ہو جائے کہ حیات میں اس
 سے مرکب ایک چیز ہے۔ ورنہ وہ بیجا ہو جاتا ہے۔ جس پر حیات
 ہے۔ ورنہ ایک طرف سے ہے۔ ورنہ ایک طرف سے ہے۔ ورنہ ایک
 طرف سے ہے۔ ورنہ ایک طرف سے ہے۔ ورنہ ایک طرف سے ہے۔

نزدیک اس بات پر مبنی ہے کہ اگر علم سے معنی مصدق مراد ہیں
 یا اس کی غلیظت کے ساتھ کہ مسلم کے متعلق کا یہ معنی سوانت۔
 اب دوسری بات منسی غلیظت کہ جب حیات و علم الہ
 انھن کی ترکیب کا نتیجہ بنا لیا اور مذکورہ اعتقاد و بی اعتبار
 اور کو جو کہ نسبتاً تو صحت پر مبنی ہو گئے والے کو اعتبار کی
 گنجائش ہو گئی۔

ایک تو اس بات کی گنجائش کو کشف و علم کی حقیقت کو اس قدر
 دینی اور کو جو کہ حقیقت کو اسکا اوصاف اور احوال سے نہیں
 دوسرے اس کے برعکس اولیٰ کہ نسبتاً کشف و علم کی
 کہ اگر ہم حیات قرار دیں اور حقیقت سے قریب تر ہم کا
 دوسرے کو اگر آمادہ کریں اور نسبتاً کشف و علم کو علم خود
 تو زیادہ مناسب ہوگا۔ جیسا کہ واضح ہے

مختصر یہ کہ زادے کے اختلاف کا عمل و تصور اور توحید
 اور حرکت ہے جو کہ صحت مذکورہ کے تصور کا سراپہ ہوا۔
 اسی طرح صحت کے لئے کو کہ گرفت سے ہم تعمیر کریں تو
 درست ہوگا پس اسی کشف کے لحاظ سے صحت جو کہ اور
 اور علم کا حکم جو کہ میں ہے حد درجہ فی سبغ آتی ہے
 حقیقت ہوگی اور خواہ ہے کہ اس سے اس اور یہ بات تک
 زمین۔ انسان کو فرق ہے۔ کیوں کہ زادے میں ذکر کیا گیا
 توحید اس لئے ہے کہ حیات کے علم مذکور اس پر تاحید
 کہ مذکور ہو اور اس پر مبنی اس کو اس کے نتیجہ میں اس کو جو
 جائے اتصال کائنات کا مصداق نہیں ہے۔ اور جب آمادہ
 حقیقت حد قدرت کو آپس میں ماکر پر اس کے کو کہ علم قابل
 ہوئے اور اگر علم آمادہ حد قدرت کو آپس میں ماکر حد درجہ
 قابل کے کو کہ میں نمایاں ہوگا اس کی گنجائش ہو گئے والے
 سعادت ہو جو دل آتی ہے جائز ہوگی۔

الغرض ایک کو دوسرے سے طالعہ در شال کرنے کے

علم معنی مصدق مراد گیرند یا مرتبہ فلیت آن کہ
 پس از تفقہ معلوم پیدا آید۔

انوں دیکھنا یہ شغف کہ چون حیوة را حاصل
 ترکیب علم و اعتقاد گرفتند و اعتقاد مذکورہ
 اعتبار و توحید و مذکورہ ناظر غیر را گنجائش و اعتبار
 بہم رسید۔

یہ آنکہ حقیقت کشف و علم را اصل قرار گیرند و حقیقت
 قائل مانند و اوصاف و اعتبار آن۔

و از علم پس این را بشرط قطع نسبت مذکور
 کو حیوة کوثر اقرب الی الحقیقت باشد و ثانی را
 از حد درخونیم و قطع مذکور موقوف بود انب
 باشد۔ چنانچہ بدین است۔

بالجمله مقتضای اشارہ آمادہ آن توحید و تجمید
 و حرکت است کہ سرانہ حصول صحت مذکور شدہ میں
 علم حاصل است کہ اگر قبضہ تمیز کنیم درست
 باشد پس از لحاظ جہان کشف قدرت باشد و قطع
 و در دہم کہ در بین ہیں وسیع متوسط باشد حقیقت
 بود۔ و چنانہ است کہ این تا آمادہ و حیوة فوق زمین
 و آسمانی است۔ نیز کہ در آمادہ توحید مذکور
 حسن بود و در حیوة علم مذکور۔ اصل باشد چنانکہ
 مذکور شدہ و ان جائز را اصل گویند نہ آمادہ
 مذکور شدہ۔ مصداق حقیقت گیرند۔ و چون آمادہ و
 نسبت و قدرت و علم کہ یہ علم انفسہ کلام
 حاصل شود۔ و اگر علم و آمادہ و قدرت۔ بہم
 آورد بر صحت اور اندازند مگویند خیالی شود۔ پس
 علم صفات ناخدا میرا بود آیند۔

الغرض از منہ و انصاف کی بدگیری چاہہ نیست

غایت مافی باب این ترتیب که فصلان مفتوحه اصل
موصوفه قرار دهند و فصلان و ستاره و وسعت و فضا
صفت را بر آنها نقل کنند: فعلا یا برعکس می باشد
بلکه ترتیب دوم بود و یکی بهتر است که علمی از ترتیب که
در این سفر مقوم شده شود و در بعضی مطالب نیست.

این برصفت است که یک تنی پیدا شوند و صوره
غیر متغایر در زمانه ذات جامع المکات حاصل آشد
زیرا که چنانکه معلوم را صورت دست آمد علم یعنی
مابعد الصم و مابعد الشف و در کشف را نیز همین صورت
باشد و این به الی و کمال از وقوع نور آفتاب مثلا
برآورد و در هر صورت نفعی و منفی و آن را در اشک
در این نور متعش شود فقط اگر فرق باشد چنان باشد
که در خارج مشکوب و باطن قاذب بود مگر این فرق
نظیر و چون در اصل صورت نیست که در معروض
اوست پس چنان که معلوم را در صورت است که
اصغر که نمایان می آید است دوم که در حق آید
و کاتب را نشان باشد و این نوع معنی مبدء انکشاف
را باید در سه مرتبه این معلوم و معلوم را همین
باید دید و این صورت و نظیر فیه و باید که در هر
صفت و قیاس خود است بر یک نوع و در هر یک
نور بداند و چه از متغایر که یک نوع می باشد و توان
شد مثلا در باب بنده سه را معلوم است که حاصل به
اشکال بنده شش و در دوحه خمس و صد و شصت بنده

موسو چہ ہم نہیں تھے نہ یادہ تھے نہ او جس بارستہ بہ ترتیب
کہ ملاں صفت کو محفوظ کی ۱۹ قادیانی اور ملاں کو تین کیسی
اور دست اور دست صفت کو ملاں پہ ڈالیں اور ملاں کو دفن
پر پہنچانے کی جگہ کیا کہ دوسری ترتیب جو ہنگامی میں تھا ہے
کہ اس ترتیب انفس کو دفن بہری نظر میں کی بلکہ حسن مطلوب ہے
یہی ہے۔

یہ سب عقیدے اسی ایک حق سے پیدا ہوئے ہیں اور
خود تباہی و حق پر جاہل کلمات و افسانے میں حاصل ہوتی
ہیں کہ کہیں جیسا کہ معلوم کی ایک صورت جو اصل ہونی تو معلوم ہونی
نابالغ عالم و نابالغ دانش و انکشاف کی جیسی صورت ہوتی
اور یہ اسکی مانند ہے کہ مثال کے طور پر عقاب کا فکاہ و صوت
معلومہ کے اشکال اور رنگ و واقعہ ہوتے ہوتے ہے
جیسے قلب ہے کہ رنگ و اشکال فکسہ یا من میں آؤ
پتیر جو جوتے ہیں رنگ و اشکال ہے تو تباہی کے عقاب میں
عقاب اور پتیر تباہی و تباہی کے طور اور بطور کا فرق
جس وقت نہیں ہے بلکہ اس کے رنگ و اشکال سے پہلے
کو معلوم کی و معلوم میں ایک سفر کہ وہی کوئی نہیں ہے اس
کہ تباہی جو تباہی کی جوتے ہیں جیسی روح علم و ہذا انکشاف کے
منفی میں ہے جانتا ہے بلکہ علم کو ایک معلوم و معلوم کے
علم ہوتے پہلے ہی صورت و اشکال و تباہی و تباہی کے
و انکشاف کے طور کی وجہ سے تباہی ہے کہ وہی تباہی کے
کے رنگ میں بطور و تباہی کی تباہی سے تباہی کی تباہی
جو تباہی کے علم ہندو کے معلوم ہے کہ تمام ہندو تباہی
کی اصل شکل اور رنگ ہے جو تباہی کے تباہی کے تباہی

۱۔ ہم بہت سی باتوں سے غفلت اور ٹکڑے ہوتے رہتے ہیں۔
۲۔ ہم بہت سی باتوں سے غفلت اور ٹکڑے ہوتے ہیں۔




و این اختصار فایده نوریست بدست بی کشید چنانچه
ظاهر است پس این همه صورتها بقدر انطباق غیر متناهیست
نخستین در اوقات عقد اشرف و غایب گردانند
در وقت جناب باری عز اسمایه دانستند نسب
و قد فیما بین این صورتها را تحقیق آن اربابان است
چه بعد تحقیق شنیدن تحقیق نسبتی از نسب را به مشهوره
هم غیر آن بودی است چنانچه بدین است افسوس
جناب باری عز اسمایه بپسند انداخته است
لاشکای او بود و وحدت پرورمانی که مورد واحد باشد
که شده این انقباض با امر از نسب سلسله عماد
گذشت.

چون نوبت رسید مناسب آنست از سخن گذشت
مقام است از آن روز و پیشتر و هم آن این است
بجای آنکه محمود و منعت نیز بنمایند و بعد از آن
من اطراف آن وقت و آنجا حاضر گردید و باین قصه
عقب انداختن آنست که آن روز در آنجا

کے ساتھ امر علی اور مستطیل، مخروط و زمین وغیرہ شطیحا
بہاؤ الدین اور شمس اور اور احمد کے افسانہ کے ساتھ کتب
اور مخطوطات موجود ہیں اور اس مکتوب کے احداثی
کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ یہ ہے پس یہ تمام غیرت ایسے
یہ ہے بعد دوسری غائب ہونے والی صورتیں۔
فوت کی طرف اشارہ اور حق میں اشارہ کروں،
جناب باری عز اسمہ کے قصورات ملتے چاہیں وہ ان قصورات
کے درمیان وقت حسنہ کی نسبتوں کو کہ ان کا متعلق ایسا ہے کہ
دو چیزوں کے تقاضے کے بعد چاہوں کہ جو تھیں ان کے بعد نسبتوں
میں سے کسی نسبت کا ہونا۔ دوسری ہے چنانچہ وہ ان ہے جناب باری
عز اسمہ کی تعظیم و تکریم کا ہے جس سے وحدت کے باوجود
یہ متوازن ہو و ہر دو اس کی صورت و مقام کی ہر کمانہ ہو کہ اس کی طرف
اعداد کے لئے کے تھیں کہ یہ اس متعلق ہوتا و اشارہ غلط ہے۔

جب فورت میں آئی تھی تو ماسپریت کو ایک بات کی طرف
جواز مقام کے لئے سبب اشارہ کرتے ہوئے سبب اشارہ کرتے ہوئے
ان باتوں کی مانند صفات میں بھی وہی تھی وہی تھی وہی تھی
طرف اشارہ کرتے ہوئے فورت میں جو رہا وہ وہی تھی وہی تھی
سرفت اور ان کے لئے وہی تھی وہی تھی وہی تھی وہی تھی

مکتب حضرت امام رضا علیه السلام در مدینه منوره -  - کتابخانه مرکزی و اسناد خطی وزارت فرهنگ و ارشاد اسلامی

تذکرہ تاجیکان - دربار خاندان احمدیہ - اس وقت کہ مرزا کاظم خان [] نے ان کی کتاب "Rezaoung" تحریر فرمائی

تک غروب : پانزدهم دی ماه در یکشنبه و بیستم دی ماه در دوشنبه

وہابیہ کے متعلق یہ کہنا صحیح ہے کہ وہ ایک ایسے عقیدے کے پیروں ہیں جن کا مقصد ہے کہ اللہ کے ساتھ شریک نہ ہو اور نہ ہی کوئی اور شے اس کے برابر ہو۔ یہ عقیدہ ان کے عقیدے کا ایک اہم حصہ ہے۔

[illegible]

وہاں پر پہنچنے والی ہر قسم کی سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔

میں قدم نکلتا۔ اور غیر متناہی سادات غیر متناہی صفات کا ہونا
تھ ہر کوئی اور بے انتہا قبولیات سادات کے درمیان میں خدا
تعالیٰ اعظم کی عزت میں نمایاں ہوئی۔ اسی میان میں ۔ سادات اول
میں وجود نسبت ممکنات کے وجود کا سرمایہ ہوگا اور ہر سب سادات
ممكنات کے صفات کا سرمایہ ہونگے ہر مرتبہ میں سب نسبت کے تقاضا
سند کا سرمایہ ہوگا جس طرح کہ وہ جو میں جو کہ ہائی نہ کہ ہائی
جستہ میں نسبت ۔ اب بھی میرا ہی جیسا کہ تھا ۔
کا مصداق اور

ہی نول دی آخر وہی ظاہر اور وہی باطن
کا مصداق ہوگا اور چونکہ یہ غیر محدود اعتبارات اور نہ ستم
ہیئت ہائی شکلیں تمام کی تمام یکساں ہوں والی ذات میں مندرج
ہیں کیونکہ نہ کہ وہ متحرک اور متوجہ سے پیدا ہوتی ہیں کہ ذات کو
جتنے ذاتی ذات میں ماس میں جیسے عرض کیا گیا ۔ اگر ذات کو
ان تمام شکلوں ۔ واقعات اور ہستوں اور صفات کی نسبت
ہم نسبت ہیں تو بالکل درست اور حق ہوگا۔ اور چونکہ یہ شکلیں ہیں
حقائق ممکنات جیسے کہ یہ معلوم ہو چکا ہے اور انشاء اللہ
اس سے بھی زیادہ جان لوگے تاکہ ذات لڑائی کو تمام باتوں
کی نسبت نہایت کیسے تو درست ہوگا بلکہ چونکہ صفات کے تقسیم
میں تاہم میں ذاتی تقدم اور تاخر کا فرق نہ ہو بلکہ کائنات میں
سے صفات کی صورت پر جو پیدا ہوگا وہ علم سے بھی پہلے ہوگا بلکہ
وہ دو زمانے میں یعنی سادات اول میں انکاس کے وقت انکاس کے
مذاہب کے موافق وہ خواہے گا کہ ان کے لیے کہ ان کے لیے کہ ان کے لیے کہ
شکل کی صورت کے لیے کہ ان کو شاید ان کے لیے کہ ان کے لیے کہ ان کے لیے کہ
ہم آخر میں اپنے اہل باقی میں

وہی تاخر و تاخری یعنی تقدم و تاخر کا فرق نہ ہو غرض
کے ساتھ تاخر اور نسبت کو نہیں کہہ سکتے ہیں ۔

اعتراف | ابھی یہ بات کہ ان صورت میں نہ کہ ہائی

وہ ذات غیر متناہی ہی نسبت لائق ہی صفات ظہور کنند
و تاہم ذاتی پائیاں در وسط سادات بطور تعلیمی اعظم
نہ کہ نہ پائیاں شہدائی میں سادات اول یعنی وجود
نسبت سرمایہ وجود ممکنات بود و سادات دیگر سرمایہ
صفات ممکنات باشند و ہر نسبت بوجہ آنکہ
ان اعتبارات میں انصاف نہاید وہی متحرک و متوجہ
نہ کہ آب و ہوائی خود نہ کہ صفات انکاس کا کان
و ہم مصداق

ہو اول ہو الاخر ہو الظاهر ہو الباطن
باشد و ان آں جا کہ ایہ اعتبارات غیر محدودہ اشکال
غیر متناہیہ ہستہ ہر یک ذات باہر ذات اندہ
پر از توجہ و تفرک نہ کہ زیادہ اند کہ ذات را در صفات
و نسبت ماس میں است چنانچہ عرض کرد و شد اگر ذات
را نسبت ہستہ ای اشکال و اعتبارات و نسبت و
اضافات محیط کو ہم میں حق و سبب باشند و چون یہ
اشکال میں حقائق ممکنہ نہ چنانکہ دوست و انشاء اللہ
زیادہ تر ہوں دانستہ اگر ذات گرمی را محیط نسبت
ہستہ کائنات کو ہم دست بود بلکہ ان آں جا کہ در تقسیم
صفات ہم فرق تقدم و تاخر ذاتی است ۔ ہر کہ از
کائنات بر صورت صفت اقدم بود و در سلم مقدم بود نا
در وجود صادق یعنی وقت انکاس در سادات اول یہ صفات
انعکاس کو نہ آید چنانچہ زمناں حہ و حال مکی صورت
شخصی تا ہم برب چاہ ہویدا است ۔ و تفرق یہ در
تفصیل الآخر و ان السابقون

تفصیل الآخر و ان السابقون
تفصیل الآخر و ان السابقون

اعتراف | ابھی یہ بات کہ ان صورت میں نہ کہ ہائی

ثبوت و ثبوت اعتباری باشد مگر بدن نمی نشیند که صفات اعتباریات باشند و باین سبب در خلقت موجود نبوده و بعد از آن فقط وجود ذہنی بود

تحقق و ثبوت اعتباری باشد مگر بدن نمی نشیند که صفات اعتباریات باشند و باین سبب در خلقت موجود نبوده و بعد از آن فقط وجود ذہنی بود

جواب | چرا این است که اعتبار را با بعد متباعد
باشد و مافی مشا اعتراش تحقق بود چون
مجموع اعتبارات صفات اعتبار غولیش و اعتبار حیت
آنها اعتبار حیت این موطن می گیرند این و هم میبانی
آید و از راهی زیاد چون هنوز اندک شب بطور وضع
نشده باشد یک یک مثال بر اعتبار تفاوت اعتبار
و تشکیک اعتبار می بینیم
اگر شخص بغایت ذلیل و کمین و در پادشاهی و کارخانه
سلطنت را بحاجت بنده و سبک کرد که از غلام و خدام و دربار
غای مت هم پیش پادشاه و مقامات خود پادشاهی و نیازی
که باید استاده و شسته اند و حسب مقتضای دین و باور و
بیکار اند و همچنین از رعایا و مسلمانانی تا ملازان و بزرگان
و چهره های و مشهور تا اعیان و حکام و مصلحت و ملاقات و کار
خود مشغول

جواب | این است که اعتبار را با بعد متباعد
باشد و مافی مشا اعتراش تحقق بود چون
مجموع اعتبارات صفات اعتبار غولیش و اعتبار حیت
آنها اعتبار حیت این موطن می گیرند این و هم میبانی
آید و از راهی زیاد چون هنوز اندک شب بطور وضع
نشده باشد یک یک مثال بر اعتبار تفاوت اعتبار
و تشکیک اعتبار می بینیم
اگر شخص بغایت ذلیل و کمین و در پادشاهی و کارخانه
سلطنت را بحاجت بنده و سبک کرد که از غلام و خدام و دربار
غای مت هم پیش پادشاه و مقامات خود پادشاهی و نیازی
که باید استاده و شسته اند و حسب مقتضای دین و باور و
بیکار اند و همچنین از رعایا و مسلمانانی تا ملازان و بزرگان
و چهره های و مشهور تا اعیان و حکام و مصلحت و ملاقات و کار
خود مشغول

فانسل این خوب این باشد که هر یک منصب خویش
و دیگران موقوفه دارند پادشاه و منصب خویش و دربار
در بار موقوفه داشته دارند فرایه و او شایع منصب
خویش و پادشاه را رعایت کرده و مثال امری پادشاه
و بزرگان دیگر قیاس کن پس این اعتبار او شایع را بعین
که چنانچه در پادشاه و پادشاه و پادشاه و پادشاه
چرا این همه پادشاه خوب نیست از نیافت و دست
و اعتمادی از اعتبارات او

این خوب کا مایل بود که هر یک منصب خویش
و دیگران موقوفه دارند پادشاه و منصب خویش و دربار
در بار موقوفه داشته دارند فرایه و او شایع منصب
خویش و پادشاه را رعایت کرده و مثال امری پادشاه
و بزرگان دیگر قیاس کن پس این اعتبار او شایع را بعین
که چنانچه در پادشاه و پادشاه و پادشاه و پادشاه
چرا این همه پادشاه خوب نیست از نیافت و دست
و اعتمادی از اعتبارات او

و اعتمادی از اعتبارات او

صفات کے انتزاع کا منشا بھی اس اتصالی و قدس کی ذات ہے اور منتزاع اور اعتبار کثرت و اکبریت ہے ہم کو تو کسی دوسرے شخص کے خوب کے تعین کی مانند اس کا تصور میسر نہیں ہے۔ نہ یہ کہ ہم منتزاع سے غور اور اس کے انتزاع کا منشا بھی جگہ خداوندی بذات خود سے انتزاع کا تصور ہے۔ اس کا وجود ثابت ہو کر اور اس خداوندی کی عزت بجا منت کیلئے میں چاہوں کہ اس کو ناقص و تحقیقی بیان کی خاطر ثابت اس لئے کہ کو قندہ طور میں کرنا یا متوان ہوا وہ یہ کہ ممکن خاص و واجب اور استیلا کے درمیان ایک واسطہ ہے کہ اگر بہت ذہنیت کے درمیان کوئی دوسرا واسطہ نہیں ہے کہ کوئی وجود و عدم متعینہ متعینہ وجود پرانا ہے چنانچہ خدا ہے اور اظہار ہے کہ باوجود واجب ہونا نہیں۔ کون نہیں جانتا ہے کہ

وجود و وجود ہے و وجود

یہ قضیہ ضروری ہے کہ اس کا مکمل محسوس ہو کر ہر نوع و محمول میں حد اوسط کے داخل ہونے کی گنجائش نہیں ہے تاکہ محسوس کا کردہ ہونا شد کا موجب ہو اور اسی طرح الوجود عدم یا معدوم

کثرت و تنوع و چیزوں کا اجتماع اور ایک ضد کا دوری ضد پر خارج ہونے کا اقرار ہوگا۔ اس طرح لعدم عدم یا معدوم

میں اور

العدم وجود یا موجود

میں نہیں آتا چاہے وہ اکیلا

منشا انتزاع صفات ہم ذات او تعالیٰ و قدس است و منتزاع و اعتبار کثرت ہم حال۔ مارا چو تصور خوب کسی دیگر جو تصور آن میسر نیست۔ نہ آنکہ خود منتزاع و منشا انتزاع اس سیمت بلکہ صفات خداوندی منشا انتزاع است و وجود او بی وجود ما و صفات او تعالیٰ بہر صفات ما۔ چنانچہ تفصیل میں اجمال خواستہ گارح من تحقیق است منتزاع آن را نیز عرض کردن لازم تقد آن است کہ

امکان خاص برنفا است مابین واجب و انتزاع نیز کہ مابین وجود و عدم مانگی دیگر نیست۔ چنانچہ وجود و عدم تنہی مفصلہ حقیقیہ صورت انعقاد یا چنانچہ ظاہر است و پیدا است کہ وجود ما واجب لازم۔ کسی نیست مانند

الوجود وجود و موجود

قضیہ ضروریہ باشد۔ حمل او حمل اولی است۔ در موزع و محمول گنجائش۔ قول حد اوسط نیست تاکہ محمول موجب اشتداد شود و چنانچہ

الوجود عدم یا معدوم

گفتہ توں اجتماع القیاسین و اجتماع المضدین و غیرہ بیرون یک۔ محذور ضد آنرا باشد میں اور در

العدم عدم یا معدوم

و در

العدم وجود یا موجود

خیال باید فرمود۔ و چنانچہ

یہ آئینہ مسئلہ عقیدہ عقیدہ ہے و مقدم و تدوین کے بعد ان اقسام کی دیکھو کہ یہ تدوین میں جو یکے کے بعد آئے ہیں ان کے ہر ایک سے

خداوند متعال اس موجود و عدم معدوم مترم

و تفسیر و توضیح میں یہ دیکھو کہ ان اقسام کی دیکھو کہ یہ تدوین میں جو یکے کے بعد آئے ہیں ان کے ہر ایک سے

الوجود ليس بحدام او ليس به سدوم

بعدم و قد يا

العدم ليس بوجود يا موجود

باعتبار ذاتي نزد ہر مسلم نظر میں امکان محال
بین الوجود والعدم ممکن حد حاصل مابین موجود و معدوم
یہودیہ و غیر سبب از ہر دو طرف فیضی بخود کشیدہ باشند
چنانچہ اگر مرکب بودن ممکن خاصہ از تفہیمات مختلفین بکلیات
و انسب اشارہ ہمیں است و ازین جا است کہ نہ وجود
وجود حق و نہ معدوم ہوا۔

خداوند از یک جا است بر ہر زمین و ہر مہتمل ہوا
یکبار نظر بگردانہ آن خطا حاصل کہ در نور و خلقت سایہ
و محصل است ہر دو طرف رود اگر چنانچہ نور گیری
منور است و اگر بجانب سایہ یعنی مظلم بود انوار قدسی
تحت درانے کتم و نہ گویم کہ

در ہر اشیاء و خلقت و مرتب و غیر ہا ہمیں تماشا است
چہ خطوط اشکاء ہمہ اعلیٰ و دادند و ہمہ قادحہ خط مستقیم
در جو چنٹا کہ سطح داخل قائم است چہیں سطح خارج
و ازین سبب است توان گفت کہ این نہ سطح داخل و عدم
آن اعتبار دادہ و حد حاصل مذہبان وجود آن
و عدم آن است و چہیں سطح خارج و عدم آن نیز اگر
وجود سطح داخل ہمیں خط مستقیم است نہ خارج حق
و ہر دو در ساق و غلبہ بین فی عدم متقابل آن لازم
کہ اگر جو مطلق سطح در دو جانب در تری نیست۔

نظر بری حدود اشکال کہ بر صدد وں و درگیر صاف
مفروض باشند اما ہر دو در تری و عدم آن ممکن باشند

الوجود ليس بحدام او ليس بحدوم

منزوت ذاتی کے ساتھ

العدم ليس بوجود يا موجود

منزوت ذاتی کے ساتھ سب کے نزدیک سبب ہے اس پر نفی
رکتے ہوئے وجود اور عدم کے درمیان حد حاصل امکان ہوگا
اور موجود اور معدوم کے درمیان ممکن حد حاصل ہوگی اور یہی
سبب سے ممکن دونوں طرف سے ایک فیض ہر طرف کی نسبت ہوا
پہر چنانچہ خاصہ کا دو مختلف تفسیروں موجب در سبب است
مرتب ہوا ہے کہ نہ وجود اشارہ ہے او سبب سے تہ چلتا ہے کہ ممکن
نہ صمد و نہ ہوا و نہ ایک و نہ سبب ہوا کہ ہے۔

آرا اسکی شان و در کاپہ تو ہمیں کہ نور اور سبب پہنچتی
نور سے چمکا ہوا سبب نظر آئے وہ نہ اصل پہ کرنا یا خطا ہو کہ نور
اور سبب کی تباہی کے درمیان مائل ہے دونوں طرف تعلق ہے
اگر نور کی جانب ہر نہ کہ نور وہ روشن ہے اور اگر سبب کی جانب ہو
دیکھو تباہی کیسے ہوتا ہے نہ تہ سے بات کو حل دینا یا جو کہتا ہوں کہ
ہر اشیاء و خلقت اور مربع و غیر ہا ہر دو کی تماشا
ہے کہ کہ اشکالوں کی افشانی اندر کی نسبت بھی روشن کہتی ہیں اور
ہر دو طرف میں ہوا ہے کہ گول خط جیسے کہ اندر کی سطح کے
ساتھ قائم ہے اسی طرح خلقت کی سطح کے ساتھ اور اسی سبب
ست کہ کہتے ہیں کہ یہ خط اندر ہا ہر دو کی سطح کے ساتھ تعلق رکھتا
ہے اور اسے وجود اور عدم کے درمیان حد حاصل ہے۔ اور
اسی طرح اہر او اندر کی سطح کے ساتھ چارہ کہ سبب سے کہ کہ اندر کی
سطح ہوا ہوا ہو گئی نہ تک ہے نہ کہ اور سبب ہر دو سبب
ہر دو در تری ان تہ کے ساتھ عدم کے قابل میں لازم آتا کہ سطح
کا مطلق وجود دونوں بیکر ہو کہ فی صاف نہیں ہے۔

اس پر نظر رکھتے ہوئے جو حدود و اشکال صادر ہوا
حد و سبب صادر ہوا ہر دو تری کی گئی ہیں وہ وجود داخل ہوا

[illegible]

پایندگی اش صور صفات بر ذات و در ذات
علی القیاس و در ذات اش صور صفات بر صفات اش جمله
مرودت اول و شدید دیگر و این همه صور صفات
و صور صفات چهار با هر موصوفی یک دیگر باشد که حاشا
مناقض بر سلب و ایضا از این خاص نشانی کنند

چون ازین بمقدور است غیر از این نیست حدوث آن
شکل و موطن احدی آن خدمات و کیفیت و هر بدل
آن به مقتضای دهم و بنیاد شد و در قدم آن
در مصلحتی در نسبت العم و صفات و نیز قضا
عرض باین کردی باید بشنید اگر شکل چند گردد و چاک
کند، اگر چه چند چاک ما بر داشته و یک طرف نشین
خوب کند، این به گردش اشکان چیده به نسبت چاک
بیک حال قائم داشته باشند، ماده آئینه کوس آتیا
حرکت نفس از یک طرف آمده بر طرف ثانی رود پس
از ساعت بمجردهم سابق مدتی دیگر لاحق شود.

افترض تائید چون بگوئی خود است و چاک متحرک
وضع آن (احوال هر دم نسبت تغییر متبدل باشد

اس کے صدم کے ذریعہ فانی ہو گئی اور یہی شکر ہے کہ جتنی
شیرہ کی باتیں صادر ہوئی ہیں شکر ہے کہ اور ان کی صفات و حوی
صاف کی تھیں اور اب وہ سن بہت خوش روز و ہفتہ پہ
وروز بہتہ آئے اور ان کے صدم بہت دور سے پہنچتا ہے مگر اس کی
قدت بہت ہی میں سر و صوف میں ذات ہے تو بہت دور ہے کہ
موصوف میں صادر کی شکل میں ہے تو کی شکل ہوگی اور اگر
صفت بہت دور و دوسرے صادات ہو کہ اس کی صفات ہیں کہ
کہ بہت ہی صاف میں ہے کی شکل میں ہے کہ کی شکل ہوگی
بہت صفت بہت اور ذات میں صفات کی صورتوں کا
مقرر ہو جاتا ہے قیاب ہوگا اور صفات بہت کمالات کی صورتوں کا
نقش افکار کن ہیں تو بہت صدمات کا خواہ لایا جو یاد و سرا
اور تمام کے باوجود صفات کی صورتوں اور کمالات کی صورتوں میں
حالات کہ وہ صدم کے سطح پر رہتی ہیں یہاں سے ہی ممکن
کا نقشہ دلدار کی سطح پر اس کا بہت صدم ہے۔

جب ہم سب باتو لیتے تھے تو ہر شخص کو
کے مکان کے وہی سبب سے اس کی کیفیت سے متعلق ہوا
صداوات کی کیفیت کے اس کے وطن ہونے کی کیفیت وہی
عاجز کی گئی اور ان کو امر میں صفت اور دیگر صفت میں
میں کچھ عرض کرنا چاہئے۔ سینے۔ چاندھیں کہہ کر چوک
کے چاروں طرف پکار چوک کر گھومیں اور ایک طرف تینہ
نصیب کر دیں تو اس گردش کے باوجود چپان کی ہوشیاری
چاک کی نسبت ایک حالت پر قائم اور قائم رہیں
آخر میں ان کے مکس ایک طرف سے اگر دوسری طرف حرکت
کرتے ہوئے بائیں گے۔ ایک سمت کے جسے ہم سب کو
دور سے کہتے تھے۔

غرض یہ ہے کہ تمہیں چونکہ اپنے قدم پر بہت اور چابک
حرکت ہے اس لئے اس طرح کے دشمن آئینے کا بہت پر دم ہوتا ہے

و از همی تبدیل در هم سابق و لاحق و مدت زمانی و توجیه
در ذات آنها پیدا می آید. اما مختصره چنانکه یک
دفعه و یک بار مانند چینی است که یک بار یک بار
و تیره گردانند و حرکت شود و بار دیگر حرکت داشته
جست و خا حرکت یافته و هر یک در وقت قدم نهادن است
و می توان گفت که هر یک از مشهور و نامشهور است
بهر صورت زمانه به چینی است و آن گفت که هر یک
نماند مگر در انشای جدا است. هر یک از خود ذات را به
نقوش بر روی او و در آن که از یک حرکت بطور آن که بهیچ وجه
گردان ناپسندیده و این صد درون که بهیچ وجه نیست
بقای او حکم سطح در پیش چشم دارد بهایه نیست و به
و باز این و هر که در وقت فرقی غشیات و انتراجیت
و ظهور و بطون و از این و این و اول و اول و اول
شیون ذات است و متوجی که نیز بهیچ وجه نیست
فرمود که حرکت و توجیه و هر چیز پس از تحقق و وجود آن
باشد و این با وجود و تحقق خود از آن بر توجیه و توجیه
ذات است چنانچه گفته شد.

نظر بر یک متوجه صادر اول و حرکت آن یکس طرح
اول یعنی متوجه ذاتی بود و چون یک جسمی میمان نیست
انقباض صورتی تا به آن حالت برسد که و تجدد لازم آید
و اقرار تجدد اشغال منور افتد چه در حرکت تجدد
اشغال ذاتی است. یعنی افراد متحرک حرکت توسطی حاصل
میگردد پس بدین سبب در هر آن جا که فردی
از افراد متحرک در دو باشد هر متحرک عارض نمی شود
مگر به تشابه افراد اتصال حرکت قطعی از دست می رود

[illegible]

اس بنظر یہ کہتے کہ جسے صادر اول کا نوع و اقسام کا
حرکت میں انتفاع میں نوع و اقسام کے رکس ہوگا۔ اس وجہ
سے ضروری ان میں کہ جناب میں ہے ذات کے اندر ثابت شد
ہو تو انہیں اس کے جوہر میں کہ اور جوہر کے ساتھ نہ رہنے کہ
اور جوہر میں کہ اور ضروری طور پر کہ اپنے کے کیوں کہ حرکت
میں تہہ و ہمت اذاتی ہے یعنی حرکت کسلی کے کہ ہم میں اس فرد
یکے جدا ہے جسے کہ ہم اس وجہ سے کہ تو ان میں کہ کہ نہیں
حرکت میں کہ کہ فرد میں کہ کہ تو ان میں کہ کہ نہیں

نه از آن بزرگوار که در محفل کوی خورشید بی باشند و در آن
 محفل فیض حق تعالی است که با هر چه حرکت دردم وجود
 جدا و ازین شود و باز بسبب شوق تا آنکه حرکت در آن که سایه
 انعکاس شده بود از این عالم بر نبرد و غلبه است و فیض حق تعالی
 ایشان برین وجود و استیلا حق تعالی بخشد و منطبق است
 و از آنجا که این حقیقت که نفس است با باطن اول
 باشد تا زمان وجود حق تعالی غایب از عالم حق تعالی ندانیم
 است و جانب عقل و وقوع چنانکه در جانب صدور
 این ما اراده انی مایه گفت چنانچه بیشتر جمیع
 اشاره کرده ام و از اینها که از عقل

يَكُنْ أَحَبُّ كِتَابٍ

معلوم شده باشد و بهم بنیده باشند که قسمه مقدار
 باون زمانه بر حرکت صحیح است مگر خفا این جا است
 که چون حرکتی متعین بنشیند بدوام حرکت فلک اولادک
 قیاس شده و در اول حرکت کفیه الانشاسه
 بالجمله نمود و امثال وقت تسبیح کلموس موجودات
 آن عالم بصادر اول ضروری شده آری در مرتبه پس
 اعنی آنکه ملک آن درین جا افزایده دوام و ثبوت
 است ازین جا وجو اطلاق وصف ثبوت بر اعیان
 نایه دریافت می شود.

اخریچونچو صور چاک کوزوگر که دور در حرکت
و سکون تا چاک باشند این مانیخاس صور در حرکت
و سکون تا یک ذات و حرکتش هم در نور باشد و غیر
بکرنچو حرکت و نفسی حرکت و تجدد قدش موجب تغییر
در ذات نبود آری اعتبارات گوناگون ظهور است
پس آنچه نوعی از این مشاء و دردم نوعی کسور است از

[illegible]

کے معانی میں سے یہ کہ معنی معلوم ہو چکے ہوں گے اور جو کچھ غور
کرنے کے قابل ہوئے وہ قدرے حرکت کیلئے معنی سے گونا گونی ہیں۔
کو بہ سلسلہ حرکت غلامی سے آزاد و قافلہ بکلا کی پیشہ
حرکت کے تو کہ ہنگامہ اور غم نہ کرنے کے اشارہ کافی ہے۔

بالجملہ اس عالم کے موجودات کے لئے رونا ہوا۔ اولیٰ
یک تہ تعلیق بقوت وجود مثال مرقی ہے نہ اس کے لئے
میں تعین جس کا کس سے بیان کیا ہے اس کو دو ہوتے ہیں یا
ستارے ان تاثرات موت کے وصف کا اطلاق کرتے ہوئے لکھا۔

فرزند بشک کباب کے چاک لے کر دیا۔ اس کے بعد وہ
حرکت اور سکون میں چاک کے تالے پوتی میں اس کے ہاتھ میں
حرکت اور سکون میں حرکت کے تالے پوتی میں اس کے ہاتھ میں
اندھ ہو کر اس کے سر میں گر کر وضعی حرکت کی۔ اس کے بعد وہ
لہو حرکت ذات میں تہائی کا سبب نہ ہو گا۔ اس کے بعد وہ
کے اعتبار ذات میں تہائی کا سبب نہ ہو گا۔ اس کے بعد وہ

نه که در این بزرگ تجدد نه گویند که حق حیات مشاء الیه
بر هر که است و نه گویند که حق حیات بر هر که است
است و نه گویند که حق حیات بر هر که است
و صفات تحت این اثر اعراض و اذلال و احوال و امانات
و فقر و غنای و قس و بسط و سیه و ستاره و شربت و
از سواد و مال و علم و محبت و توفیق و وسع و قبح
و هوس و قبح است متوجه از دید و در حال متحقق
شده اند و حال چاکر در امور متعلق به محبت است
یکه را در این بزرگ تجدد این جان فراق بین و بسیار پیچیده
نشد و بگویند که طایف و متعلق به بعد و از این فراق
منزور باشند و این فراق در مدینه و اطراف بحر اطلال
از هر چه بین و بسیار خوش گشت و در این صفات متعلق
فراست و در این چند انگه با خفاست بین و بسیار با اطراف
عالم بین و بسیار گشت و آنجا نیز پس از
اعتبار این اصناف این فراق پیدا شد

بجمله ذات و سائر متعارف و کلیات متعدد بود
حقان سبب تعالی مذکور غلبه یافته و به کمال مدتی
بر و بال بکشایند

صفت هم چنین است | با نماند یک صفت نیست
و اسم نریم است و جمله
نقد برین موضوع است که فرموده است و صفت خود و این
است. چنانکه کجای وصف را می بیند که می بیند و کجای
قیام است بیات مخلوقه دارند. بوی صفت است و بیانی
معنی نیست و هر چنانکه و غیره و این است و هنوز
تا قریب نمانده باشد و نقد را که گذشت است.

[illegible][illegible][illegible]

این اعضا و اجزا و متغیریه معلومه جسم باشند که نسبت
روح با آن تھابن که در باطنی ظاهر است و روح نسبت
آن با آن مگر این تطابق و فرقی ظهور و بطون خواستگار
آن است که قوام روحانی بقوت ابله اعضا و جھانی چنان
باشند که قوتی جاذبه از عضویت جدا گانه ظهور کنند و
محقق نور رسیدن طریقت و قوت بدن پیدا کنند پس
ببینید قیاس چنان محسوس کردیم ذات چنان صفات واد
و متعجب و مساوی اول را با وجود فرقی ظهور و بطون و تھابن
معلوم صفت بل یک دیگر یا تقسیم پس این مساوی او
که چنانچه حمل شئون باشند آمده است هر گز نمی بر طرف دیگر
صفت این صفاتی از صفات باشد متشابه صفت بل افکاره
است ظہیر آن صفت باشد صفت با همیکه در صفت مقابله
روح بهر عضویت غیر که صفت باشد تجویز کرده باشند

و آنرا با در ذات نسبت صادر اول متغیر است
صفت و آن صفتی که آن امری است انتزاعی و باز وجود
صادر اول ذاتی است و در ممکنات حسی که صفت چه
منظایه را که سائر مرتبه ذات است که باطنی است
یعنی الوجود و دیگر همان مستور باز تعبیر کنیم و معنی بار
ذاتیته و تدخیل صادر اول را که در مرتبه ظهور افتاده
و آنرا صفت بار سائر چه در مرتبه اول است بر ذراع تعبیر
کنیم بجهت خود باشند و شد علم نیز یا که تعبیر کرد
از سائر صفت باشند که بجهت کمالی است و است و کار
روان پوشیدن صفتی است که گویا پوشیدن و گویا
نشان دهنده و باز اگر اول را صفت بهم نیم و ثانی را
کبریا و مکی گوئیم هر دو از عقل نیست و در تمام

ی اعضا و اجزا و متغیریه معلومه جسم باشند که نسبت
روح با آن تھابن که در باطنی ظاهر است و روح نسبت
آن با آن مگر این تطابق و فرقی ظهور و بطون خواستگار
آن است که قوام روحانی بقوت ابله اعضا و جھانی چنان
باشند که قوتی جاذبه از عضویت جدا گانه ظهور کنند و
محقق نور رسیدن طریقت و قوت بدن پیدا کنند پس
ببینید قیاس چنان محسوس کردیم ذات چنان صفات واد
و متعجب و مساوی اول را با وجود فرقی ظهور و بطون و تھابن
معلوم صفت بل یک دیگر یا تقسیم پس این مساوی او
که چنانچه حمل شئون باشند آمده است هر گز نمی بر طرف دیگر
صفت این صفاتی از صفات باشد متشابه صفت بل افکاره
است ظہیر آن صفت باشد صفت با همیکه در صفت مقابله
روح بهر عضویت غیر که صفت باشد تجویز کرده باشند

در بیان است که ذات صادر اول که نسبت سائر را که
متشابه بود و در انتزاعی امر که تعالی می تواند چه صادر
اول که وجود ذاتی است و در ممکنات حسی و عقلی که نسبت
نمی اعتبار کرد که در مرتبه ذات که در حقیقت است چه که هر دو
متشابه است و در بیان چنانچه در مرتبه ذاتی تعجب کردی و
صادر اول که صفتی که وجود که ذاتی اعتبار کرد که در مرتبه ذاتی
بین واقع بود چه در بیان صفت بار که در مرتبه ذاتی است
که چنانچه صفت سائر صفت بار که در مرتبه ذاتی است
تو برکت بود که در مرتبه ذاتی که در مرتبه ذاتی است
پس که چنانچه صفت بار که در مرتبه ذاتی است که در مرتبه ذاتی است
نشان دهنده و باز اگر اول را صفت بهم نیم و ثانی را
کبریا و مکی گوئیم هر دو از عقل نیست و در تمام

موسم کریں تو یہ بھی عقل سے دور نہیں ہے واصلہ طبع کہ اگر کسی نے
 نقد میں آتا ہے اور اگر یہ تقریر کے مقصد میں ان میں ہر جہت سے
 اور دوسرے میں جہتوں و مقدار کا لحاظ ہے اور ان کے ساتھ کہ
 میں ان کے کلمات و درمیان کا جو کچھ سے یہ بات یہ حدیث ترقی کے
 "عقلیت یہ بات نہایت اور گہرائی میں پناہ دیتے"

اور دوسری حدیث کہ اس میں فرمایا ہے

"قوم کے درمیان وہ اس کے مدینہ کے دو اہل بیت کی
 طرف دیکھیں کوئی چیز کو نہیں جو اگر گہرائی میں پناہ دے
 پناہ اطمینان کرینا چاہئے اور اللہ ہی حقیقت والی کو پناہ دے
 جب ہم ان تمام باتوں سے فراغت پاچکے تو پھر اس بات
 کی طرف توجہ دیتا ہوں۔"

جس طرح کہ مکان کی دیواروں میں سے کسی یا کسی
 پتھر کی تصویر کھینچتے ہیں جس میں ہائی ہوئی اور
 میری وزن اور توانائی میں بھی ہوتی ہیں ان کے ساتھ
 ہونے کے خلاف جس کی صورت کے لئے یہ چیز ہوتی ہے
 کر کے ہے۔ اگرچہ اس میں سے جو چیز ہوتی ہے وہ بھی
 ہونے اور نشانی ہونے کے قابل ہوتی ہے اور بعض چیزیں
 وزن و جہت کے اعتبار سے ہونے کو قابلیت نہیں دیتے
 طرح صادر اول میں کہ نہایت میں ذات پاک خداوندی
 کیساتھ وہی نسبت رکھتا ہے جس کی طرح مکان کی دیوار کے ساتھ
 رکھتا ہے اس سے مرتبہ ذات کی تمام پوشیدہ حقیقتیں
 مقام کے چھپے ہوئے اعتبارات کوئی نہیں کہ جس میں ہر ایک
 پذیر ہوگی اس کو کہ اس میں موجود کھینچا ہوا ہو جو کہ
 نہ ہو کہ لفظ پذیر ہو سکتا ہے اس کو کہ وہ اس میں ہوتا ہے
 اس کو کہ اس میں ہوتا ہے اس کو کہ اس میں ہوتا ہے
 بیش میں مسلح وجود اور مذہبی وجود کا کھینچا ہوا ہے
 اس کے مقام پر جگہ کو ہے تو جو چیز اس میں ہوتا ہے وہ

نہر کا کبیر یا مقابلہ صغیر آید و عظیم بعد اس تا اہم حقیر و در اول
 نظر ہر مراتب باشد و در ثانی لحاظ اجزاء
 و محسوسات و نظر ہر است کہ اول بطول را در دوم
 در در و ثانی ظهور از بی جا از طرف حدیث شریف
 العظيمة انما و الکبرياء و سوائی
 و حدیث دیگر کہ در ان فرمودہ اند

و ابین القوم و بین ان یظفر الی
 و بعد از ان کہ بگوید علی وجہ
 الیقینان خود پایہ کرد و اللہ مسلم بحقیقت الحال
 پس انی بعد فراغت از تعظیم باز بطول او در ش
 سے کہم۔

چنانکہ یہ طبع و ذہن از دیوار یا مکان ات و مکان
 بنی خوار کشیدہ و انشمال اہم و شمس و وزن مادہ و
 نشان کنند در حق نہایت قسطن اسباب مختلفہ
 و حشت و چون پیدا شوند توں کرد و غرض انی ازین
 مثل اشکائے کونہ زفت بل انطسا و احتشاد اندر
 و بچین و صادر او ان کہ در انتر ویتہ نہایت پاک ہمسای
 نسبت دارد کہ سطح بلور مکان جملہ کائنات مرتبہ
 ذات و اعتبارات شود آن موطن را فاقوں آورہ پس
 ہر چہ منتقل شدہ اس موطن و موجود خارجی باید فہمید
 و ہر چہ منتقل نشدہ منتقل حال شدہ آخر مہموم
 ممکن باید دانست و آن چہ اس موطن نزول توان کرد
 آن را منتقل پذیر خواند و فوق و بود و معلوم و بود خارجی
 در کی و بیش باید فہمیدہ حتی ہر چہ در موطن اصل
 از صادر اول جا دارد و چون کشف ذاتی اس موطن
 مشکشف باشد خواہ اعتبار موطن صبر در اول
 امکان تحقق در شدہ باشد یا نداشتہ باشد و از خواہ

معلوم شد که مقتضای نیاز در وطن سابق وجودی
دارند مگر قبیل موطن وجودی بزرگ خانی اعظمی
مسعود و انصاف و عدالت شایسته نیست. این همه
تقدیر است چه بکاهه و حق و سبیه که بوجه انصاف
بر همه انصاف است. بر مسلمات دین و اقوال که بر دین
مقتضای خیریت مسرت باشد شکست شود پس باید دید که
دعوی این و آن در این همه تالیفات از تحقیق
مدقّق است قطع نظر از آن که در این سیم باب است
تألیف کرده اند و نیز چه که در این و آن سیم است
استدلال آن که از این انطباق بدست آمد دیگر
مشکوک باشد و بسیاری از خاص بدست آمد و در این کتاب
و هم خواننده خوب است دیگر متنبّهات نیز میسر شد
و معنی آن حدیث مشهور است که او را در این و آن
شریعت اخلاقی است او نیز بهر صورت واضح شد که قبیل
مسلان و واجب است و توفیق از میان بر خاست
مسرت است که بهر حق قول بزرگوار نیز پسند
است و نیز بهر حق بهر شایسته بهر خیریت بهر حق
و نیز بهر حق بهر حق بهر حق بهر حق بهر حق
شماره فرموده اند که در وسط در این و آن
که در وسط کرد و شایسته بهر حق بهر حق
باشد و بهر حق بهر حق بهر حق بهر حق بهر حق
است بهر حق بهر حق بهر حق بهر حق بهر حق

الْمَرْحُومُ خَلَّى خَرْبِشِ اسْتَوَى

[illegible][illegible]

صحیح قرار دینا چاہئے۔

اس کو پیش نظر رکھ کر عرض ہے کہ بہت سی چیزیں ہیں جو
اور تو ان وجود کی بہت سی باتیں واجب اور ممکن ہیں بشرط
یہی اور ان شرکت کے وجود واجب کا امکان کے متعلق وہ
تو وہی ہے بلکہ ہونا اور ممکن چیز کا تعدد اور وجوب سے محروم
ہونا جو ان کا قول ہے تو وجوب اور ممکن میں صفت متواتر
شرکت سے کیوں حیرت ہونا چاہیے اس سبب کے ذریعہ میں کہتا ہوں
کہ ممکنات میں بھی آپس میں تنوع ہونا برابر کی شرکت سے واجب
مساوات سے ضرور لاپوشاش کی برابری اور چیز بہتہ و مکان کی
برابری اور سری بات ہے کہ ممکنات کی برابری کہہ رہے ہیں۔ تعدد میں
برابری کہہ رہے ہیں۔ کہ نسبت میں مساوات اور چیز بہتہ بہتہ زمان
تسلوی کے تنوع کا جو کہ خود نوعی ممکنہ والی چیزوں میں نہ جاتی
ہے اور اگر اس برابری کو دیکھیں جو خود نوعی مختلف ممکنہ والی چیزوں
میں ہے تو مساوات کا یہ تنوع اور بڑھ چکا ہے وہ کہتے ہیں ذاتی
کی طرف اور غفلت سے کرتے کی طرف ذہل ہو جائے گا۔

مثلاً ل کے طور پر حرکت کا زمانے کے ساتھ دوران
کے ساتھ جن انہماقی کا تعلق ہے اور جو بہت کم کی ایک دوسرے
پر طریق ہوا ان حالات سے سوئیوں نہ ہو جبکہ زمانے کو حرکت کی
مقدار قرار دیا یہ بات بجا رہیں حتیٰ کہ ایک مقدار اور
چیز اور دوسری مقدار میں سے مطابقت لازم ہوتی ہے نہ کہ
مقدار کی مقداروں میں بہت سی طاقت کا یہ مقدار ہی سے خود بہت
سے زیادہ اثر پہنچے کہ وہ دو مقدار جو مساوی ہوں تو دوسری مقدار
کی مقدار سے اتنا زیادہ بنتی ہے اور اس کا انہماقی دونوں پر
پڑتا ہے۔ اس صورت میں اول مقدار اور مقداروں میں مساوی
مخلی اور چھٹا کہ مساوی مساوی ہوا دوسری مساوی ہوا
ہے اس کے سبب سے دو مقدار اولیٰ چیزوں میں بھی مساوی علیٰ
غیر سے کہ ہر ایک کی مقدار جدا ہے اور پھر کسی وجہ سے مطابقت

نظریه و روش، سنت که بسیاری از دود و توپان
 قش درو و حب و نمکین بیشتر است و این اشتراک
 نظریه واجب از روش و نقد و امکان و زمانی ممکن از
 نقد و روش و حاشا است که بود فقط از اشتراک
 است و در واجب و نمکین چرا چون باید شد باید بود
 می گویم در گفتات هم با هم در است و تساوی نیست
 تساوی عددی چیزی دیگر است و تساوی مباحث
 چیز و غیر و تساوی مکانی چیز دیگر است و تساوی زمانی
 چیز دیگر است آن یکی چیز دیگر است و تساوی کیفی چیز
 و غیر این است حال تصور تساوی واقع فیما بین
 متحد الاوصاف و اگر تساوی واقع فیما بین مختلف الاوصاف
 را بنگرند این تصور تساوی و در بابا است که شد و از
 یکی بر ذوق و از وقت کثرت میسر است

مثلاً حرکت را بازمانده و هم با مکان رابطه انطباق
ست و پیدا است که همین انطباق یکبارگی در صورت
باشد و چنانچه شد بازمانده را مقدار حرکت قرار دهند
و این که در بعضی آیه که تساوی تمام انطباقی و در مقدار
بر دو مقدار دیگر باشد نه انطباقی مقدار بر دو مقدار
و در بعضی نیست نه بر خود تساوی و دو مقدار یعنی
بر انتساب مقدار دو شئی و انطباق آن بر دو شئی است
انطباقی صورت آن تساوی در مقدار و دو قسمه بر یک
و باز بحکم آنکه مساوی مساوی مساوی باشد و سید
آن در دو مقدار بر آید این نیست که مقدار هر یک
بسط است و باز بر همین انطباق است آیه چه در
صورت چنانچه مقدار انطباق حکم بیند و در شتر دارد

۱۰۰ چہرہ و صفت و ہر قسم ہا و ہر قسم عمل پسند بہت
 کہ دیگر انجمنی چنان کہ مذکور شدہ و صفت ظاہر نماں
 باشد کہ بود۔ بہرہ تصدیق عمل با عرض آمدہ آن و صفت
 اتری رکعت بنی نوال و انصاف نیست چنان
 ز آغوش خود کہ نور چرخ را و قیاس کہ در سوچ بنیادہ
 بنائیش سر پوشی گزاردہ ظلمت آن سوچ محیط باشد
 بالجسہ و صفت مذکور زانی شود کہ اوصاف ذاتیہ
 ز نور بود بستہ زیر پردہ قصد و عرضی ستور
 شود۔

الغرض در زمان و حرکت و مکان با این ہمہ بتایین
 کہ زیادہ از این چہ باشد انطباق است کہ سرمایہ تسلوی
 و استواء باید خواند۔ ہمیں خود تبیین ماہیت و تحولات
 جنسی ہم و روح از کہ تا بہرہ کیست کہ فی واقعہ با این
 بس روح را با جسم انطباقی است مزین چنان کہ
 گویند بہ قصد کہ در روح قوی نباشد اندام ہاں قصد
 و جسم بقدر اہتمام و احتیاط نباشد اند۔ غایۃ فی البلیب
 مع سوم الوجود و قبول کیفیت باشد و ہمچنین نقوش ما
 با صفت و احتیاط را با معانی و معانی را با خلق
 نقیضاتی است متفق علیہ۔ چنانچہ نظر ہمیں انطباق
 و عدم آن عیان و اظہار و غیوہ نام نباشد و دانند
 یا اندیشہ تسلوی خبر دادند۔

الحاصل اینجا نیز انطباقی است یقینی مگر با دست
 و پیماہ نتوان بود و کی را نہ جنس دیگر نباید گفت
 ہوں در خلقت خداوندی با وجود انطباق و تسلوی

در اصل ہوتی نہ کہ کہ قدرت کی مخالفت کی صورت میں
 معاہقت کا نہ کہ بل۔ رادانت کے اندسے کی طرح معدوم
 ہے اور و صفت و عدم تصدیق و وجہ با وجود عمل کے نہیں ہونے
 کے وہی ہے کہ انجمنی ہمیشہ جیسا کہ مذکور ہو، ظاہر کی و شہ
 فوری ہی رہتی جیسی یعنی اپنے عمل کا کئی ہوا بعض کے طور پر سیکھا
 اور اس نے اس ذاتی و صفت کو جو کہ ذیل ہوتا اور جدا ہونے
 کے قابل نہیں ہے، اس طرح اپنی آغوش میں نہ لیا جیسا کہ چراغ
 کی روشنی کو اس وقت جبکہ کسی وقت چھوٹی ہی مرقی میں رکھ کر
 اسکے اوپر کوئی ڈمکن رکھیں تو اس مرقی کی تاریکی گہر جاتی ہے
 مگر یہ کہ وہ کیانی زائر نہیں ہوتا ہے کہ کیانی اوستا کو ذراں
 نہیں بلکہ بہرہ عرضی تصدیق کے نتیجے میں چھپ جاتی ہے۔
 الغرض فلانہ حرکت اور مکان میں اس مخالفت کے
 باوجود کہ اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے تجاہد کہ کہ سکوت کی
 اور استواء سرمایہ کہنا چاہئے۔ اسی طاعت ماہیت او جسم و روح
 کی جنس کے ایک و دوسرے سے تلف ہونے کی بہت کا پھوٹے
 سے لیکر نہ ملکہ ان سے چھوٹیں یا بخت۔ ان تمام کے باوجود روح
 کو جسم کے ساتھ صاف مطابقت ہے جیسا کہ کہتے ہیں جس قدر کہ طبع
 میں قویں کہیں اسی قدر جسم میں اس کے مقابلہ میں اعضا ملکہ
 و شہ۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ ان کا وجود معلوم ہے اور ان کی
 کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح نقوش احتیاط کے ساتھ اور احتیاط
 کا معانی کے ساتھ اور معانی کا خلق کے ساتھ ایسا انطباق ہے
 جس پر اتفاق ہے چنانچہ اسی مخالفت ہوتی ہے اور نہ ہمیں نظر آتے
 ہوتے یہی زائر احتیاط اور انطباق وغیرہ (طوالت نام رکھا
 و دانستہ یا نادانستہ کی تسلی کے متعلق تہذیبی۔

حاصل یہ ہے کہ یہاں پر بھی یقینی انطباق ہے لیکن باقیہ
 اور بیان کے ساتھ یہی طبع نہیں کر سکتے، وہ ایک کہ وہ سب کے
 جنس سے نہیں کہنا چاہئے چو کہ خدا کی مخلوقات میں مطابقت اور

یکی - تجانس دیگر و عدم آن - و و این ذات یکی
بر دیگر لازم نیست - همان که وجه اشتراک اینان
بلکه بسیاری دیگر از تنوعات است - استخوان فکری و حواس
دیگر را قیاس و توقع و اقاب این انضمام بود - خداوند
کریم - الوجه است و عرش رفیع را با تمام عرشان که باین
کسان است که تبار و دم و پشم و گوش را از عین
بندی یک دیگر ندانند - با شمع این نور متجاوز که
نسبت استرااد بدل ای باب شک فلیده باشد
بشرط انصاف الشاهد بر خواهد شد -

واینکه وجه استواء و علت آن و غرض از آن
حمیت و بازگینیت آن چگونه باشد نه در خود
ادراک است و نه متعلق بموضوع این اوراق -
بنا بر این کیفیت استواء و تعلق روح فواید باین
خود باین طول مصاحبت و قرب مسلمین میباشد -
اندکی صحت ادراک کیفیت تعلق و استواء خداوند
و جنس با عرض اعظم چه توان داشت آن هرگز پدید
از چشم برخاست هر چه شنیده بود و چشم در یافت -
اما زیاده از این که خداوند ترن خود از آن خبر داد و
رسول پاکش فرمود او تمام توان گفت - استغفر الله
چه گفتم لورا این قدر گفتن کجای نفیس شود چه انصاف
الفظ ظریف معانی در اخبار بقدر فهم خرد و عظام
بوشان بروشن الفاظ و وجه انطباق آن بران و کیفیت
انطباق با یکی تبهاد بازادراک و اتزان معانی از عقل
عزت باشد و پیدا است که این علم مخصوص بجناب
علامه شریف و عظیم بکل شی مست یابن از آن رسول او
صلی الله علیه و سلم غرض نظر باین سوتیاد انداخته -

مناد ہے کہ اے جو دیکھو اور سنا کہ یہ خدا کا فرمان ہے اور
 اس کا حکم ہے اور تم انات کا کیا کہ دو سست ہو رہے ہو اور تم نہیں
 سمجھ رہے کہ یہ اللہ کے حکم کے خلاف ہے جس نے تم کو اس کے دوسرے
 فرمان کی وجہ سے ایک کافر و کافر کے احکام کو تسلیم کرنے
 کا اتنا دھوکا دیا کہ تم نے اس کے احکام کو تسلیم کر لیا اور تم
 پر اس کی وجہ سے میرے قیام کے حکم کو تسلیم کرنا بھی ہو گا
 مگر تم نے اس کے سر کو تسلیم کیا اور ان کو دیکھو کہ دوسرے
 قیام کے احکامات ہیں۔ ان میں سے کچھ تو تم نے پہلے ہی سے
 تسلیم کر لیا ہے اور اس کی نسبت تم نے ان کو تسلیم کر لیا ہے
 مگر بشرط انصاف ان شاء اللہ تعالیٰ باہر نکل سنا ہو گا۔

اور یہ بات کہ تھوڑی دیر اور اس کا سبب اور اس
 سے غرض کیا ہے اور پھر اس کیفیت کس طرح کی ہو گی تو یہ سمجھنے
 کے واسطے بہت مردان اولیاء کے درویش تھے جسے اور تہ کے
 باوجود اس کی کیفیت کو باطنی رون سکھانے کے لئے سادہ متعلق
 کو اس میں صدا جہت اور تہ شدہ نادر کی کے ساتھ ہم
 غیر بنیت اس صورت میں حق کی کیفیت اور میں کے قوت مظہر
 پر اس کے اور اس کیے کہتے ہیں ہاں جس کے کی آواز سے تہ
 اٹھ گیا اس نے جو کہتے تھے ان کے تہ پناہ میں اس تہ تہ
 کہ خداوند متعال نے خود اس کے متعلق خبر دی ہے اور اس کے
 رسول پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں کہہ سکتا
 استغفر اللہ میں نے کہا کہ اس کو آواز تہ ہی کہاں نہیں
 تو سنا ہے کہ کہو کہ اس کے معانی پر تہ بہت خبر دیں انہوں
 کے کہ ہم کے مطابق اور ان کے الفاظ کی بنیاد پر اعلان تہ کے
 اس پر متعلق ہونے کے جو دوران کے تہ ہی متعلق ہونے کی کیفیت
 اور پھر معانی کے نکات دیکھی کہ اس کے کرنے کا معاملہ ہوتا
 ہے اور ظاہر ہے کہ یہ غرضوں کے جاننے والے اور جہز کو جاننے
 والے اللہ کی بارگاہ کے ساتھ خاص ہے ہاں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ

این معجزاتی دیگر است که زمین و فیاض برکنده
شود و دولت آن این است که استوار پس از آن که
می در صددش از زمین نمود و جلوس شده اندیش
سورت آن بکش از داد و واقعه ۱۰۰ فاء آن جز
در چرخه است

دیر آنکه بنویس کرد از این جمعیت است و نیز از این خود
یابا بگویند راست این بنویسند فی این طایفه میز قلم
فرمانی مذکور افتاد.

نظر بر این است که چنانچه گفته شد، این است که جلوس را
یکی از همان خدایان شتر که قدیم و جدید و کهن و بزرگ و
خوب و شایسته و کوش و قدیم و کهن و کوش و کوش و کوش
این اوقات سید نباشد. پس چنانکه در وجود هر
علم و قدرت و غیره و صفات شتر که کتب قدیم و کتب
در هر وطن و هر کجاست از اینان خود کرده اند این جایز
نیست که در این باب از هیچ وقت و مکان و کس و کس
و غیره این را آورده و ملحوظ باشد.

[illegible]

علیہ وسلم کے ساتھ نام جو غلام اسطیف نظر نہیں لائی جانتے ۔
البتہ ایک و صاحبان بہتر کسی جزا اور زیادہ گناہ چھینکی
جانتے تو کیا بے ثری دوست ہے وہ غلیبان یہ ہے کہ ستواہ اس کے
بعد کہ کوفت قتل اس کے صدمہ لاش محمود و جلوس کے منمنی میں ہوتا
ہے اس صفت میں تری اور قسام ہوتا ہی اور اس کے اطراف
سے ایک کشت گزرتا وقت نہایت کہنے کے سوا کہ ایک نہیں ہے ۔

دوسرے یہ بات ہے کہ مینٹا مجھ سے کوئی نہیں ہے
۱۰۔ وہ ان کو چاہتا ہے۔ ہمارے یہ بات کی ایک کاپی
نفس تو دیکھ کر شک ہے جو افسانہ سن کر کہتی ہیں

اس پر نذر کئے تھے۔ اس پر گذارش آتا ہے کہ جو
کونسی وجہ سے دریا با شتر منہ صید میں نہ جھنکا
پاسنے اسی طریقہ اور اقل کو دیکھنے والا اور اقل
کے ساتھ ان کی آکھو۔ دریا کو یہ پتہ پڑے کہ وہاں
وجود اور قدرت وغیرہ کے واسطے میں یہ کہیں اور نہ
کے تھے کہ نذر وجہ سے وہاں نہ تھے۔ یہ ایک جدا
جگہ ہے۔ تو پھر زمین کو یہ پتہ پڑے کہ وہاں نہ تھے۔ اور
وجہ سے وہاں نہ تھے۔ اس پر گذارش آتا ہے کہ جو
وجہ سے وہاں نہ تھے۔ اس پر گذارش آتا ہے کہ جو

[illegible]

وایں ہمہ یکس ویکس دانند کہ در کلام قسلا و خصوصیت
در کلام بیانی بقدر نظر برسانی تحقیق باید داشت.
آری اگر دشار فست آن وقت بوسیدلانی نیابین
از معنی تحقیق معنی مجازی من سب مقام اعتقاد
باید کرد و ہمیں است کہ متشابہات کلام الله و حدیث
ما الا بر این ہمہ معانی تحقیق داشتند و اجازت اراده
معانی مجازی نداده و اینا اگر چه بسیار متعارف باشد
و مجاز متعارف در کثرت استعمال بیسبب تحقیق بود لیکن
تا ہم مجاز مجاز است و حقیقت تحقیق. و اگر از معنی
اصل منقول است باز ہم رعایت معنی اصل ضرور بود
باینکه لحاظ قسادی بر حال ضرور است.

مکمل سخن باید شنید کہ اہل فہم را انشاء اللہ بکار
آید نسبتی کہ فیما بین اشخاص باشد اگر کسی دو طرف
او کہ منسوب الیہ و منسوب باشند خود انواع مستند نسبت
واقی فیما بین او شان نیز از نوع مناسب اتنی باشد
و شخص آن نسبت نیز از یک نوع دیگر و غیر از شخص
آن است کہ نوع آن موجب تحقیق و قطع و برید جزئی
شده باشد و اگر مختلف انواع باشند نسبت واقع
فیما بین از بین قریب مناسب منسوبین باشد اگر در
بین قریب شریک باشند دلیل باشد اگر در بین
باز متشکی کہ لازم اوست فہم ازین صوف باشد و نیز از
چون تمام الیہ کہ از نسبت ہوا است اگر چہ فیما بین
باشد نوع اتصال مناسب حال و اجرام باشد
و شخص اگر چہ از طرف آید زیرا کہ تعیین نسبت
و وجود او منوط بود و ہر دو است اما از طرف
یک آید و اگر اتصال فیما بین المعین و دین است

مضوی ہے اور یہ بات بھی برکس و ناگس جانتا ہے کہ عقل و دل
کے کلام میں نفس کلام بیانی میں حق و باطل حقیقی معانی
پر نظر رکھنی چاہئے۔ اس اگر دشار فست آن وقت بوسیدلانی نیابین
در معانی تحقیق کے وسیلے تحقیق سے جائز معنی کی طرف
مقام کے مناسب انتقال کرنا چاہئے۔ اور یہ وجہ کر کے کہ
حدیث کی متشابہات میں کوہین کے ٹرس ٹرس علماء نے
حقیقی معنی پر رکھتے اور مجازی معنی کے ارادہ کرنے کی اجازت
نہیں دی اور یہاں پر اگر یہ متعارف مجاز ہوتا ہے اور مجاز متعارف
کیست استعمال میں حقیقت کے باوجود باگاہت لیکن یہ بھی مجاز
مجاہد اور حقیقت تحقیق ہے اور اگر اصل معنی سے منتقل کیا
گیاتو یہ ہمہ اصل معنی کی رعایت ضرور ہوتی ہے۔ بالجلد اسوی
کا لحاظ ہر حال میں ضروری ہے۔

اب ایک بات معنی چاہئے کہ مسجد را انسان کیلئے نشانہ
کلام آئے گی۔ جن نسبت کہ دو چیزوں کے درمیان ہوتی ہے اگر
اس کی دو اشخاص کہ منسوب الیہ و منسوب ہیں ایک ہی نوع کے
ہوں تو ان کے درمیان واقع ہونے والا نسبت ہی کی نسبت
نوع سے ہوگی اور اس نسبت کا قطع بھی ایک نوع کا ہوگا اگر
یہی غرض تھا نسبت یہ کہ ان کلا تین ناقص قطع کرنے
و جزئی قطع یہ کیا کہ موجب ہو ہو و اگر دو منسوب اور
منسوب الیہ مختلف اشخاص ہوں تو درمیان میں واقع ہونے
والی نسبت الیہ اور منسوب کے منسوب الیہ نسبت
نسبت ہوگی بشرطیکہ منسوب قریب میں ہو اور الیہ میں
نسبت ہوگی اگر چہ یہ شریک ہوں کہ منسوب و شخص ہوں کہ منسوب
نہی ایک منسوب کے مناسب ہوں۔ اور یہ نسبت کے لحاظ سے
چونکہ اتصال بھی نسبت ہے یہ نسبت ہے کہ اگر دو منسوب
کے درمیان ہوگی تو نسبت اتصال کی موجب ہوں کہ حال
کے مناسب ہوگی۔ اس وقت اس کے چاروں طرف سے منسوب ہوں کہ

تعیین اور اسکے وجود و عدم کے وجود متعلق ہے، لیکن ہر
حرف سے ایک ہی طریقہ آتی ہے اور اگر وہ سنی کے درمیان
تصان ہو جیسا کہ طرزومات اور ان کے لازم میں بتا ہے یا ایک
ہی لزوم کے دو یا زمرہ کے درمیان ہو تا ہے تو اس اتصال
کی نوعیت ان معانی کے مال کے متناسب ہوگی اور اگر وہ تباہی
کے درمیان میں ہو تو یہ اتصال اگرچہ اتفاقی ہوگا، مگر منسوب
اور منسوب ایسے درمیان میں نہیں کی حالت کے متناسب ہوگا
اور اس قدر استغناء نہیں کہ روشن سمجھ سکتا ہے سمجھ لیا
ہوگا کہ وہ تعیناتوں کے سوا جو دو اور ہی کر سکتے ہیں ان میں اتصال
نہیں ہے کیونکہ وجود کا وجود ایک تہ اتصال ہوئیے نہ نکال نہیں
ہو سکتا کیونکہ ان اصل ایک ہے اور اس طبع عدم کو بھی عدم
کے ساتھ ملنے سے انکار نہیں ہوگا ورنہ یہی دونوں ایک ہی چیز ہیں۔

فرض ہے کہ ایک شخص جسے تمام کے تمام اصل میں
متصل ہوتے ہیں کسی کی حالت دوسرے درمیان میں شامل
ہو کر ہو گئے ہو کر وہ ایسا اگر اصل درمیان سے ہٹ جائے گا تو
پھر وہی سب ظاہر ہو جائے گا لیکن ہمیں دیکھتے کہ قیاس کا نور
مختلف مواقع میں اس کے متعلق ہونے سے پہلے کہ درخت اور
دیوار ایک سال ہونے کی وجہ سے درخت اختیار کر لیتا ہے تمام
ایک ہی ہوتی ہے تو اسے درخت کی طبع وہ کی توانائی کو ہوتا
ہے مگر نہ گردن و نہ کمر کے قہر درمیان میں تو تو پڑ جائے گی لیکن
لیکن اگر بعد درختوں اور دیواروں کو درمیان سے نکالیں تو نور
میں پھر وہی اتصال کا مظاہر ہوگا جس کی وجہ کا وہ اسکے ہم
کی حالت ہو کر وہی ناقص کا خدما ہے معلوم کرنا نہیں ہوتا۔

جب اس قدر ان لیا گیا تو سمجھ سکتا ہے کہ وجود
اور یہ کلیات کیلئے واحد ہے البتہ اللہ تعالیٰ کے واسطے کہ اصل
ہو جانے سے اس کے مختلف ملکوں اور متعدد مواقع میں پڑ گئے
ہو گئے اگر وہ درمیان سے اٹھ جائے کہ وہ جسے جو کہ اصل میں متصل

در طرزومات و لازماً نہیں ہاں میں ملازمین ملازم
الخاصہ و انواع اتصال مناسب حال آن
معانی بود و اگر این المتبیین متبیین بود پس این
اتصال اگرچہ اتفاقی بود مگر مناسب حال بعض
مشترک بنام این منسوب و منسوب الیہ باشند۔
و از این تقریر ہر کہ فہم شاقب اور فہمیدہ باشد کہ
سواء تعینین ہر دو امر کہ باشند اتصال در اس
نہ ممکن است زیرا کہ وجود و ان اتصال وجود
انکار نہ باشد کہ از یک مصدران تہ و همچنین مصدر
را از اتصال بعد مابا یزد و کہ از یک جنس اند۔

فرض حصص یک کلی جسمہ در اصل متصل باشند
قہر یا سر متفرق ہو پراگندہ گرا نیسند پس اگر قہر
درمیان بنیاد و از جنس اتصال پایدار آید۔
زہنی کہ نور قہر یا اصل اتفاق ہوا در مابا اختلاف
کہ جو حیثیت اختیار و دیوار کا صورت بند و جب یک
اشی و اصل متصل بود و تہو اتصال آن نور نورانی ہو
مگر جو نہ نور چہ قدر قہر مابا آن کہ کہ پس لیکن
اگر از ان شمار و دیوار ہاں از میان برداشت ہوساں
اتصال با از رنگ کھور و رنگ شد البتہ وجود و حیثیت
باعہ ہم او کہ ہماں متن و متناسق است اشقی نہ اند۔

پھر ہی قہر مسلم شدنی باید شفیق کہ وجود ہر
دیگر کلیات چیز و عدد است بقدر ارادہ ازلی حصص
اور در مواقع مختلفہ و مواضع قہر
پراگندہ شد اگر اتصال ہر درمیان

میں جو متصل ہو جائیں گے اور اگر نہ کہہ مائل ایک حصہ کو ایک
جگہ سے لکھیں کہ وہ سب حصہ کی طرح کس سے زیادہ دور ہو
گا اور اسے تو جلدی اور بڑی باتوں والے پانی کے اجڑا کی طرح
کہ اس کا نزدیک حصہ دور ہو جائے اور دور کا حصہ نزدیک
کر لیا جائے اور غلط ہے کہ روانی اور متعلق بھی ایک وجودی شے
میں سے ہے کہ وہ شے میں قطع وجود کو خوش میں رکھتی ہے اور یہ
بات کہ وہ مطلق کے کچھ اور جزئی نہ ہونے کی تم نہ برائے ہے اس
بات کے متعلق نہیں ہے۔

اس قول سے غرض یہ ہے کہ وجود مطلق ذات کے متعلق
ہو قیامت ہو کہ وہ سکتی ہے تو وہ ہے اس کا یہ طریقہ نہیں کہ کیفیت
اور جزئیات کی صورت کو مدخل میں نہیں ہو سکتی بلکہ یہ ہیں کہ
میں چاہتا ہے کہ کیفیت اور جزئیات بھی وجود کے اعتبار میں
ہیں کہ وہ ہے نہ وجود ان دوسرے کے ثبوت کیلئے
ضروری ہوتا۔

مختصر یہ کہ جو کہ وہی کے ساتھ وہی پرانے میں خاص
طوریہ جب نہ ممکن ہو جو کہ ایک دوسرے کی طرح کسی ایک
الفاظ رکھتے ہیں اگر ممکن ہو جب سے ان کا تعلق نہ ہو
تو اس کا وہاں اپنے کے توں کا انکار کر کے کہ یہ ہے کہ شے کی
ذات سے انکار کر دیں وہ اس کے فکری اس کا کہ اسے ہر سے
کچھ میں ممکن کہ وہ دوسری ہو جائے وہ اس بنا پر وہی کی توجہ کا
طریقہ کر کے کہ یہ ہے کہ ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
ہو گا تو تساوی اور عدم تساوی میں ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
کہ عرض میں نہ کہ وہ عرض میں سے نہ کہ وہ ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
دوسرے کے ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
نہ کہ وہ ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
غلط ہے کہ کسی چیز کے ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
ہر ہر

ہر
و اگر کہہ سکیں کہ ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
ازدود تر ہو گئے ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
کہ نزدیک انان دور شود و دور نزدیک اتہ سال
پذیرد و غلط ہے کہ کہ وہی و متعلق نیز کے انشویں
وجودی است کہ وجود مطلق وہ آغوش دارد و اینکہ
از عدم کلیت و جزئیات وجود مطلق غیر یافتہ متعلق
این نیست۔

غرض انہی قرار سے است کہ وجود مطلق و مرتبہ
ذات از مرتبہ کہ باشد مطلق است۔ نہ یہ کہ کیفیت
و جزئیات حاد حق عاویز متواتر شدہ حاشا۔
کس فی دانہ کہ کیفیت و جزئیات نیز از تمامات وجودی
ست۔ ہمیں است کہ نہ وہی ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
ہر ہر

ہر
و ممکن کہ یہ را با دین چنانہیں اتصال باشد اگر ممکن نہ ہو
را از اتصال ممکن نہ ہو و ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
ہر
خبر نظر میں اتصال ہو کہ وہی ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
میں ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
ہر
سواء میں ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
شد و ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
کس چیز کا ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
ہر
کہ وہی ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
کوئی چیز ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر
موجود است۔ ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر ہر

[illegible]

نام غفلت اور کرمت کے باوجود ایک حق بنی محدود و مشخص
موجود ہے جو مذکور کی تشریح کے ساتھ اس بنی محدود و مشخص نہیں دیکھ
جو شخص حق بات پر ثابت نہ تھا وہ جہاں رہتا ہے وہاں سب کا نقد
اور جلسہ ہونے کی ایک کڑی تہذیب کی ایک وقت سے اس کی برکت
نہ کہ تمام وجود ہے یعنی عینیت فلسفہ حقیقت کی جو سچ کو عرف
جو عینیت کی جگہ پر پہنچنے کی یہاں سے مراد ہے یہ نہیں کہ اس
کے ساتھ اس کی سچائی کے ساتھ نہ کہ عینیت کے ساتھ کہ تمام حقیقتیں
ہیں وہ ان خاص بنی محدود و محدود اور محدود بنی محدود و محدود

مشال | اوچه از هر طرف مقصود شود باز به یکی سطح خارج از پیش گرفته جانب الی غیر انبساط
و بعد آن بر سیست همگی بگویند که باید دانده باشد
و این بار آن دانه با پانچ آن عقد مرادی باشد و عرف
سند او است گویند که این عقد برین دانه برسد پس
بسی ثور برقی را کافی را کم و به مقدر است و بود و باقیه
مطلق عرش حمید نسبت انطباق و التماس بطور مذکور
و ساد و با باشد چه چندی است و مرتبه ای ساد و چه
جهت است و از بعضی از جهات عرش عظیم خواهد بود نه
تینکه از طرف لایق و واقع بافتی بی برآوردن و افزاین
مس و بطور و کس و ی که از نظر استواری بعلم آید
آنست باین طو است که گنیم نه بطوریکه یک جسم را با
جسم دیگر باشد باشد و اگر مس و انس و بطور
نیست و چه بک که نبات زیر که این نقطه به بر موزون
نصبت در بعضی مواضع لازم آید ما را در است او

[illegible]

میں اقصیٰ اور جلوس نہیں ہے اور ایک عجب کہ نہ ہر ایک کو غلط
اس کے ساتھ دیکھ نہیں سکتا یہ کیا ہے کہ بعض موقیع میں ہماری طرف ہزاروں
آہانہ تو میں اس کے شامت کرنے پر اصرار نہیں ہے۔ اس پر ضرور ہے
کہ اس کو اور اس کی بی بی کو کہتے ہیں دنیا دلہن بہشت شام
کیونکہ غلط قرآن راستہ کی آہ اس میں نہیں ہے۔ بلکہ اس میں ان تین
نیک شام کی کوئی چیز ہے اور فقیہ غلط کہنے چاہئے کیسے دیکھ
اور غلط بالکل شام کے طور سے کہ اس کو کسی اور شام کا کیا ہر
شام کے لئے ہر ہر شام کے ہر شام میں مناسب نہیں ہے کہ شام
یہ تین بیان کر رہے ہیں۔

نہیں قصور کو جو اس کا سر کیا ہوا جو جس کے راز کو
ایک دوسرے دانے کے مساوی ہوا اور قفس کی طرف سے ۵۰
غیر متعلق ہیں چہ پئے اس کا سر کیا کہ اس دانے سے لپٹا ہوا
پچھلے مصلحت سے کہ وہ لاتنا ہی رہے کہ وہ غلط ہے۔ تمام اس اور
فقیہ کو اقصیٰ میں ہیں۔ یہ تین بیان تین تین ہیں کہ
استور کے فی معنی ہوا ہے اس میں ہوا ہے اور جلوس ہو گیا۔ دیکھ
ہر ہر شام ہوا ہے اور غلط ہے کہ اس کے ہر ہر شام
میں فاسدیت کو دل سے نکال دیں۔

جب اس کا کہہ لیا تو فقیہ سے اس میں غلطی تو ہو
مضمون سے ہر ہر شام اس کا طرف پتہ ہے۔ وہ دیکھ کر
کسی کو اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں اس میں مستحق ہے
ہر ہر شام کہ قرآن میں ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے حق میں ہر شام

اس پر فقیہ ہے۔ البتہ مفہوم استور و قساوی را از دست
اور ان میں ہر ہر شام اس کے مفہوم اصلی غلط قرآن
است۔ البتہ صحیح استور و قساوی باید کرد و فقیہ را
مفہوم باید داشت۔ لیکن یہی اس کے شام مثال دیکھ و غلط
ہاں۔ اس کے شام ہر ہر شام اس میں ہاں۔ البتہ فقیہ
مناسب ہے کہ ہر ہر شام پر از دست۔

ہر ہر شام میں فقیہ اس میں سر ہر ہر شام کہ دیکھ راس اور
مساوی ہر ہر شام دیکھ ہر ہر شام قاعدہ غیر متعلق
ہر ہر شام ہر ہر شام دیکھ ہر ہر شام قاعدہ غیر متعلق
فقیہ کہہ دیکھ ہر ہر شام اس میں ہر ہر شام قاعدہ غیر متعلق
فقیہ و الفقیہ ہر ہر شام اس میں ہر ہر شام قاعدہ غیر متعلق
مفہوم ہر ہر شام اس میں ہر ہر شام قاعدہ غیر متعلق
ہر ہر شام اس میں ہر ہر شام قاعدہ غیر متعلق
دیکھ ہر ہر شام اس میں ہر ہر شام قاعدہ غیر متعلق

ہر ہر شام اس میں ہر ہر شام قاعدہ غیر متعلق
دیکھ ہر ہر شام اس میں ہر ہر شام قاعدہ غیر متعلق
ہر ہر شام اس میں ہر ہر شام قاعدہ غیر متعلق
دیکھ ہر ہر شام اس میں ہر ہر شام قاعدہ غیر متعلق
ہر ہر شام اس میں ہر ہر شام قاعدہ غیر متعلق
دیکھ ہر ہر شام اس میں ہر ہر شام قاعدہ غیر متعلق

لے اشفاق شوقی علی القاریں یا انشفاق شوقی علی القاریں اس تو ہر ہر شام ہر ہر شام
ہر ہر شام اس میں ہر ہر شام قاعدہ غیر متعلق
ہر ہر شام اس میں ہر ہر شام قاعدہ غیر متعلق
دیکھ ہر ہر شام اس میں ہر ہر شام قاعدہ غیر متعلق
ہر ہر شام اس میں ہر ہر شام قاعدہ غیر متعلق
دیکھ ہر ہر شام اس میں ہر ہر شام قاعدہ غیر متعلق

ہر وقت غنیہ و احد است مگر محمول کے ہاں محمول ثانی را بعد تضاد دارد و اما نفس یعنی النفس علی الخیر یعنی ستوی با اصل قرار دیند و وہ

والله اعلم بشئ محیط

میں کہتے ہیں کہ نفس ایک ہے مگر محمول کے ہاں محمول ثانی را بعد تضاد دارد و اما نفس یعنی النفس علی الخیر یعنی ستوی با اصل قرار دیند و وہ

ان عرض کردہ شد کہ قبل عظم ہم کرد نفس نفس جمعی است تشا از دست بخت است و ہم خود نفس برمانی یعنی نمک و ما صادر دل و وجود منبسط گفتہ ام چنانکہ دست بخت است و ہم عرض کردہ شد کہ از استقامت تجلیات فرق موافق پیدا شود نہ فرق موطن و از تعدد نفس تعدد مغایر بر نفس تیرہ تعدد ظاہر اندر صورت اللہ تعالی ہم بر عرض باشد و ہم محیط بکلیہ اشیا و اول باطن ذاتی اشارہ کردہ شد باطنی بعد اعطای صادر اول اتفاق نمکند و موجود است و مکانی را از سر وضات سابقہ بر وضعت پیوستہ است و استواء معنی بر عرض عظیم قدسے بدل

دو نفس نہیں کہ ایک ہے مگر محمول کے ہاں محمول ثانی را بعد تضاد دارد و اما نفس یعنی النفس علی الخیر یعنی ستوی با اصل قرار دیند و وہ

والله اعلم بشئ محیط

کی توحید کرتے ہیں اور بعض علماء کہتے ہیں کہ نفس ایک ہے مگر محمول کے ہاں محمول ثانی را بعد تضاد دارد و اما نفس یعنی النفس علی الخیر یعنی ستوی با اصل قرار دیند و وہ

پہلے عرض کیا تھا کہ نفس ایک ہے مگر محمول کے ہاں محمول ثانی را بعد تضاد دارد و اما نفس یعنی النفس علی الخیر یعنی ستوی با اصل قرار دیند و وہ

تفسیر ہم بر وضعت پیوستہ است و استواء معنی بر عرض عظیم قدسے بدل

کہ یہاں جس کے لئے سہل ہے وہاں نہیں ہوتا وہاں غریب
جو کہ آئین کہاں کے غفلت تو ہوتی ہے نہ نیت کہنا کہ جو کہ
اساطیٹ تو ہوتی ہے نہ نیت کہنا کہ جو کہ
جس نے نہ نیت کہنا کہ جو کہ
تمام مشابہت ہوتا ہے کہ جو کہ
وہ وقت آپس کے کدیرت نہ کہ باقی کے باقی اللہ کی شمس
کی طرف اشارہ کرے۔

ماختہ ہوا و ما فوقہ ہوا

کے فطوری دو اثر ہیں

۱۔ ایک تو یہ ہے کہ ہوا میں ہر جگہ ہوا ہے
کہاں کی طرف سے ہوا نہیں آتی کہ نہ کہ ہوا میں ہر جگہ ہوا ہے
۲۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
کے نیچے اور ہوا کے اوپر نہیں ہے۔ نہ کہ ایک جگہ ہوا
دوسری جگہ کو اپنی حرکت میں اس ہوا کا متقاض ہے اور
حق ہے کہ یہ بات صحت ضحون کے لئے باطنی ہے ہوا
میں کسی کے متعلق بھی یہ نہیں جانتا کہ ہوا میں ہوا ہے
کے متعلق اس بارے میں ذرا بھی تامل کیسے گا
(کیونکہ) اس دنیا کی ہوا کی اس بارے میں تامل
کہاں اس ہوا کی حرکت اور توجہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
کے فطوری دو اثر ہیں

کسی نیت کو پہنچتا ہے تو ہوا اس نیت کی ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
جو کہ دھوپ کی نیت ہے ہوا کے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے

۳۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۴۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۵۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۶۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۷۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۸۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۹۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۱۰۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے

۱۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۲۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۳۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۴۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۵۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۶۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۷۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۸۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۹۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۱۰۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے

۱۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۲۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۳۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۴۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۵۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۶۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۷۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۸۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۹۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۱۰۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے

ماختہ ہوا و ما فوقہ ہوا

دو اثر ہیں

۱۔ ایک تو یہ ہے کہ ہوا میں ہر جگہ ہوا ہے
کہاں کی طرف سے ہوا نہیں آتی کہ نہ کہ ہوا میں ہر جگہ ہوا ہے
۲۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
کے نیچے اور ہوا کے اوپر نہیں ہے۔ نہ کہ ایک جگہ ہوا
دوسری جگہ کو اپنی حرکت میں اس ہوا کا متقاض ہے اور
حق ہے کہ یہ بات صحت ضحون کے لئے باطنی ہے ہوا
میں کسی کے متعلق بھی یہ نہیں جانتا کہ ہوا میں ہوا ہے
کے متعلق اس بارے میں ذرا بھی تامل کیسے گا
(کیونکہ) اس دنیا کی ہوا کی اس بارے میں تامل
کہاں اس ہوا کی حرکت اور توجہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
کے فطوری دو اثر ہیں

کسی نیت کو پہنچتا ہے تو ہوا اس نیت کی ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
جو کہ دھوپ کی نیت ہے ہوا کے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے

۳۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۴۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۵۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۶۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۷۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۸۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۹۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے
۱۰۔ ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے

ہوا کہ ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے ہوا میں ہوا ہے

وَأَنْتَ تَكْفُرُ بِشَوَاقِ

میں منکر مراد داشتہ اند۔ و ہرچہ مراد داشتہ اند
بجائے است۔ چہ جو کہ نظر ناپید و بیجا سبب مومن اوفال
میں مذہبی صورت، خاصیت اور رشاد و مفاد پر
أَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ
وَأَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ
مذہبی غیر پروردگارند و در غایہ این معنی مراد است
كَانَ الْاَلَهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ شَيْءٌ

بود۔

و کجای جو امر پر او مدعون اطلاق کنند و بزرگم اختر
باین معنی بر مراد ما درین کام مسافرت نکرند۔ مقولہ
را پیشتر پیش نظر ایک کشید کہ

غیب ما بری و آنی دیگر است
اسمان و آفتاب دیگر است

غرض حقائق مشرق که نام و وجوب و مبدء بیک نسق
نیاستند۔ بواجب من عالم را بخود نام نه شوایند
که بمراد عالم را از ان تا ان است تقدس و منزلت
باین بیان۔ آری اصل غرض را که آن تقدس و منزلت است
باشند تا مشرک باید داشت
تقدیر بی چون تو بر مباحث عقلی را داشته که در جواب
این عالم و اراده و محبت و غضب و قیام و کائنات و
مصدر و فواید خداوندی نفی می نمود۔

مرام از این غرض این است که بفرمود از عوالم اراده
ناگزیناست و حرکات افعال میں اتفاق و امثال این
باشند۔ جمال آن قوت علییه باید گشت و اولین فصل که درین
ده گاه و صواب و مصلحت اعطاء وجود باشد که مفادش
حکومت و اولی ماسیت مقرر بود۔ ازین صورت این

كَانَ الْاَلَهُ وَاقْتَدَ فَتَعْرِفُوهُ

ست یقین غایت است سخن مراد است و هر چہ ازین یکی می باشد
درستی که هر یک از این است در این معنی است که هر یک از این
نهان عالم است که بواسطه این معنی است که هر یک از این معنی است که خدا
أَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ
وَأَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ
فیک نفر میں ہر امر میں اور خدا کی پہلے سے قبلت یعنی
كَانَ الْاَلَهُ وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ شَيْءٌ
کے مراد است ہونگے۔

اور کہی ہو کہ مراد است ہر چہ ازین یکی می باشد
خیال میں اس معنی میں کہ ہر چہ ازین یکی می باشد
کشمیں اس معنی میں کہ ہر چہ ازین یکی می باشد

غیب کا بادل اور پانی اور مٹی سب سے
ہر اس کا، آسمان و آفتاب اور زمین

غرض وجوب اور امکان کے عالم کی مشترک حقیقتوں کی غرض
یہ رہا کہ جو حق عالم کی سوا کوئی دوسرا نہ ہو کہ انسانی عالم امکان
کیا ہو کہ جو حق عالم کی سوا کوئی دوسرا نہ ہو کہ انسانی عالم امکان
سمجھنا چاہیے کہ ان میں غرض کو کہ اس کے شان و مقام کو
میں قدر مشترک رکھنا چاہیے۔

اس کے پیش نظر سب سے پہلے خداوندی قوت اصل غرض کو
وہ کہوں میں اور خداوندی قوت میں سے ہر حرکات و سوانح
محبت اور غرض و فیوض مشترک چاہیے۔

یہ اصحاب اس امر پر غرض سے پہلے کہ ان کے لئے
نہ کسی اس کے حرکات کو ہر ضرورت و درکار کو حرکت
بجائے اس کے، اتفاق و مصلحت میں چہ دلیلی کہ ہر ایک کو
قوت علیہ کہنا چاہیے۔ اس سے پہلے جو اس باوجود خداوندی قوت
صواب سے دلیلی و ہر دیکھنا کہ اس کا اصل لیکن کی کیفیت

حرکتوں کا یا صلیب اور جہان نسبت باشد کہ ہوا بہر
چند تک اجناس اور تعلق بہ متوسط جو یک جہا است۔ ہمیں
طور انضمام مصادر اول ہا بہتہ یا انضمام آں و توری
آن از یک طرف بدلت و دیگر جہان میند اجناس بعض
نہا۔ بعض و توری بعض از بعض باشد نہ بقوت
علیہ است و پیدا است کہ آں و شین این حرکات بہ
از ہوا باشد چنانچہ زیاد است پس نیز کہ جب وادادہ
کہ مبداء و غشائش توح است کہ سرمایہ افراق و اجتماع
گروہ اینچہ مندر نہ ہائی ابر باشد و شایع است
کہ حبش را توری گویند و وادادہ کہ اخذ از توری است
و ہا مراد و اتحاد توری دارد و تہ بہین سبب این وادادہ
شد کہ مرکز شاد و حب باشد

افراق ہوا۔ آں مادہ گزشتہ بقا بر آں است و ظاہر
است کہ از حب گزشتہ ازادہ بدلت صفات انضمام و جود
اند کہ از ہوا طرف ہو بسط و جود دارند۔ اندرین ورت
این ارشاد کہ

ما تحتہ ہواء و ما فوقہ ہواء

شارہ بانظر از ہوا طرف باشد و تشبہ ہو سیکہ زیر و
بالو ابر باشد راست آید۔

باقی ماند انیکہ اول جمہل صفات ما اعتبار یات گفتہ
و این ہا انضمام قائل شدہ ازین تباہت لازم اگر اعتبار
اقبل و ما بعد بہر شدہ

غلش نامی ازین چہ کہ بنام عباب را بہتہ بہر نزد
غلش یا اصل وی مطلب برگزیدہ شد۔ این غلش ما
تیرا ولی تاخر ان بر آند ولی ضرورت و

انضمین آں نام کی ہو کہ نسبت تو عباد بہر سے اور عباد
ہے کہ نسبت تیرا کہ انکہ تمام وجہ کی نسبت تیرا میر
میتاں کہ اس کے ہر طرف سے تیرا کہ ہوئے ہیں۔ اس نسبت
یہ تشبہ ہو سیکہ تیرا کہ یہ ارشاد کہ

ما تحتہ ہواء و ما فوقہ ہواء

برتر است اما طرک کہ اشارہ ہوگا در اس ہواست تشبہ
دینا جو بادل کے نیچے اور وی ہو کہ نسبت تیرا کہ ہے۔

باقی ماند یہ کہ اول جمہل صفات کو اعتبار کی کہ اول
یہاں پر ان صفات کے ختم کہ قائل ہو گئے تہ اس ہواست تشبہ
و تیرا کہ نسبت ما قبل و ما بعد کہ اعتبار تیرا کہ تیرا کہ نہیں ہو۔

غلش نامی ازین چہ کہ بنام عباب را بہتہ بہر نزد
غلش یا اصل وی مطلب برگزیدہ شد۔ این غلش ما
تیرا ولی تاخر ان بر آند ولی ضرورت و

ازالہ غلط | بنام خدا، سختی سے ایم کر رہا ہوں معقول ہو کر
 رواج تصدیق و کفایت نکند اما انھوں
 و غیر عقل را ماندا ادبش نظر اش و باری سبب شباهت
 او با ضروریہ فیض نہ آئی اس است کہ
 از دو عالم جدا جدا نیست نہ کمالش عقل و نبوی
 اگر باشد از حد را بجات خود حقیقت نیست
 بطور وجودی چه اسد۔ اندر ہی صورت وجودیات
 جس از قسم وجود باشند مگر دل وجود خود دانستی
 نہ عقل خود دانستی و گرنہ نیست بلکہ اگر نہ در وجود
 و حقیقت خود محتاج وجود باشند و نہ ولایت عقل
 الوجود وجود عقل خواب پریشان بود نہ اگر احتیاج
 از امارات عدم کما حق فیہ در خود باشد پس اصلی
 صورت وجود وجود و محسوس او بعد عرضی باشد و ہر کہ
 بہر ایی باعتبار موصوفات ذات باشد تا عقل دل
 و در نہ از تن غریبی استحقاق ثبوت بر صیغہ وجود
 رسانند۔

بالجملہ وجود را حقیقت وجود بذات خود است پس
 ہر سزا کہ در حقیقت خود محتاج بر موصوفات باشد پارہ وجود
 عقل کو پارہ۔ و نہ آں مستحق ذاتی وجود مبدل
 باشد و اعتبار شود و چنانچہ عرض گفت کہ پارہ عدم
 محسوس باشد کہ اعتبار وجود نیز ہاں اعتبار کہ خبر از عدم
 ہے و چہ باید اجتناب نمود ہر ایسکہ حدود و قیاس
 را کہ یسند کہ در میان وجود و عدم ہاں محسوس باشد
 و گیرہ خواہند گفت و پند۔ است کہ ایی مدعا اگر اعتبار
 است بر انضمامت یا کہ عقل مدعا نہ وجود و

ازالہ غلط | سو افسوس نامہ یک بات گفتاروں کے معنی
 کے ادبی گروہ کوئی رویت سکھانے میں ہیں
 نہیں کہ یہ ایک بات کہ جس کے معنی وہ کہ ان کے ہاں کاغذ
 ہوگا وہاں ہے اس شاعری کے لئے ضروریہ و ہر ایک مدعا ہے نہ
 وجود عدم تک کوئی ایسا ہی صدمہ نہیں کہ کسی اور
 مفہوم کہ در میان میں۔ عقل ہوتے کہ میں نے غلطی
 بذات خود کوئی عقل نہیں کہ وجود کے ساتھ نہ ہاں ہی
 سیکہ اس صورت میں وہ تمام وجودیات وجود کے عقل میں
 سے ہر ایک گروہ کا کہ عقل خود محسوس ہی ہے کہ عقل میں
 و در خود کا محتاج نہیں ہے کہ وہ اپنے اپنے وجود و عقل میں
 وجود کے محتاج ہوتے ہیں و نہ الوجود وجود کا عقل و نہ عقل
 غول پریشان میں جائیگا کہ ہر ایک کا عقل ہے یا نہ ہر ایک
 نہ عقل کی علامات میں سے ہے جس کی ضرورت ہے نہ ہی اس صورت
 میں وجود وجود اور اس وجود کا اپنے عقل ہاں عقل
 ہر کہ۔ ہر جواسی بالعرض کے ہے موصوفات بذات ہر جواسی
 عقل میں دلی ہر کہ نہ عقل ہاں عقل ہے نہ عقلی وجود کے
 عرضی ہوتے تک ثبوت پہنچا دیں۔

حاصل یہ ہے کہ وجود کا حقیقت اور وجود بذات خود
 ہے ہی جو وصف اپنے عقل میں موصوفات عقلی ہوتے وہ
 وجود عقل کا حصہ ہوگا۔ و نہ وجود کہ وہ ذاتی ہر ایک کا عقل
 اور عقل سے بدل جائے اور عقل میں۔ است کہ عدم عقل
 کا حصہ ہو جائیگا کہ کہ اس اعتبار کے ہاں عدم کہ ضرور
 ہے وجود کے ہر جواسی ہر جواسی اس میں الوجود و نہ اس کے
 سوا کہ فصول کرنے والی عدم و عقل عقل کو اس میں وجود اور
 سیکہ کہ عدم در میان عقل کو ہاں عقل کا حصہ ہے اور ہر
 جواسی کہ عدم و عقل عقلیات میں سے ہے نہ کہ عقلی اعتبار

لہذا انھوں نے اس کا رد فرمایا ہے کہ انھوں نے اس کا رد فرمایا ہے۔

عدم آن را نشاء اگر وجود در با عدم مقدر و مفقود باشد
بسیار غیاض این انتزاع که جزئیات باشد از کلیت
بسیار از انضمامیات و جمیع استیمنان بلکه از
و انتزاع است شریک بود مگر ظاهر است که با اوقات
در انتزاع یعنی انتزاع اما دیگر لازم آید چنانچه
از نوع و نوع و انتزاع تحقیق و در زمان و زمان بود
همه امور از تنزل یا باینکه انتزاع و از هر یک از اینها

و پیش آن باشد که اشتراکات و اختلافات باشند
و نیز است که تحقق خود ممکن بود و مرسته چنانکه
شماره شده در سائر صفات و نسبت معنوی نیست که
در تحقق خود ممکن است و در هر میان مستقل می باشد
بجمله این گرفت و محراب علی و دیگر ماسان و دیگر
نشان است و در اندام بود گفتیم که تیان بر و پیر
است و با انسانی را نسبت نوس گفت و گردیده
هر و در آن ایام در زمانه مستقل باشند و یکی را
در آن مستند است و وقت نیز آن وقت است از قیاس
است و یکی باشد پس نسبت را نه و است که ۵۱
استند است باشند که هر غرض در طرف است
مطلب است و در میان است با مقبولات آن باشد
مطلب نسبت مضمون مضمون است و در مضمون
وقت و وقت است و در مضمون نسبت است و وقت
نسبت است است و این و هر صفت است و این
و این نسبت است و در مضمون است که نسبت مضمون
باشد مضمون است و در مضمون است و این نسبت
مضمون است و در مضمون است و در مضمون است

[illegible][illegible]

فہم گوگار اگر کو تو کہتا تو اسے دیکھ کر تو مست ہے اس
مست میں وہ کہتا کہ صدق اور صفا اس کے ساتھ کہ اس کو حق و
ملک میں اس کی زبان میں زبانہ کہہ کر اسے اپنے نواز دیتا ہے
اور اسے کہتا ہے کہ یہ اس کے واسطے کہ اسے توجہ میں لے لے
اور اسے کہتا ہے کہ اسے توجہ میں لے لے کہ اسے توجہ میں لے لے
یہ اگر حق کو مست ہے تو اسے توجہ میں لے لے کہ اسے توجہ میں لے لے

[illegible]

کننے کے قابل بات | فوق اور وقت کو فوقیت اور محبت
 ہی وقت تک ضروری ہی ہے
 بنیاد وہ اپنے معصوم مقام اور معصوم وقت پر نہیں خود مگر غرض کو اس
 کیفیت کیسے تک باخیاں یا پخت کو اس کا رد و پسند کیوں تو نہ
 غرض محبت و ماحور نہایت فوق رہی۔ اس بار اس وقت کو جو اس بار
 کا سبب ہے مگر نہایت مشروط کریں کہ اس اعتبار سے نہایت
 ان غرض اپنی ہرگز نہ ہم جو باخیاں اور غرضت کیوں تو اس ساتھ
 ایک جاہلیاں صاحبانہ غرضت کیوں تو اس وقت یہ فوقیت اور
 محبت ہی نہ اس اعتبار کے۔

اندر این حالت بعد از آنکه دست بجزو و دوام میزد که وقت آنی
نگذشت که شمشیر بر پاشا کشیدند و کمره را به طعنه و دشمنی
می نمودند و بعد از آنکه در وجوه و نیز تنه را با فراوان پاشنه
بر برته مبارک ضربه زدند و لاق و موصوف بود. اگر چه موصوفیه
تغییر کرد و در وقت آنکه

فرض می بیند و نوع اینجا فرق حقیقی و اضافی باشد
یعنی مرتبه سابق نسبت لاحق برای الیه شد مشابه بود
بخت گردید. ممکن بود سفت شد یک چرخ حدود متوسط
ما و این از اضافات و نسب باقیمانی بدی به
پشت آنکه اضافی و اختراعی بودی عمل اوصاف متعین شد
تجلی و این نیز از نسب باقیمانی است نیز از این آمد و این غرض
نیز از نسب است و این گفته است که است که هر چه از
بهره از هر دو که در رتبه است از هر دو سلسله تعالی قسم می
شد و این است از نسب باقیمانی و دیگر از هر دو
پدید شد. از این رتبه و نسبت و این است که از هر دو
شد.

معنی گفتنی
 فوق و تحت را فزونی و کسوف را نقصان میگویند و اینها را در علم و در عمل لازم باشد که مردم را به معلوم و در معلوم خود باشد
 و در فزونی را جان او کشیده و بنده یافت را بهر داشته
 دور گفته و فزونی تحت مانند و دست فوق و آری این سخن
 را که در این عرض است اگر بطوری حکم کنند که در اول
 و در فزونی و نقصان است و در فزونی و نقصان است
 و در فزونی و نقصان است و در فزونی و نقصان است
 و در فزونی و نقصان است و در فزونی و نقصان است
 و در فزونی و نقصان است و در فزونی و نقصان است

[illegible][illegible]

و دیگر امر استماعی بطوری خیال باید آورد که نقشه مکان بر
پارکین باشد یعنی هم تهاش است و هم فرق مذکور و
پیشتر توسط و مغز وقت ماکو از نقش

این کان ترشاقال کان و عمل و ...
منطبق می شود بر تفسیر حقان در حرف ناول
حمارت و دوت و غیره مراتب قیاس با ن فرمود
و همچنین کتابی را که از مشعل

لَا أُخْبِئُ شَيْئًا مِنْكَ

که در توان بردارد تا یکی در رتبه مشر مرتبه نباشد
و بدو است که تراز و مقصد هر دو باشد نقش این است.
و قصه مرتبه بکنند بر این و نه با و صف مقصد
مرتبه محمل کنند و تا اعلی و تامله اتم و احکام

[illegible]

لَا أُخْصِي شَيْئًا مِنْكَ

[illegible]

(فیوض) اس مکتوب کا ترجمہ انجیل الہیہ ششمینہ مطابق مرآت بہ وزبانتہ شریفہ کیا گیا ہے۔ ۳۱ فروری

۱۹۶۵ء مطابق ۲۵ ذی قعدہ ۱۳۸۵ھ بمطابق ۲۵ ستمبر ۱۹۶۵ء کو پلوں کے در پر ختم ہوا۔ الخمار

تعارفی نوٹ بر مکتوب یازدہم

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نے حنفی مکتوب یازدہم میں اپنی شاندار تشریح کے کلمات جن کو اکتاف پہنچ کر لایا جا چکا ہے۔
اس مکتوب میں حضرت مولانا نے وحدیثوں کے مضمون میں بے انتہا
پیدا کی ہے جن میں انعام و نفع پایا جاتا ہے۔
۱۔ پہلی حدیث یہ ہے جسکو امام ابو داؤد نے روایت کیا کہ مکتوب
اس وقت تک غلام رہتا ہے جب تک کہ اس پر کتابت ایک مرتبہ ہی رہے۔
۲۔ دوسری حدیث یہ ہے کہ جب مکتوب کسی حد کو پہنچے یا کسی میراث کو
تو آزادی کے طالب ہوگا۔ ۱۱۰۰۰ مترجم

مکتوب یازدہم

(بنام مولانا احمد حسن صاحب امر و ہوی شاگرد رشید قاسم العلوم)
در تطبیق حدیث

المکتوب عبد ما بقی علیہ من مکاتبتہ دہم (۱۰۰۰۰ مترجم)
مکتوب نام اس وقت تک غلام رہتا ہے جب تک کہ اس پر کتابت ایک مرتبہ ہی رہے۔

و آنچه نسبت ملک بنام بیع و شرا و بیع و میراث زده اند
از لمبسات پداهت و هم و مغالطای نظر باقی است .
این همه چنانکه از تقریرات سابقه دریافته مسبابات محال
قبض اند نه موجبات ملک . مگر واضح باد که قبض تمام چنان
است که دیگران را بدست آوردن حق کجاست . آویزش نباشد
در نه قبض این و مستقیم موجب ملک گردیدی اندین صحت
قضیه که عرض حاصل کرده اشند تا قضیه که عرض را در ملک
او حقیقت یا نکلنا و جودی و خودی بود خیالی ملک نباید بست
که این خیالی نام است دخلط . چو این ملک از تقریرات قبض
است که بر ما وضه متفرع شد پس تا قضیه معاوضه ملک
متحقق نشود ملک را چه یارا که تحقق پذیرد . و میدانی که معاوضه
اضافتی است از اضافات که بیه تحقق عایشترین وجودش
محال . وجود حقیقی خود میس . است که عاقد ثانی بدست
دارد اما وجود ملک را شاید هنوز نفیید و باشی . آن اینست
در عالم وجود باشد و اسباب تحصیلش بمزاج هم پس سبب
بدست آوردنش یکی بود محال نباشد . فان اگر از عرضین
یا از اعدا عرضین در عالم دومی و نشانی نیست با اسباب
تحصیل آن بر ما مفقود . آن وقت محال گفت که معاوضه را
در دست است حقیقی یا ممکن . از اینجا است آنکه در سیم وجود
سلم فیه را باز در نظر گرفته و دانی بیع مالی و غیره
و بیع معدوم نیز بیع بر حق است . اگر نریق است میس .
است که در سیم قبض موجب غرسته اند با فعل عدم صلب

و دتوین و شرادہ و میراث کے ہم پختہ ہائے کلیت کی نسبت
کافی توجہ صاف و ہم کار قبیلہ اور سرسری نظر کا مطالعہ ہے
یہ سب (یع و شرادہ و میراث) جیسا کہ پہلی تقریر میں ہے، اپنے
معلوم ہوجانے وقت کے حاصل کرنے کا سبب میں راز و محبت
کلیں۔ مگر واضح ہے کہ کل قبضہ وہی ہوتا ہے کہ
کسی سرکہ کو کسی حق کی دتا دینے کے باعث نذرانہ کی گئی، شر
نہ ہے و نہ ان پر مستحق قبضہ ہی کلیت کا موجب ہے۔ تا
ہں صورت میں وہ قبضہ جو عوض میں حاصل کیا جاتا ہو فقیر
عوض کا حقیقتاً ایک اس کلیت میں وارد ہوتا ہو۔

..... کلیت کا خیال دماغ میں نہیں، ہاتھ کی طرح
خیال خام ہے اور غلط ہے، کیونکہ کلیت قبضے کا اور توں چہ
ایسا سمجھنا ہے کہ محاذ و عقب پیدا ہوئے ہیں، غلط سمجھنا ہے کہ
محاذ و عقب تحقق نہیں ہوئے اس وقت تک کلیت کا خیال نہ
ہے کہ وجود و کثرت دونوں جو ہم نے کہہ دیئے ہیں ان میں
کے کس نسبت ہے کہ دونوں طرف سے کچھ مہلت ہے، شہاد
والہ ہے، عقل وجود کو تو غور ہے کہ در دوسروں کا غور نہ
کے لیے کیوں ملے جو دو کشاں پر آپس میں جھگڑا ہو وہ ہے کہ
نیامیں موجود ہو اور اس کے اصل کے تمام اسباب
ایم ہوں اس سبب سے اس کا اصل کس ملک میں ہو، اب
اس اگر عرض میں ہے یا نہیں میں سے کیا گناہوں کی ناہدش
میں اس کے اصل کے تمام اسباب ہوں، اس وقت
میں کہہ سکتے ہیں محاذ و عقب کا خیال ہی ہے اس کے

[illegible]

فیه بدست یافتن منفی نفاذ و اینقبض معجل مطلوب
است. اگر بالفعل بدست یافتن نیست تقسیم از یکا خواهر کرد
پس اگر تقسیم بوجه قدمی و سه چیز بقا بعضی شده و
عوض ثانی را بمنزله زود است نه فوری است اما نسبتا
مستوصلاش بر منقوض و بعضی را موجب فک نیا بدست
بگویند عقد را با عمل یا نام تمام باید امکان است اگر بعضی دیگر
از ذرات تقسیم است نیز با هم است و نه تمام کافیه
را نه و در حقیقت است نه ممکن. اگر در خارج حدود است
عظیم بزرگی است و اگر در خارج موجود است اما در اصل
فک حاقه نیست تا هم بدان آتش در که هر چه در دست
اندک جمال است که با هم متفاوت یک دیگر است
و اینجا وجود فک حقیقی خود ظاهر است که نیست. باقی آمد
مکملی در عقل اگر نگردد از این مرتبه نشانی نیست.

شرح معنی | شرح این معنی این است که اتیان و ذات العظیم
استماع بالظفر یعنی شلے باشند نظر
بریں ہر کہ بدست افتد ویز الوو دیندا شستہ حاصل
گرددان سازد۔ ولی غرضت از خود ہما کنند اندکی موت
پیکر۔ بدست نیست چه امیر کہ بدست توں نکرد۔ بل
تسلیات و چندان تسلیات بدست نہایت کہ بر اختیار و تکرار

بھرت ہے کہ یہ قسم میں مسلم فرد جس سے متعلق یہ حکم لگا گئی ہے
کہ اس کا عمل میں پائے جانے کی قبلہ سے شروعات کی ہے اور اس چیز
کی یہ وہ قبلہ ہے اس خود دوسرے اوزار دم کی یہ اس کی پہلی ہے
اگر کوئی فرق ہے تو ان میں سے کہ مسلم میں بعد ایک دست ترقی پر مطلب
ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا اصل مانع کے اندر میں نہ تاخر نہیں ہوا اور یہاں
بلکہ قبلہ مطلب ہے اگر اس فعل مانع کے پاس نہیں ہے تو وہ
خریدار کو کہ اس سے یہ کہہ کر گئے۔ لہذا اگر کوئی شخص فقہ سادہ کی
وجہ سے کسی چیز پر توکل کر لیا اور حجاز کا باکی جو دہری اور
نہ خود سے یا اس کے کسی سے حاصل کرنے کے تمام اسباب تصور میں تو
اس کے لئے کوئی تکلیف کا موجب خیال نہ کیا جائے کہ اس کے مانع یا نا تمام
نہ ہو کہ جب سے اگر کوئی ناکامیت کی یہ دلیل میں ہے تو یہ مانع ہے
وہ نہ تمام ہے کہ ان میں سے کسی کا حقیقی وجود ہے اور نہ
حکمی اگر خدا میں معصوم ہے تو یہ خود کوئی مانع ہے نہ اگر خدا
میں نہیں ہے تو چہرہ گویاں میں وہی آتش ہے کیونکہ کلمہ کا معنی
ہے کہ اس میں اور یہاں حقیقی کلمہ خود ظاہر ہے کہ نہیں ہے
مذہب و نشان نہیں۔

شرح معنی | اس حدیث کی شرح یہ ہے کہ قوت الیقین
اشیاء پر غیر وہ کہ جس کی نظر پر دل نہیں
اس پر نظر رکھتے ہوئے جس کی یہ امید حاصل ہو جائے کہ کفر
اور کفر کے گناہ اور گناہ کی ضرورت کے بغیر اپنے پاس سے جدا
نہ رہے گا۔ اس وقت جس کی کسی پاس وہ چیز نہیں رہے گی
اس کی حدیث وہ حاصل ہو سکتی ہے۔ بلکہ مشیقات کے بعد قوت الیقین

[illegible]

سرزبان نگار دوست بگذرد ریاضت موجودی باشد
و عالم هرگز موجود است پانزده است کس و پس اگر
اسباب است احسان و فخر هم اندر پذیرد و چون اسباب
تقصیل مانا خود خود دوست اندرین صورت گرفته
قد و دست و دیگر امور بطور آن کرده اند که اندر
نزار از میان برداشته معاونت می خواهد شد

باجمله اینکه رایست مقصود و جمع باشد کار سهل است
 این شخص اگر چه نه رسیده تقاضا و غیر میتوان کرد. مگر بی شک
 قروضه مطلوب و جمع باشد تا چارواں کرده این شخص
 قه و لذت آنرا بداد و روزانه بخرد و دیگر آفریند.

سخن دوم | این دوم اینست که چون که کمال اطلاق
عوجب ملک نیست. پس اینقدر مسلم که
هر چیز را قابل دگر است ملک را نیز هر چیز بهر
یک که چه من است عوجب را بخود کشد و بدو
نگراند پس هر چه میسر میسران داشته باشد آنرا
نم یابد و نه گوید اگر اعدا مواضع مالی نیست ملک
م و این باب نیست و چون ملک نیست معاوضه ملک
در حق نوزاد شده و ازین هاست که بین میت و ذمه و خدی
تین. حال فرود آمدن چو کی از ناشیقین اضافات معلوم
نموده است که به پیغمبر از فتنه و فتنه ملک نیز گفته
نموده است است این وجه و خود داشته. حضرت سید
تقریب است برادر رسیده و کور حق است این
در شایسته و از نوزاد داشته اند و پیش از آنست یعنی

نہیں ہوتی کہ دوسروں کے ساتھ بڑے خاصیت و راقہ دینے
کے لئے پس یہ کہ اگرچہ یہ بڑے بڑے پالنے والے ہیں اور دنیا میں
موجود ہیں تو پھر میں حاصل کرتے ہیں اگر ان کو حاصل کرنے
کے اسباب فراہم ہیں تو کیا کدوسہ بنا کر کھیل کر میسر آتا تو ان
چیز کو دیکھو دیکھو یہ صورت میں اگرچہ کن قدر اور مدت اور
دوسرے حالت اس لئے کہ کدوسہ میں سے تھکے کاغذ
ہی ہاں اس لئے تو پھر سادہ سے ہی ہو گا۔

الحاصل جهان باینست مقصود از زمین بود که آسمان
 به فیض ابرو بنیر و نیا تو در سر فیض است کام پلایا جا
 سکت است بر جهان خود فیض بن غلوب و زمین بود و آن که
 سکت هر که که فیض سعد و آن که جانشان آید که آن فرد
 نه چیر که در سبب فردی طرف تو بود و مایل

دوسری بات | دوسری بات یہ ہے کہ تم نے مذکورہ صفحہ
 کلیتہً کاراجب نہیں ہے۔ اُن اتنی
 بات مسلم کہ جو چیز کو دوسرا قبول کرنے وہاں یہ چیز کلیتہً
 کے قابل نہیں ہوتی کوئی چیز ایسی ہونی چاہیے کہ اپنے ہمنام کے
 جسے دلوں کو ان طرف مائل کرنے کے واسطے اُن طرف متوجہ کرے یہ
 جو چیز کشش کا سامان دیتی ہوگی اس کا نام مال کہ کر ہم کہتے ہیں
 اگرچہ حاصل نہیں ملتی یہ بات وہ کلیتہً اس سامان میں نہیں
 ہے۔ اگرچہ ملک نہیں ہے تو ملک معاوضہ ہی تحقیق نہیں ہو سکتا
 ہے۔ یہ بات کافی ہے کہ وہ مال اور ان دونوں کے مابین
 کے فرق کا بے باطل قرار دیدیا کرے گا معاوضہ اضافت کے اصول
 کے مطابق یہ ہے کہ ایک متوجہ بلکہ معاوضہ کی اضافت سے یہ ملک بھی
 کے معاوضہ سے یہ اضافت ہو کر اس وجہ سے موجود نہیں ہے بلکہ
 فتنہ مذکورہ مذکورہ جس چیز کے ساتھ ملو یہ مان کر کہنے کے

[illegible]

الحیاء اشجاء من الاعیان

والعالم من علو

والعالم من لا یغیب

بریں دعاوی شاہد۔ وہ جہان سلیم پیدا و پاک حقیقت
یعنی دینی دعوای ہم زمان ایسی پیدائیں و جہان خفاقات
و مناقضات میں صفات نیز از مضامینات و مناقضات
ایمان باشد میدانی کہ از جسم تادون طلاق الیست پنهانی
و مبی است و جهانی۔ چنان کہ انان طرف با این طرف حد
احکام و آثار تاملی شوند و موجب سمد میں میگردند
ازین طرف نیز دم محسوس جدا جدا گاہ بالائے وقت میرسد
از وہ محاسن و قوتی حد که در تفرق علم بر دم منوعات تازه
فرایم می آید و از وہ قوائی علم از خفا و قیام و
آفند و غیر و بر ساعت منوعات نو بنو از آثار و کیفیت
بدر گاه قوت غلبه حقیقت شوند و چنان کہ در جانب علم معلوم
مذکور موجب تعلق علم معلومات و دیگرے شوند و این طرف
بجائز و کیفیت با نیست بعد عمل تازه می شود۔

فرض خدیو داد و دیو مادر علم و عمل که دو عنصر
و دعائی است تاثیر می است نمایان۔ چنانچه یعنی از انان
بریں است نمیلست و سرور و نجات قوائی خوبی
و غیره هر کس به رای القیام مشاهده می کند پس
هر فردائی که صورت اختلاف بد باشد یا حیاء و حجاب
یا تعلق و دود حق مزاج ایسانی با علم هم داد و۔ مگر
چون مشاهده اجسام حد با فلاق خاصه بی می بریم مگر
شعری انسانی است عادات و اخلاق چنین و چنان اصول
تفصیل و اگر عمل فخری و مکی و مدعی را مشاهده کنیم
عادات و اخلاق چنین و چنان انیم۔ توسل الی استنار

" حیایان کے شعلوں میں ایک فوج ہے "

" اور وہی میٹھا ہوتا ہے "

" اور زمین ناپاک نہیں ہوتا "

ان دعوای پر گوشتی اور و جہان سلیم یعنی حقیقت کو احکام
کرنے کے بعد اس تا جبر کے دعوے کہ تاکید کرتے ہے اس وجہ ت
ان صفات کے خلاف خفاقات و موبیان کے خلاف اور خفاقات
مور میں سے ہو گئے اور آپ جلالت میں کہ بہت سے نیکو دعات ملک یک
پوشیدہ ملاقات ہے حد ایک و جهانی با بہت جیسا کہ اس طرف
سے اس طرف حد احکام اور آثار نازل ہوتے ہیں و عمل کے
مصادر ہوتے یا موجب ہوتے ہیں اس طرف سے بھی بروم کوئی جہان
فصلوں و روٹ کی بلند یا بگم و بی پنچا جہان ہے و قوائی مدر کہ اور
قوائی کے راستے سے علم کے ترانے میں بروم تازہ معلومات فراہم
ہوتے ہیں اور قوائی علم کی با سے خفاقیات ہی بعض آفند و غیر
و غیر قوتوں میں سے بہت سے خفاقیات منوعات آثار و کیفیت
سے قوت عمل کے در گاہ میں ہوتی رہتی ہیں اور جیسا کہ علم کی
جانب میں مذکور معلومات و قوائی حکومات کے باطلے علم کی
موجب ہوتی سلف میں کہ از معرفت از وہ علم کا با ہوتی کہ
فرض خدا و۔ اور دواؤں کو علم و عمل میں ہو کہ در
و دعائی علم میں نمایان تاثیر یعنی چنان حجت و علم و دلیل
کہ انان میں ان میں سے ذات و خوشی و خوشی قوتوں کو اور
جونا و غیر و شعلوں شعلہ کے ذریعہ دیکھنا۔ انظار و انظار
بجہ۔ خلاق پیدا کرتے ہے یا اور پاک کو تہ و کر قوت ہے تو
وہ انان کے لئے قیامی و حکم رکھتی ہے مگر جب ہم خاص میں
کو خاص انہ تہ سادہ دیکھیں تو انہ ہم نہ ہی شعلہ کا
قوائی کے عادات ہماریے و رویت تصور کرتے ہیں اور اگر
فخریہ اور سنے و اور انہ کی شعلہ کو دیکھتے ہیں تو ہی و سنے
رہیں اور ویر پات ہیں۔ اس مسئلہ کی کندی میں معلوم

خوش گزشت ہنگام یا خود مضہ مزاج و مسو فہنگام
مخل سمیات۔

نظر بریں اہل ایمان و اہل ایمان فاضلہ مضہ باشند
نہ نافع پس مالیت کہ عداوت بر منافع بود کما باشد
آری در حق گفتاری مضرتی نیست۔ چه با اعتبار خطا
منافع چند و چندہ آخرش دارند۔ و با اعتبار باطل
اثر مضرتی تصور بود با اعتبار موارضہ مہادی آثار
ایمان بود۔ آن خود از بیشتر نصیب ادا شدہ نظر بریں
در حق اوشان اگر مالی قرار دہند چہ ہرچہ۔ گرجہی خود
اگر چیزی در حق کی نافع بود و در حق دیگران اہمال نفع
نداشتہ باشد بقصد ہر آن در حق آن موجب ملک
باید پنداشت۔ مگر اختیار بیج آن بزرگراں نخواہد بود۔
چہ در حق دیگران مالی نیست تا ملک اوشان بر آن ملک
و با دامن عرض مواضع الملک بالملک متعلق شود۔

سخن سوم | سخن بیوم | ایک تحقیق کے مستند صحت
سچ و خردانیت بیداری کو فرمودہ اند

مَنْ مَلَكَ ذَاكَ تَمَّ قَوْلُهُ
تحقیق کہ اول خود نافع ظہریت ہمیدہ است۔ دوم
حریت ما کہ بہر قیقت عہد فرمایہ زوال کہ فرود است
مگر در جو صوہ تحقیق حیرت ہنگام ملک با حق سوال گفت

تہاک اور جس فضا میں یا تا کیاں پیدا کرنے والی اور خلاق
مجدد کو جانشین الٰہی بنی شائد ہندوں کا گوشت یا خود راج
اور سرانہ زندگی کو جانشین الٰہی بنی شائد میترا بنی بیڑی
اس اصول کے پیش نظر ایمان والوں کیلئے بھی اس قسم
کی فدا میں ضروری نہ نفع بخش پس وہ اہمیت کہ اس کا دوسرا
منافع پر جو کہ لوگوں۔ ان کا خدا کے حق میں کوئی مضرت نہیں ہے
کیونکہ انہیں کہ جب سے چند چند نہ فی ایشہ پہلو میں وہ فدا میں
رکتی ہیں اور باطل کے اعتبار سے۔ اگر کوئی نقصان نہیں میں سکت
ہے تو مہادی ایمان و آثار ایمان کے عقیدہ کے اعتبار سے ہم کا
تو وہ ایمان کی قربانی پہلے ہی سے دشن بن اسلام کے تحت میں کی
نظر بریں اگر امداد جانوریوں وغیرہ کو ان کتاب کے حق میں مال
قراردین تو کیا مضائقہ ہے مگر اس میں اگر کوئی چیز ایک آدمی کے
حق میں نفع بخش ہوا۔ دوسروں کے لئے نفع کا احتمال میں نہ ہو
تو اس پر قبضہ اس شخص کے حق میں موجب ملک خیال کرنا چاہیے
لیکن دوسروں کے احتمال اس کے چھپے اختیار نہ ہوگا۔ کیونکہ اس کو
کیلئے مال نہیں ہے کہ کسی ملکیت اس سے تعلق کو قبول کئے اور حق
کے ادا کرنے سے ملک کا تبادلہ ملک کے ساتھ ہو جائے۔

تیسری بات | تیسری بات یہ ہے کہ ملک کا تحقق پہ لا شر
کی صحت کیلئے ضروری نہیں ہے تب کو معلوم

نہیں کہ فرمایا ہے:
"ہو ذی رحم عرم کا ملک ہوا تو وہ ملک آزاد ہے"
ملک کا تحقق اول تو خود حدیث کے الفاظ سے واضح ہے۔ دوسرے
حیثیت کے لئے جو کہ بریت اعلیٰ کے بعد عطا ہوتی ہے حریت
کا نامی بن ضروری ہے مگر ان میں محدود میں باقی کی ملکیت کے

لے ذی رحم عرم مہادی ہیں جو یکہ ہی ان کے تحت سے پیدا ہونے کے۔ جو سے عرم ہی جلتی شفا کی کہ مہادی کسی کا نام تھا جس نے اپنے
بھائی کو سے خود کیا تھا۔ چنانچہ خود کا جائزہ

درد و غیرہ ہمہ راجع بسوی او باشند ناچار
بزدن ملک مشرکی گفته شود۔

چہام | چہام ایہ کہ تحقق ملک را منور نیست کہ
انک ماقہت بر تقسیم چن بود کہ موجبات
بطلاق و فساد چہ را چنانکس مداخلت نمود۔ اگرچہ بین
متبعین و متجاوز و مجرور۔ نہ چن کہ چہ مستغفیر و مجرور
و متبعین۔ ست و بالضرر و ملوک صاحب زمانہ۔ مگر چہ تسلیم
کای مستلزم موجبات بطلاق است قبل از جدا کردن یہ
صحیح نشود۔

سخن پنجیم | پنجم نیز کہ قبل و بعد و درین اصناف
حققت تحقق توال شد بعد از ان و انقدیم
کما ہر وزیر عقدہ عقدہ نقل شد۔ وقت اللہ اس چوں
مشرقی خدای دست ماند و متبع موجود بود عقدہ بین کان
نہر میکن شود۔ از بخاری و سلم و مشکوٰۃ شریف وارد
است۔

یہ اس جمل افسر خود ہند میں ملالہ لہذا
فہو حق بہ من غیلا او کما قال
ایں حدیث را بر عاریت و تصرفات فرود آور دن مرتج
فناصت یاتی است۔ در استحقاق میر و منصب نہ کلام
خفا بود کہ این طو کہ فرمودند فی کل ای حدیث میں
معاذ یتہ است۔

باقی ماند ایہ کہ اندرین صورت می باید کہ فرما و دیگر شرک
و کیم باید در بین موجود دنیا شد۔ امام ابو حنیفہ یکہ ام
بجہ مخالفت حدیث کردند۔

ز فالست حریت کا تحقق نہیں کسکتے ورنہ ولایت وغیرہ تمام
اہور اسکی طرف راجع ہونگے تا چار غید اسکی ملکیت کے زائل ہونے
پر حریت کا تحقق ماما ہائے۔

چوتھی بات | چوتھی بات یہ ہے کہ ملکیت کے تحقق کے لئے
مزدوری نہیں ہے کہ ملک کو سپرد کرنے کی
ایسی قدرت ہو کہ کچھ کے فساد اور ابطال کے موجبات کو ذیل کی پیش
نہ ہے اگرچہ کچھ کے کچھ چہ متبع اور متجاوز و مجرور و مجرور
نہیں کہ چھٹ کی کڑی اور اور متبعین ہند اور متبعینا کھر کے ملک
کی ملکیت میں یہاں یہ کچھ چہ غید کہ اس کلان کا سپرد کا صورت
بطلاق کو تسلیم ہے اس کے کڑی کو چھٹ سے جدا کرنے سے
چھٹ چہ یہ کچھ نہ ہوگا۔

پانچویں بات | پانچویں بات یہ ہے کہ جیسا کہ ماضی اور
مشرقی کے وجود سے پہلے مقدمہ کا حلق
تحقق نہیں ہو سکا تو ان میں سے ایک یا دونوں کے ذوال اور
انعدام سے بھی چھٹ ہوگی افسر کے وقت جب مشرقی خدای مانہ
رہ جائے و متبع موجود ہو تو کچھ کا معاملہ کیا ہو جائے
جیسا کہ ہوا ہی ہو بخاری اور مسلم سے مشکوٰۃ شریف میں وارد ہے
جو کوئی شخص غفلت نہ کیا اور دوسرے شخص غفلت نہ کیا
بہینا اسکی پایا تو وہ زیادہ مقدار جوہر بنیٹ کی ترقی نہ ہوگا
اس حدیث کا کچھ ہونی چہ خود نہ کہ کسی چھٹ کی ہونی چہ اول پر
و اد کہ صدق ہو رہا ہے کہ کہ مخالفت ہے۔ حدیث پر دینے لے
اور جس سے وہ چہ خود نہ کہ چھٹ کی ہونی چہ ان دونوں کے استحقاق
میں کوئی پوشیدگی کی بات لگی کہ اسکو اس طریقہ سے کہ فرمایا۔
نہیں اس حدیث کا محکمہ کچھ کا معاملہ ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ اس صورت میں چھٹ کے دوسرے
توہا۔ ہان کے ساتھ متبع میں شریک اور حصہ دار ہو نہ ہوں
امام ابو حنیفہ نے اس حدیث سے مخالفت کی

جواب جواب میں اس است کہ نفل حق خود مجتہد حق

دیگر نہ دلالت دارد ورنہ میزد اصل تنفیس
را چہ پان کردن دشوار است و از ان تکلف کہ اصل تنفیس
را مہینت علی گیرند این بہتر است کہ مخاطب این کو مفرغ
را قرار دہند و بی حکم یا حکم استثنائی دارند و وجہ عدم
وجوب خود تنفیص حقوق او شان باشد و وجہ استجاب اینکه
مان دیگران فاشد و بلاک گردید۔ بدین سبب عرض اینکه
قیمت باشد بذمہ مشتری لازم شد و توسط قیمت
حقوق ایشان نزول کرده بمان موجود و فعلی گرفت مگر
بہیں صورتی کہ صاحب مان نیز ذمیت نزول کرده بمان موجود
آویخت۔ و بخوبی دانستند انشاء اللہ کہ در ملک چیزی نیست
بدین سبب ملک بر شریک واجب مان موجود بود ہمیں خود
احاطہ ملک صاحب مان را تصور باید فرمود۔

اقتالہ اگر دانی کہ از قیمت باز حاصل مان آمدن

اقل را باشد۔ در اقل روزیادہ ازین پسہ
باشد۔ ازین ازالہ چاکر۔ اقل از حد حق ثالث ہے بودان
تعلق حقوق دیگران نیارشد و این ماہم بگذار۔ در صورت
التماس ازدواج چارہ نیست یا مال موجود و چہ از ان
صاحب مان گویند و حدیث را بر ظاہر خود گذارند یا گویند
کہ صاحب مان ہم اشوقاً للقرآنہ بود و چہ دیگران
حقوق بعد حق شریک و سہیم۔ اگر اولی است فہما
در نہ ازین چہ حکم کہ مراد را اکنون اقل مال خود مانند
بالا شتر لاریج آن مان را لازم آمد و امکان این قسم
بر سر ما اولی ہمیں حدیث ماخذ باشد۔ دوم اظہار

جواب اس کا مطلب یہ ہے کہ نفل حق خود و دوسروں

کے حقوق کے تحقق پر ذمہ داری رکھتے ہیں۔ ورنہ
اصل تنفیس کے صیغہ کو چہاں کرنا دشوار ہے۔ اور اس
تکلف سے کہ اصل تنفیس کا فعل کے معنی میں ہیں یہ بہت ہے کہ
اس کو کم کا مخاطب نہ کرنا کہ وہ اس ملک کا متعلق ملک
رکھیں اور خود وہ موجود کی وجہ ایک حقوق کا تحقق ہے۔ ورنہ جو
کی وجہ یہ ہے کہ دوسروں کا مال مان اور ملک ہوگا۔ پس
سہیت اس کا عرض ہے کہ قیمت ہے مشتری کے ذمہ لازم
ہوگا اور قیمت کے گذرنا ایک حقوق نہ ہے۔ اگر کو جو مال شائع
پیدا کر لیا گیا کسی ملک صاحب مال کا حق ہی قیمت ہے۔ اگر مال
موجود کے ساتھ وابستہ ہو گیا اور آپ انشاء اللہ چاہیں اس کے
کے کسی چیز پر قیم نہیں ہے۔ اس لئے کہ شریک کے ملک مال کو
محیط ہوگی ہی طبعی ہے۔ پس اس کی ایک کے اصول کو تسلیم کرنا چاہیے۔

اقل مالہ اگر کوئی معلوم ہے کہ قیمت سے بھر صیغہ

کی طرف آتا۔ اقل ہے۔ اقل مال اس سے زیادہ
اور کیا ہوتا ہے۔ مان اس وجہ سے کہ اقل قیمت شخص کے حق
میں ہے ہوتا ہے۔ اس لئے دوسروں کے حقوق کے تعلق کو مان نہیں
ہوگا۔ اور اسے بھی چھوٹے۔ اقل اس کی صورت میں دو باتوں کے
سوا چارہ نہیں ہے۔ یا تو جو دہم مان کہ صاحب مان کی ملکیت
کے ہیں اور حدیث کو اپنے ذمہ پر چھوڑ دینا کہیں کہ صاحب مان
جو دہم سے قرض ہوں کے لئے ہے۔ اور وہ سبب مقداروں کی
نقد بقدر خود شریک اور سہیم ہے۔ اگرچہ سبب توفیق
سہ در نہ اس سے کہ کم کر لیں کہ اس لئے ان کا اختیار نہ رہا۔
مجبوراً اس مان کی بین اسکو توفیق کوئی اور اس قسم کی کوئی نہ

ملہ استہدایہ کم ایسا حکم ہوتا ہے جس میں نہ کرنے سے کوئی گناہ نہیں آتا۔ اس کو کہ مذکور کہ اس کا نہ کرنا ہی ہوتا۔ مترجم
تھے چنانچہ خلافت خلافت تھی کہ میر کوئی پسہ نہ کر کے نہ کرنا پسہ کر دینے کا حکم تھا کہ جو صاحب تھے مترجم

بگرنہ مال سبب موزی و فزندہ را ہمراہ ہندہ
چو چارسا وقت میں سبب باشد مکی دریں ہم
شک نیست کہ اگر آن حقیر شد و لجاہ بود و آمد پیش
اگر ہر روز یا ہر رانی یکس اکہ کہ نہ کرد و را مقبول
تواند نہ داشت تا بہ شرط قابلیت ملک ملوک چندانہ
و زیادہ ترانہ اگر شرح این مرقی طلبی شنو کہ

تعریف قبضہ قبضہ پر چرزی درست تو دلش باشد
نواہ حقیقت باشد چنانچہ در شایع
معبرہ کہ مسامتہ دست ما محیط او توں شدی باشد یا
یا حکما یعنی تصرفات دست کار میں و مال توں کردہ خلا
مکان و جان فداں و بی توں اگر پیش ما بطوری باشد کہ مکان
را نہ کہیم یا متبہم تو انیم مسامتہ و جان فداں را قطع
و حق و ذک و از جانی بجان بر دی تو انیم آن وقت
مصدق قبضہ تحقق شدہ اگر مافی و مزاجی نیست ہمیں
قبضہ مار کا نہ باشد و نہ قبضہ فصیب یا و دلیت و نہ
باجملہ قبضہ نام ای کیفیت است کہ اقرب معلوم تحقیق
شود خواہ یں قریب خود و یا غرض ما میر آید بذات خود
یا بر سہ تو اب و خلفا و بطرف او سبب باشد باقی
سرمست یعنی تصرفات مثل قطع اطراف و لقا و یا قتل و شای
قادر امکان ایں تصرفات نیست بلکہ خود معنی آن است
و نہ مانع است چمنی داشتی و در آکرہ و نہ قسم قریب و
اعمال تصرف ضروریست۔

معنی ہشتم ہشتم ایک ہمن وقت مبادی بعض
افغان و سبب بعض سولہ باشند کہ
و جہت حق کہ نہ ثبوت آجا باشد جوہر احتیاط بانست بعض

رکتے کو کھڑا کر دینے میں لینا اتحقق نہیں ہوا اور قبضہ نہ
صحت اختیار نہیں کی ممکن ہے کہ وقت کو زیادہ کھوں کر جو میں
جائیں وہاں سبب یوں ہے ساتھ بعضاں چنانچہ کہ لاویا
اس وقت ہوگا نہ ممکن اس میں جو شک نہیں ہے کہ اس وقت میں
اگر تحقیق ہو اور انہما و دعوہ میں نہیں اگر کسی کام کے لئے یا
کسی مال کیلئے کسی چیز کی تو جو کہ ہوئے کو قبضہ میں نہ کر کے
نکارا بیٹھ قابلیت ملک میں ملوک خاں کریں اور اگر اس سے
زیادہ اس امر کی تو یہ کہ مطلب ہے تو بخندہ

تعریف قبضہ کسی چیز پر قبضہ اس کو ماقبض میں لانا ہوتا
ہے خواہ حقیقت کے طور پر ہو یا کہ
چھوٹی چیزوں میں کہ نہ اس قدر کچڑائی ان چیزوں کو اپنے
اندہ محسوس یا حکما قبضہ ہو کہ اسات ماعتوں کو ان کے تصرف
کا حق ہو۔ مثلاً مکان ادا جانے و انسان اگر ہمارے سامنے
اس میں جو میں کہ ہم مکان کو نہ سکیں یا اگر سکیں جو جان فداں
کو قطع قتل و ذی سکیں اور ایک جائیداد دوسری جگہ یا سکیں
تو اس وقت قبضہ کے لئے تحقیق ہو گئے اگر کوئی مانع اور حرام
نہیں ہے تو یہی مانع نہ ہوگا۔ و نہ قصہ کہ قبضہ نہ لایا گیا
و نہ دیکے جوہر باجملہ قبضہ اس کیفیت کا سبب کہ قرب ظلم
کے نہ تحقیق ہو خواہ یہ قرب خود قبضہ کرنے والے کو بذات خود
میر سکتا یا نہیں اور خلفا کے ذریعہ اس کی طرف منسوب ہو
باقی قبضہ تصرفات کا حرام ہونا خلا ظلم کے قاعدہ پاؤں کا
کٹ ڈالنا یا ان کا قتل کرنا اس قسم کے تصرفات کے امکان کیلئے
مانع نہیں ہے بلکہ اس کیلئے بھی ہے و نہ تصرفات کے کیا ہونے
اور چر میں اس قسم کے قبضہ و تصرف کا معاملہ ضروری نہیں ہے

آٹھویں بات آٹھویں بات یہ ہے کہ بعض واقعات
میں قبضہ نہ لایا گیا اور بعض اشغال
کے مستوجب ہوتے ہیں مگر اس پر مشرک گئی وجہ سے وہاں اعمال

اعمال و افعال ثابت و متحقق انگارند و نسبت بعض دیگر
معلوم و غیر ثابت نظیر اس کلید در امدارش قصد منافعت
و منافعت حضرت سید بن ابی وقاص رضی الله عنه و بعد از
زود است و این اولیه از همه چه موقوف نفع کسی مستلزم است
نسب و دیار است اگر چه میراث و دیگرین باشد چه حرمت
و زنا از دیار و زندگی است و باقی نیز چه فطرت
شده چون ثبوت کمال نبود و این طرف زنا خود امر است
کتاب الله سینه و دروغ گفتن و عیبتن باشد.

دعای حضرت سید بنی وقاص و اخی استغفار فرشت
شد حضرت رسول اکرم صلی الله علیه و سلم فرمودند
أَلَوْلَا الْبُخْرَاءُ
مگر نظر بشاهیت علیه بقیه اخی بنی وقاص نسبت حضرت
سوده رضی الله عنه ارشاد فرست اِحْبَبْنِي مِنْهُ يَا سُوْدَةَ

ثبوت میں ہوتی ہے۔ بعض علما اور افعال کہ نسبت ان برائیوں کو ثابت اندھن میں رہیں اور ان کی نسبت مدغم اور غیر ثابت مانتے ہیں۔ اس کلیہ کی نظر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عبد بن زید کے درمیان ابن ولیدہ زہری کے بارے میں خلاف ہو چکا ہے۔ لہذا قصہ مزید میں ہے کہ یوں کہ کسی کے لفظی قاضی بنانے کے لیے جب اس باب کی طرف مہموب کہنے کو لازم رہتا ہے تو کہیں اگر چہ مرثیہ اور دوسرے مضاف کو زائد کے نام جوئی کہ وجہ اس سے کہیں میں ہیں اور قاضی اور پر (از انکی طرف) مہموب کہیں بات غلط نہیں کہیں یہ کہیں جو کہ ثبوت میں نہ تھا لہذا مسطور مذکور ایک ایسا معاملہ ہے کہ چالیس بیتیں اس کی طرف رجعت نہیں کرتیں بلکہ ہر کوئی قرین ہے۔

حضرت سید بن ابی وقاص کا دعویٰ خراسان کے حقدار بننے کا واضح تھا حضرت برہن کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 اللؤلؤ للخراسان
 لیکن قید بن ابی وقاص کی یہ حدیث صحت کا شائبہ پر نظر رکھتے ہوئے
 حضرت سید رضی اللہ عنہما کے متعلق اسرارِ خفا کے وعدہ اس سے بڑھ کر

[illegible]

تھے زمر حضرت سواد کے والد تھے جو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مکہ مکرمہ میں تھے اور ان کا حضرت سواد کے باپ زمر کا جب شہر لایا گیا تو حضرت سواد
 کا بھائی ہونے کے باعث ۱۶ برس پر ہوا کہنے کے منہ پر ترقی کر حضرت زمر حضرت سواد کو فرمایا احتجب یعنی نہ سوا سے پردہ کر کی حکومت میں ۱۵۵۱ ہجری
 ۱۸۳۱ قریب تھا جس میں ان کے ساتھ اوقات حضرت سواد کو بھی دیکھی مگر

غرض قرینہ فرماں مثبت انتساب نسب زعم شد مگر
د بارہ بجہ بانی حضرت سوده غنیدہ گزیدہ و قرینہ ثابت
غباری اگرچہ موجب تورانیہ جانی گردید۔ مگر
انج حقانی پس از یہ اثبات وغیرہ شد و کہیں شہادت
عدل و حدود بارہ ثبوت حق اگر غنیدہ نیست ایں ہمیت
کہو کہ عدم اثبات حق انہا پادہ اعتبار ساطع شود و
عدالت تبدیل یقین و غیرہ شد و در ذوق مسئلہ
است کہ در حق مال خود زندہ باشد و در حق دیگران مردہ
مالش بخیر مال موت میراث نہ برسد و مال دیگر اموات
باعتقال حیات میراث با و نہ بند۔

معنی نہیم | ہم انکے معانی ملکہ کے معنیات حاصل
از اقتران وجود و عدم باشند از اقسام
کیف اند کہ در نہ لازم بود کہ یہ مساوی و اشکال تقسیم شد
بر قدر اربعہ و صادق آدمی۔ چہ وجود و قسم و اقسام و
اطلاق اس بر اقسام خود خبری است و میدان کہ در
نیات و اشکال نیایں ایں ہم خیال محال است نہیدانی
کہ اشکال بندی مثل خلقت و مرتب و نفس و غیرہ کہ ہستی
مست حاصل با قدر خطوط معلومہ کہ با قدران وجود مطوح
معلومہ و اعلام اس پیدا می شوند تا بآن نسبت کہ تقسیم
کردہ خلقت با و مرتب با و نفس با بر آمد و آنچه
بادی انفس خلاف ایں دعویٰ بنظری آید از تفصیل
اطلاعات عرفی است۔ ایں تقسیم کہ فی ہستی بر مطوح معلومہ
واقع می شود۔ نہ بران ہیئت و اعلام ما مدعیات است

فرض فرماں ما قرینہ زعم کے نسب کے اعتبار کا ثبوت
ہوا مگر نسبت سوده کی بے جواب کہ باستان ہمیدہ نہیں ہوا۔ اور
غباری مشابہت کا قرینہ اگرچہ بے جوابی سے پہنچے کہ موجب
ہوا مگر اثبات وغیرہ کے تعلق حقوق نسو کو روک نہ سکا۔ اور اسی
حق کی دل خصص کی شہادت حق کی ثبوت کیلئے مگر غنیدہ نہیں
ہے قرینہ بھی نہیں ہے کہ حق کی ثبوت نہ کر سکے کی وجہ سے اعتبار
کے قیاس سے مگر جملہ امور عدالت عادلہ ہوتا فرق و فوج سے
بدل جائے (چنانچہ اگر کشادہ آدمی کے مسئلہ کی جزئیات میں ہے کہ
وہ معتقد آدمی اپنے مال کے حق میں زندہ ہوتا ہے و در مطوح
کے حق میں مردہ ہوتا ہے اس کے مال حکومت کے خیال سے میراث کچھ
کو نہیں دیا جکتے اور دوسرے بدل کا مال میراث کے لئے چھوڑ دیتا
کی زندگی کے احتمال پر کشادہ شخص کی نہیں دے سکتے۔

نویں بات | نویں بات یہ ہے کہ حقائق ممکنہ جو کہ وجود اور
عدم کے لئے سے حاصل ہونے والی ہیں
(مشکوکات) مہم بہ زودہ معانی ممکنہ کیف کی قسم سے ہیں
نہ کہ کم کہ در نہ لازم آئے کہ حقیقت کو ترکیب تقسیم ہو کہ اپنی
قسموں پر صادق آئیں کیونکہ یہ تقسیم کیف کی چیز کا وجود اپنے
اقسام میں اور اس کا حقیقی اپنے اقسام پر ضرور ہے۔ اور
قسمیں معانی ہے کہ ہستیوں اور مشکوک میں اس بات کا کیا حال
بات کا خیال کرنا ہے کہ جو معلوم نہیں کہ ہستیوں کی تشکیل مثلاً
خلقت اور مرتب و نفس وغیرہ یک ہی ہستی ہے کہ
معلومہ معلومہ کے لئے سے جو معلومہ ضرور معلوم کے وجود اور
ان کے ہم کے لئے سے پیدا ہوتی ہیں اس قابل نہیں ہیں کہ
کو تقسیم کر کے مشکوک اور معلوم اور معلوم اور معلوم میں اور جو
ظاہر بنظر میں اس دعویٰ کی خلاف نظر آئے کہ وہ عرفی اصطلاحات کی تشکیل

ذکر در این کتاب و در صورتات این کتاب اعمی معلوم می شود
 اما این کتاب که بر طبع آن ذکر کرده ما در این کتاب و در حقیقت
 آن جز معلوم است که در این کتاب نیست و در این کتاب که در حقیقت
 شود و اقسام این کتاب خود آن در این کتاب و در این کتاب
 حقان می کند و در این کتاب است و در این کتاب که در حقیقت
 دانست. و در این کتاب که در حقیقت و در این کتاب که در حقیقت
 بشنیده که در این کتاب و در این کتاب که در حقیقت است
 و در صورتات و کتاب هر دو و در این کتاب که در حقیقت است

المشي اذا ثبت ثبت بلوغه

ویدانی که فصل در مجده بود نه درانی است که نام اول است
و معنی وجود هر دم است که اجتماع تعین است باین چه
چنین که ماده انواع است در مجده انواع و نوع که ماده
افزود است در مجده افراد و اشخاص خستگ است باین چه
آنرا باشد فصل باشد یا فصل پس اشکاف حقیقت و جسم
شرع فصل و نفس باشد و نه در مرتبه جنس و نوع بجهت
و افزوده باشد نظریه چون نه حقیقت نسبی که گفته
نه فرضی و نه انواع است و نسبت از حقیقت نه که
مستند از حقیقت محروم است و باینکه بود و همچنین تا وجود
که قسم مجده انواع و اشخاص است و در نسبت از نفس
قیاس که و این نوعی شهودی در دعوی نیست باینکه
را اصطلاحی داده و به وصل شهود است که احاطه
فی الاصل از احاطه حقیقت یعنی ما به الاقربین چنین است
که باینکه چون امکان معانی و جبر و اقتضای افکار
از مجده بود و عدم را از این تقسیمی خارج باید انکشاف
نه از تقابل است باینکه

کی وجہ سے یہ تقسیم ہوا کہ دیکھتے ہوئے مسلمانوں پر دنیا کی موت
ہے نہ کہ ان مشرکوں پر اور ہزاروں بحث و شکیوں میں ہے نہ کہ
مشکلہ الاول میں ہونے تیروں کی معروضات میں مسلمانوں میں غرض
وہ ہیست کہ مذکورہ مسلمان پر ماضی ہوتی ہے وہ اس کا حقیقت
یا ہمیشہ و ان کے طور کے ساتھ اور کچھ نہیں ہے اس میں ایسی ہے کہ جو
تقسیم کو جانے اور اپنے تمام اقسام کے لئے جسے کچھ نہیں نکلیں
تو جب حقائق ملے کہ اس میں ایسی ہے اس کو بھی تقسیم نہ
ہم انہا چاہتے اور زیادہ شریک پائے تو نہیں اور چھپنے یا رہا
میں چلے ہو کہ وہ اس میں حقائق مذکورہ سے بعوض ہوتے ہیں
وہ نہ ہو اور ان کے ہر کوئیوں کی ذہانت میں سے ہو کہ کوئی
کوئی چیز حقیقت ہوتی ہے تو انہوں نے مذکورہ تقسیم کو ہی

اور آپ جانتے ہیں کہ جو در الحمول ہونا جو در ضروری ہے کہ
عمل الانسانی ہے اور جو در کامل ہے وہ پناہ ممکن ہے کہ جہاں حقیقتیں
ہے جہاں برہنیں ہو کہ وہ انوار ہے تمام نوعوں میں اند فاعل جو کہ
افراد کا مادہ ہے تمام افراد و اشیا میں میں مشترک ہے (اور وہ
ہیچ چیز کے اندر ایک چیز اور دوسری سے پہچانی جاتی ہے کہ ہر جگہ تو
فصل ہوگی یا قطعہ ہوگا نہ نصف حقیقت کا اعتداف ضروری طور پر
فصل ہوگا جس کا نیز ہوگا۔ وہ نہیں اور نور کے مرتبہ ہے
تمام انواع اور افراد و جمہور ہو گئے۔ انظر یہی معانی انسانی حقیقت
سے جو کہ فرقہ خیز و انسانی سے تفرقہ انسان نہ نزدیک حقیقت
سے جو کہ عموماً لبریک حقیقت سے تفرقہ نہ خالق ہو گئے۔ اور انسانی
طرت نہ وہ دیکھ جو کہ تمام انواع و اجسام کا علم ہے۔ اور ہر جگہ
اس نسبت میں جس کی تفریق جانا۔ وہ یہ مشہور و خوا
چاہے وہ حق و حقیقت میں پہنچتا ہے جسے برائی نہ کہ جسے کوئی
چاہے وہ حسن و شہو نہ العظمت۔ کہ نہ ہر کھنہ میں کوئی حقیقت
نہیں انوار حقیقت اب یہ تفریق کے ان میں نہ ہو کہ کہ نہ ہو کہ
جسے نہ ہو کہ کہ یہ تفریق و وجہ۔ اور تفریق کے معنی یہ ہے اور انوار

مزدی طور پر وجود اور دم کو اسکی حقیقت خارجی خیال کرنا
چاہئے وہ تقابلی سے باہر اضافیئے چاہئیں۔

دوسری بات

دوسری تہذیب یہ ہے کہ کل صفاتی امور
طرح پر مالک ہے اور ایک طرف ملوک ہے اور انتر آئیم
القافیہ اوصاف تقسیم کے قابل نہیں مگر صرف اوصاف انصافیہ
اوصاف کو بذات خود محدود تقسیم نہیں ہوتے لیکن مقسم کے تقسیم
کرنے اور اسکی تقسیم جو جاننے کی وجہ سے مقسم ہو سکتی ہیں۔ پانی کو
اگر تقسیم کریں تو مکمل حالت (آگ و گیس) کے ملا کر ہر دو
الطبع (اگر وہ شناختیہ) تقسیم ہو جائے لیکن ذہنیت اور
حقیقت وغیرہ اضافی اوصاف اسبابی کی تقسیم نہیں ہوتے
لہذا اگر پانی بہت کیے ہو اور ادمی پانی کو برتر سے لے کر
دوسرے برتر میں ڈال دین اور باسٹ چاہے تو چوبیسویں حقیقت
اس طرح ہے کہ ایک ہی باقی نصف پانی کے ساتھ متعین ہو جائے گی
اور نصف پانی جو باہر کے کٹے میں حقیقت کی صفات کے لئے ہر جہان
الغرض اگر کوئی غیر موصوف کی جان بظاہر ہر کافہ لغزش

ادمانہ فی اوصاف اس طرح اپنے حال پر ہوئے کہ اضافی اوصاف
موصوفات کو لاحق ہونے والے تہذیب جو باہر کے کٹے کی حرکت
سے حقیقت منتقل نہیں ہوتی اور یہی وجہ ہے کہ تقسیم ہونے سے حقیقت منتقل
ہو جاتی ہے اس سبب اضافی اوصاف لازماً اور لازماً وجود
میں حقیقت کے ساتھ ہر طرف ہوتے ہیں کہ حرکت اور منتقل ہونا
میں حرکت منتقل اور حرکت ہوتی ہیں اور اسرار اوصاف کو ان
وال چیزوں کے ساتھ ہوتے ہیں کہ حرکت منتقل ہوتے ہیں اور
ظرف ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں اور یہی

سخن دہم | ہم ایسے ملک اور اضافیات است
چونکہ ایک نفس کی ضرورت و یک نفس
ملوک و اوصاف انصافیہ اوصاف ہی تقسیم ہوا ہوتا
ہوئی اوصاف انصافیہ کو ہنات خود محدود ہوتا
ما تقسیم مقسم و انقسام آن تقسیم ہوتا کہ ما اگر تقسیم
کنند حرکت و ہنات ہم باقی مقسم ہوتا اما حقیقت
و حقیقت وغیرہ اوصاف اضافیہ اوصاف ہی تقسیم ہوتا
پس اگر آپ ہنات مقسم بود و نصف آب ما از آوند گرفت
ہاوند و اگر از آوند ہاوند ہاوند ہنات ہم حقیقت ساقط
ہاوند ہنات ہاوند نصف ہنات مقسم ہوتا و نصف ہنات
ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات

الغرض اگر تقسیم کی جانب موصوف پیدا کر اید اوصاف
اضافیہ اپنے اوصاف ہنات کی کمال خود ہاوند و اوصاف
انصافیہ انصافیہ کو ہنات مقسم ہوتا۔ از حرکت
حقیقت منتقل ہوتا و از انتقال حاد حاد منتقل
گردد۔ و ہنات اوصاف انصافیہ ہنات ہنات و
نمایات الحی کات اند کہ ہنات و حرکت ظرف
ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات
اوصاف انصافیہ ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات
ظرف ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات

لہذا ہر جگہ کے تقسیم ہونے کے ساتھ ہی ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات

چھت گذشتہ جگہ کی اضافیہ ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات ہنات

مستطافن تمام ہا بہرہ موصوف لائق شود۔ ہی نیست کہ
 یک بیک نعت و دیگر یک نعت۔ چون از شاہد احوال
 خوش خود خواہ راست کہ ماگر فرقم بہر قویم و اگر حقیم
 بہر حق حق۔ حاجت زیادہ قلم فرسائی نیست۔
 الفرض یک موصون بہر ہزار قتیہ موصون توان شد
 و بچیں یک مصل بہر ہزار قتیہ محول توان شد۔ وحدت موصون
 مانع تعدد محول نیست۔ وحدت محول مانع تعدد موصون
 نی۔ اگرچہ چیں در یک قتیہ زیادہ از یک نسبت نباشد
 چنانچہ بر مری است۔

اعترض اگر کدای ذکی کا طین را بدل آید کہ قتیہ
 ایک کی قتیہ باشد باز تعدد افراد جزو
 نسب متعدد از جماعت یک نسبت دیند اگر دان قتیہ زیادہ
 از یک نسبت نباشد ای تعدد نسبت را وجہ نیست۔ و
 اگر نسب متعددہ دران کلیہ بودند دعوی وحدت نسبت
 سراسر غلط باشد۔ در جوابش اگر چہ امثال مضرض را می
 رسد کہ گوید نمی پذیریم کہ قتیہ کلیہ چنانکہ بظاہر واحد است
 چنان باطنی ہم واحد است۔ فاجبت لدعائی۔

جواب اگر آنکہ جواب است ای است کہ موصوف
 باوصاف اضافہ اندہ احدیہ میسائل و حیثیات
 باشد نہ ذویہ است۔ نہ لازم آید کہ باقسام موصون منقسم شود
 کہ تصاف را جزو حیثیت موصوف چارہ دار نیست۔ الفرض
 لازم است کہ وصف تابع موصوف باشد مگر۔ وحدت
 ای ہم واحد است۔ و اگر او متعدد و منقسم است ای ہم

کیساتہ لائق ہونگے یہ نہیں ہے کہ ایک ایک نعت کیساتہ
 دو یا ایک نعت کیساتہ لائق ہو بہر بات خود اپنے مشابہ۔
 سے ظاہر ہے کہ ہر لائق میں تو تمام قسم کے اعتقادات کوئی نہ
 اگر قوت میں تو جزو حق میں زیادہ کہنے کی قوت نہیں ہے۔
 الفرض بہر ہزار قتیہ کے لئے ایک موصون موصون بہر
 سکتا ہے اسی میں ایک محول بہر ہزار قتیہ کے لئے محول بہر
 سکتا ہے۔ موصون کا ایک نام محول کے لئے ہوتا کہانی نہیں ہے
 نہ محول کا ایک ہر نام موصون ہونے کو مان نہیں مگر اس طرح
 ایک قتیہ میں ایک نسبت سے زیادہ نسبت نہ ہو کہ جیسا کہ انہی ہے

اعترض اور اگر کسی کی طبیعت ہمیشہ آدنی کے دلائل
 یہ بات پیدا ہو کہ قتیہ کلیہ کا قتیہ ہوتا ہے
 اور بہر موصون کے افراد کے تعدد متعدد نسبتیں ای ایک نسبت
 پیدا ہوتی ہیں اگر اس قتیہ میں ایک سے زیادہ نسبت نہ ہو تو اس نسبت
 کے کوئی حصہ نہ کوئی وجہ نہیں ہے اور اگر متعدد نسبتیں اس کلیہ
 میں تھیں تو نسبت کے ایک ہونے کا دعوی سراسر غلط ہو گا اس
 کے جواب میں اگرچہ موصوف جیسے لوگوں کو حق بیعت ہے کہ وہ ہیں۔
 ہم اس بات کو تسلیم نہیں کہ کئی قتیہ کلیہ کا قتیہ ہو کہ یہ کسی
 طرح معنی میں بھی ممکن ہے اور اقلہ دعائی کا ہے۔

جواب مگر جو جواب ہے وہ یہ ہے کہ اضافہ انشاء احدیہ
 اولیہ کا ہوتو ممکن ہو سکتی ہیں۔ نہ کہ اصل اول
 و نہ لازم آتا کہ موصوف کے تقسیم ہونے سے وہ تصاف میں تقسیم
 ہو جائیں۔ کیونکہ تصاف کلیہ موصوف کے تابع ہونے کے سوا کوئی
 اور بات نہیں ہے۔ الفرض موصوف کی وصف ہوسکتی ہے
 جو اگر موصوف صاحب قریہ ہو۔ بہر کوئی اور موصوف کوئی

متعدد و منقسم باشد. ورنه موصوف گفتن و دعوی نقصان
قلمب باشد. آری اگر موصوف اوصاف اضافیه انتزاعیه فقط
بی عمل باشند و موصوف انضمامیه فقط و بی عملت
آتش میسائل و بی عملت باشد. قصه بی عملت اوصاف و بی عملت
موصوفات بر موصوف نرود. چه در بی عملت که همانا کلی بی عملت قابل
انقسام است. بعضی متفلسف کثیره کرده اند و افزوده اند که بعضی
انقسام است. پس می باید که اوصاف این قسم موصوفات
بالتبع منقسم شوند.

در بیان مادی که در این قسم کثیره می باشد
برگشت داشته اند. اوصاف نیز از این قسم
کثیر و تعدد بهره ندارند.

نکته پنجم آری کثیر است و مگر آنکه اوصاف
خود به کثیر انضمامی و تعدد انضمامی و

کثرت جملہ تبیین کنیم. آن چیست تعدد مادی و مفاهیرش پس
اگر چیزی واحد و منفرد کثیره و ضلع شود این تعدد که در
کثرت انضمامیات بنام آورده اند تعددی دیگر باشد
این قسم تعدد در جزئیات هم باشد شکل من و تو در آن
واحد باقی مانده کثیره و ضلعی توان شد. بجز سوا جزئیات
در چیز دیگر نمود این کثیره خود در این باقی مانده
کثیره انضمامی نیست. ورنه همانا کثیره و کثیره باشد چه اگر
مورد کثیر انضمامی مورد کثیر انضمامی بود و لازم آید که
اوصاف انتزاعیه اضافیه با انقسام اضافیه با انقسام و
منقسم شوند ورنه قصه انقسام فقط باشد چنانچه پیشین
کرده اند. بعضی متفلسف کثیره و کثیره و کثیره است. آن
فردی که در کثیره است که با کثیره کلی یعنی جزء لای تقبلی باشد
و این بی عملت که از اوصاف میسائل و بی عملت است

لور شکل که مستقل قلمب است پس در این قسم کثیره
می تقسیم که در کثیره می تقسیم که در کثیره می تقسیم
اوصاف می تقسیم که در کثیره می تقسیم که در کثیره می تقسیم

نکته ششم در این کثیره انضمامی که در کثیره انضمامی
کثرت جملہ که نام به تبیین کرده اند. و در کثیره انضمامی که در کثیره انضمامی
تعدد مادی و مفاهیرش پس اگر چیزی واحد و منفرد کثیره و ضلع شود این تعدد که در
کثرت انضمامیات بنام آورده اند تعددی دیگر باشد
این قسم تعدد در جزئیات هم باشد شکل من و تو در آن
واحد باقی مانده کثیره و ضلعی توان شد. بجز سوا جزئیات
در چیز دیگر نمود این کثیره خود در این باقی مانده
کثیره انضمامی نیست. ورنه همانا کثیره و کثیره باشد چه اگر
مورد کثیر انضمامی مورد کثیر انضمامی بود و لازم آید که
اوصاف انتزاعیه اضافیه با انقسام اضافیه با انقسام و
منقسم شوند ورنه قصه انقسام فقط باشد چنانچه پیشین
کرده اند. بعضی متفلسف کثیره و کثیره و کثیره است. آن
فردی که در کثیره است که با کثیره کلی یعنی جزء لای تقبلی باشد
و این بی عملت که از اوصاف میسائل و بی عملت است

دراست. باین نیا که سود و جود و خلق بمبدأ تعریف می نمود
است که باقرین وجود و هم پیدا شود و مراد از این نیست
و بیانی نیست است. انزیر تا بالا و جود و خلق بمبدأ
آفرین یکبار داشته ما چنان باشد از خود و خلق نیز خود
است. زیرا که از تعریفش از خود آید که بالایش مغفوب و صلیق
است که نه از آن تما شیده باش و جود نیاده اند. و
این عموم مفهوم از وجود و که بادی انظر قارح و دیلی موی
است جوابش خود گفته ام.

۱۰۰
سے جزا کی سزا ہوگی۔ اور یہ جزا ہے جو کہ میرا ملک اور میری حالت
کا اوصاف ہے یہ درود اور جزا ہے کہ جو کہ جو وطن کے سوا
سب کیلئے عذاب ہے جو درود اور اوصاف کے لئے ہے اور یہ
پیدا ہوتا ہے اور میری مراد میری حالت اور اس کے لئے ہے یہ
سے ایک اور ملک جو وطن کے سوا تمام کے لئے ہے یہ
میں ہے یہ کہ جو کہ جو وطن کے سوا تمام کے لئے ہے یہ
حقائق کو نہیں ہے اس لئے نہیں کہ کیا اس کے لئے جو وطن کے سوا
ہے کہ کیا اس کے لئے جو وطن کے سوا تمام کے لئے ہے یہ
کوئی مفہوم اور مصداق ہے کہ اس کے لئے جو وطن کے سوا تمام کے لئے ہے یہ
تہ اور جو کہ یہ عام مفہوم اور تفصیل ہے اس کے لئے جو وطن کے سوا تمام کے لئے ہے یہ
جواب میں ہے اور یہ ہے۔

میری غرض تھیں ہونے والے مصداق سے اپنی منبرائت
پکارتے ہوئے غرض کرنے والے وہم و گمان سے اپنے عقل کے
من کو کھینچ کر ہر ایک کو جو میں حکم کا عمل ہونے کی وجہ سے
موجود تھی نہیں جتا کر دیا ہے کہ کوئی سوچ سیکڑ قائم نہ رہے نہایت
کری ہو بلکہ آپ خود فراموش کر دے کہ اس کو دہرے کر دے
وہ تمام میں ساریت کے لئے جو۔

بالجملہ اور وہ، جسکی اطلاق کو جو و طلاق (معدودہ تعاقب)
کے لئے ہے، یا تمام حقان کو و غیرہ اس اطلاق سے ہے، ہر
اگرچہ وہ حقان کے امتداد میں ہو، تو کسی دوسری حیثیت کے اعتبار
سے خاص ہو، مگر یہ ہے کہ اس میں نہایت مخصوصیت ہے
میت اور تعدد کے ان میں سے کوئی اور میت نہ نکلا جائے و
کے اعتبار سے، ہر ایک گھاس وقت یکبارہ عدت قطع نہ کریں۔
اس تقریر کے سننے کے بعد لڑکھنوی صاحب نے فرمایا کہ عدت
مقتدرہ و مفادہ میت و میت و میت کے واسطے کل اور متکل و متکل و متکل

فرض محمدان تحقق است از این قبیل مضمرات مضمره
عقل است از این پیشه و هم مضمر است - چو درین عموم حکم بکار
رفته عموم تحقیق نیست - لکن این است که چیزی موجود در همه
افراد سازنی باشد پس خود بفرمایند که آن کدام موجود
است که در وجود و عدم همه سرایت کرده باشد -

باجمله المطلق حقیقی نصیب و هو مطلق است بآن جمله
حقانی و فوجوات ازین المطلق بی بهره اند اگر با اعتبار
عقلانی چند عام اند با اعتبار حقیقی و در خاص بهم باشند
که ظاهر است که در بعضی مواضع مخصوص از اعتباران نیست
و تعدیه باشد و عموم از آثار دو نیست و محدود
چونکه قطع نظر از محدودی که کنند

پس از استماع این تقریر معامه بگذشتند و اینک
وصاف و انبزو بیاض فیه او و احوال و مقام اندک

با معنائ الیہ باید و بہ کی انہی دوئے اعتیاج سوئے
و گرداورد۔ غرض او فرودش است۔ اصناف کے ارتکاز
ترکیب است تا بذات او تعالیٰ چہ یا را کہ رسید زیادہ
ازین چگونہ و این قدیمی ترسم۔ مگر معاملہ یاں عز است
باز درین چکارہ۔

خلاصہ مطلب اکنون وقت آنست که از خلاصہ مطلب
گفتہ از تفسیرین تعلیل لاحق
آگاہانہ۔

اینکہ فی ہذا خود صادقی فی آیدہ این از بہان مکرر
انظاہی آن نیست است کہ گویہی مگر دیدہ۔ و بہم
حصہ انان جان خود شمار کی کند و از بالا بنیزی اخذ۔ کل
طبی اگرچہ در خارج موجود باشد چنانچہ تحقق افراد در خارج
نشان آن است مگر نہ باین معنی کہ ہر آن در جسمہ
افراد است۔ و نہ تعدد و بتانی ماعت از آنکہ آرد و
نہ باین معنی کہ متعدد در افراد خارجی است و نہ افراد متعدد
را گنناش نباشد مگر حصص چند بقدر تعدد در افراد
باشد و ہر ہر چہ قواعد زاویہ غیر متناہی باشد۔ حصص
غیر متناہیہ باقی باشند و ازین وجہ گنناش افراد غیر متناہیہ
بناں سال باشد کہ بود۔ اندک بہ سمیت احقاق گویہی
باعتبار کہ طبی نباشد و نہ بہدنی و دل و افراد و نہ
بودن چہنہ از انہ ہم بتانی یہ حاسی نہ مفاد معنی
ہو کہ حاکم و ماعت باشد۔ نہ نہ ای ممکن نیست
کہ باعتبار کل طبی وحدت باشد۔ باعتبار نیست۔ طبی کل
جنس اختلاف و بتانی بود۔ نہ کہ نسبت دہ وجود از حیثیت
کل طبی است ہر چاکر است نسبت نیز ہر دست و کلام بود
مطلق نیست ماسوائی نیست پس۔ یکہ بود باشد ہر

سے پہنچتا ہے۔ ہر اضافت کے لئے مضاف اور مضاف الیہ
درکار میں اعلان میں ہے۔ ایک دوسرے کا محتاج ہے۔ وہ خالص
تعالیٰ اور فرود نہ ہوتا۔ اصناف ہر ترکیب کے ارتکاز میں سے
ہے اس کی خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچنے کی گاہاں۔ اس سے زیادہ
میں اور کیا کہوں۔ ولایت تائید سے ہمیں نہ ہوں مگر بہ توفیق کے
ساتھ معاملہ چلائے۔ دھڑلے سے کہ مطلب الیہ بذہن فرود کر کے دیکھیں
اب ہم اس مقام پر پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ مطلب
خلاصہ مطلب کا خداوند تبارک و تعالیٰ اعلان کیے ہوئے
سے آپ کو آگاہ کر رہا ہے۔

یہ بات کہ کل پہنچنا بہ صادق کہ ہے تو یہ اس ہیئت کے
اسی بختر انہماکی کی وجہ سے کہ کہ کل میں کے کہ گھر متا ہے اور
اس کے ہر حصہ پر ہر چیز کو نہ ہے اور اپنے سے بگڑتا ہے۔ کل
طبی اگرچہ خارج میں موجود ہو تو یہ چنانچہ افراد کا تحقق خارج
اسکی نشان ہے مگر نہ اس معنی میں موجود ہے کہ تمام کل تمام کل طبی
تمام افراد میں ہے و نہ تعدد و نہ بتانی کے لئے علت کہانہ
دیش گے و نہ اس معنی میں کہ کل طبی۔ افراد خارجی میں نہایت
و نہ افراد متعدد کے لئے گنناش ہوگی مگر چند سے افراد کی
تعداد کے بقدر افراد میں ہونگے اور ہر ہر کی غیر متناہی اس حقیقت یہ
کل کل کے دو طرف سے مدندی کے باوجود تیسری طرف سے
غیر متناہی ہر نسبت غیر متناہی تعدد باقی رہتا ہے۔ لہذا اس وجہ
سے غیر متناہی افراد کی گنناش کی وجہ سے یہ کل جس کے کہ نسبت
صوت میں کل کی جزئیات۔ اطلاع کل طبی کے اعتبار سے نہ رہا
و نہ نہ صوت میں کل جہاں اس کے فرد میں وحدت ہوتی۔ اس
طریقہ افراد میں کل بتانی نہ ہوتا کہ گھوڑے کے مثل کا معاملہ کہ
احقاق میں ہر نسبت وحدت ہے اور یہ کل میں ہے کہ کل طبی نہ
اعتبار سے وحدت ہو کہ ہر نسبت طبی کی جس کے اعتبار سے نہ خلاف
و نہ بتانی ہو کہ گھوڑے کے معاملہ میں اس ہیئت کل طبی کی ضرورت

فرمود - بدین سبب در یک جانب نسبت بکثرت نمایان
خواهد گردید - دیگر طون "الی" همان سان بر وحدت خود
پارشد - و این ضیق وحدت یک طون و دو وقت کمتر
جانب دیگر یعنی وحدت - اس فرمود - و دو وقت قاصده
عز و ذمانه نظر بر این اگر از طرفی که وحدت است بر
کند و قطع نمایند با تسار همه اجزاء مشکوکه منقطع و منقطع
گردود - و بدان ماند که در کمالی ما از یک طرف
عز و ذمانه وقت تا پیش بر زمین نصب کنند - و بویاری چه پانزده
پانزده و باز از آن جد کنند - هر چه بکسباید بیدار گردان
جدانته - جدا کنند - و این کسب از ایشان باشد
پانزده کسب باشند یا کس دیگر اکنون وقت است
که از پیش این تقیه هم آگاه شوی -

انھما کی کشتی سے اس کے ایک طرف کا قطر کا قطر میں ٹکرا کر دو تہائی
یعنی موٹوں کی نسبت کے واسطے کہ اگر تم تھیں کہ اس کے
پہرے کا جناح پر ادا کی نسبت نزول کر گئی۔ اس نسبت نسبت کی
ایک جانب میں کھینچا ہو گا کہ دوسری طرف میں اس کے پڑنا
پڑنا ہو گا یہ وحدت کی شکل ایک طرف اندر کی وحدت دوسری
مقابلہ ہر دو میں شکل کے سر کی وحدت کی شکل کو جو ہر دو کی ایک
کے ساتھ ہو گی اس کے پتہ اندر کی ایک طرف سے کہ ہر دو طرف
پہرے اس کے کھینچا ہو گا کہ اس کے پتہ اندر کی ایک طرف سے
وحدت کی شکل ایک طرف میں کھینچا ہو گا کہ دوسری طرف میں اس کے
پڑنا ہو گا یہ وحدت کی شکل ایک طرف اندر کی وحدت دوسری
مقابلہ ہر دو میں شکل کے سر کی وحدت کی شکل کو جو ہر دو کی ایک
کے ساتھ ہو گی اس کے پتہ اندر کی ایک طرف سے کہ ہر دو طرف
پہرے اس کے کھینچا ہو گا کہ اس کے پتہ اندر کی ایک طرف سے

دس مقدمات کے بعد

اگر کسی مال پر حکمتِ غرض ہوگی تو چاہے عاجز ہوئی یا نہیں
کہ سفیدی و سیاہی اور حرارت و برودت کے قلع و قمع نہ کیے
مال کا احاطہ کرتے بلکہ اس طاق ہڈی کے مال کو کیا اور پھر
دوسرے مال کو تصرف میں لائے اسی طرح بہت سے اعمال کے فو
طعمہ پر درپردہ جادوگ نہیں لیکن ایک سال میں وقت کو ملو کہ
بے گاتھ ایک نئے فریب ملو کہ جیسا اور اس کی وجہ دے کہ یہ وقت
انتظامی اوصاف میں سے ہے اور انتظامی اوصاف کو تجسس
کہہ دیکھنے کے تمام کی کسی قدر شبہ ہے مگر وہ اوصاف انتظامی
غرض ہوتے ہیں تو غرضتِ غرض ہوتے ہیں اور انتظامی ہوتے
ہیں تو ایک دفعہ وہ زمانہ تجسس و غرضتِ غرضت کے ساتھ
ہوئی غرضت کے بعد انتظامی کا نام لے کر حال سے اس کو کہہ دے

پس از مقدمات دیگر گانه | عزیز من چوں این وقت

که ملک پیرانی اگر فارغ شود و فتنه فارغ شود. این
نیست که خل سیفی و میاهای و حرارت و برودت
شیئا فشیئا مال مادر گیرد. البتایم چنین باشد
که ما اگر فتنه بازمانی و اگر سائر قهر و آورده. همچنین
اموال کشیده و با جهاد و تدبیر ملک شوند اما مال واحد
و قبیله ملوک شود و فتنه و فساد ملوک شود و چشم زبان
است که این و صنعت از او صاف انتر می است و او فتنه
است. و اضافی را تحسین کرده و بنگر که ما همچنین نشان
است. اگر فارغ شوند یک دفعه فارغ شوند و اگر زائل
شوند یک دفعه زائل شوند فوقیت و حقیت و خدمت غفلت
همه را هیچ مال است و در پیش می است که این او صاف

[illegible][illegible][illegible]

مجلس شورای ملی و دولت

ہے اور یہی مطلب ہے کہ اس کو تقسیم نہیں کر سکتے۔

دو شبہ

اب دو شبہات قابل غور باقی ہیں۔

اول ایک شبہ ہے کہ یہ کیا ہے نہ تو عام

ہے نہ خاص، حقیقت میں یہ تو ایک خاصہ ہے جو اگر کسی کے لئے

کہ چند ملکوں میں خاص ہے، مگر یہ کہ اس ملک میں خاص

مذکور میں قیامت، استلزام کو نہیں ملتا، اور اگر کسی کے لئے

کہ ایک خاصہ ہے، تو اس کا اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

استلزام کے لئے اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

دو شبہات اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مذکور میں خاصہ عام کو، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

تو یہ کہ اس میں خاصہ عام کو، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

ہے اور یہی مطلب ہے کہ اس کو تقسیم نہیں کر سکتے۔

پہلا جواب اول کا جواب تو یہ ہے کہ مقام ملکیت سے

ملک کا کفر سے بے ایمانی، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

استلزام سے ہے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

کو استلزام میں، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

میں تمام ملکوں کے لئے اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

نہیں ہے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

معمول

اس میں شریعت کے تحت طور پر ہے کہ اس میں

کی نسبت سے ہے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

بیشک اس میں خاصہ عام کو، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

سکے ہے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

ہیئت کے لئے اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

کی خصوصیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مستحب ہے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مذکور میں خاصہ عام کو، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

دو شبہات

انکوں دو شبہات قابل غور باقی است

یکی یہ کہ اس میں خاصہ عام کو، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

خاص ہے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

از خاصہ عام کو، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

نسبت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

از مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

مقام ملکیت سے، اور اس لئے کہ اس میں خاصہ عام کو

قسم است از کوزه غلتانده و اندام آن قسم
و کوزه را بجهت است باز اقسام قبل است مخلوط
آن قسم است قبل از این مقام موجب اقسام و
ادامه است می باشد و این اقسام را قسم به
قسم از آن به خلق خود کرده و نام هر یک از آن را نویسنده
است که این وقایع حرکت و ایستادن و
جهت و دایره و نحوه و زمان هر یک از این قسم است
از اقسام تا به آخر حرکت و ایستادن نیز از اقسام قبل
است و آخر و این وقایع را نویسنده و آن را
نویسنده است و این قسم را بقول

[illegible]

و این به پیشی که بخوری جزوی از جزی نیست و تمام
از خود بهر خود و از تحقق بهطلان منقلب شود و شکل
نسائی در میان کان ما بین گردد از آنجا که جزوی یا
انفصل از آن نیست اول یا ثانیه مر بعد مر باشد و رفت
بعد از آن و چون گذشته که تحقق در سطح است و موقوف
تکلیف باشد و از این است و غرض تحقق و بعد از آن

یہاں کہتے ہیں کہ اس قاضی نے بھی بنانا پسند کیا تھا کہ وہ
 کدو کا سب سے بڑا ٹکڑا لے کر اس میں کدو اور ابلے ہوئے
 فی صحت ہے اور اگر مقبولات کے قرض میں ہے تو یہ قرض کیلئے
 دیا ہے نہ حرکت کی کچھ نہیں ہے تو اس قاضی صاحب کو جان
 اس قاضی کے عدو اور جان سے کا موجب ہو گا مال کی قسموں
 میں یہ دفعہ کا کدو بہت بڑا تھا کہ وہ ابلے ہوئے

ملازم و فیروز کوکندند و گاهی از یکدیگر کشتیهای کشتیهای
قابل حرکت برآورده است از آنجا که در کشتیهای کشتیهای
مافوق و هم از دو فروز و کشتیهای کشتیهای کشتیهای
کشتیهای کشتیهای کشتیهای کشتیهای کشتیهای کشتیهای
کشتیهای کشتیهای کشتیهای کشتیهای کشتیهای کشتیهای
کشتیهای کشتیهای کشتیهای کشتیهای کشتیهای کشتیهای
کشتیهای کشتیهای کشتیهای کشتیهای کشتیهای کشتیهای

میں نے کہو کہ قادیان سے تیرے لئے ایک عینہ لکھا ہے اس
تیرے قادیان سے تیرے لئے ایک عینہ لکھا ہے اس
نور پستان میں کوئی نہیں ہے۔ اگر ہاتھ لگایا کہ ایک رکھو دم
یا اپنے قدم سے نجات لےو اگر نہ تیرے چرچا سے کہ ہاں کو علم
یہاں سے لےو کہ یہ کہہ کہ جو اس سے دوسرے سے کہہ
کہ تیرے ہاتھ سے کہہ کہ جو اس سے دوسرے سے کہہ
نہیں کہہ کہ تیرے ہاتھ سے کہہ کہ جو اس سے دوسرے سے کہہ
میں کہہ کہ تیرے ہاتھ سے کہہ کہ جو اس سے دوسرے سے کہہ
جلا ہوا نور لکھوں کہ سامنے ہے۔

اور یہ باتیں یقین ہے کہ جہاں میں ہے ایک جہاں کے نکل
بلند سے وجود کی نورانی شکل ختم ہو جاتی ہے اور وجود درست
مستقیمت میں بدل جاتا ہے انسان کی شکل اور دوسری شکل
کو دیکھ کر ان کی شکل کے ایک جہاں کے وجود کی نورانی شکل
سے شگ کی دلور سے پہنچ جاتی ہے اور یہ کہ ان کی غیبی
دیکھ کر ان کی نورانی شکل سے پہنچ جاتی ہے اور یہ کہ ان کی

[illegible]

جواب این که قایل انقسام نیست ما که از طرف خود
بگفتیم نزد من مایه بود ای سخن از خانه خود ندیده ایم
زاد بوم این صیغیات باطنی بین دست ز دام و تخم نبات
من و این طرف خلق نه جز بیهوش و معصومیت و محال آن
این است باقی اندک این انقسام نگاه گرفته خدای ملک و
انعام بخوراست ، آنکه در دود و دود در دل صاف دارد
دست تعجب زشته خود خواهد گفت که این انقسام داده
موا ، ملکیت و دقت منزه است از انقسام و تعارض من و
و مقام چهل ، برادر داده و نشان اینها بیست است
زاده باشد چنانکه خلق نفس بر قایل و کشته و صیغه قدر باشد
کشته انجمنش پدید آید لیکن در دانی که در کشته انجمن انقسام
و انفعال جسمانی که دیگر نباشد چه کفر خلیفه علی قایل
کفر انسانی است ، در یک داده اختراع آن نمی باشد
ندیدنی دقت چندان است که هر چه از آن نیست
از آن آنها فریب شده باز چو فریب از هر چه در انقسام
مبین سالان انقسم

شرح معانی
این معنی هر مرتبه و مکان و غیره است
تا تقسیم ملکوت هرگز نه گمان بود و این تقسیم گشت کردی
از این است و آن از آن است و این تقسیم است و آن
حاجت تقسیم نیست و این است و آن است که ملک
بر شریک جدا است و آن تقسیم نیست که در اول است و
بعد از آن که در این تقسیم جدا است و آن تقسیم
است که با آن تقسیم هر دو جدا است و آن تقسیم

کتاب فی الفیہ، وریختہ میوه و سنہ تمام، و طبع
نیز و لکنت و مکتوبت که تبه و خوراست.

[illegible]

مے کی تخفیں | ۴۴ | جرمی مکان دینو و شیوا قری

[illegible]

مهر خنده و دست دراز نالی تمام هست و در حق دیگری
بوی که نماند نمی شود و خود از قبضه بی توام دور است و
حس او آبی و شام و سحر و نو شب ملک او شام نیست
بلک خود که شام که نماند و در حق ترا شامی نیست
چرا که تو آبی است و شام است و سحر که نماند نیست
و سحر که نماند و شام که نماند و سحر که نماند
نقی و در حق تو بر قبضه او است و نظر بر حق ماکینیت
و در شام که نماند و سحر که نماند و سحر که نماند

لا أميلك إلا شئواخي

[illegible]

اشارہ بین جانب کردہ اند

باقی از آخرت و نصف آخری از جانب ید رفت

نیم مش

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لَكَ شَاكِرًا

اَلَا رَحْمَةً لِّرَّجُلٍ كُنَّ عَمَلُهُ شَرًّا

بسم الله الرحمن الرحیم مت بدست نور مدین و منان از جانب ید رفت
و حق از وین نم است در نور من از جهت نور و در
نعمت نور و من است از نور نور و در نور و در نور
و زوید و در نور و در نور و در نور و در نور
این همه چه نامند پاک و صفاتش دیگر از نور و در نور
نعمت نور و در نور و در نور و در نور و در نور
میدانی که فضل و منشاء آن از خلاق و عقائد و در
نور و در نور و در نور و در نور و در نور و در نور
مشایخ و جماعت و در نور و در نور و در نور و در نور
قبض بر حق و در نور و در نور و در نور و در نور
اوشان بوج معلوم

باقی از آخرت و نصف آخری از جانب ید رفت

نیم مش

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لَكَ شَاكِرًا

اَلَا رَحْمَةً لِّرَّجُلٍ كُنَّ عَمَلُهُ شَرًّا

بسم الله الرحمن الرحیم مت بدست نور مدین و منان از جانب ید رفت
و حق از وین نم است در نور من از جهت نور و در
نعمت نور و من است از نور نور و در نور و در نور
و زوید و در نور و در نور و در نور و در نور
این همه چه نامند پاک و صفاتش دیگر از نور و در نور
نعمت نور و در نور و در نور و در نور و در نور
میدانی که فضل و منشاء آن از خلاق و عقائد و در
نور و در نور و در نور و در نور و در نور و در نور
مشایخ و جماعت و در نور و در نور و در نور و در نور
قبض بر حق و در نور و در نور و در نور و در نور
اوشان بوج معلوم

بسم الله الرحمن الرحیم مت بدست نور مدین و منان از جانب ید رفت
و حق از وین نم است در نور من از جهت نور و در
نعمت نور و من است از نور نور و در نور و در نور
و زوید و در نور و در نور و در نور و در نور
این همه چه نامند پاک و صفاتش دیگر از نور و در نور
نعمت نور و در نور و در نور و در نور و در نور
میدانی که فضل و منشاء آن از خلاق و عقائد و در
نور و در نور و در نور و در نور و در نور و در نور
مشایخ و جماعت و در نور و در نور و در نور و در نور
قبض بر حق و در نور و در نور و در نور و در نور
اوشان بوج معلوم

بسم الله الرحمن الرحیم مت بدست نور مدین و منان از جانب ید رفت
و حق از وین نم است در نور من از جهت نور و در
نعمت نور و من است از نور نور و در نور و در نور
و زوید و در نور و در نور و در نور و در نور
این همه چه نامند پاک و صفاتش دیگر از نور و در نور
نعمت نور و در نور و در نور و در نور و در نور
میدانی که فضل و منشاء آن از خلاق و عقائد و در
نور و در نور و در نور و در نور و در نور و در نور
مشایخ و جماعت و در نور و در نور و در نور و در نور
قبض بر حق و در نور و در نور و در نور و در نور
اوشان بوج معلوم

اور نور اور فطرت کے نیک و سوسہ کے تعین کی وجہ سے ظاہر
مستجاب از دی کی اور کو آپ نے مجھ لیا ہوا ہے ہرگز میں تضاد
کو میں نہیں سمجھا تو جس نے دیکھ کر کہنے والی اور بظاہر پہنچے
کہا میں نے حقیقت اس تضاد کو میرے غم کو طے ہوتے کیجئے

[illegible]

جواب اس صاحب نے یہ کہانیاں دہرائی ہیں جو ان کے
 میں سے ایک ایک خطہ نافع ہونے کی شرط کے ساتھ
 ان کے مرتب کرنے والوں نے بیان کی ہے۔ جو ان کے
 ہر ایک میں ایک ایک خطہ نافع ہونے کی شرط کے ساتھ
 ان کے مرتب کرنے والوں نے بیان کی ہے۔ جو ان کے
 ہر ایک میں ایک ایک خطہ نافع ہونے کی شرط کے ساتھ

این سخن حق بی برده باشی و اگر می خفت و هنوز نفی می
کردی آن خفت و حرمت مرا داد و به پیش نظر کرده و مطابق آن

[illegible]

جواب این است که تنی بالشرط است فی احد
الاصول التقدیری و بعضی باطنی باشد و افصاد
و هم منکر کرد و بعضی در هیچ بین بشره مانت نشد
است این با بر همه شرط مانت خود بیز شمره
(۱۰) خود است بینه عروالین که بعضی عوام است و
بیز مانت است که با هر مانت غرض تعبیه تحقیق

نموده از تزلزل نباشد حق نقد و نقد حق است حق دیگر
نیست و نه اجازت حق آن هر دو گمراه آری نهاده و دیگر
هر چه در گذر کند موجب مضرت این باشد ازین جا
دانست باشی و آید و نقد بهر خدا است باقی به چه مضرت
به عیب دیگر چه - و نقد بهر عیب مضرت بهمان باشد
و عیب بدین مانع از اصل مورد دیگر بهر عیب مضرت
می شود مگر چون ازین غرض پیش نقد دیگران هر دو
حرم باشد بدین جهت خود را در حالت خود را حرم
بود و اصل آری نه مضرت به خود را در نقد و در
بیت پیش از آنکه در دیگر نقد تسلیم شدن و استقبال
در سلسله باب مجید نقد تسلیم مبیع نقد خود که موجب
باشد اگر واجب نیست در اصل بود تن کلام هم
نباشد این چه نیز معاند به تامل شدن می باشد
بابی همه در ضمن بر تسلیم مبیع موقوف اگر تسلیم می کنند
نقد موجب عیب باشد زیرا که نقد عقدی است که
بین خود کن می باشد متحقق شود و این جایک طاعت
چیزی بود نیست آری اگر تسلیم مبیع کند کسب کرد از
شود می توان کرد نقد خود را نقد دیگر و در مبیع تسلیم
نقد در این غرض اگر موجب عیب شستن حق
مکاتب شد چه باشد تا سب او نمیکند و او باشند
سب در این حکم بهر حکم نسبت نمیکند خود شوند
عین عدوت تک مکاتب در دست مکاتب باشد
این غرض مبیع همان کتابت بود امری از هر چه
از امر خالصه و غیره یک تبه - قوی بدن از خصله
آن است که به

[illegible]

[illegible]

جواب: اگر بار یک چنین از یک است این

است و چون در این کتاب مذکور شد که این
کتاب در این کتاب است و چون در این کتاب
مذکور شد که این کتاب در این کتاب
مذکور شد که این کتاب در این کتاب

موسمنا ما لا يحسنه

[illegible]

دوسرا جواب

[illegible]

... و ...

ملوک و مشرک را با حمد و ثناء خود باشد اندر صورت
مناقی و محاسب حالت کثابت اگر چه تک موی کمال خود
باشد همه ازان کتاب باشد

ابن ساد بمقابلہ فقہاء غرض دین صورت تک و

پس از فقہاء بنی ثنائی گفتند ما بنی ثنائی می بینیم که هر کسی
خاطر تا قرآن بقصد زیادتی و تعلیم کرد و بتائید و متابعت شرکاء
هم بر شریک و زبنت مشرک و غیره عمل می ماند و چنین در
تجربت نیز بود که شریک روح در ملک بدن است و حق
خود محرم ماند فرق اگر بپست است که غلام شریک
بوجہ احترام مشرک و زبنت نبوت با جبر شرع و کفر خدمت
بند و درین کار روح غلام با حق و معرفت تا وقتی بدانی
او مقرب کند تا اگر تو کلمه که زبنت بهر لوث ان قرارت
بلیه جان نباشد آخر این همه مراتب اوشان که تمام اند
و حدیث ان پیر است از زبنت غیوثی و مشرک
نیست و اگر بچیت اندر صورت این مرافعت با پیر
از کتاب که خبر حریت بدست دین تسلیم حق خود نمود و بکفالت
تعریف و معرفت روحانی باشد اگر چه تعریف در آن حد
و حق مانع از معرفت موی و حق خود بود و گردانی که بی
انتیحاب و منع نتوانا خصوص باین مقدم است و در
استخدام و انتفاع بملایم اشتیاق مشرک خصوصاً غیر حق
انتیقام نمین باشد

اکنون فہمیدہ باشی کہ

المکاتب عبد مالقی علیہ درہم

ہی کہ مشرک و مشرک ملک سے خدمت لینا ان ملک کے
افکار پر زوکت اس صورت میں کتابت کے لئے کہ انینار
تمام مکاتب کی ملکیت ہوگی اگرچہ اس پر کاک ملکیت آپ مال
پر قائم رہے۔

فقہاء کے قبائل کی اجتناب اور قوت
اور زونا محمد قاسم

شیعہ ہیں اگر قبائل سے بہتہ تویم بوی کہتے ہیں لیکن غرض
نہیں غلط کہ اسے اتنا زیادہ کہتے ہیں کہ وہ کاکس چیزیں
بانی باری ہیں ہر مشرک و زور سے مشرک کی باری حق ملکیت
ہے۔ اسی غرض سے کہتے ہیں کہ اگر کاکس ملکیت بدن میں روح کا
شریکیت اپنے حق سے محروم رہے یا نیک و نیک و نیک و نیک
کہ مشرک غلام کو شرک کا مکہ شریعت و جہ سے و ان کی تمام
شرکاء کے کام میں کہ خدمت و خدمت کا ورمال و کام کی
روح کا کوئی احترام نہیں ہے کہ اس کے لئے دانی اری خود
رہے۔ لیکن اگر یہ کہوں کہ اس کے لئے جہ سے ورمال و نیک و نیک
ہے ہاں ہوگا کہ یہ سب کی رعایت نہ کام شد و معرفت
ان سے بھری پڑی ہے نہ زبنت و حق نہیں ہے تو پھر
یہ ہے۔ اس صورت میں کتابت سے جو پختگی کی یہ نہایت
کہ کوفہ کی آزادی کہ خود دینی سے اپنے حق کو پہچاننا نہیں ہے بلکہ
روح کے حق اور جہ سے میں تعریف کی بات ہے اگرچہ اس سے
اور حق میں تعریف کا اتفاق اپنے حق میں تعریف کہنے سے مان
برپا ہے مگر آپ جانتے ہیں کہ یہ حقینا امداد خدمت زمرین
اس مقام کے لئے خصوصاً بہت بکثرت مشرک و زور سے غلام مال
کہنے ان خدمت سے غلام و زور سے مشرک و زور سے غلام مال
اب آپ نے محمد یا ہوا کہ

کتاب غلام یا ہوا کہ جس کا اس کے ذمے ایک ہر جہ کی ہے

یعنی جس سبب سے کہ نہ ملک قابل تقسیم است و نہ حقیقت دقیق
قابل انقسام چنانکہ دقیق مشترک مجرد ملوک بربرکس نہ شرکاء
باشد مکاتب نیز قبل اداء بدل گشت چنان بر اشتراک
سابق بود چنانکہ تمام ملوک رافع است همچنین
تجزیه ملوک موقوف باشد و انرا جا داشت باقی که باقی
تجزیه ملوک موقوفی قائم مقام ملک موقوفی نشده و پیش
این است کہ تسلیم ملوک و علق موجب ملک نباشد بیک
اگر عوض ثانی متفق باشد ملک باقی یا مشترکی باشد
درمان عوض ملک تا بعضی متفق شود و جانبکہ عوض ثانی
بملک و بعضی نیست و حقیقت و نہ ملک ملک او با متعلق
نقد چنان چہ اختیار بر اشارہ کردہ ام و این جا
میدانی کہ مال نہیں است قبل کتابت غلام ملک چری
یا پیشانی بود تا ملک متعلق نسبت بر کتابت و نیم
ی ملک محلی ششیم یعنی اگر موقوف سوک او از پیش بدل
کتابت بر کسی کفایت کہ ملک متعلق اسف و دیگر اموا
ملک مکاتب از پیش و کرد بودی ملک ملک است
اکنون کہ زمین است زمین موجب ملک با ملک متعلق
نقد تا قبل قبض موجب ملک شدی و موقوفی کہ انتقال
حد از کسی مادی کرد عقد معاوضہ متعلق و وجود
عوضین باشد حقیقت اگر نہ شد ملک نباشد و اندکی
صحت این قبض موقوف و مستقیم باشد۔

یعنی جس سبب سے کہ نہ ملک قابل تقسیم است و نہ حقیقت دقیق
قابل انقسام چنانکہ دقیق مشترک مجرد ملوک بربرکس نہ شرکاء
باشد مکاتب نیز قبل اداء بدل گشت چنان بر اشتراک
سابق بود چنانکہ تمام ملوک رافع است همچنین
تجزیه ملوک موقوف باشد و انرا جا داشت باقی که باقی
تجزیه ملوک موقوفی قائم مقام ملک موقوفی نشده و پیش
این است کہ تسلیم ملوک و علق موجب ملک نباشد بیک
اگر عوض ثانی متفق باشد ملک باقی یا مشترکی باشد
درمان عوض ملک تا بعضی متفق شود و جانبکہ عوض ثانی
بملک و بعضی نیست و حقیقت و نہ ملک ملک او با متعلق
نقد چنان چہ اختیار بر اشارہ کردہ ام و این جا
میدانی کہ مال نہیں است قبل کتابت غلام ملک چری
یا پیشانی بود تا ملک متعلق نسبت بر کتابت و نیم
ی ملک محلی ششیم یعنی اگر موقوف سوک او از پیش بدل
کتابت بر کسی کفایت کہ ملک متعلق اسف و دیگر اموا
ملک مکاتب از پیش و کرد بودی ملک ملک است
اکنون کہ زمین است زمین موجب ملک با ملک متعلق
نقد تا قبل قبض موجب ملک شدی و موقوفی کہ انتقال
حد از کسی مادی کرد عقد معاوضہ متعلق و وجود
عوضین باشد حقیقت اگر نہ شد ملک نباشد و اندکی
صحت این قبض موقوف و مستقیم باشد۔

معنی دار یک | و معنی که یک است ای است که اینها
در حقیقت تسلیم حق خودی باشد بیک مقصود
بائذات گذاشتن و گذاشتن حق مکاتب باشد چنان کہ دانستی
آری و گذاشتن حق مکاتب مستلزم دقیق در حق موقوفی بالاعتبار

دقیق بات

اور وہ بات جو دقیق ہے یہ ہے کہ اس جگہ
حقیقت میں اپنا حق چھوڑ دینا نہیں ہوتا بلکہ
مقصود بالذات اپنے حق کے چھوڑنے سے مکاتب حق کو مانگنا
کر دینا ہے جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے اس کتاب کا مقصد نظری

میسگر دو ہیں نہ مولا را داؤدش مقصود است و نہ مکتبہ
 ہنوز گرفتار منظر او فقط۔ برقی خوشتر قابل شدہ
 البتہ حق مولا از دست او بدی سبب بدر رفت۔ آری
 اگر کتاب زیادہ از حق خود گرفتہ انگہ میں شبہ بچاؤ خود
 بود۔ و خود دانستہ کہ حق مکتبہ ہم مثل حق مولا ہمہ جسم
 اوست کہ قابل انقسام نیست کہ حصص او شان تھیں شوند
 چون ہمہ عدم مکتبہ حق روت مکتبہ بود و او زیادہ از حق
 گرفتہ چگونہ گوئیم کہ حق مولا را گرفتہ و اما مثل ای قسم
 انحال و اموء دار کار ہریت باشد و از ہی بہت
 ای جہاں مانعہ چارہ گفت غار گنہ آری۔ اگر نیست فضل
 کون فرض ادا نشود و اگر نیست فرض کنی فضل بناتہ و چون
 وجہش نیست کہ یک نہ از قالی انقسام ہا ہی دو و عفت
 نیست۔ اگر یکے را موجود انگاریم و دیگرے را معدوم محض
 انگاریم مگر خود این دو مفهوم در ذات چنانکہ باعتبار
 نیست استہ چھیں حق قبض حق روحانی یا قبض حق مولا
 باعتباریت باشد کہ ذاتی کہ این جان خود مختاری مکتبہ
 قبل ادا و بدل کتابت است و بدل کتابت مادانی کہ برحق
 روحانی لازم آید نہ برحق مولا نظر ہا ہی ای قبض نیز بغرض
 کتابت از حق خود باشد از حق مولا تا کہ مولا در کتاب
 لازم آید و مشبہ مذکور را گمانش منشا مانعہ اندین صورت
 تسلیم ہینہ زہون ہائے وقتی باشد کہ بدل کتابت ادا شود
 و از تہا دانستہ ہا ہی کہ در ہی مسئلہ نیز بغرض آں
 اصل نزق اند کہ گفت اند کہ اول تسلیم حق ہی باید کرد اگرچہ
 جواہر باعتبار غایب نیز شنیہ۔ باجمہد وجہ تعناد
 جہتین وقت اکتساب نظر بر یک جہت باشد و حکم

لنما الاعمال بالنیات

طور پر مولا کے حق کہ چلے جائے کہ لازم ہو جائے پس نہ تو
 مولا کو اس کا رضا مقصود ہے اور نہ مکتبہ کو ابھی تک اس کا
 یہاں غلط ہے۔ وہ فقط اپنے حق کا قبض ہوتا ہے جسے مولا کا
 حق اس کے ذمہ ہے اس سبب سے نکل گیا۔ ان اگر کتاب اپنے
 حق سے زیادہ لیتا تو اس وقت یہ شبہ برحق تھا۔ اب آپ کہ معلوم
 ہو چکا ہے کہ مکتبہ کا حق ہی مولا کے حق کی مانند اس کا تمام جسم
 ہے جو قابل تقسیم نہیں ہے۔ ان کے کھٹ حق پر ہو سکیں ہو نہ کہ مکتبہ
 غلام ہو سکے یا مکتبہ کی روت کا حق روت ہے اور اس سے
 اس سے زیادہ نہیں یہ تو پھر ہم کہیں کہیں کہ مولا کے حق کو
 یہ اس قسم کے خیال پر اندین اور درایت پر ہو کہ در اس
 سبب سے جس حق کی بات ہے کہ آپ چارہ گفت غار ادا
 کریں۔ اگر حق کی نیست کہ عفت فرض و انہیں ہوتا اور اگر فرض
 کی نہ ہو کہ عفت کا خدا ادا ہوگا جو حکم کی وجہ ہے کہ ایک
 خدا ان دو مفہوم کے ساتھ تقسیم نہ کر دلی نہیں ہے۔ اگر ایک کہم
 موجود خیال کریں تو دوسری کا حق معدوم خیال کریں گے۔ مگر ان دو
 مفہوموں کا وجود ذات میں جیسا کہ نیت کے اعتبار سے ہے۔ ان طرح
 روحانی حق کے قبضہ کا حق قبض یا مولا کے حق کا قبضہ نیت کے اعتبار
 سے ہوگا۔ اور آپ کہ معلوم ہے کہ یہاں مکتبہ کی خود مختاری بدل
 کتابت کا ادا کرنے سے پہلے بدل کتابت کے ادا کرنے کی غرض سے
 ہے اور بدل کتابت آپ چاہتے ہی میں کہ روحانی حق پر بدل کتابت
 نہ کہ مولا کے حق پر نظر ہی یہ قبضہ ہی اپنے حق کے حاصل کرنے کی
 غرض سے ہے۔ نہ کہ مولا کے حق کی غرض سے کہ آپ کہ مولا ہی جو اس
 میں مولا کی ملکیت لازم آئے۔ خود نہ کہ شبہ کو نہ خود گمانش ہے
 اس صورت میں ہمیں کہ سپرد کار کی طرف سے اس وقت ہوگی جبکہ
 بدل کتابت لرا ہو جائیگا اندین سے پہلے ہی یہ ہوگا کہ اس سے
 ہی ہی اس قاعدہ کی خلاف نہیں گئے ہیں جو قبضہ نے بدلے کہ
 پہلے قبضہ لرا کو ہی چاہئے۔ مگر یہ اس جہاں ہی غایب کے اعتبار

موقوفہ صدقہ اشقیات قرینہ و فیوض اکتساب بریت دار
برائیت این فوہت حسب کتابت تحریرم
چون زیر قلم فرغت و تقییم بنمون دیگر شادہ
سے لکھ

اشاره به مضنون و مکرر | بدو، بوم، نسبت، گر، بقدر، مودعی
 حقت، نکات، در، بن، خود، قائم
 برشود، مفعول

المکاتب عبد مابقی علیله وروحه
 یانکه که کتاب اگر چه با انتم محبت است شریک و سهم
 من و بن نو شده هر چون ملک کن محصل و ملک
 جزا و عذبه ملک عبد ملک با شنده زیاده در ملک
 ویم محصل چنانکه دانستی تجزئ نباشد باقیست تدریجی که
 ملک است را دست نی آید او آزاد بنایه رسید و بر
 حق بعضی قس نباید کرد و زیاده از حق نسبت
 باقیست و محکومیت و بر تجزئ این مقدمات بود و لازم
 می شود از حق بعضی عطف می لازم آید و اینها نوعی تحقیق
 آن مقام است و استقامت آن نسبت و احاطه آن است
 چه به و ستر است که بی بقا نهست ملک و محضام
 محکومیت و محکومیت تحقق نشود نظیر بر چنانکه در حق
 از حق یک حصه حق بمثل حصص لازم می آید یعنی از بقا
 بقا یک حصه از ملک هم که شود و محکومیت آن است
 بقا بمثل حصص لازم خواهد بود و بقا به تمام حصص از بقا
 حصه بمثل بقا از آن گرفت. الغرض از این صورت
 و در صورت

مکتب عبید و بقی علیہم السلام

تجارت و صنعت و معادن و امور دیگر که متعلق به وقت و مکان
و مورد است و آنچه از حکم اعدا و تصدیق است و در آن
وقت و در آن مکان که هر چه در آن است و در آن
الکلیت مقصد از تالیف کتاب و در آن
تقریبات است و در آن کتاب و در آن
طرح افکار و در آن

دوسرے مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو اسے ادائیگی کی قسط کے بعد وہ کتاب حصہ اپنے جسم میں لے کر چلا ہے۔

[illegible]

تا افسانہ عقد و قیل لی ضرورت لازم نیاید و قد ادا و بہ ہماں نیت او مانہ غرض قبیل مرگ در وقت ادا و بیج گفت بجلد او آزاد گویند و ہر معاملہ ساج آزادان در بر وقت باو کنند مگر ہرچہ باوا ہرچہ عدم انقسام ملک و مملوک این تجزی معارض حدیث المکاتب عہد نہاشد بلکہ چنانکہ فرق معصن وقت انقسام قبلی و تناوب نام نہ کرد یا وقت بیج و تقویٰ حیات و نہ ہماں عہد از آن ہمسام شدالی با فرق مذکور مشق در تصبیح ویت باشد کہ قیمت معقول باشد و نہ ہماں از آن ہر دو بود۔ باجلد تران گفت کہ معاملہ کتابت کہ مانا معاملہ بیج است چنانکہ واضح و واضح ہوتا و منفعی شد۔ زیرا کہ موت مانع افسانہ عقد بیج و اقل از آن باشد پسند اگر مال بہت عدا و گناہ داشت کہ بدل کتابت دادہ شود و قبیل حیات در آخر ساعت ہر حکم حق برو کنند از بی سند معاف روشن است کہ معاملہ چنان قائم است و بدل کتابت بیج و گرد وین کہ موافق بیج و شر باشد از میراث و غیرہ مقدم آری مگر در زندگانی خود بجز خود اجرت کرد و بجز افلاس معاملہ منفعی شود۔ و وجہ اسل وقت افلاس چون پیشتر عرض کردہ ایم حاجت نگاہ نیت۔ اندلی صورت باز مکتب نزد کسیانکہ بعد م عین او قبیل ادا و انجام رفت اند بلکہ بد و آید و بدلی سبب مکاسب او بالقیع بتصرف مولی و ملک او در آید۔ باجلد از بی اقل ضرورت رد بجوم کتابت بسلام ترسد کہ مال غلام آخر مال مولی باشد اگر رد بجم کرد نہ باز چہ بود ہماں آتش در کاسہ باشد۔

ہو کہ اس وینہ سے رخصت ہوا تو ادا کی رقم کے مطابق بیج کہو کہ کہ بی ضرورت و مال کے عقد کا بیج ہونا لازم نہ لے اور بی غلطوں کا رد ہوا او کیا ہے وہ اس نیت پر بیج غرض موت سے نہا پہلے بقدا ادا و بیج کہو کہ اس کے حساب سے آزاد کہیں گے اور آزادوں کے سے تمام معاملات حق مقدار میں یعنی مقدار میں کہ اس کا آزاد قرار دیا ہے کر چکے۔ لیکن ہرچہ باوا ہرچہ ملک اور مملوک کی تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے یہ تجزیہ حدیث المکاتب عہد کے مخالف نہ ہوگا بلکہ عہد کا حصول کا فرق اختلاف رخصت یعنی اور ترانہ باری باری اور تناوب نام نہا ہوتا نہ ہوتا۔ ایک وقت بیج اور قیمت کے نہیں کے وقت نام نہا ہوتا (۱۶) پر مملکت نام نہا ہوتا اور نہ تمام کا تمام غلام سب کی ملکیت میں ہوگا یہاں مذکورہ فرق مشق ویت کی تقسیم میں ہوگا جو کہ حقوق کی قیمت ہے۔ در سب دونوں کی ملک ہوگا باجلد نہیں کر سکتے کہ کتابت کا معاملہ ہو کہ بالحق بیج کا معاملہ ہے جیسا کہ نصف طور پر آپ نے بیان کیا اسکی موت سے منفعی ہو گیا کیونکہ موت بیج اس ادا کے اقالے کے منفعی ہونے کو مانع ہے۔ لہذا اگر مال ادائی کے برابر بیج ہو گیا تو کتابت کے بدلے میں دینا جائے گا اور زندگی سے ذرا پہلے شرکی آخری گفٹی میں اس پر آزادی کا حکم صادر کر چکے اس شکل سے صاف روشن ہے کہ معاملہ حق میں قائم رہے اور بدل کتابت دو سبب خرموں کی بیج ہو کہین و شر کے عوض ہو گئے نہ بیج و نہ بیج ہو گئے ہاں اگر اپنی زندگی میں اس نے اپنی بیجوری کا اقرار کر لیا تھا تو افلاس کی وجہ سے معاملہ منفعی ہو جائے گا اور افلاس کے وقت اقالہ کی وجہ پر حکم بیج پر شرک کر چکے ہیں اس وہ بارہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس صورت میں مکتب پھر ان لوگوں کے نزدیک ہو کہ قسطوں کے ادا کرنے سے پہلے اسکا آزاد نہ ہونے کے قابل

ہیں ملکیت میں آجائے گا اور اس سبب سے اس کی کسب کردہ بیج میں تا بیج ہو کہ مولی کے تصرف اور اسکی ملکیت میں آجائیں گی۔ باجلد اس اقالے سے کتابت کی قسطوں کے غلام کو لوانے کی ضرورت نہ ملے گی کہ

غلام کا مال آخر مولیٰ کا مال ہوتا ہے اگر رد بھی کر دیا تو کیا فائدہ حاصل جوں کا توں ہے۔

اقتصادِ اقالہ وقت حیات تصور است نہ بعد حیات
چوں نوبت اقالہ در حیات نرسیدہ بود و بلائے نگہبانی
در گرفت و جان بجان آفرین سپرد چارہ بجز این نیست
کہ بقدر ما اقلیٰ بایستاع بیع قائل شوند و بقدر ما اقلیٰ
آزاد ستانند البتہ اگر بیع اضطراری و اور شرع وقت
ضرورت اعتباری بودی این بیع بقدر مذکور محکم می شود
مگر ہر کفر و غصب و فصول آن را از کتب فقہیہ وداشتہ
باشد و تسلیم این قسم دعاوی چارہ بجز اعتراف ندارد
نتیجہ کہ چاہم کسی اگر تحریک ہوا در آوند رنگ و رنگیزی
بیعتہ صاحب آن چاہم مالک رنگ صحت شود و ظاہر است
کہ این اقرار تمام ملک بنا چاری است و نیز گفتہ اند اگر غاصب
چاہم کسی بغصب آورد و رنگ کرد صاحب چاہم اختیار
است خوابد قیمت جائز ارض بگردد یا قیمت رنگ باحوال
کشد و ظاہر است کہ لزوم این بیع بذمہ غاصب بلا ضابطہ
خواہد بود۔

انہما کہ قوشہ سلم بہما و تحریریں عزیز نوشتہ ایم ماگز نزد
حقیرہ چہ نہیں است کہ دیت مکاتب بقدر دعاوی دیت ہوا
باشد فیہا در نسخہ نوشتہ ایم خبری و گہا شدہ اکنون مناسب
آنست کہ قلم آنگہم مگر اگر ایک شب خبر داده رہ بخوابش
نمایم از ہوا اولیٰ باشد۔

شبہ | عزیز میں پس اس استماع میں تقریر احرف حاصل
ایں مابین کاتب مولیٰ منوعات گوید لکلا بولش نہ
نمودہ باشد مگر وصیت تسلیم بیع و وجہا و لا و لظاہر حکم می نماید
نیز کہ و لا مانع از غلام بیع ساقط شود لیکن آنرا تقریر بیع نام

لے فائدہ کے لئے سچ ہے جس میں انہما کہ قوشہ سلم بہما و تحریریں عزیز نوشتہ ایم ماگز نزد حقیرہ چہ نہیں است کہ دیت مکاتب بقدر دعاوی دیت ہوا

شبہ | میرے عزیز اس تحریر کو فہم سے سننے کے بعد بیع کے
معانی کا احقر نے کتاب اصول کے بیان ضرورت
اگرچہ دوسرے خیال میں اس طرف رہائی نہیں کہ ہے مگر یہ تسلیم کرنے
کہ صحت میں بیع قلم کے باقی ہے کہ اس کے جواب میں اس طرف

رہنمائی کروں تو صحت بہتر ہو گا۔

بنظر غائر خواهند دید و عاشقان و کتابت درمی یارہ
فرق نخواہند یافت۔

تفصیل اجمال این اجمال آنکہ ولادہ جزائے
آں احسان است کہ با عطاء تصرفات
و اختیارات مولود او با و کرده است نہ جزائے اخراج
از ملک خود کہ حقیقت اشتقاق است۔ چہ جزائے او نجات
عن النار و حق روز قیامت است نہ ولادہ۔ آری با اخراج
عن الملک اعطاء لازم آید۔ یا گوئیم اشتقاق ہر دو امر مقصود
باشد۔ جزاء اول حق من الہا باشد و جزاء ثانی ولادہ
و این بدان ماند کہ در چہا د اعلاء کلمتہ اللہ مقصود باشد
و استخلاص اممال کفار و قبضہ بھال لازم آید۔ یا ہر دو مقصود
باشد۔ مقصودیت اول خود ظاہر است باقی و چہ مقصودیت
ثانی این باشد کہ اموال مخلوق بہر عبادۃ بودند۔ چنانچہ
از تحریرات سابقہ روشن شدہ باشد۔ چون فی غیر مصلحت
بودند استخلاص آں بہم ضرور افتاد۔ بہر حال جزاء اول
ثواب است و جزاء ثانی نیست۔ مگر چوں در کتابت از
دو جهت اشتقاق است اخراج از ملک بدوین است
و اخراج عن الیسبۃ عوض، از عوض اغروی غرق ماند
آری عوض ثانی بھال خود باشد۔ واللہ اعلم و
عمر اتم و اکمل۔

چہ کیونکہ بانی کا حق ولادہ فروخت کردہ غلام سے ساقط ہو
جاتا ہے۔ لیکن جو لوگ میری پریشانی آفرینہ کی غلطی سے کہیں
تو عاشقان اور کتابت میں کوئی فرق نہیں پائیں گے۔

اجمال کی تفصیل اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حق ولادہ
اپنے اختیارات اور تصرفات دیکر اس کے ساتھ احسان کیلئے دیکر
اپنی ملکیت سے خالص کرنے کی جزاء جو کہ آزاد کرنے کی حقیقت ہے
کیونکہ اس کا بدلہ اس سے نجات و قیامت کے بعد آزادی ہوگی
نہ کہ ولادہ اس ملکیت سے خالص کرنے سے پیش کش کرنا لازم آتا ہے
یا ہم کہیں گے کہ آزاد کرنے کی دونوں باتیں مقصود میں اول جزاء
تو ہر دو چہم سے آزادی ہوگی اور دوسری جزاء میراث ملے گی۔ اس طرح
ہے جیسا کہ چاہیں اس کے لئے کہ کوئی نہ کرنا مقصود ہوتا ہے اور کفار کا
بھال حاصل کرنا اور اس پر قبضہ بھی لازم آتا ہے یا دونوں مقصود ہوتے
ہیں پہلی مقصودیت تو خود ظاہر ہے دوسری مقصودیت کی وجہ یہ
ہے کہ مال عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں جیسا کہ سابقہ تحریروں
سے واضح ہو گیا ہوگا جو کہ کفار کے اموال اپنے مال میں نہ لئے لہذا
اس سے اموال کی خلاصی کرنا ضرور ہوتا ہے ہر حال پہلی جزاء تو ثواب
ہے اور چہا د کی دوسری جزاء غنیمت کا حصول۔ مگر چونکہ کتابت میں
دو جهت سے اشتقاق ہے لہذا عرض کیا کہ ملکیت سے خالص کرنا
اور قبضہ سے عوض کے بغیر خارج کر دینا ہے۔ لہذا آخر ایک عوض سے
مخبر ہوں گے بھال دوسرا عوض جو ولادہ اپنے مال پر ہے اللہ اعلم و
عمر اتم و اکمل۔

نور محمد احمد اللہ کہ اس کتب کا ترجمہ ۱۹ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۶۵ء بمذہب وراثت شروع کیا گیا اور بتاریخ
۱۵ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۹۶۵ء بمذہب وراثت کی درمیانی شب میں ساڑھے بارہ بجے ختم ہوا۔

کتب و دستاویزات پبلیک لائبریری

لاد اور این سب سے سال دورہ راولپنڈی

طوبیٰ ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفرنامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ